بحولہ تعالیٰ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد دوازدہم

جسمیں

علاوہ دیگر حکمرانان اسلام کے یمین الدولہ سلطان محمود بن امیر سبکتگین کی ولادت، تربیت، نسب، جوش مذہبی، اخلاق، عدل، داد دہش کے تذکرے، سورما راجایان ہند جیپال انند پال، بجے راؤ، کالی چند، پرم دیو، نندا اور چند پال وغیرہم کی جان توڑ کوشش مقاومت بھٹنیر، ملتان، گوالیار، کالنجر، نگر کوٹ، تھانیسر، کشمیر، قنوج، متھرا، مہابن، نہروالہ اور سومنات کی لڑائیاں اور فتوحات اور شاہنامہ فردوسی کے تصنیف کے اصلی واقعات نہایت تصدیق

کمال تحقیق سے درج ہیں

مترجمہ

عالیجناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب ممبر بورڈ آف انڈین مڈیسن یو۔پی

مؤلف

سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس و

حیات سلطان نورالدین محمود زنگی

۱۳۴ھ
۱۹۲ء

باہتمام منشی حامد حسین صاحب یونانی دواخانہ پریس الہ آباد میں چھپکر شایع ہوا

طبع اول
۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد ے
علاوہ محصولڈاک

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ
کی
تیرہ جلدیں

اس ترجمہ کی تیرہ جلدیں چھپکر شائع ہوگئی ہیں۔ کتاب کیا ہے علم تاریخ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جسکے دیکھنے اور خریدکرنیکے بعد علم تاریخ کی دوسری کتابوں کی خریداری کی ضرورت باقی نہیں رہتی حق یہ ہی کہ جس پایہ کی اصل کتاب ہی اُسی حیثیت کا ترجمہ بھی کیا گیا ہی۔ عبارت سلیس، عام فہم اور بامحاورہ ہی جابجا حسب ضرورت فاضل مترجم نے نوٹس بھی لکھے ہیں جنکا ماخذ تاریخ کامل ابن اثیر، ابو الفداء، اور نفح الطیب وغیرہ کتب تواریخ ہیں۔

اُردو زبان کی اس سے زیادہ اور کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہی کہ علامہ ابن خلدون جیسی عربی تاریخ کا ترجمہ اس زبان میں شائع ہو رہا ہی۔ کئی کروڑ مسلمانان ہند جو زبان عربی سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اپنے اسلاف کے کارناموں سے ناواقف تھے اس ترجمہ کے بدولت اب وہ اچھے خاصے مورخ بنجائینگے اس سے زیادہ اچھا ذریعہ انکی واقفیت کا کیا ہوسکتا ہی کہ وہ اس ترجمہ تاریخ کو خرید فرما کے اول سے آخر تک دیکھ جائیں۔ دیکھیں تو انمیں کیسے غیرت، خودداری، اولو العزمی، ثابت قدمی، ہمدردی اور قوم پرستی کا مادہ نہیں پیدا ہوتا۔

ابن خلدون میں حضرت نوح علیہ السلام سے آٹھویں صدی ہجری تک کے حالات کمال بسط و تحقیق سے درج کئے گئے ہیں کل انبیاء کرام سلاطین عظام جانشینان نبی علیہ السلام اور حکمرانان اسلام کی معاشرت و تمدن اور ملکداری پر کافی روشنی ڈالی گئی ہی۔ کاغذ سفید چکنا۔ رایل سائز۔ قیمت جلد اول، دوم، سوم، چہارم اور ششم کی فیجلد دو روپیہ آٹھ آنہ اور جلد پنجم، ہفتم، ہشتم، نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم اور سیزدہم فیجلد تین روپیہ مجموعی قیمت ۔۔ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ کل جلدوں کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

المشتھر
حامد حسین مالک رسالہ الاسلام محلہ سبزی منڈی الہ آباد

فہرست ترجمہ تاریخ ابن خلدون رح
کتاب ثانی جلد دوازدہم

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدونؒ کی اشاعت کا سلسلہ ذریعہ رسالہ مبارکہ الاسلام ۱۸۹۸ء سے شروع ہو کر ۱۹۱۰ء تک ختم ہوجاتا ہے اس مدت میں گیارہ جلدیں ترجمہ کی شائع ہوئیں بارہویں جلد ۱۹۱۱ء میں مکمل بشکل غیر مکمل خریداران رسالہ موصوف کی خدمات عالیات میں تو پہونچ گئی لیکن اسکی کتابی صورت کو شائقین نہ دیکھ سکے، صاحب مطبع کی بے توجہی کی نذر ہوگئی ناچیز مترجم بھی، تسلسل علالت، تواتر حوادث، تکاثر مصائب اور مشاغل طبی کی وجہ سے نہ تو رسالہ مشار الیہا کو اپنی ادارات میں جاری رکھ سکا اور نہ بارہویں جلد کو مکمل کر کے کتابی صورت میں پبلک کے روبرو پیش کر سکا، طرہ یہ ہوا کہ ترجمہ کا سلسلہ بھی مسدود ہوگیا۔ شائقین کرام قارئین عظام نے تقاضے شروع کر دیئے، ہر مہینہ سیکڑوں خطوط آنے لگے، کس کس کو جواب دیا جاتا، بند رکھنے کی کب تک اور کیا وجہ بتائی جاتی، جب انکو کوئی جواب نہ دیا گیا، تو وہ بھی ایک مدت کے بعد انا للہ کہکر خاموش ہوگئے، مگر بایں ہمہ اب بھی ہر مہینہ میں دو چار خطوط آتے اور نور نظران حکیم مولوی احمد عثمانی اور حکیم مولوی محمد عثمانی سلمہما الرحمٰن ووقاہما عن حوادث الزمان برابر اصرار کرتے ہی رہے بالآخر نوبت اس حد تک پہونچ گئی کہ ہر روز فرصت کے اوقات میں کتاب، کاغذ اور قلمدان لاکر رکھدیا جاتا۔ اور پھر بلا تسوید اوٹھا کر رکھدیا جاتا۔ میں نے انکے جذبات اور قوم کی استدعا کو ٹھکرانا اور شائقین تاریخ کے شوق اور اشتیاق کا خون کرنا مناسب نہ سمجھکر ترجمہ کرنے پر کمر ہمت باندھی اور اللہ تعالےٰ کے کرم وفضل سے ترجمہ کی بارہویں جلد از سر نو مرتب کرلی۔

اس جلد میں نوٹس کے سلسلہ میں ان واقعات کے خلاف، صفحے کے صفحہ رنگے ہوئے پائے

جائیں گے جنکو زبان اردو کے انشا پرداز مورخوں نے گرمی محفل کے خیال سے بلا تحقیق و تصدیق یا خود تصنیف و ساختہ لکھدیا ہے۔ مورخ کو مورخ ہونے کی حیثیت سے نہ تو انشا پرداز ہونا چاہیئے اور نہ اسکو مبالغہ اور رنگ آمیزی سے کام لینا چاہیئے اور نہ من گڑہت واقعہ لکھنا چاہیئے مورخ کو لازم ہے کہ واقعہ کو نہایت سادگی سے تحریر کرے، شاعری اور انشا پردازی سے الگ رہے نہ کسی کا ہمدرد ہو اور نہ کسی کا طرف دار بنے، اگر کوئی واقعہ کسی قوم یا شخص کے عادت خلاف اسکے نظر آجاے تو اصول و مراتب کے لحاظ سے اس پر تبصرہ کرے۔

چونکہ مورخ علامہ ابن خلدون نے اپنی کتاب کی ترتیب اور اصول تحریر میں اس امر کو پیش نظر رکھا ہے کہ ہر خاندان سلطنت و حکومت کے حالات کو علیحدہ علیحدہ مستقل طور سے بیان کیا ہے اسوجہ سے اکثر واقعات متعدد و مختلف مقامات میں مکرر بیان کئے گئے ہیں اور ایسا ہونا لازم تھا ساتھ ہی اسکے مورخ موصوف نے یہ التزام ضرور کیا ہے کہ جس واقعہ کو کسی عنوان کے تحت میں مکرر لکھا ہے اسکو ضمنی اور اجمالی طور سے لکھا ہے اور اصل عنوان کے واقعات کو زیادہ وضاحت اور تفصیل سے تحریر کیا ہے لہذا ترجمہ تاریخ کے سیر کرنے والوں کو مکرر واقعہ سے پریشان نہونا چاہیئے میں نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے میں ذرا بھی انشا پردازی نہیں کی اور نہ واقعات کے بیان کرنے میں شاعری سے کام لیا ہے۔ جس طرح سادہ طریقہ سے مورخ موصوف نے واقعات قلمبند کئے ہیں اسی طرح روکھے پھیکے الفاظ میں نہایت سادگی سے ترجمہ کیا ہے جو قوم کے سامنے ہے وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی و نعم الوکیل۔

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ
الہ آباد۔ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی - جلد ۱۲ دوازدہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرب دبیس مع الغز

جسوقت بنو بویہ کا زمانہ حکومت منقضی ہوگیا اور (تاتاریوں) نے انکو مغلوب و مقہور کر دیا اور عنان حکومت و سلطنت سلطان طغرلبک بادشاہ سلجوقیہ نے اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی اسوقت سلطان موصوف دارالخلافت بغداد میں آیا اور خلافت مآب پر مستولی ہوکر منابر اسلام پر اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور الملک الرحیم آخری ملوک بنی بویہ کو گرفتار کر لیا[۱] جیسا کہ یہ واقعات بالتفصیل بنو بویہ کے حالات میں مذکور ہو چکے ہیں۔

بساسیری نے الملک الرحیم سے قبل اسکے کہ وہ واسط سے بغداد کیجانب روانہ ہو بقصد جنگ سلطان طغرلبک علیحدہ ہوکر کوچ کر دیا تھا۔ قطلمس ابن عم طغرلبک جد ملوک بلاد روم اولاد قلیج ارسلان اس قصد میں (تاتاریوں) کے خلاف اسکا ہم آہنگ تھا۔ ہتیم الدولہ ابوالفتح عمر اسکا ہمرکاب تھا۔ قریش بن بدران والی موصل وغیرہ بھی اسکے

[۱] یہ واقعات ۴۴۷ھ کے ہیں دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵ جلد ۹

رکاب میں تھے چنانچہ دبیس اور بساسیری نے تاتار سے مقام سنجار میں معرکہ آرائی کی سلطان طغرلبک نے ان لوگوں کو پہلے ہی معرکہ میں ہزیمت دی۔ قریش زخمی ہوکر میدان جنگ سے دبیس کی خدمت میں آیا۔ دبیس نے اسکو تسلی دی اور اسکے ہمراہ موصل کیطرف گیا۔ موصل میں سبھوں نے متفق ہوکر دوبارہ جنگ کی رائے قایم کی۔ دبیس، قریش اور بساسیری نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کرکے بریہ کیجانب خروج کیا بنی نمیر اصحاب حران اور رقہ کا ایک جم غفیر ان لوگوں کے رکاب میں تھا۔ سلطانی لشکر نے بسر افسری ہزار دست جو کہ امراء سلجوقیہ میں ایک نامور شخص تھا ان لوگوں کا تعاقب کیا اور دو چار منزلیں طے کرکے انکے سروں پر پہونچکر حملہ کر دیا۔ ان لوگوں کو ہزیمت ہوئی سلطانی لشکر نے بہت سا مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر مراجعت کی۔

خاتمہ جنگ کے بعد دبیس اور قریش نے ہزار دست کے پاس کہلا بھیجا کہ اب ہملوگ بے دست و پا ہو گئے ہیں زمین ہم پر تنگ ہو رہی ہے سلطان طغرلبک ہم لوگ کے حال زار پر رحم فرمائے" ہزار دست نے سلطان کی خدمت میں ان لوگوں کا پیام پہنچا دیا سلطان طغرلبک نے عفو تقصیر کا وعدہ فرمایا۔ پس دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ کو قریش کے وفد (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ بارگاہ سلطانی میں روانہ کیا سلطان طغرلبک نے ان دونوں کی عزت افزائی کی کمال توقیر واحترام سے پیش آیا۔

اس واقعہ کے بعد نیال (سلطان کا بھائی) ہمدان میں باغی ہوگیا۔ سلطان طغرلبک اسکی سرکوبی وجنگ کو بغداد سے روانہ ہوا۔ جوں ہی سلطان نے بغداد سے کوچ کیا بساسیری نے دارالخلافت بغداد کیطرف قدم بڑھایا۔ خلیفہ قایم نے یہ سنکر دبیس کو کہلا بھیجا کہ تم دارالخلافت بغداد میں قیام کرو۔ دبیس نے معذرت کی کہ بغداد میں اہل عرب قیام نہیں کر سکتے۔ تب خلیفہ قایم نے کہلا بھیجا کہ "اچھا تم اپنے پاس ہمکو آنے کی اجازت دو تاکہ ہم تم اور ہزار دست مجتمع ہوکر بساسیری کی مدافعت کی فکر کریں،" ہنوز اسکا کچھ

جواب نہ آنے پایا تھا کہ بساسیری آپہونچا اور دار الخلافت بغداد میں داخل ہو گیا۔ قریش بن بدران بھی اسکے ساتھ تھا۔ ۴۵۰ھ میں دار الخلافت پر قبضہ کر لیا اور حکمران دولت علویہ کے نام کا خطبہ پڑھا خلیفہ قایم نے قریش بن بدران سے امن طلب کی قریش نے خلیفہ کو امن دیکر بحراست مہاوش عقیلی کے پاس جو کہ اسکے بنی اعمام سے تھا عانہ روانہ کیا۔ بساسیری اور اسکے ہمراہیوں نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد طرح طرح کی بد افعالیاں اور حرکات ناشائستہ شروع کر دیں جسکے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ دبیس بن علی بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین والی جزیرہ دبیہ نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ یہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد حکمراں ہوا تھا۔ ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

بعد ازاں سلطان طغرلبک نے اپنے بھائی نیال کے مہم سے فارغ ہو کر ہمدان سے مراجعت کی بساسیری اور اسکے ہمراہی یہ خبر پاکر بغداد سے نکل بھاگے بلاد دبیس میں جاکر دم لیا۔ صدقہ بن منصور ان کی ترک رفاقت کر کے ہزار دست کے پاس واسط چلا گیا اور سلطان طغرلبک خلیفہ کو محلسرائے خلافت میں واپس لے آیا۔ پھر فوجیں آراستہ کر کے بساسیری کی تعاقب میں روانہ ہوا۔ اسکے مقدمۃ الجیش پر خمار تکین طغرائی تھا دو ہزار جنگ آور اس کے رکاب میں تھے۔ سرایا بن منیع خفاجی بھی اسکے ساتھ تھا۔ اگلے دن سلطانی مقدمۃ الجیش دبیس بن مزید اور بساسیری کے سر پر پہونچ گیا لڑائی چھڑ گئی۔ دبیس میدان جنگ سے ہزیمت اٹھا کر بھاگ نکلا۔ اکیلا بساسیری سینہ سپر لڑتا رہا بالآخر مارا گیا یہ واقعات ۴۵۱ھ کے ہیں۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد سلطان طغرلبک نے بغداد کیجانب معاودت فرمائی پھر واسط کیطرف کوچ کیا۔ ہزار دست بن تنکین خدمت میں حاضر ہوا دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور کی سفارش کی۔ سلطان نے عفو تقصیر کا وعدہ فرمایا پس یہ دونوں حاضر ہوئے اور اسکے رکاب میں بغداد کیجانب

روانہ ہوئے سلطان طغرلبک نے بغداد میں پہونچکر ان دونوں کو خلعتیں مرحمت کیں اور اُنکے صوبجات کیجانب واپس فرمایا۔

وفات دبیس وامارت منصور دبیس اس زمانے سے برابر اپنے صوبہ میں حکمرانی کرتا رہا تاآنکہ ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے ستاون سال پورے کر کے اس دار فانی سے کوچ کیا۔ یہ شخص ممدوح خلایق تھا شعرار نے اسکی وفات کے بعد بدرجہا اس سے زیادہ کہ اُسکے زمانہ حیات میں اُسکی مدح کی تھی مرثیہ لکھا۔

اسکے مرنے پر اسکے کُل صوبجات اور نیز بنو اسد پر اسکا بیٹا ابو کامل منصور حکمراں ہوا بہاء الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ سلطان ملکشاہ کیخدمت میں سلام کی غرض سے حاضر ہوا سلطان نے اسکے صوبجات کی حکومت پر اس کو بحال وقایم رکھا۔ ماہ صفر ۴۷۵ھ میں واپس ہو کر اپنے دار الحکومت میں آیا اور نہایت عدل وانصاف وخوش سیرتی سے حکومت کرنے لگا

وفات منصور بن دبیس و ولایت صدقہ ماہ ربیع الاول ۴۷۹ھ میں بہاء الدولہ ابو کامل منصور بن دبیس بن علی بن مزید والی حلہ ونیل وغیرہا نے سفر آخرت اختیار کیا خلیفہ نے نقیب العلویین ابو الغنایم کو اُسکے بیٹے سیف الدولہ صدقہ کے پاس تعزیت کی غرض سے روانہ کیا۔ اور صدقہ سند امارت حاصل کرنے کو سلطان ملکشاہ کیخدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان ممدوح نے خلعت فاخرہ سے اسکو سرفراز فرمایا اور بجائے اسکے باپ کے اسکو سند امارت عطا فرما کے رخصت کیا۔

صدقہ اور سلطان برکیاروق سلطان برکیاروق اور اُسکے بھائی محمود بن ملکشاہ سے حکومت وسلطنت کی بابت مدتوں سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ متعدد لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ ان واقعات کے اثنار میں صدقہ بن منصور برابر سلطان برکیاروق کا مطیع رہا کل لڑائیوں میں گاہے بنفسہ شریک ہوتا تھا اور گاہے اپنے بیٹے کو روانہ کرتا فوجی اور مالی مدد سے ذرا بھی کوتاہی نہ کرتا تھا ۴۹۴ھ تک اسکا یہی رویہ رہا بعد اسکے سلطان برکیاروق کے

وزیر (اعز ابوالمحاسن دہستانی) نے بطلب اس مال کے جو اسکے پاس رکھا تھا اور جسکی تعداد دس لاکھ دینار تھی ایک قاصد روانہ کیا اور بصورت عدم ادائیگی اپنی سطوت وجبروت کی دھمکی دی۔ صدقہ بگڑ گیا۔ فوراً سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور باغی ہوگیا اتنے میں سلطان برکیاروق اپنے بھائیوں محمد اور سنجر کے مقابلہ سے ہزیمت اٹھا کر بغداد پہونچا اور اس واقعہ سے مطلع ہوا پس اُس نے امیر ایاز کو جو اُسکے امرا کبار سے تھا صدقہ کے پاس روانہ کیا صدقہ نے اُسکی بھی سماعت نہ کی بلکہ سلطان کے گورنر کوفہ کو کوفہ سے نکالکر اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

صدقہ کا واسط اور ہیت پر قبضہ ۴۹۶ھ میں سلطان محمد دار الخلافت بغداد پر مستولی تھا اور اُسی کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جاتا تھا۔ ابوالغازی بن ارتق اُسکی طرف سے شحنہ بغداد تھا۔ صدقہ بن منصور اسکا مطیع اور معاون تھا۔ پھر اسی سنہ میں سلطان برکیاروق نے سلطان محمد پر حملہ کیا اور اصفہان میں اُس پر محاصرہ ڈالدیا۔ سلطان محمد نے قلعہ بندی کر لی۔ سلطان برکیاروق محاصرہ اُٹھا کر ہمدان چلا آیا اور کمشتکین قیصری کو شحنہ بغداد مقرر کر کے دار الخلافت بغداد کیطرف روانہ کیا۔ ابوالغازی نے یہ خبر پاکر اپنے بھائی سقمان بن ارتق کو قلعہ کیفا بغرض امداد و مدافعت کمشتکین بلا بھیجا اس اثناء میں کمشتکین بغداد میں داخل ہوگیا اور برکیاروق کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھ دیا۔ ابوالغازی اور سقمان دار الخلافت بغداد سے نکلکر دجیل چلے آئے بجری میں دونوں مقیم ہوگئے۔ صدقہ کو اِن واقعات کی خبر لگی تو وہ بھی فوجیں آراستہ کر کے مقام صرصر میں پہونچکر خیمہ زن ہوگیا۔ صدقہ کے پہونچنے سے پیشتر خلافت مآب کا سفیر آگیا تھا مگر کوئی بات طے نہوئی۔ ابوالغازی، سقمان نے معاودت کی اِن دونوں کے لشکروں نے اطراف دجیل میں قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا چھوٹے بڑے قریہ، قصبات کو لوٹ لیا۔ رفتہ رفتہ یہ دونوں بغداد کی جانب بڑھے سیف الدولہ صدقہ نے اِن دونوں کو

ہمراہ اپنے بیٹے دبیس کو روانہ کیا۔ پس ان لوگوں نے رملہ پہونچکر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس سے اور ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ نظام حکومت درہم وبرہم ہوگیا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ صدقہ کے پاس ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لکھ بھیجی صدقہ نے جواباً کہلا بھیجا کہ آپ کمشتکین قیصری کو بغداد سے نکال دیجئے ابھی سارا انتظام اور امن وامان قایم ہوا جاتا ہے۔ چنانچہ خلافت مآب نے کمشتکین قیصری کو ماہ ربیع الآخر ۴۹۶ھ میں بغداد سے نہروان کیجانب روانہ کردیا سیف الدولہ صدقہ نے حلہ کیطرف مراجعت کی دار الخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا جانے لگا۔

کمشتکین قیصری بغداد سے نکلکر واسط پہونچا اور سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ صدقہ کو اسکی خبر لگ گئی فوراً واسط کیجانب کوچ کردیا اور پہنچتے ہی کمشتکین کو واسط سے نکال دیا۔ اس عرصہ میں ابو الغازی بھی واسط پہونچگیا۔ دونوں نے مجتمع ہوکر کمشتکین کا تعاقب کیا۔ کمشتکین گھبراگیا امن کی درخواست کی صدقہ نے اسکو امن دی اور عزت واحترام سے پیش آیا۔ واسط میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پھر پڑھا گیا اور اسکے نام کے بعد خطبہ میں صدقہ اور ابو الغازی کا نام بھی داخل کیا گیا اور ہر ایک نے اسکے بیٹے کو واسط کی حکومت پر مامور کرکے مراجعت کی ابو الغازی دار الخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا اور صدقہ نے حلہ کا راستہ لیا مگر منصور کو ابو الغازی کے ہمراہ دار الخلافت بغداد خلیفہ مستظہر کو راضی کرنے کو بھیجدیا دیر کس کی تھی خلافت مآب راضی ہوگئے۔

ان واقعات کے بعد صدقہ نے ہیت پر بھی قبضہ کرلیا۔ سلطان برکیاروق نے ہیت بہاء الدولہ ثروان بن وہب بن وہیب کو بطور جاگیر مرحمت کیا تھا بنو عقیل کی ایک جماعت صدقہ کے پاس مقیم تھی۔ کسی بات پر صدقہ اور بہاء الدولہ میں ان بن ہوگئی۔ بقیہ بنو عقیل بھی صدقہ کیجانب مائل ہوگئے۔ اسی اثناء میں بہاء الدولہ حج کرنے کو چلا گیا بعد چندے حج کرکے واپس ہوا۔ صدقہ نے مزاحمت کی اور اپنے بیٹے دبیس کو والی ہیت کے

پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ شہر ہمارے حوالہ کر دو ثروان کے نائب محمد بن رافع بن رفاع بن ضبیعہ بن مالک بن مقلد نے جو اسوقت والی ہیت تھا اس سے انکار کیا صدقہ مہم واسط سے فارغ ہو ہی چکا تھا۔ ہیت کی طرف کوچ کر دیا۔ منصور بن کثیر اپنے چچا ثروان کیطرف سے فوجیں لیکر لڑنے کو نکلا دونوں نے معرکہ کارزار گرم کیا لڑائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں شہر ہیت کے چند لوگ صدقہ سے مل گئے اور انہوں نے شہر پناہ کا دروازہ موقع پا کر کھولدیا۔ صدقہ شہر میں داخل ہو گیا منصور نے یہ رنگ دیکھکر اطاعت کی گردن جھکادی اور شہر کو صدقہ کے حوالہ کر دیا۔ صدقہ نے منصور اور اُسکے ہمراہیوں کو خلعت اور انعام سے سرفراز کیا اور اپنے ابن عم ثابت بن کامل کو حکومت واسط پر اپنی طرف سے مقرر کر کے حلہ کیجانب مراجعت کی۔

بعد ازاں سلطان محمد اور سلطان برکیارق میں باہم مصالحت ہو گئی۔ ماہ شوال سنہ میں صدقہ نے واسط کیطرف کوچ کیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا اور اُن ترکوں کو جو وہاں مقیم تھے نکال دیا۔ مہذب الدولہ بن ابوالخیر کو بلا کر جبکہ تین مہینے سال پورے ہونے کو باقی تھے پچاس دینار پر شہر کا ٹھیکہ دیدیا اور حلہ کیجانب مراجعت کی

صدقہ کا بصرہ پر قبضہ بصرہ تقریباً دس سال سے اسماعیل بن ارسلان جق سلجوقیہ کے قبضہ اقتدار میں تھا چونکہ مابین سلطان برکیارق اور محمد منازعت کا سلسلہ چلا آرہا تھا اسوجہ سے اسماعیل کو اپنی قوت کے بڑھانے اور حکومت میں استقلال و استحکام پیدا کرنے کا خاصہ موقع ملتا گیا۔ بایں ہمہ صدقہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور موافقت کا اظہار کرتا تھا پس جب سلطان محمد کا مستقل طور سے عنان حکومت پر قبضہ ہو گیا تو صدقہ نے سلطان محمد کی خدمت میں اپنے صوبجات پر اپنی بحالی کی درخواست پیش کی چنانچہ سلطان محمد نے اسکو اُسکے صوبجات پر بحال و قایم رکھا بعد ازاں سلطان محمد نے اپنا ایک نائب بصرہ کے شاہی جاگیرات پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ اسماعیل نے

مخالفت کی سلطان محمد نے صدقہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ اس اثنا میں منکبرنی علم بغاوت بلند کر دیا۔ سلطان محمد اس وجہ سے مہم بصرہ کیطرف متوجہ نہو سکا۔ صدقہ نے اسماعیل کے پاس پیام بھیجا کہ بصرہ کی افسری پولیس مہذب الدولہ بن ابی الخیر کے حوالہ کر دو اسماعیل نے اسکی بھی سماعت نہ کی تب صدقہ نے فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے اُن قلعات کی قلعہ بندی کر لی جنکو اُس نے اطراف بصرہ میں تعمیر کرایا تھا باقی رؤساء شہر عباسیہ، علویہ، قاضی، مدرسین اور دوسرے امراء شہر کو بصرہ میں چھوڑ تا گیا۔ صدقہ نے پہونچکر بصرہ پر محاصرہ ڈالدیا۔ اسماعیل نے قلعہ سے نکلکر جنگ چھیڑ دی ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا صدقہ کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے شہر کے دوسرے جانب لڑائی چھیڑ رکھی تھی اتفاق یہ کہ اسی طرف سے شہر مفتوح ہوا اسماعیل شکست کھا کر قلعہ جزیرہ کیجانب بھاگا اور وہاں پہونچکر قلعہ نشین ہو گیا۔ بصرہ کو صدقہ کے لشکریوں نے خوب جی کھولکر تاخت و تاراج کیا۔ مہذب الدولہ بن ابی الخیر جنگی کشتیاں لئے ہوئے آپہونچا اور اس قلعہ کو سر کر لیا جو کہ اسمعیل کا مطار امین تھا۔

اِن واقعات کے بعد اسماعیل نے تنگ آکر امن کی درخواست کی صدقہ نے اسکو امن دی صدقہ نے شہر میں داخل ہو کر اہل بصرہ کو امان عنایت فرمائی۔ اور اپنی طرف سے بصرہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے بصرہ میں سولہ روز قیام کے بعد تیسری جمادی الآخرہ ۴۹۹ھ میں حلہ کیجانب مراجعت کی اور اسماعیل نے فارس کا راستہ لیا۔ رام ہرمز میں پہونچکر مرض الموت میں گرفتار ہو کر راہی ملک عدم ہوا۔

صدقہ نے بصرہ پر اپنے دادا دبیس کے ایک مملوک کو جسکا نام التونتاش تھا مامور کیا تھا اور اس کے ساتھ حفاظت کی غرض سے ایک سو بیس سواروں کو متعین کیا تھا۔ قبائل ربیعہ اور منتفق نے مجتمع ہو کر بصرہ پر حملہ کر دیا اور بزور تیغ بحالت غفلت داخل ہو گئے۔ التونتاش کو گرفتار کر لیا۔ کئی مہینے بصرہ میں ٹھہرے ہوئے لوٹ مار اور

ویران کرتے رہے۔ صدقہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج انکی سرکوبی کو روانہ کی اتفاق سے یہ فوج اس وقت بصرہ میں پہنچی جبکہ ربیعہ اور منتفق شہر کو تاخت و تاراج کرکے چلے گئے تھے۔ سلطان محمد نے اس وجہ سے بصرہ کو صدقہ کی حکومت سے نکالکر اپنی جانب سے ایک گورنر اور ایک افسر پولیس مقرر کیا بدنظمی رفع ہوگئی امن وامان پھر قایم ہوگیا۔

تکریت پر صدقہ کا قبضہ

تکریت بنو معن کے مقبوضات سے تھا بنو معن بنو عقیل کے قبیلہ سے تھے آخری ۴۲۷ھ تک تکریت رافع بن حسن بن معن کے قبضہ وتصرف میں ہا پس جب رافع نے وفات پائی تو اسکا بھتیجہ ابو منیعہ بن ثعلب بن حماد حکمراں ہوا اس وقت خزانہ میں علاوہ اور اسباب واجناس کے پانچ لاکھ دینار نقد موجود تھے ۴۳۵ھ میں یہ بھی رہگرا ئے آخرت ہوا اسکا بیٹا ابو غشام کرسی حکومت پر متمکن ہوا ۴۴۴ھ تک حکمرانی کرتا رہا بعدہ اسکا بھائی عیسیٰ اوٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ابو غشام کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا کل مال واسباب اور نیز قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ پس جب سلطان طغرلبک نے ۴۴۸ھ میں تکریت کی طرف قدم بڑہایا تو عیسیٰ نے کسیقدر خراج اور نذرانہ پیش کرکے اطاعت کی گردن جھکادی اور مصالحت کرلی۔ سلطان طغرلبک نے دوسری جانب کوچ کردیا اسکے بعد ہی عیسیٰ نے وفات پائی اسکی بیوی نے اس خیال وخطرہ سے کہ مبادا اسکا بھائی ابو غشام جیل سے نکلکر شہر پر قابض نہ ہوجائے ابو غشام کو بحالت قید قتل کرادیا اور قلعہ پر ابو الغنایم ابن مجلیان کو اپنی جانب سے امور کیا۔ ابو الغنایم نے سلطان طغرلبک کے اولیا دولت کے حوالہ کردیا تب عیسیٰ کی بیوی نے موصل کیجانب کوچ کیا ابو غشام کے بیٹے نے اپنے باپ کے عوض میں اسکو مارڈالا۔ مسلم بن قریش نے اسکا سارا مال واسباب لے لیا۔

سلطان طغرلبک نے قلعہ تکریت پر اپنی طرف سے ابو العباس رازی کو متعین کیا چھ ماہ کے بعد یہ بھی مرگیا تب مہر باط حکمران تکریت ہوا مہر باط کا نام ابو جعفر محمد بن احمد بن غشام تھا سرسد کا رہنے والا تھا۔ اکیس سال اس نے حکومت کی اسکے مرنے پر

اسکا بیٹا دو سال حکومت کرتا رہا بعدہ ترکمان خاتون نے اس سے تکریت کو چھین لیا اور گوہر آئین شحنہ کو اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر مقرر کیا۔ پھر بعد وفات سلطان ملکشاہ کے قسیم الدولہ اقسنقر والی حلب نے تکریت پر قبضہ کر لیا۔ قسیم الدولہ اقسنقر کی شہادت کے بعد امیر کمشتکین الجاندار تکریت کا مالک ہوا اُسنے اپنی طرف سے ایک شخص کو جو کہ ابو نصر مصارع کے نام سے معروف تھا مقرر کیا بعد چندے گوہر آئین تکریت پر قابض ہوا اس سے مجد الملک البا سلانی نے تکریت پر قبضہ لے لیا اور کیقباد بن ہزار دست دیلمی کو اسکی حکومت پر متعین کیا۔ بارہ برس اس نے حکومت کی کیقباد نہایت ظالم اور سفاک تھا اس نے اہل شہر کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے بداخلاقی سے پیش آتا رہا۔ تا آنکہ ۴۹۶ھ میں سقمان بن ارتق اسطرف غارتگری کو آپہونچا کیقباد رات کے وقت لوٹ مار کرتا تھا اور سقمان دن کو۔ تھوڑے ہی دنوں میں سارا شہر اور اسکا مضافات ویران ہوگیا۔ پھر جب بعد سلطان برکیارق کے اس کا بھائی سلطان محمد مستقل حکمراں ہوا تو اس نے اس شہر کو امیر اقسنقر برسقی شحنہ بغداد کو جاگیر میں مرحمت فرمایا چنانچہ امیر اقسنقر سامان سفر و جنگ درست کر کے تکریت کیطرف روانہ ہوا۔ سات ماہ سے زاید محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا تا آنکہ کیقباد تنگ آگیا صدقہ بن مزید کو پیام دیا کہ آپ تشریف لائے ہم شہر آپ کو حوالہ کردیں گے صدقہ یہ پیام پاکے اسی سنہ کے ماہ صفر میں تکریت کی طرف روانہ ہوا اور کیقباد سے تکریت پر قبضہ لے لیا امیر اقسنقر یہ رنگ دیکھکر تکریت سے کوچ کر گیا۔ قابض و متصرف نہ ہوسکا۔ کیقباد کو قلعہ سے اُترے ہوئے آٹھ یوم گزرنے تھے کہ سفر آخرت پیش آگیا۔ ساٹھ مرحلے عمر کے طے کئے تھے۔ صدقہ نے ورام بن ابی فریش بن ورام کو بطور اپنے نائب کے تکریت پر مامور کیا۔

کیقباد فرقہ باطنیہ کیجانب منسوب کیا جاتا تھا۔ صدقہ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ

کیقباد مر گیا ورنہ اسکی جانب سے بھی لوگوں کو بوجہ موافقت کیقباد بدظنی پیدا ہوجاتی

صدقہ اور والی بطیحہ کی مخالفت

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے صدقہ بن مزید کو واسط بطور جاگیر مرحمت فرمایا تھا پس صدقہ نے مہذب الدولہ بن ابی الخیر کو واسط کا بشرط ادائے سالانہ مالیہ عامل مقرر کیا مہذب الدولہ نے اپنی طرف سے اپنی اولاد اور اعزہ کو بغرض انتظام واسط کے مضافات اور متعلقات میں بھیج دیا ان لوگوں نے اَللّے تَلّلے خرچ کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ سال تمام ہونے پر صدقہ نے مہذب الدولہ سے مقررہ سالانہ مالیہ کا مطالبہ کیا اور جب وہ اسکی ادائگی سے قاصر ہوا تو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ بدران بن صدقہ نے جو کہ مہذب الدولہ کا داماد تھا مہذب الدولہ کی رہائی کی سفارش کی اور اسکو جیل سے نکالکر بطیحہ کیجانب بھیجدیا جو کہ اوسکا مسکن و موطن تھا۔ واسط کا انتظام حماد کے سپرد کیا گیا۔

مصطنع اسماعیل (حماد کا دادا) اور مختص محمد (مہذب الدولہ کا باپ) دونوں بھائی تھے ابوالخیر کے بیٹے تھے ان دونوں کی قوم کی سرداری و ریاست انھیں دونوں کو حاصل تھی مصطنع کے مرنے پر اسکا بیٹا ابوالسید مظفر (حماد کا باپ) جانشین ہوا اور مختص کی وفات پر مہذب الدولہ سردار بنایا گیا۔ ان دونوں نے متفق ہو کر ابراہیم والی بطیحہ سے حکومت کی بابت لڑائی شروع کی بالآخر مہذب الدولہ نے ابراہیم کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابزنجیر گوہرآئین کے پاس بھیجدیا۔ گوہرآئین نے ابراہیم کو اصفہان کیجانب جلاوطن کیا اتفاق یہ کہ اثنار راہ میں ابراہیم مر گیا۔ اس واقعہ سے مہذب الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی گوہرآئین نے بھی اسکو بطیحہ کی امارت دیدی۔ تمام ملک میں اُسی کے احکام جاری و ساری ہونے لگے کل قبائل مطیع ہو گئے حماد اُسوقت ایک نوجوان شخص تھا۔ مہذب الدولہ مصلحتاً اُس سے بہ نرمی و ملاطفت پیش آتا تھا مگر حماد کو اپنے چچا کی ثروت و حکومت ذرا بھی نہ بھاتی تھی۔ حسد و بغض روز بروز

بڑھتا جاتا تھا یہانتک کہ گوہر آئین کا انتقال ہوگیا اسوقت حماد کو موقع ملگیا۔ فوراً مہذب الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا اور جو کچھ اسکے دلمیں ایک مدت سے مکنون و متمکن تھا ظاہر کردیا۔ مہذب الدولہ نے ہرچند اسکی اصلاح کی کوشش کی کامیاب نہوا۔ تب اُسکے بیٹے قیس نے فوجیں فراہم و مرتب کرکے حماد پر حملہ کیا۔ حماد بھاگ کر صدقہ کے پاس جا پہونچا۔ صدقہ نے اسکی کمک پر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مامور کرکے بطیحہ واپس جانے کی رائے دی۔ جوں ہی حماد قریب بطیحہ پہونچا اور اسکی خبر مہذب الدولہ تک پہونچی مہذب الدولہ نے بھی اپنی فوج کو دریا و خشکی میں پھیلادیا ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کرلی۔ حماد اور اُسکے سپہ سالاروں نے قبل لڑائی چھیڑنے کے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمینگاہ میں بٹھادیا تھا۔ جنگ شروع ہونے پر حماد اور اُسکے رکاب کی فوج بظاہر شکست کھاکر بھاگی۔ مہذب الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا۔ حماد کے دلاوروں نے کمینگاہ سے نکلکر پس لپشت سے مہذب الدولہ پر حملہ کردیا مہذب الدولہ کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبراکر بھاگ نکلا۔ اس واقعہ سے حماد کے حوصلے بڑھ گئے۔ فتحیابی کا نشہ دماغ پر چڑھ گیا۔ صدقہ سے دوبارہ امداد طلب کی۔ چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار لشکر (سعید بن حمید عمری) کو حماد کی کمک پر بھیجا۔ ان لوگوں نے باتفاق و شوری جنگی کشتیاں فراہم کیں اور براً و بحراً جنگ کرنے پر تُل گئے۔ مہذب الدولہ نے یہ رنگ دیکھکر دریادلی سے کام لیا صدقہ کے سردار و سپہ سالار لشکر کے پاس خفیہ انعامات اور صلے روانہ کئے اور بہت سے مال و زر دیکر ملالیا۔ اس سپہ سالار نے مہذب الدولہ کو یہ رائے دی کہ تم اپنے بیٹے قیس کو صدقہ کیخدمت میں بھیجدو وہ راضی ہوجائیگا اور باہم چچا و بھتیجہ میں مصالحت کرادے گا مہذب الدولہ نے اس رائے کے مطابق اپنے بیٹے کو صدقہ کیخدمت میں روانہ کیا صدقہ نے سمجھا بوجھا کر چچا اور بھتیجہ میں مصالحت کرادی۔ یہ واقعہ آخری پانچویں صدی ہجری کا ہے۔

قتل صدقہ و امارت دبیس | سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن مزید سلطان محمد بن ملکشاہ

کا بہی خواہ اور اسکے بھائی برکیاروق کا پکا دشمن تھا۔ جب برکیاروق کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا اور سلطان محمد مستقل طور سے حکمراں بن گیا۔ اسوقت سلطان محمد نے صدقہ کی جانبازیوں کی قدر افزائی شروع کی۔ بہت سی جاگیرات عنایت کیں ازانجملہ شہر واسط تھا بصرہ پر قبضہ کر لینے کی اجازت دی۔ رفتہ رفتہ صدقہ اس درجہ قابو یافتہ شخص ہوگیا کہ جس شخص پر خلافت مآب یا سلطان محمد ناخوش و ناراض ہوتا وہ صدقہ کے پاس جاکر پناہ گزیں ہوتا تھا غرض صدقہ جو چاہتا تھا کر گزرتا سلطان محمد دم تک نہ مارتا تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سرخاب بن کیخسرو والی ساوہ پر سلطان محمد ناراض ہوا سرخاب نے صدقہ کے دامن عاطفت میں جاکے پناہ لی سلطان محمد نے صدقہ سے سرخاب کو طلب کیا صدقہ نے صاف انکار کر دیا۔ عمید ابو جعفر محمد بن حسین بلخی کو موقع ملگیا۔ یہ اکثر اوقات سلطان محمد کو صدقہ کے خلاف ابھارتا اور اسکی طرف سے بدظن کرتا رہتا تھا۔ جی کھولکر سلطان محمد کے مزاج کو صدقہ کیطرف سے برہم کر دیا اور روانگی عراق پر آمادہ کرلیا۔ قریب عراق پہونچکر سلطان محمد نے کہلا بھیجا کہ سرخاب کو مابدولت واقبال کے پاس بھیجدو ورنہ اپنی خیر نہ سمجھو،، صدقہ نے اپنے اراکین دولت سے اس بابت مشورہ کیا۔ اسکے بیٹے دبیس نے رائے دی کہ سرخاب کو سلطان کیخدمت میں بھیجدو اور بہت سے تحائف و ہدایا پیش کرو تاکہ سلطان کی برہمی جاتی رہے سلطان کی مخالفت اور اسکے مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا مناسب نہیں ہے،، سعید بن حمید سپہ سالار لشکر نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ صدقہ نے سعید کی رائے پسند کی اور حسب دستور قدیم انکاری جواب دیا۔ نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ صدقہ نے فوجیں فراہم کرنا شروع کیں دادودہش سے کام لینے لگا۔ نہایت قلیل عرصہ میں فوج کثیر مجتمع و مرتب ہوگئی جائزہ لیا تو بیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے خلیفہ مستظہر نے دارالخلافت بغداد سے علی بن طراد زینبی نقیب النقباء کے زبانی صدقہ کو کہلا بھیجا کہ تم سلطان محمد سے مخالفت نکرو نتیجہ اچھا نہ ہوگا بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم

خود سلطان سے جا کر ملو اور اسکو راضی کرو میں درمیان میں ہوں وہ راضی ہو جائے گا، صدقہ نے عذر کیا کہ چونکہ مجھ سے اور سلطان سے ناصافی ہوگئی ہے اسوجہ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے میں سلطان کے پاس نہیں جا سکتا۔ بعد اسکے خود سلطان محمد نے قاضی القضاۃ ابو سعید ہروی کو صدقہ کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ تم مطمئن اور بے خوف رہو جو تعلقات تم کو مجھ سے تھے ویسا ہی بدستور قایم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ عیسائیان فرانس پر جہاد کروں اور تم میرے رکاب میں ہو۔ صدقہ نے اس سے انکار کیا۔ سلطان محمد ماہ ربیع الآخر ۵۰۱ھ میں بمجبوری بغداد واپس آیا۔ اسکا وزیر السلطنت نظام الملک احمد بن نظام الملک اسکے ساتھ تھا۔ برسقی شحنہ بغداد یہ خبر پاکر امراء کی ایک جماعت لئے ہوئے استقبال کو آیا صرصر میں پہونچکر سبھوں نے قیام کیا۔

سلطان صرف دو ہزار سواروں سے بغرض اصلاح واستیلاف گیا ہوا تھا پس جب اسکو صدقہ کی ضد اور ہیجاہٹ کا احساس ہوا تو اس نے امراء اصفہان کے نام فراہمی لشکر اور طیاری جنگ کے فرامین روانہ کئے اور اُن کو بلا بھیجا بعدہ صدقہ نے خلافت مآب کی خدمت ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور میں ایک عریضہ روانہ کیا جسمیں سلطان محمد کی اطاعت اور اسکی خدمت میں حاضر ہونے کا اقرار کیا تھا۔ مگر اب پھر صدقہ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ جوقت موکب سلطان بغداد سے کوچ کریگا اسباب و مال اور فوج سے میں کمک کروں گا مگر اسوقت چونکہ شاہی لشکر نہر الملک پر پڑا ہوا ہے۔ میں کچھ بھی موافقت اور مدد نہیں کر سکتا۔ جاولی سقاوہ والی موصل اور ایلغازی بن ارتق والی ماردین نے میری ہمدردی اور سلطان سے بدعہدی اور بغاوت کرنے کا میرے پاس پیام بھیجا ہے"۔ سلطان محمد اس جواب و تقریر سے مطلع ہو کر صدقہ کی اطاعت سے ناامید ہو گیا۔ اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے امراء اور فوجیں آنے لگیں۔ قرواش بن شرف الدولہ، کردماذی بن خراسان ترکمانی اور ابو عمران فضل بن ربیعہ بن خادم

بن جراح طائی وغیرہم اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے بغداد میں وارد ہوئے۔

فضل کے آبا واجداد بلقاء اور بیت المقدس کے حکمراں تھے انھیں میں سے حسان بن مفرج تھا۔ فضل کی عادت میں یہ بات داخل تھی کہ کبھی عیسائیوں کے ساتھ ہو کر سلمانوں سے لڑتا تھا اور گاہے مصریوں کی کمک پر آتا تھا کفرتکین اتابک نے اسکا یہ حال دیکھکر دمشق سے نکالدیا صدقہ کے پاس پہونچا صدقہ نے اسکی توقیر کی عزت واحترام سے ٹھہرایا سات ہزار دینار بطور صلہ کے عنایت کئے پس جب واقعات بالا پیش آئے۔ تو درپردہ صدقہ سے منحرف ہو گیا اور اسکے مقدمۃ الجیش کیساتھ کوچ کیا ہنوز نوبت جنگ نہیں آنے پائی تھی کہ صدقہ کے مقدمۃ الجیش سے بھاگ کر سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان محمد نے اُسکو اور نیز اُسکے ہمراہیونکو خلعتیں دیں اور صدقہ کے مکان میں جو کہ بغداد میں تھا ٹھہرنے کا حکم صادر کیا اور جب پھر سلطانی موکب نے جنگ صدقہ کیلئے بغداد سے کوچ کیا تو فضل سلطان سے اجازت حاصل کر کے انبار کیطرف روانہ ہوا۔ فضل کا سلطان کے ساتھ یہ آخری عہد وپیمان تھا۔

ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں سلطان محمد نے امیر محمد بن بوقا ترکمان کو واسط کیجانب روانہ کیا۔ امیر محمد نے پہنچتے ہی واسط پر قبضہ کر لیا صدقہ کے گورنر اور عمال کو واسط سے نکال دیا اور اپنے رکاب کے فوج سواروں کو شہر قوسان پر شبخون مارنے کو بھیجا یہ شہر بھی صدقہ کے مقبوضات سے تھا اس فوج نے جی کھول کر شہر قوسان کو تاخت وتاراج کیا ایک مدت تک امیر محمد واسط میں قیام پذیر رہا تاآنکہ صدقہ نے اپنے ابن عم ثابت بن سلطان کو ایک فوج کا افسر بنا کر واسط کیطرف روانہ کیا امیر محمد نے یہ خبر پاکر واسط کو چھوڑ دیا ثابت نے داخل ہو کر واسط پر قبضہ کر لیا۔ امیر محمد کی فوج نے کنارہ دجلہ پر قیام کیا۔ حد فاصل ان دونوں حریفوں کے درمیان میں دریائے دجلہ تھا ایک روز ثابت اپنی فوج کو آراستہ کر کے شاہی لشکر سے جنگ کرنے کو نکلا۔ شاہی لشکر نے

پہلے ہی حملہ میں ثابت کو ہزیمت دیدی اور بزور تیغ شہر میں گھس پڑا لوٹ مار شروع کردی۔ امیر محمد نے اپنی فوج کو غارتگری سے روکا اور امان کی منادی کرادی اواخر ماہ جمادی الاولیٰ میں سلطان نے امیر محمد کو صدقہ کے مقبوضات کے تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر محمد نے اس قصد سے صدقہ کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا اور شہر واسط کو بطور جاگیر قسیم الدولہ برسقی کو عنایت کیا۔ بعد اسکے سلطان محمد نے آخری رجب سنہ مذکور میں دار الخلافت بغداد کی طرف کوچ فرمایا صدقہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سختی سے لڑائی کا آغاز ہوا۔ عبادہ اور خفاجہ نے صدقہ کو دھوکھا دیا اور عین معرکہ کیوقت لڑائی چھوڑ کر بیٹھ رہے صدقہ نے اپنی پر زور آواز سے اُن لوگوں کو للکارا "آل خزیمہ" "آل ناشرہ" "آل عوف" یہ وقت جنگ کا ہے تم لوگ عرب نژاد ہو اٹھو اور اپنی تیز تلواروں سے کام لو" مگر اُن لوگوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ تب صدقہ کردوں کیطرف متوجہ ہوا چونکہ اُن لوگوں نے بہت بڑی شجاعت اور دلیری سے کام لیا تھا اسوجہ سے اُن لوگوں کے دل بڑہانے کے غرض سے انعام وصلہ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر شاہی فوج نے صدقہ کو ہر چہار طرف سے گھر کر تیر باری شروع کردی اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئی صدقہ لڑتا جاتا تھا اور بہ آواز بلند کہتا جاتا تھا انا ملک العرب انا صدقہ (میں بادشاہ عرب ہوں میں صدقہ ہوں) اتفاقاً ایک تیر لگا مگر پھر بھی ثابت قدم رہا۔ ایک ترکی غلام برغش نامی نے لپک کر صدقہ کی کمر پکڑلی اور زمین کیجانب کھینچا۔ صدقہ زخمی تو ہو ہی گیا تھا گھوڑے سے زمین پر آرہا صدقہ نے کہا "اے برغش ذرا نرمی اختیار کر" برغش نے اسکا کچھ جواب نہ دیا قتل کرکے سر اُتار لیا اور سلطان محمد کیخدمت میں لاکر رکھدیا سلطان محمد نے اسکو دار الخلافت بغداد بھیجدیا اور لاش کے دفن کرنے کا حکم دیا۔

صدقہ کا واقعہ قتل اسکی امارت کے اکیس سال بعد واقع ہوا۔ یہ وہی شخص تھا

جس نے عراق میں حلہ کو آباد کیا تھا۔ یہ نہایت عظیم الشان، عالی قدر با ہیبت ملوک سے تھا۔ سخی، حلیم، اپنے وعدوں کا سچا، رعیت کیساتھ عدل و انصاف کرنیوالا اور دلیر تھا۔ پڑھ لیتا تھا لکھ نہ سکتا تھا اسکے کتب خانہ میں ایکہزار کتابیں تھیں۔

خاتمہ جنگ کے بعد سلطان محمد حلہ میں داخل نہیں ہوا بغداد کیطرف مراجعت کر دی اور صدقہ کی بیوی کو امان نامہ لکھکر بھیجدیا۔ چنانچہ صدقہ کی بیوی بغداد میں آئی سلطان محمد نے اپنے امراء و ارکین دولت کو اسکے استقبال کو بھیجا اور جب وہ حاضر خدمت ہوئی تو اسکے بیٹے دبیس کو قید سے رہا کر دیا۔ صدقہ کے قتل کی معذرت کی۔ دبیس نے سلطان محمد کے حکم سے آئندہ اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لیا اور کسی قسم کا انحراف نکرنیکا عہد و پیمان کیا اور اسکے سایہ عاطفت میں قیام پذیر ہوا سلطان نے دبیس کو بہت سی جاگیریں مرحمت کیں۔ دبیس برابر اسی کے پاس مقیم رہا تا آنکہ سلطان محمد نے وفات پائی اور اسکا بیٹا سلطان محمود ۵۱۱ھ میں سریر آرائے حکومت ہوا دبیس نے سلطان محمود سے اپنے شہر حلہ میں جاکر قیام کرنے کی اجازت طلب کی سلطان محمود نے بطیب خاطر اجازت دی۔ دبیس رخصت ہو کر حلہ آیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا تھوڑے دنوں میں عرب اور اکراد کا گروہ کثیر اسکے پاس آکر مجتمع ہو گیا۔ جس سے اسکے قوائے حکمرانی مضبوط اور مستحکم ہو گئے۔

دبیس بن صدقہ اور الملک المسعود جب کہ ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اسکے بیٹے المسترشد باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی تو مرحوم خلیفہ کا دوسرا بیٹا (امیر ابوالحسن بن مستظہر باللہ) اپنے بھائی (مسترشد باللہ) کے خوف سے براہ دریا مدائن چلا گیا اور وہاں سے حلہ میں جاکر دبیس کے پاس فروکش ہوا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی تو اس نے دبیس سے امیر ابوالحسن کو طلب کیا دبیس نے جواب دیا کہ چونکہ امیر ابوالحسن نے میرے پاس آکے پناہ لی ہے میں اسکو کسی امر پر

مجبور نہیں کر سکتا۔ تب علی بن طراد زینی نے جو خلیفہ مسترشد کیجانب سے سفیر ہو کر گیا ہوا تھا امیر ابوالحسن کو سمجھایا بوجھایا امیر ابوالحسن بغداد چلنے پر راضی ہو گیا۔ دبیس جن چیزوں کی ضرورت تھی اُنکے بہم پہونچانے کا کفیل ہوا۔ اس اثناء میں برسقی بغداد سے فوجیں مرتب کر کے بقصد دبیس نکل کھڑا ہوا اور امیر ابوالحسن (برادر خلیفہ مسترشد) نے بڑھ کر واسط پر ماہ صفر ۵۱۷ھ میں قبضہ کر لیا۔ اس سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ خلیفہ مسترشد نے دبیس کے پاس کہلا بھیجا کہ اب تو امیر ابوالحسن تمہارے جوار اور ذمہ سے نکل آیا ہے مناسب یہ ہے کہ قبل اسکے کہ وہ قوی اور میرے مقابلہ کرنے کے قابل ہو اسکی روک تھام کرو چنانچہ دبیس نے ایک دستہ فوج امیر ابوالحسن کے گرفتار کرنے کو واسط کیطرف روانہ کیا اس فوج نے پہنچتے ہی امیر ابوالحسن کو گرفتار کر لیا دبیس نے اسکو خلیفہ مسترشد باللہ کیخدمت میں بغداد بھیجدیا۔

ملک مسعود برادر سلطان محمد ان دنوں موصل میں تھا۔ اسکی اتابک جیوش بک اسکے ساتھ تھا ان دونوں نے بوجہ عدم موجودگی سلطان محمود بن سلطان محمد عراق کا قصد کیا۔ اس مہم میں اسکا وزیر فخر الملک ابو علی بن عمار والی طرابلس، قسیم الدولہ زنگی بن اقسنقر (جد الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی) کرد بادی بن خراسان ترکمانی صاحب بوازیج، ابوالہیجا والی اربل اور والی سنجار اسکے رکاب میں تھا جس وقت یہ لوگ دار الخلافت بغداد کے قریب پہونچے۔ برسقی کو خطرہ پیدا ہوا ملک مسعود اور جیوش بک نے کہلا بھیجا کہ ہم لوگ دبیس کے مقابلہ پر تمہاری کمک کو آئے ہیں۔ تم سے لڑنا ہمارا مقصود نہیں ہے۔ برسقی کو مسعود سے کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا۔ البتہ جیوش بک کیطرف سے مشکوک و مشتبہ تھا۔ باہم مصالحت ہو گئی ملک مسعود بغداد میں داخل ہوا۔ دار المملکت میں قیام اختیار کیا۔ اتنے میں منکبرس فوجیں لئے ہوئے آ پہونچا۔ برسقی نے اُس سے جنگ کرنے کو اور اُسکی مدافعت کو بغداد سے خروج کیا پس منکبرس

بغداد سے اعراض کر کے نعمانیہ کیطرف جھک پڑا دجلہ کو عبور کر کے دبیس بن صدقہ سے جاملا قبل اسکے دبیس نے ملک مسعود اور اُسکے وزیر کیخدمت میں بہت سے تحفے اور ہدیے بھیجے تھے تاکہ اُسکی جانب سے اسکا خیال خراب نہونے پائے۔ پس منکبرس اور دبیس سے میل جول ہوگیا اور دبیس کے دل کو کامل تقویت ہوگئی۔ ملک مسعود اور برسقی اور جیوش بک مدائن کیجانب منکبرس اور دبیس کے زیر کرنے کو بڑھے لیکن اسوجہ سے کہ اُن دونوں کی فوجی جمعیت زیادہ تھی۔ میدان جنگ میں نہ جا سکے اور مدائن سے خائب وخاسر ہوکر لوٹے پھر صرصر کو عبور کیا۔ دونوں حریف نے ان اطراف وجوانب کو اپنی غارتگری سے بیحد نقصان پہونچایا۔ خلیفہ مسترشد نے اِن واقعات سے مطلع ہوکر دونوں فریق کے پاس سفیر روانہ کئے خونریزی سے روکا مصالحت کرنے کی ہدایت کی سبھوں نے بسر وچشم منظور کرلیا۔ پھر ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ دبیس اور منکبرس نے منصور برادر دبیس اور حسین بن اوزبک ربیب منکبرس کی ماتحتی میں فوجیں بغداد کیجانب روانہ کی ہیں پس برسقی نے نہایت تیزی سے بغداد کیجانب کوچ کیا، اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑتا آیا اور عماد الدین زنگی بن اقسنقر کو اُسکی رفاقت پر مامور کیا سفر وقیام کرتا ہوا دیالی پہونچا اور منکبرس ودبیس کی فوج کو عبور کرنے سے روکدیا۔ اس کے دو دن کے بعد یہ خبر پہونچی کہ حسب حکم واشارہ خلافت مآب دونوں فریق میں مصالحت ہوگئی۔ اس سے اسکا نشاط جاتا رہا غربی گھاٹ سے عبور کر کے بغداد پہونچا۔ اسکے بعد ہی منصور برادر دبیس اور حسین بن اوزبک فوجیں لئے ہوئے آپہونچے اور بغداد کے شرقی جانب مقیم ہوئے برسقی نے ملک مسعود کے مال و اسباب پر ہاتھ بڑھایا اور اسپر قبضہ کر کے معاودت کی اور بغداد کے دوسری جانب خیمہ زن ہوا ملک مسعود اور جیوش بک ایک سمت اور دبیس ومنکبرس دوسری طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے طرہ یہ تھا کہ عزالدین بن برسقی اپنے باپ سے علیحدہ ہوکر منکبرس ودبیس کے لشکر میں موجود تھا۔ جیوش بک نے سلطان محمود کے پاس اپنی اور نیز

ملک مسعود کی زیادتی جاگیر کی درخواست بھیجی تھی چنانچہ سلطان محمود نے اپنے قاصد کی معرفت خط روانہ کیا جسمیں تحریر تھا کہ سلطان نے تم لوگوں کو آذربیجان جاگیر میں مرحمت فرمایا تھا مگر یہ خبر سنکر کہ تم لوگوں نے بغداد کیطرف کوچ کیا ہے اس حکم کو نافذ و جاری نہ کیا بلکہ اپنی فوجیں موصل کیجانب روانہ فرمائی ہیں۔ اتفاق سے یہ خط منکبرس کے ہاتھ پڑ گیا۔ منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیجدیا اور باہم مصالحت کرانیکا ذمہ دار بن گیا۔ غرض کہ منکبرس نے درمیان میں پڑکر باہم سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت کرادی۔ برسقی کے ہمراہی برسقی سے علیحدہ ہوگئے اسکا سارا کھیل بگڑ گیا۔ اسکے دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ عراق پر مستولی نہو سکا اور نہ اسکو حکومت پر استبداد حاصل ہوا عراق سے ملک مسعود کے پاس چلا آیا اور اُسکے پاس قیام اختیار کیا منکبرس بغداد کا شحنہ بنایا گیا باقی رہا دبیس وہ حلہ کیجانب لوٹ کھڑا ہوا۔

دبیس اور سلطان محمود دبیس بن صدقہ اور جیوش بک میں جو کہ ملک مسعود کا اتالیق تھا مدتوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا دبیس برابر یہی لکھا کرتا تھا کہ اگر ملک مسعود سلطنت و حکومت کے حاصل کرنے پر آمادہ ہو تو میں اسکا معین و مددگار ہونگا۔ غرض یہ تھی کہ اگر ملک مسعود و سلطان محمود باہم لڑجائیں تو مجھکو اسپر چیرہ دستی ملجائے جیسا کہ میرے باپ کو برکیاروق و محمد پسران ملک شاہ کی مخالفت کیوجہ سے حکومت و سلطنت پر استبداد حاصل تھا قسیم الدولہ برسقی شحنگی بغداد سے علیحدہ ہوکر ملک مسعود کے پاس چلا گیا ملک مسعود نے اسکو مراغہ و رحبہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا چونکہ دبیس اور قسیم الدولہ میں ایک مدت سے عداوت و مخالفت چلی آرہی تھی۔ دبیس نے موقع پاکر جیوش بک اور ملک مسعود کو قسیم الدولہ برسقی کے خلاف اُبھار دیا اور قید کرلینے کی رائے دیدی اتفاق سے برسقی کو اسکی اطلاع ہوگئی ملک مسعود کی ترک رفاقت کرکے سلطان محمود کے پاس چلا آیا سلطان محمود نے اسکی بیحد عزت کی بعد اسکے اعتماد

ابو اسمعیل حسین بن علی اصفہانی طغرائی ملک مسعود کیخدمت میں آگیا اُسکا بیٹا ابوالموید محمد ملک مسعود کے دربار میں کتابت (سکریٹری شپ) کا کام کرنے لگا۔ پس جب اسکا باپ (استاد ابو اسمعیل حسین بن علی اصفہانی آگیا تو ملک مسعود نے ابوعلی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے عہدہ وزارت پر اسکو مامور کیا پس اُسنے اس خدمت کو کمال خوبی سے انجام دیا جسکی تحریک دبیس نے کی تھی بعد ازاں ملک مسعود اور اُسکے اراکین دولت سلطان محمود کی مخالفت پر آمادہ وطیار ہو گئے۔ کسی ذریعہ سے سلطان محمود کو اُسکی خبر پہونچ گئی سلطان محمود نے اُن لوگوں کو دھمکی دی اور بصورت مخالفت وسرکشی اپنی سطوت وجبروت سے ڈرایا۔ ہوا خواہان ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رینگی مخالفت کا اعلان کر کے ملک مسعود کی سلطنت وحکومت کا خطبہ پڑھنا شروع کروایا۔ پنجوقتہ نوبت بجنے لگی اور جب اونکو یہ خبر لگی کہ سلطان محمود کا لشکر ان دنوں متفرق ہو گیا ہے تو اس سے جنگ کرنے کو طیار ہو کر نہایت تیزی سے کوچ کر دیا پندرھویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو مقام استرآباد میں سلطان محمود کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی قسیم الدولہ برسقی اسکے مقدمۃ الجیش پر تھا صبح سے دوپہر تک نہایت سختی سے لڑائی جاری رہی برسقی نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ لیا بعد ازاں ملک مسعود کو ہزیمت ہوئی اسکے بہت سے امرا گرفتار کر لئے گئے اسکا وزیر السلطنت ابو اسمعیل طغرائی گرفتار ہو کر سلطان محمود کیخدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے اُسکی گردن زدنی کا حکم دیا ایک برس اُس نے وزارت کی کتابت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتا تھا شاعری میں بھی اسکو ید طولیٰ تھا صنعت کیمیا میں اسکی متعدد تصانیف ہیں۔

ملک مسعود ہزیمت کے بعد موصل کیطرف روانہ ہوا برسقی سلطان محمود سے ملک مسعود کے لئے امن حاصل کر کے اُسکو واپس لانے کو نکلا چنانچہ اثنار راہ سے ملک مسعود کو اُسکے بھائی سلطان محمود کے پاس واپس لایا۔ سلطان محمود نے اسکی

تشفیر معاف کردی اور کمال عنایت و ملاطفت سے پیش آیا۔ اُسوقت جیوش بک موصل پہونچ گیا تھا جب اسکو ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر پہونچی تو اس نے بھی سلطان کیخدمت میں جبکہ وہ ہمدان میں تھا حاضر ہوکر امن کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے اسکو بھی امن دی اور عزت واحترام سے پیش آیا باقی رہا دبیس ودو اُسوقت عراق میں تھا ملک مسعود کی ہزیمت سے مطلع ہوکر کھل کھیلا اپنے اہل و عیال کو بطیحہ بھیجدیا اور خود معہ مال واسباب کے حلہ پہونچا اور اسکو تاخت و تاراج کرتا ہوا ایلغازی بن ارتق کے پاس ماردین میں جاکر امن لیا۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی بقصد دبیس ایک ہزار کشتیاں لئے ہوئے حلہ پہونچا دیکھا کہ حلہ ویران برباد ہوگیا ہے۔ ایک رات قیام کرکے مراجعت کردی اسکے بعد دبیس نے اپنے بھائی منصور کو قلعہ صغد سے بسرافسری ایک فوج عظیم عراق کیجانب روانہ کیا منصور حلہ اور کوفہ ہوتا ہوا بصرہ پہونچا اور یرتقش زکوی کو مصالحت کی غرض سے سلطان کیخدمت میں بھیجا۔ مگر کسیوجہ سے مصالحت نہوئی بلکہ منصور برادر دبیس اور اسکے بیٹے کو گرفتار کرکے کسی قلعہ میں جو کہ بمقابلہ کرخ تھا قید کردیا۔ پھر دبیس نے اپنے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو انکے مقبوضات واسط کیطرف جانے کی اجازت دی ترکان واسط نے روک ٹوک کی۔ دبیس نے ایک فوج بسرکردگی مہلہل بن ابی العسکر ترکان واسط کی سرکوبی کو روانہ کیا اور مظفر بن ابی الخیر کو اسکی کمک کی ہدایت کی اہل واسط اس سے مطلع ہوکر قسیم الدولہ برسقی سے امداد کے خواستگار ہوئے برسقی نے ان کی کمک پر لشکر روانہ کیا۔ ہنوز مظفر نہیں آنے پایا تھا کہ مہلہل اس سے جنگ کرنے کو بڑھا پہلے ہی حملہ میں شکست کھاکر بھاگا اشنا دار و گیر میں معہ اپنے ہمراہیوں کے ایک جماعت کے گرفتار کرلیا گیا۔ بعدہ مظفر بطیحہ سے غارتگری کرتا ہوا واسط کے قریب پہنچا۔ مہلہل کے شکست کا حال سُنکر فوراً لوٹ گیا۔

14180

اتفاق سے اس معرکہ میں ایک خط دبیس کا لکھا ہوا لشکر واسط کے ہاتھ پڑ گیا دبیس نے اس خط میں مہلہل کو مظفر کے گرفتار کر لینے اور اس سے سالانہ خراج کے مطالبہ کرنے کی تاکید کی تھی لشکر واسط نے اس خط کو مظفر کے پاس بھیجدیا مظفر اس خط کو دیکھکر حیران و ششدر رہ گیا۔ بیحد برہمی پیدا ہوئی اسی وقت دبیس کی رفاقت سے علیحدہ ہو کر لشکر واسط کے ساتھ ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد دبیس تک یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمود نے اپنے بھائی کی آنکھ میں نیل کی سلائیاں پھروادی ہیں۔ اس خبر کو سنتے ہی اپنے بال نوچ ڈالے سیاہ کپڑے پہنے۔ شہروں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ نہر ملک میں جو کچھ مال واسباب مسترشد کا تھا لوٹ لیا۔ وہاں کے رہنے والے جلاوطن ہو کر بغداد پہونچے۔ لشکر واسط یہ خبر پاکر نعمانیہ کیطرف بڑھا اور لشکر دبیس پر جو کہ وہاں پر خیمہ زن تھا حملہ آور ہوا اور اسکو مار پیٹ کر نعمانیہ سے نکال باہر کیا اور خود قابض و متصرف ہو گیا۔

دبیس نے گذشتہ جنگ میں عفیف خادم خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا بعد چندے جب سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں تو دبیس نے عفیف کو رہا کر دیا اور اسکو ایک خط دیکر خلافت مآب کے پاس بھیجدیا اس خط میں دبیس نے سلطان محمود کے اس برتاؤ پر جو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا تھا ناراضی ظاہر کی تھی اور خلافت مآب کو اس امر پر دھمکی دی تھی خلافت مآب کو اس خط کے دیکھنے سے بیحد برہمی پیدا ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے بغرض جنگ دبیس برستی کی طرف بڑھا اسکو آگے رہنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۷ھ میں شاہی فوجیں دریا کی طرح دبیس سے جنگ کرنے کو بڑھیں۔ اطراف و جوانب ممالک محروسہ سے فوجیں آنے لگیں۔ سلیمان بن مہارش بنو عقیل کی جماعت

غرض سے ہر چہار طرف پھیل گئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ ایک فوج کثیر لئے ہوئے ملک طغرل کیجانب بڑھا دسکرہ پہونچکر پڑاؤ کیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد بھی آپہونچا دبیس اور ملک طغرل نے بارونیہ کیجانب کوچ کر دیا۔ پھر دونوں نے نامرا کیطرف بقصد عبور پل نہروان قدم بڑھایا۔ دبیس نے پایاب مقامات کی حفاظت پر کمر باندھی اور ملک طغرل دارالخلافت بغداد پر قبضہ اور اسکے تاخت و تاراج کرنے کو بغداد کیجانب روانہ ہوا الغرض دبیس نے نامرا سے کوچ کیا اور طغرل اسوجہ سے کہ وہ مبتلائے تپ ہوگیا تھا قیام پذیر ہوگیا پھر مینھ اور سیلاب کی وہ کثرت ہوئی کہ دونوں مجبور ہوکر بیٹھ رہے۔ ٹھنڈ۔ بھوک،، اور تکان سفر نے دبیس کو بد حواس کر دیا۔ اسکی خوش قسمتی سے خلیفہ مسترشد کا کچھ سامان جا رہا تھا جیمیں پارچہ پوشیدنی تھا اور بہت سی خوردنی اشیاء بھی تھیں۔ دبیس نے اس سامان کو لوٹ لیا۔ کپڑوں کو زیب تن کیا کھانا کھایا۔ اثنا میں بیٹھا ہوش بجا ہوئے لیٹ کر سونے لگا۔ خلافت مآب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اُس نے دارالخلافت بغداد کیجانب مراجعت کرنے کا حکم صادر کیا۔ اتفاق سے موکب ہمایوں دبیس کے لشکر کیطرف سے گذرا۔ خلافت مآب دبیس کے سر پر اور وہ خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا خلافت مآب نے اسکو بیدار کیا دبیس نے آنکھیں کھولیں تو خلافت مآب کو اپنے سرہانے رونق افروز پایا حسب عادت زمین بوسی کی اور عفو تقصیر کا خواستگار ہوا خلیفہ مسترشد کا دل نرم ہوگیا وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے سفارش کی۔ دبیس سوار ہوکر یرنقش زکوی کے لشکر کے سامنے گیا اور اُن لوگوں سے باتیں کرنے لگا۔ دوسرے وقت تک شاہی لشکر نے پل کو عبور کیا دبیس کو موقع ملگیا۔ ملک طغرل کے پاس واپس آگیا اور اُسکے ساتھ ساتھ اسکے چچا سنجر کیطرف روانہ ہوا اور صوبہ ہمدان میں پہونچتے ہی قتل و غارتگری کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پاکر ان لوگوں کا

تعاقب کیا مگر کامیاب نہوا۔

ملک طغرل نے قبضہ عراق سے ناامید ہوکر معہ دبیس کے سلطان سنجر کی طرف کوچ کیا یہ اسوقت خراسان کا حکمراں تھا۔ اور نبو ملکشاہ کا سربرآوردہ فرد تصور کیا جاتا تھا۔ پس ملک طغرل اور دبیس نے اس سے خلیفہ مسترشد اور یرنقش شحنہ بغداد کی اولٹی شکایت کی۔ سلطان سنجر نے انصاف کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ دونوں اسکے پاس مقیم ہوگئے۔ دبیس سے نچلا نہ بیٹھا گیا سلطان سنجر کو عراق پر قبضہ کرلینے کی ترغیب دینے لگا۔ موقع پاکر مسترشد اور سلطان کیجانب سے اسکو بدظن کرتا جاتا تھا۔ بالآخر یہ امر سلطان سنجر کو ذہن نشین کردیا کہ خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود دونوں بالاتفاق سلطان سنجر کی مخالفت پر کمربستہ اور رطیار ہیں۔ کہتے سنتے سلطان سنجر کی بھی رگ حمیت و مردانگی جوش میں آگئی ۵۲۲ھ میں عراق کیطرف کوچ کیا۔ رے پہونچا۔ دبیس کے خیالات کی تصدیق کرنے کی غرض سے سلطان محمود کو ہمدان سے بلا بھیجا۔ سلطان محمود سلطان سنجر کا پیام پاتے ہی حاضر ہوگیا جس سے دبیس کے پیدا کئے ہوئے خیال کی تکذیب ہوگئی سلطان سنجر نے اپنی افواج کو سلطان محمود کی استقبال کو بھیجا۔ شاہی فوج نے سلطان محمود کی سلامی دی سلطان سنجر نے اسکو اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ عزت واحترام سے پیش آیا۔ ۵۲۲ھ کے آخری دور تک سلطان محمود اسکی خدمت میں رہا بعدہ سلطان سنجر پھر لوٹ کر خراسان آیا اور دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کرکے یہ ہدایت کی کہ اسکو اُسکے شہر بعزت واحترام واپس کردینا۔ چنانچہ سلطان محمود نے معہ دبیس کے ہمدان کیجانب معاودت کی محرم ۵۲۳ھ میں بغداد کیطرف روانہ ہوا۔ وزرا اور امرا نے استقبال کیا۔ سلطان محمود نے دبیس کو شاہی مکان میں ٹھہرایا خلافت مآب سے اسکی عفو تقصیر کی سفارش کی خلافت مآب راضی ہوگئے

مگر حکومت دینے سے انکار کیا۔ دبیس نے اس غرض کے حاصل کرنے کو ایک لاکھ دینار پیش کئے خلافت مآب نے قبول نفرمایا۔ سلطان محمود نے نصف سنہ مذکور میں بغداد سے ہمدان کیجانب مراجعت کی۔

دبیس اور محمود کا جھگڑا سلطان محمود کی بیوی اُسکے چچا سلطان سنجر کی بیٹی تھی اور یہی دبیس کی مخالفت کے زمانہ میں سلطان محمود کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ ہمدان سے سلطان کے کوچ کرنے کے وقت اُسکا انتقال ہوگیا دبیس کو کھل کھیلنے کا موقع ملگیا۔ بعد ازاں سلطان علیل ہوگیا۔ دبیس نے اُسکے چھوٹے لڑکے کو لیکر عراق کا راستہ لیا۔ خلیفہ مسترشد نے اسکی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں بہروز شحنہ بغداد اسوقت حلہ میں تھا۔ دبیس کی روانگی کا حال سنکر حلہ چھوڑ کر بھاگا۔ دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں اسپر قبضہ حاصل کرلیا۔ سلطان محمود کو اسکی خبر لگی تو اس نے امیر ابن قزل اور احمد یلی کو بلایا۔ یہ دونوں دبیس کی نیک چلنی اور اطاعت کے ضامن تھے اور یہ کہا کہ دبیس کو لاکر تم دونوں حاضر کرو۔ اسکی اطاعت و فرمانبرداری کے تم ضامن تھے۔ چنانچہ احمد یلی دبیس کے روک تھام کو روانہ ہوا اور سلطان عراق کی طرف آیا۔ دبیس نے بہت سے تحائف اور ہدایا سلطان کیخدمت میں بھیجے جسمیں دو لاکھ دینار نقد اور تین سو راس گھوڑے تھے جنکے زینیں اور نعلیں زریں تھیں۔ پس جب سلطان بغداد میں داخل ہوگیا تو دبیس نے بصرہ کا راستہ لیا اور وہاں پہونچکر اُس کو لوٹ لیا جو کچھ بیت المال میں پایا سب پر قبضہ کرلیا۔ سلطان نے اسکے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں۔ دبیس بصرہ کو چھوڑ کر بریہ میں چلا گیا۔

دبیس نے جسوقت بصرہ کو چھوڑا تھا۔ اسی زمانہ میں اُسکے بُلانے کو ایک قاصد صرخد (صرصر) سے آیا تھا۔ والی صرخد ایک خصی تھا۔ اسی سنہ میں اس نے وفات پائی تھی۔ ایک عورت بوقت وفات چھوڑ گیا تھا۔ اسکے مرنے پر یہ عورت

قلعہ پر مستولی ہو گئی ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ نظام حکومت اسوقت تک قائم نہیں رہ سکتا جبتک کسی شخص سے جو کہ صاحب قوت وجنگ ہو تعلق نہ پیدا کیا جائے لوگوں نے اس سے دبیس کی تعریف کی کہ اسکا بہت بڑا خاندان ہے۔ نہایت دلیر اور جنگ آور ہے اسکے رعب وداب سے سارا عراق بید کیطرح تھر آتا ہے۔ اس بنا پر اس عورت نے دبیس کی طلبی کا خط لکھا تاکہ اس سے اپنا عقد کر لے اور قلعہ پر معہ اُسکے جو اسمیں ہے اس کو مستولی اور متمکن کر دے۔ دبیس کو یہ خط بصرہ چھوڑنے کے بعد ملا۔ فوراً عراق سے شام کیجانب کوچ کر دیا۔ چند رہبر اسکے ساتھ تھے دمشق ہو کر گزرا۔ تاج الملوک والی دمشق کو جاسوسوں نے اسکی خبر کر دی والی دمشق نے اسکو گرفتار کر لیا عماد الدین زنگی نے جو کہ دبیس کا جانی دشمن تھا تاج الملوک کو پیام دیا کہ اگر تم دبیس کو میرے پاس بھیجدوگے تو میں اُسکے عوض میں تمھارے بیٹے اور ان امراء کو قید سے رہا کر دونگا جو میرے یہاں نظر بند ہیں۔ تاج الملوک نے بلا عذر اس حکم کی تعمیل کی۔ دبیس پابزنجیر زنگی کے پاس بھیجدیا گیا۔ دبیس کو اپنے قتل کا یقین کامل ہو گیا مگر زنگی نے اسکے ساتھ اسکے خلاف توقع وہ برتاؤ کیے جو اکابر ملوک کیساتھ کیے جاتے ہیں۔ زنگی نے اسکو رہا کر دیا۔ بہت سامان واسباب سواریاں، چوپائے اور آلات حرب مرحمت کیے۔

کسی ذریعہ سے مسترشد کو دبیس کی گرفتاری کی اطلاع ہو گئی سدید الدین بن انبار کو تاج الملوک کے پاس دبیس کی طلبی کو بھیجا۔ سدید الدین جزیرہ ابن عمر سے دمشق کیطرف روانہ ہوا اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ والی دمشق نے اسکو زنگی کے پاس بھیجدیا ہے اسوجہ سے سدید الدین کا قصد پورا نہ ہو سکا۔

دبیس کا زنگی کیساتھ بغداد جانا اور ہزیمت اٹھانا

۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے سفر آخرت اختیار کیا اسکا بیٹا ملک داؤد بجائے اسکے سریر حکومت پر رونق افروز

اور متمکن ہوا۔ اسکے چچا مسعود اور سلجوق حکومت وریاست کے بابت اس سے معرکہ آرا ہوئے۔ آخر کار سلطان مسعود کا قدم حکومت وسلطنت پر جم گیا ان دونوں (مسعود وسلجوق) کا بھائی طغرل اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس خراسان میں تھا۔ سلطان سنجر خاندان سلجوقیہ کا بہت بڑا نامور ممبر تھا۔ کل ملوک سلجوقیہ اسکے حکم کے آگے گردنیں جھکا دیتے تھے اسکو سلطان مسعود کا سلجوق اور طغرل سے لڑنا ناگوار اور نامطبوع ہوا طغرل کو لئے ہوئے عراق کیطرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ہمدان پہونچا۔ عماد الدین زنگی کو طاب کر کے شحنہ بغداد مقرر کیا اور دبیس بن صدقہ کو کہ یہ بھی زنگی کے پاس تھا حلہ بطور جاگیر دیا سلطان مسعود کو اسکی خبر لگی تو اُس نے جنگ سنجر اور طغرل کی طیاری کا حکم دیا خلیفہ مسترشد سے میدان جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کی چنانچہ خلافت مآب نے بغداد سے خروج کیا مگر یہ سنکر کہ زنگی اور دبیس قریب بغداد کے پہونچ گئے ہیں بغداد کیجانب مراجعت فرمائی۔ عباسیہ میں زنگی سے مڈبھیر ہوگئی۔ زنگی شکست کھا کر بھاگا اسکے لشکر کا ایک حصہ کثیر کام آگیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مترشد بغداد میں مظفر و منصور داخل ہوا۔ باقی رہا دبیس وہ حلہ میں جاکر پناہ گزین ہوا۔ بلاد حلہ اور اسکے گرد ونواح کے شہروں پر اقبال خادم خلیفہ کا تصرف وحکم جاری تھا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پاکر کہ دبیس بلاد حلہ کیطرف گیا ہے لشکر بغداد کو اقبال کی کمک پر بھیجا۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ دبیس ہزیمت اٹھا کر بھاگا کمال دقت اور بعد بے سروسامانی سے اسکی جان بچی۔ واسط پہنچا یہاں پر اسکا بقیۃ السیف لشکر بھی آگیا۔ ابن ابی الخیر والی بطیحہ نے اسکو مالی اور فوجی مدد دی جس سے اُس نے ۵۲۷ھ میں واسط پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اقبال خادم اور برتقش شحنہ بغداد نے ان لوگوں کی سرکوبی کو فوجیں روانہ کیں۔ دبیس واسطیوں کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد دبیس کو ہزیمت ہوئی۔ کھیت اقبال کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ اس ہزیمت کے بعد دبیس نے سلطان مسعود کے پاس جا کر دم لیا۔

اور اُسی کی خدمت میں قیام پذیر رہا۔

قتل دبیس و امارت صدقہ اس زمانہ سے دبیس برابر سلطان مسعود کیخدمت میں حاضر رہا تاآنکہ مابین اسکے اور خلیفہ مسترشد کے ناصافی پیدا ہوئی اور اُسکا بھائی طغرل رہگرائے ملک آخرت ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

سلطان مسعود اپنے بھائی طغرل کے مرنے کے بعد ہمدان کیطرف گیا اور اُس پر قابض ومتصرف ہوا یہاں پر ایک جماعت نے جو اُسکے نامور امراء اور سر برآوردہ اراکین دولت سے تھی اسکی ترک رفاقت کر دی ازانجملہ دبیس بن صدقہ بھی تھا اور خلافت مآب کیخدمت میں حاضر ہوکر خواہان امان ہوئے۔ خلافت مآب نے دبیس کی بدعہدی کی وجہ سے ان لوگوں کی معذرت قبول نہ کی پس ان لوگوں نے خوزستان کا راستہ لیا اور برسق بن برسق سے بہنکر سازش کرلی۔ بعد اسکے خلافت مآب کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور آن امراء کو جو دبیس کے ہمراہ وہمسفر تھے امان نامہ لکھکر بھیجا۔ ال جسوقت خلافت مآب نے بوجہ دبیس ان امراء کو بغیر امان دیئے ہوئے واپس کیا تھا ان لوگوں نے بالاتفاق دبیس کے گرفتار کر لینے اور خلافت مآب کی خدمت انجام دینے کی رائے قایم کرلی تھی۔ دبیس کو کسی ذریعہ سے اسکا احساس ہوگیا بھاگ کر سلطان محمود کیخدمت میں پھر آگیا۔ اب یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مسترشد نے بقصد جنگ سلطان مسعود بغداد سے ماہ رجب ۵۲۹ھ میں کوچ فرمایا تھا۔ اکثر گورنروں نے بغرض اظہار اطاعت وفرماں برداری سفارت بھیجی۔ داؤد بن سلطان محمود نے آذربیجان سے پیام بھیجا کہ اگر خلافت مآب دینور کیطرف سے قصد فرمائیں تو یہ خانہ زاد بھی موکب ہمایوں کے رکاب میں ہو اور شریک جنگ ہونے کی عزت حاصل کرے" خلیفہ مسترشد نے اسکا انکاری جواب دیا اور بقصد جنگ کوچ وقیام کرتا مقام اعرج تک پہونچگیا اسی مقام پر حریف سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق سے

شاہی افواج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی خلیفہ مسترشد گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین علی بن طراد، قاضی القضاۃ ابن انباری اور ایک جماعت سرداران و ارکین دولت کی قید کر لی گئی۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا۔ سلطان نے بغداد کیجانب معاودت کی اور قبل روانگی امیر بکابہ کو شحنہ بغداد مقرر کر کے روانہ کیا۔ خلافت مآب کی اس ہزیمت سے بغداد میں بیحد شور و واویلا و امصیبتاہ کا برپا ہوا۔ بعد اسکے سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد کو ایک خیمہ میں نظر بند کر دیا اور چند آدمیوں کو اسکی حفاظت و نگرانی پر متعین کیا۔ مصالحت کا پیام بھیجا اور یہ شرائط پیش کیے (۱) کچھ مالیہ سالانہ ادا کیا کرے (۲) آیندہ فوجیں نہ فراہم کرے۔ (۳) بقصد جنگ اپنے دار الخلافت سے قدم باہر نہ نکالے خلیفہ مسترشد نے ان شرائط کو منظور کر لیا باہم مصالحت ہو گئی۔

اسی اثناء میں سلطان سنجر کا ایلچی آپہنچا سلطان مسعود اس سے ملنے کو سوار ہوا خلافت مآب کے محافظین خیمہ بھی متفرق و منتشر ہو گئے۔ ایک گروہ باطنیہ کا آخری ماہ ذی القعدہ ۵۲۹ھ میں خلافت مآب کے خیمہ میں گھس گیا اور خلافت مآب کی زندگانی کا مع اسکے ہمراہیوں کے زندگی کے خاتمہ کر دیا۔

خلیفہ مسترشد کے قتل کیے جانے کے بعد سلطان مسعود کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ دبیس بن صدقہ کے سازش سے گروہ باطنیہ نے خلیفہ مسترشد کو قتل کیا ہے سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ فوراً دبیس کے قتل کا حکم دیا ایک غلام دبیس کے دروازہ خیمہ پر کھڑا ہو گیا پس جس وقت خیمہ سے سر نیچا کیے ہوئے برآمد ہوا۔ غلام نے تلوار کے ایک وار سے اسکا سر اوڑا دیا دبیس کو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کس نے مارا۔

اس واقعہ کی خبر دبیس کے بیٹے صدقہ تک پہونچی۔ یہ اسوقت حلہ میں تھا اسکے باپ کی فوجیں اور ممالیک اسکے پاس آکر مجتمع ہوئے۔ امیر قطلغ تکین امن حاصل کر کے اسکے پاس چلا آیا سلطان مسعود کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے شحنہ بکابہ کو صدقہ کی

جلوگیری اور روک تھام پر مامور کیا اور نہایت تیزی سے حلہ کو صدقہ کے قبضہ سے نکالنے کی ہدایت اور تاکید کی۔ تاآنکہ سلطان مسعود ۵۲۱ھ میں وارد بغداد ہوا۔ صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت کی درخواست کی سلطان مسعود نے اسکی عفو تقصیر فرمائی۔ باہم صفائی ہو گئی صدقہ نے وہیں قیام اختیار کیا۔

قتل صدقہ و حکومت محمد۔ خلیفہ مسترشد کے قتل کے بعد بہ اشارہ سلطان مسعود اُسکا بیٹا راشد سریر خلافت پر متمکن ہوا بعد چندے سلطان مسعود اور خلیفہ راشد میں منازعت پیدا ہو گئی۔ اس کشیدگی اور منازعت کا باعث عماد الدین زنگی والی موصل ہوا تھا اس نے اُسکو اس فتنہ پر آمادہ و طیار کیا تھا۔ خلیفہ راشد ان دنوں اس کے ساتھ تھا۔ سلطان مسعود نے ۵۳۰ھ میں خلیفہ راشد کو معزول کر کے خلیفہ مقتفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی تھی۔ راشد نے موصل کو چھوڑ دیا۔ جو امراء و اراکین سلطنت داود کے رکاب میں تھے وہ اسکی رفاقت ترک کر کے سلطان مسعود کی خدمت میں چلے آئے۔ سلطان مسعود ان لوگوں کے اس فعل سے راضی ہو گیا سامان سفر درست کر کے ہمدان کیجانب مراجعت کی اور اپنی افواج کو انکے شہروں کیجانب مراودت کا حکم دیا اور خود صدقہ بن دبیس کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا۔ خلیفہ راشد موصل سے نکل کر حکومت و امارت حاصل کرنے کی غرض سے آذربیجان پہنچا۔ والی فارس و خوزستان اور ایک جماعت امراء کی حاضر خدمت ہوئی مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار کیا۔ سلطان مسعود کو اسکی خبر لگی تو وہ فوجیں مرتب کر کے ان لوگوں کے سر پر پہنچ گیا گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر سلطان مسعود نے اُن لوگوں کو ہزیمت دی۔ اثناء دار و گیر میں امیر منکبرس نے والی فارس کو گرفتار کر لیا اور بعد خاتمہ جنگ قتل کر ڈالا۔ والی خوزستان اور عبدالرحمن طغایرک والی خلخال نے سلطان مسعود کی فوج پر لوٹ کر دوبارہ حملہ کیا اس وقت

سلطان مسعود کے رکاب میں تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی۔ سلطان مسعود کو ان لوگوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی۔ ایک گروہ امرار کا جو اُسکے رکاب میں تھا گرفتار کرلیا گیا ازانجملہ صدقہ بن دبیس اور عنبری ابی العسکر تھا ان لوگوں کو بھی فتحمند گروہ نے قتل کر ڈالا بعدہ داؤد نے ہمدان کیجانب قدم بڑہایا اور اس پر قابض و متصرف ہوگیا۔

سلطان مسعود نے اس ہزیمت کے بعد اپنی حالت پھر درست کرلی۔ جسقدر اسکو اس مہم میں نقصان پہنچا تھا اسکی تلافی ہوگئی۔ حلہ پر محمد بن دبیس کو مامور کیا۔ مہلہل بن ابی العسکر برادر نمیر کو بطور معین و مددگار کے اسکے ساتھ بھیجا۔ پس محمد کے قدم حکومت حلہ پر مستقل طور سے جم گئے باقی رہے وہ واقعات جو فیمابین راشد اور سلجوقیہ کے واقع ہوئے انکو ہم آئندہ اسکے حالات کے ضمن میں تحریر کرینگے۔

علی دبیس اور محمد | ۵۲۶ھ میں بوزابہ والی فارس و خوزستان نے سلطان مسعود کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور سلطان محمد بن سلطان محمود کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی عباس والی رے بھی ان لوگوں سے ملگیا۔ پس ان لوگوں نے بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا۔ سلطان مسعود ان لوگوں کی سرکوبی کو دارالخلافت بغداد سے روانہ ہوا۔ اور بغداد میں بجائے اپنے امیر مہلہل ابن ابی العسکر اور نظیر خادم کو چھوڑتا گیا جبوقت سلطان مسعود نے بغداد سے کوچ کرنے کا قصد کیا تھا اسوقت مہلہل نے علی بن دبیس کو قلعہ تکریت میں قید کردینے کی کئی مصلحت سے راے دی تھی اتفاق یہ کہ اسکی خبر علی بن دبیس تک پہونچگئی۔ معہ چند آدمیوں کے بھاگ کر بنو اسد میں پہونچا اور ان کو مجتمع کرکے حلہ کیطرف آیا۔ محمد فوجیں آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ آخرکار علی نے محمد کو ہزیمت دیکر حلہ پر قبضہ کرلیا۔ سلطان مسعود کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی مگر اس وجہ سے کہ اسکے اور نیز اُسکے باپ کے ہوا خواہ وخانہ زاد و خاندان والے اور فوجیں اُسکے پاس آکر مجتمع ہوگئیں تھیں اسکی قوت بڑھ گئی۔ مہلہل معہ اس لشکر کے

جو اسکے رکاب میں بغداد میں مقیم تھا علی کے روک تھام کو حلہ کیطرف روانہ ہوا۔ فریقین نے صف آرائی کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد مہلہل کو ہزیمت ہوئی شکست کھا کر بغداد کیطرف بھاگا۔ شحنہ بغداد اور ان لوگوں کو جو بغداد میں اُسکے ساتھ تھے اس سے خلو پیدا ہوا خلیفہ نے شہر پناہ کی فصیلوں پر پہرہ مقرر کر دیا اور علی کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے ارادوں میں مستقل اور مضبوط رہو خلافت مآب کو تمہاری فتحیابی سے بیحد مسرت ہوئی۔ علی نے اطاعت و فرماں برداری کے اظہار کی غرض سے بارگاہ خلافت میں عریضہ روانہ کیا۔ لڑائی ختم ہوگئی۔ امن وامان قایم ہوگیا۔

چونکہ علی بن دبیس رعایا کیساتھ حد درجہ کا ظالمانہ برتاؤ کیا کرتا تھا اسوجہ سے رعایا نے ۵۴۲ھ میں سلطان مسعود سے اسکی شکایت پیش کی۔ سلطان مسعود نے ان کی شکایات پر علی بن دبیس کو معزول کر کے سالار کرد کو حلہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا چنانچہ سالار کرد نے ہمدان سے حلہ کیجانب کوچ کیا اور بغداد سے فوجیں فراہم کر کے حلہ کیطرف بڑھا علی بن دبیس نے حلہ کو چھوڑ کر تقشکنجر کے پاس چلا گیا اور سلار کرد نے معہ اپنے ہمراہیوں اور خدام کے حلہ میں قیام اختیار کیا۔ بغدادی لشکر نے مراجعت کی تقشکنجر اسوقت اپنے جاگیر مقام طف میں تھا۔ علی نے اس سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا اور امداد کی درخواست کی۔ تقشکنجر اسکی مدد پر کمر بستہ ہو کر اسکے ہمراہ واسط کیطرف روانہ ہوا طرنطائی والی واسط بھی اسکے ساتھ ہولیا۔ پس ان لوگوں نے حلہ کو سلار کرد سے چھین کر علی بن دبیس کے حوالہ کر دیا۔ علی اسپر مستولی و قابض ہوگیا اور سلار کرد آخری ۵۴۲ھ میں بغداد کیجانب واپس آیا۔

علی کا ادبار ۵۴۳ھ میں سلطان مسعود کے خلاف چند امرا نے علم مخالفت و بغاوت بلند کیا منجملہ انکے تقشکنجر، طرنطائی اور علی بن دبیس تھا۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر ملکشاہ بن سلطان محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی اور اسکے رکاب میں عراق کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ مقتفی سے اسکے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلافت

نائب نے انکاری جواب دیا اور فوجیں فراہم کر کے بغداد کی قلعہ بندی کر لی اور سلطان مسعود کے پاس اطلاعی فرمان بھیجدیا چونکہ سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کے ملاقات کو رئے گیا ہوا تھا اسطرف متوجہ نہو سکا۔ تقشکنجر کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ آپس میں جوتیاں چلنے لگیں تقشکنجر نے نہروان کو لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر لیا۔ باقی بازر نطائی وہ بھاگ کر نعمانیہ پہنچا۔ اتنے میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا تقشکنجر نے نہروان سے کوچ کر دیا اور علی بن دبیس کو چھوڑ دیا۔ پس علی بن دبیس سلطان مسعود کی خدمت میں بغداد میں حاضر ہوا۔ عفو تقصیر کی درخواست کی سلطان مسعود نے اسکی خطا معاف کر دی۔

انقراض حکومت بنی مزید | ان واقعات کے بعد علی بن دبیس والی حلہ علیل ہوا اسکے طبیب خاص محمد بن صالح نے ہر چند علاج کیا مگر صحت نہ ہوئی علالت کے تھوڑے ہی دنوں بعد رہگرائے ملک عدم ہوا بعد اسکے سلطان مسعود آخری تاجدار سلجوقیہ نے سفر آخرت اختیار کیا اسکے بھتیجہ ملکشاہ بن محمود کے ہاتھ پر اراکین دولت نے بولیعہدی سلطان مسعود حکومت وسلطنت کی بیعت کی خلیفہ مقتفی نے سلطان مسعود کے مرتے ہی ملوک سلجوقیہ پر استبداد حاصل کر لیا۔

سلطان ملکشاہ نے سریر حکومت پر متمکن ہو کر سلار کرد کو حلہ روانہ کیا اس نے حلہ میں پہونچکر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلاک شحنہ بغداد بھی اسکے پاس چلا گیا۔ یہ بوقت وفات سلطان مسعود بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس سے اتفاق اور ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ بعد چندے موقع پا کر مسعود بلاک نے سلار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبوا دیا اور خود حلہ کی حکومت پر متمکن ہو گیا۔ خلیفہ مقتفی نے یہ خبر پا کر بسرافسری اپنے وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ فوجیں روانہ کیں مسعود بلاک بھی اپنا لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا مگر شکست کھا کر پھر حلہ کیطرف لوٹا۔ اہل حلہ نے اسکو حلہ میں داخل نہونے دیا تب

مسعود بلاک نے تکریت کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت عون نے حلہ پر قبضہ کر لیا کوفہ اور واسط کے سر کرنے کو فوجیں روانہ کیں چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہو گیا بعد اس کے سلطان ملکشاہ کا لشکر کوفہ پر آ اترا خلیفہ مقتفی کی فوجوں نے کوفہ چھوڑ کر واسط کا راستہ لیا اور جب شاہی لشکر واسط کیطرف بڑھا تو خلیفہ کی فوج نے واسط کو چھوڑ کر حلہ کی طرف قدم بڑھایا۔ غرض یکے بعد دیگرے شہروں کو خلیفہ کی فوج چھوڑتی گئی اور شاہی لشکر قابض ہوتا گیا بالآخر آخری ذیقعدہ ۵۴۲ھ میں خلیفہ کی فوج نے بغداد کی جانب معاودت کی۔

بعد اسکے امراء وارکین دولت سلجوقیہ نے ملکشاہ کو ۵۴۲ھ میں گرفتار کر لیا اور اسکے بھائی محمد کو سریر حکومت پر متمکن کیا خلیفہ مقتفی سے اسکے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلیفہ مقتفی نے منظور نہ فرمایا۔ اس بناء پر سلطان محمد بن محمود نے ۵۵۱ھ میں عراق کیجانب کوچ کیا بغداد میں ہل چل پڑ گئی۔ خلیفہ مقتفی نے نہایت حزم واحتیاط سے مقابلہ کی تیاری کی واسط کی فوجیں بھی آ گئیں۔ سلطان محمد نے مہلہل بن ابی العسکر کو حلہ پر قبضہ کرنے کو بھیجا چنانچہ اس نے حلہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان محمد نے ۵۵۲ھ میں بغداد پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا مگر کسی قسم کی کامیابی نہوئی واپس آیا ۵۵۵ھ میں خلیفہ مقتفی کو سفر آخرت درپیش آیا اسکا بیٹا مستنجد سریر خلافت پر متمکن ہوا یہ بھی اپنے باپ کیطرح نظم ونسق امور سلطنت کا مالک تھا۔ سلجوقیہ کا خطبہ دارالخلافت بغداد میں بند کر دیا۔ چونکہ بنو اسد نے زمانہ محاصرہ بغداد میں مہلہل بن ابی العسکر کا ساتھ دیا تھا۔ اسوجہ سے مستنجد کو بنو اسد سے ناراضی اور کشیدگی تھی۔ سریر خلافت پر متمکن ہو کر بروں بن قماج کو بنو اسد کے زیر کرنے کو روانہ کیا۔ بنو اسد اس وقت پہاڑی دروں میں منتشر ومتفرق تھے ان تک کسی کا ہاتھ نہ پہونچتا تھا بروں نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہوا۔ تب خلیفہ مستنجد نے ابن معروف سردار منتفق کو بصرہ سے

بنواسد پر حملہ کرنے کو لکھا چنانچہ ابن معروف نے بہت بڑی فوج فراہم کرکے بنواسد پر چڑھائی کردی اور پہونچتے ہی ایسی خوبی سے انکا محاصرہ کرلیا کہ وہ پانی تک کو محتاج ہو گئے۔ خلیفہ مقتفی نے بردن کو عتاب آمود فرمان روانہ کیا اور اس پر اسوجہ سے کہ اس نے بنواسد کے زیر کرنے میں تاخیر کی تھی شیعیت اور بنواسد کی موافقت کا الزام لگایا۔ بردن اور ابن معروف نے متفقہ کوشش سے بنواسد کی لڑائی میں کام لیا اور انکے راستہ پانی لانے کے بند کردیئے اور نہایت بیرحمی سے انکے پامال کرنے کو بڑھے چار ہزار بنواسد کھیت رہے باقی ماندگان کو حلہ سے جلا وطن ہوکر نکل جانے کی منادی کرادی۔ چنانچہ وہ لوگ حلہ سے جلا وطن ہوکر اطراف بلاد میں پھیل گئے اور ان میں سے ایک متنفس بھی عراق میں نہ رہگیا۔ انکے پہاڑی درے اور انکے مقبوضات پر ابن معروف اور متقی قابض و متصرف ہوگئے۔ بنو مزید کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ والبقاء اللہ وحدہ

اخبار ملوک عجم جو کہ خلافت عباسیہ کے زیر اثر ممالک اسلامیہ میں حکمرانی کرتے تھے اور خلفاء پر انکو استبداد حاصل ہوگیا تھا انمیں سے ہم پہلے دولت ابن طولون مصر کے حالات معرض تحریر میں لاتے ہیں۔ انکے واقعات ابتداء زمانہ حکومت سے تا زمانہ انقراض لکھے جائیں گے

ہم اوپر فتوحات اسلامیہ کے تذکرہ میں عمرو بن ابی العاص کے ہاتھ سے مصر کے مفتوح ہونے کا واقعہ سنہ ۲۰ھ زمانہ خلافت عمرو بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو کہ انھیں کے حکم سے وقوع میں آیا تھا بیان کر آئے ہیں۔ بعد فتح و کامیابی موصوف الصدر نے عمرو بن العاص کو اس شہر کی گورنری عطا کی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ عمرو بن العاص کے فتوحات کا سیلاب علاوہ مصر کے ممالک مغرب میں طرابلس

اور روداد دغدامس تک پہونچگیا تھا جیساکہ یہ واقعات اس مقام پر احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔

پورے عہد خلافت عمرؓ میں اس صوبہ کی عنان حکومت عمرو بن العاص کے ہاتھ میں رہی۔ بعدہ عثمانؓ بن عفان نے صعید کی حکومت پر عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور مصر کو اس سے علیحدہ کرکے ایک جدا صوبہ قرار دیا عمرو بن العاص کو یہ ناگوار گذرا گورنری مصر سے مستعفی ہوگئے امیرالمومنین عثمان نے صوبہ مصر کو گورنری صعید سے ملحق کرکے اور اس صوبہ کی عنان حکومت بھی عبداللہ بن ابی سرح کو دیدی اسکے عہد حکومت میں غزوہ صواری ہوا۔ رومیوں نے قسطنطنیہ سے ایک ہزار کشتیوں کا بیڑہ مصر کیطرف روانہ کیا۔ سواحل اسکندریہ میں اس بیڑہ نے لنگر کیا اطراف وجوانب کے دیہات والوں نے بدعہدی اور بغاوت پر کمر باندھی۔ اہل اسکندریہ نے دربار خلافت عثمانؓ سے یہ درخواست کی کہ ہماری امداد وکمک پر عمرو بن العاص مامور کیے جائیں۔ پس عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو اہل اسکندریہ کی کمک پر روانہ کیا۔ عمرو بن العاص نے عرب کے جنگ آوروں کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا۔ مقوقس بھی معہ قبطی فوج کے رومیوں کے ساتھ تھا۔ رومیوں نے معہ ان دیہات والوں کے جنھوں نے اظہار بغاوت کیا تھا کشتیوں سے اتر کر میدان جنگ کا راستہ لیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ بالآخر اللہ جل شانہ نے لشکر اسلام کو فتح نصیب کیا۔ رومی فوجیں شکست کھا کر اسکندریہ کیجانب بھاگیں۔ عمرو بن العاص نے ان لوگوں کو جی کھول کر پامال کیا اور قرب جوار کے دیہات والوں کا جو کچھ مال واسباب مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا ان کے عذر معذرت کرنے پر واپس کرکے مدینہ منورہ کیجانب مراجعت کی اور عبداللہ بن ابی سرح انکی گورنری پر بدستور قایم رہے انھوں نے افریقیہ پر جہاد کیا اور

بزور تیغ اسکو مفتوح کیا بعد ازاں تو بہ پر بقصد جہاد فوج کشی کی اور ان پر جزیہ مقرر کیا جو زمانۂ دراز تک قایم و باقی رہا۔ یہ واقعات ۱۲ سنہ ہجری کے ہیں ان واقعات کے بعد معاویہ بن خدیج کی ماموری وقوع میں آئی۔ انھوں نے بھی بہت سے شہر ملک افریقیہ کے سر کئے اور خوب خوب اسکو پامال اور تاخت وتاراج کیا تا آنکہ فتح افریقیہ کی انکے ہاتھ پر تکمیل ہوئی۔ پھر عثمانؓ کے آخری دور خلافت میں جبکہ فتنہ برپا ہو چکا تھا اور کثرت سے لوگ آپ پر طعن کرنے لگے تھے معاویہ بن خدیج مصری لشکر کے ایک گروہ کے ساتھ بطور وفد دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ مصری لشکر کو عبداللہ بن ابی سرح اور اُسکے عمال سے شکایت پیدا ہوئی تھی عثمانؓ نے ان لوگوں کی رضامندی کے خیال سے عبداللہ بن ابی سرح کو گورنری مصر سے معزول کیا۔ اتنے میں اس خط کا قصہ پیش آگیا جو کہ مروان کیطرف منسوب کیا جاتا ہے اور لشکریان مصر نے عثمانؓ کا انکے مکان میں محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن ابی سرح نے یہ خبر پاکر مصر سے عثمان کی مدد کو کوچ کیا جوں ہی عبداللہ نے مصر سے کوچ کیا محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے مصر پر قبضہ کر لیا عبداللہ نے یہ سنکر اثناء راہ سے مراجعت کی۔ محمد نے مصر میں داخل ہونے سے روکدیا تب عبداللہ نے عسقلان کا راستہ اختیار کیا اور وہاں پہونچکر پڑاؤ کر دیا تا آنکہ عثمان بلوایان مصر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اسوقت عبداللہ نے عسقلان سے رملہ میں جاکر قیام کیا۔ بخوف فتنہ و فساد مدتوں یہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ راہی ملک عدم ہوئے نہ علی بن ابی طالب کی بیعت کی نہ معاویہ کی۔ اسکے بعد عمرو بن العاص نے محمد بن حذیفہ کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ قتل کی کیفیت اور روایتیں مضطرب ہیں بعدہ علی نے مصر کی حکومت پر قیس بن سعد بن عبادہ کو متعین فرمایا یہ علی کے پکے دوست اور اُنکے دشمنوں کے جانی دشمن تھے۔ معاویہ نے انکے ملانے کی کوشش کی۔ انھوں نے نہایت بری طور سے اس تحریک کا جواب دیا۔ مگر معاویہ نے

برعکس اسکے مشہور کر دیا اس بنا پر علی نے حکومت مصر سے قیس کو معزول کرکے اشتر نخعی کو مامور فرمایا،، اشتر نخعی کا نام مالک تھا حرث بن یغوث بن سلمہ بن ربیعہ بن حرث بن خزیمہ بن سعد بن مالک بن النخع کے بیٹے تھے۔،،

پس اشتر نخعی نے مصر کا سفر کیا۔ قریب مصر قلزم میں پہنچکر ۳۸ھ میں مرگئے۔ تب علی نے بجائے اشتر کے محمد بن ابی بکر کو متعین کیا یہ آنکے گود کے پالے ہوئے تھے۔ ان واقعات کے بعد معاویہ نے عمرو بن العاص سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا یہ اسوقت فلسطین میں تھے اور بعد شہادت عثمانؓ آنھوں نے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی۔ چند ہی نامہ و پیام کے بعد معاویہ نے عمرو بن العاص کو اپنا ہم آہنگ بنالیا۔ چنانچہ علی سے جنگ کرنے کو معاویہ کے ساتھ ہوگئے۔ معاویہ نے انکو مصر کی گورنری عنایت کی۔ بعد انقضائے واقعہ صفین و قصہ تحکیم عمرو بن العاص نے مصر کیطرف کوچ کیا اور معاویہ دعویدار خلافت ہوگئے۔ محمد بن ابی بکر والی مصر کے نظام حکومت میں خلل آگیا معاویہ بن خدیج سکونی نے عثمانیہ جماعت کیساتھ اطراف مصر میں محمد بن ابی بکر کے خلاف خروج کیا عمرو بن العاص نے ہوا خواہان عثمان کو اس واقعہ سے مطلع کرکے علم خلافت کی مخالفت پر ابھار دیا۔ اور فوج سواران کو مصر کیطرف بڑھنے کا حکم دیا اس مہم کے مقدمۃ الجیش پر معاویہ بن خدیج تھے دونوں حریف سے مڈبھیڑ ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کی فوج میدان جنگ سے شکست کھا گئی۔ انکے ہمراہی ان سے جدا ہوگئے۔ اثنائے جنگ اور دار و گیر میں مارے گئے۔ جیسا کہ انکے حالات میں یہ واقعہ معروف ہے۔ عمرو بن العاص نے فتحمندی کیساتھ فسطاط میں قدم رکھا اور ۴۳ھ تک مصر پر حکمرانی کرکے سفر آخرت اختیار کیا بجائے اسکے اسکا بیٹا عبداللہ حکمراں ہوا۔ معاویہ نے بعد چندے اسکو معزول کرکے اپنے بھائی عقبہ بن ابی سفیان کو متعین کیا ۴۴ھ میں اس نے وفات پائی بجائے اسکے عقبہ بن عامر جہنی مامور ہوا۔ پھر ۴۷ھ میں یہ معزول کیا گیا بجائے اسکے

معاویہ بن خدیج کو سند حکومت عطا ہوئی۔ بعد ۵۰ھ میں اس سے حکومت افریقہ انتزاع کرلیگئی عقبہ بن نافع مامور کیا گیا پھر مصر اور افریقہ کی عنان حکومت مسلم بن مخلد انصاری کے ہاتھ میں دیگئی۔ مسلم نے اپنی جانب سے افریقہ کی حکومت پر اپنے غلام ابوالمہاجر کو متعین کیا۔ اس نے نہایت بدنما طریقہ سے عقبہ کو حکومت افریقہ سے سبکدوش کیا جیسا کہ یہ مشہور ہے۔ ان واقعات ختم ہونے پر معاویہ نے وفات پائی یزید بن معاویہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ نظام حکومت میں اضطراب پیدا ہوا۔ بعد ازاں مکہ معظمہ میں عبداللہ بن زبیر کی امارت وخلافت کی بیعت لیگئی۔ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کی حکومت وخلافت کی دعوت منتشر ہوگئی۔ انھوں نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن حجدم قرشی کو مقرر کیا۔

یہ عبدالرحمٰن۔ عقبہ بن ایاس بن حرث بن عبد بن اسد بن حجدم فہری کا بیٹا ہے بعد اسکے مروان کی حکومت وامارت کی بیعت لیگئی۔ عبداللہ بن زبیر کے امور حکومت میں تذبذب پیدا ہوگیا۔ مروان نے مصر کیجانب قدم بڑھایا۔ عبدالرحمن بن جحدم (عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو مصر سے نکالکر عمر بن سعید الاشرف کو حکومت مصر پر متعین کیا پھر مروان نے اسکو مصعب بن زبیر سے جنگ کرنے کو شام کیطرف بڑھنے کا حکم دیا اور بجائے اسکے مصر پر اپنے بیٹے عبدالعزیز بن مروانکو مصر کی حکومت عنایت کی۔ بعد چندے یہ مرگیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مروان کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔ تب بجائے اسکے عبداللہ بن عبدالملک مامور ہوا ۹۰ھ میں ولید نے اسکو معزول کیا بجائے اسکے مرہ بن شریک بن مرثد بن حرث بن عیسیٰ متعین ہوا ۹۵ھ میں یہ بھی رہگرائے ملک عدم ہوا ولید نے بجائے اسکے عبدالملک بن رفاعہ کو ۹۶ھ میں متعین کیا۔ ولید نے بوقت موت اسکو سند حکومت عطا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اسکے پہلے اسامہ بن زید تنوخی مامور کیا گیا تھا الغرض عمر بن عبدالعزیز نے عبدالملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ میں معزول کرکے ایوب بن

حنبل بن اکرم بن ابرہہ بن صباح اصبحی کو سند حکومت مرحمت فرمائی بعدہ یزید بن عبدالملک نے اسکو معزول کر دیا اور بجائے اسکے بشر بن صفوان مامور ہوا پھر ہشام عبدالملک نے اسکو معزول کیا اور ... ابن رفاعہ کو بجائے اسکے حکومت مصر کی سند دی۔ اس تقرری کے پندرہویں شب کو یہ مر گیا اور بوقت وفات اپنے بھائی ولید بن رفاعہ کو اپنا جانشین بنا گیا ہشام نے اس تقرری کو قایم رکھا۔ سات ماہ تک اس نے حکمرانی کی پھر یہ معزول کیا گیا اور حنظلہ بن صفوان ماہ محرم ۱۲۴ھ میں ہشام کی منظوری سے مصر کا گورنر ہوا پھر جب مروان بن محمد حکمراں ہوا تو حنظلہ نے حکومت مصر سے استعفا دیا تب بجائے اسکے حکومت مصر پر حسان بن عتاہیہ بن عبدالرحمن سبیحی مامور کیا گیا یہ ان دنوں شام میں تھا۔ اس نے حمید بن نعیم حضرمی کو بطور اپنے نائب کے حکومت مصر پر متعین کیا۔ پھر جب حسان وارد مصر ہوا تو اس نے حکومت مصر سے ہاتھ اٹھا لیا بجائے اسکے حفص بن ولید اسکی حکومت کے سولھویں دن مصر کی گورنری پر بھیجا گیا۔ دو ماہ حفص مصر کی گورنری پر رہا۔ بعدہ مروان نے حوثرہ بن سہل بن عجلان باہلی کو ماہ محرم ۱۲۸ھ میں متعین کیا پھر رجب ۱۳۱ھ میں حوثرہ کو حکومت مصر سے واپس کر کے مغیرہ بن عبداللہ بن مسعود فزاری کو سند حکومت مصر عنایت کی۔ ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۲ھ میں اس نے وفات پائی بوقت وفات اپنے بیٹے ولید کو مقرر کر گیا۔ اسی سنہ میں مروان نے منبر دل کے بنا دیئے جانے کا حکم صادر کیا اس وقت تک دستور یہ تھا کہ خطیب عصا ٹیک کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد مروان بن محمد وارد مصر ہوا اور یہیں اسکا زمانہ حیات پورا ہوا جیسا کہ یہ معروف ہے۔

مروان بن محمد کے بعد دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا۔ سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو ۱۳۳ھ میں مصر کی حکومت عطا کی۔ ایک مدت تک یہ صوبہ

اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

اسی کے گورنری میں رہا اپنی جانب سے لوگوں کو مامور کرتا تھا۔ پس سب کے پہلے محسن بن فانی کندی کو اپنا نائب بنایا آٹھ مہینے اس نے نیابت کی پھر ابو عون عبدالملک بن یزید (مناۃ کا مولے) آٹھ ماہ حکمراں رہا محرم ۱۷۴ھ میں داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ والی بنایا گیا اور اپنی حکومت کے ایک برس بعد محرم ۱۷۵ھ میں معزول کیا گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ گورنری مصر پر بھیجا گیا۔ ماہ ربیع الاول ۱۷۶ھ میں واپس کیا گیا اور اسکے ابن عم ابراہیم بن صالح کو حکومت مصر عطا ہوئی۔ اپنی حکومت کے تیسرے مہینے مرگیا۔ تب بعد اسکے اسکا بیٹا صالح حکمراں ہوا۔ رشید نے ماہ رمضان ۱۷۶ھ میں عبداللہ بن مسیب بن زہیر ضبی کو مامور کیا۔ ایک برس بعد اسکو معزول کرکے ہرثمہ بن اعین کو مصر کی حکومت عنایت کی اسکی حکومت کے تیسرے مہینے آخری ۱۷۸ھ میں اسکو افریقہ کیطرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے اپنے بھائی عبیداللہ بن مسیب کو مصر پر لطور اپنے نائب کے مقرر کیا۔ بعدہ ماہ رمضان ۱۷۹ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ دوبارہ حکومت مصر پر بھیجا گیا اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو اپنی نیابت پر متعین کیا۔ پھر ۱۸۰ھ میں موسیٰ اپنی حکومت کے دسویں مہینے حکومت مصر سے واپس کرلیا گیا اور عبیداللہ بن مہدی بھیجا گیا۔ پھر رمضان ۱۸۱ھ میں یہ واپس کیا گیا اور اسمٰعیل بن صالح بن علی جو کہ خلافت مآب کے چچاؤں میں سے تھا متعین ہوا اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو نائب بنا کر بھیجدیا۔ پھر نصف ۱۸۲ھ میں یہ حکومت مصر سے سبکدوش کیا گیا اور اس کی حکومت کے دسویں مہینہ پھر حکومت مصر پر واپس بھیجا گیا پھر مسیب بن فضل جو کہ اسپورد والون سے تھا والی مصر ہوا ساڑھے چار برس اس نے حکومت کی بعدہ معزول کیا گیا اسکے بعد رشید نے اپنے قرابت مندوں میں سے احمد بن اسماعیل بن علی کو ۱۸۷ھ کے نصف میں مصر کی حکومت عنایت کی دو برس دو ماہ تک حکمراں رہا

بعدہ بجائے اسکے عبداللہ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن زنیب کو حکومت مصر عطا ہوئی اور آخری ماہ شعبان ۱۹۰ھ میں اپنے گورنری کے ایک برس دو ماہ بعد واپس کر لئے گئے حاتم بن ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت دیگئی۔ شوال ۱۹۴ھ میں وارد مصر ہوا اور اپنی حکومت کے ایک برس تین ماہ بعد ۱۹۵ھ میں واپس بلا لیا گیا۔ جابر بن اشعث بن یحییٰ بن نعمان طائی اسی سنہ میں مامور ہوا۔ لشکریوں نے اس کو اسکی حکومت کے ایک برس بعد ۱۹۶ھ میں مصر سے نکالدیا تب خلیفہ مامون نے مصر کی گورنری پر ابونصر عباد بن محمد بن حیان بلخی (یہ کندہ کا غلام تھا) کو متعین کیا اور اسکی حکومت کے ڈیڑھ برس بعد ماہ صفر ۱۹۸ھ میں اسکو معزول کر کے مطلب بن عبداللہ بن مالک بن ہیثم خزاعی کو سند گورنری عطا کی۔ مکہ سے نصف ربیع الاول سنہ مذکور میں وارد مصر ہوا۔ پھر ماہ شوال میں اپنی حکومت کے آٹھویں مہینے لوٹا لیا گیا۔ خلافت مآب نے اپنے چچاؤں میں سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکومت مصر کی سند عنایت کی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کی حکومت پر اپنا نائب بنا کر بھیجا امام محمد بن ادریس شافعی اسکے ساتھ تھے۔ اس نے ڈھائی مہینے قیام کیا یوم النحر ۱۹۸ھ میں لشکریوں نے بغاوت کر کے اسکو مار ڈالا اور مطلب بن عبداللہ کو اپنا امیر بنا لیا بعد اسکے مابین بنی مطلب بن عبداللہ اور سدی و حکم بن یوسف مولیٰ بنی ضبہ کے جو کہ اہل بلخ قوم زط سے تھا لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ اپنی حکومت کے ایک برس آٹھ مہینے بعد مطلب مکہ کیطرف بھاگ گیا۔ بالاتفاق اہل جند ماہ رمضان ۲۰۰ھ میں سری نامی ایک شخص امیر بنایا گیا اسکی حکومت کے چھٹے مہینے لشکریوں نے اسپر یورش کی اور اسکو معزول کر کے سلمان بن غالب بن جبریل بن یحییٰ بن قرہ بجلی کو ماہ ربیع الاول ۲۰۱ھ میں امارت کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اپنی طرف سے عبداللہ بن طاہر بن حسین (خزاعہ کے مولیٰ) کو اپنا نائب بنایا دس سال اس نے حکمرانی کی

بعدازاں خلیفہ مامون نے اپنے بھائی ابو اسحاق کو جسنے کہ اپنے زمانہ خلافت میں معتصم کے
لقب سے اپنے کو ملقب کیا تھا سند حکومت عطا کی - پس اس نے عیسیٰ اجلودی کو
بعدہ عمیر بن ولید تمیمی کو ماہ صفر ۲۱۳ھ میں مامور کیا - اپنی حکومت کے دو ماہ بعد یہ
مار ڈالا گیا تب اُسکا بیٹا محمد بن عمیر اسکے بجائے حکمراں بنایا گیا بعدازاں عیسیٰ جلودی کو
دوبارہ سند حکومت عطا ہوئی اسکے بعد ابو اسحاق معتصم وارد فسطاط ہوا اور شام
کیجانب معاودت کی اُس وقت اُس نے عبدویہ بن جبلہ کو ماہ محرم ۲۱۵ھ
میں بطور اپنے نائب کے مامور کیا - ایک برس اُس نے حکمرانی کی بعدہ عیسیٰ بن منصور
بن موسیٰ خراسانی رافعی مولیٰ بنی نصر بن معاویہ مامور کیا گیا - پھر مامون اسکی حکومت
کے ایک برس بعد مصر آیا - عیسیٰ بن منصور پر بیحد ناراض ہوا - پانی کا مقیاس اور ایک
دوسرا پل فسطاط میں تعمیر کرایا اور ابو مالک کندر بن عبد اللہ ابن نصر صغدی کو مامور
کرکے عراق کیجانب مراجعت کی - ماہ ربیع الاول ۲۱۹ھ میں کندر نے وفات پائی
اسکا بیٹا مظفر بجائے اسکے حکمراں ہوا - پھر جب معتصم نے سریر خلافت پر قدم رکھا
تو اُس نے مصر کی عنان حکومت ماہ رجب ۲۱۹ھ میں اپنے مولے اشناس کو جسکی
کنیت ابو جعفر تھی سپرد کی اس نے اپنی جانب سے موسیٰ بن ابی العباس ثابت کو
جو کہ بنو حنیفہ اہل شاس سے تھا ماہ رمضان ۲۱۹ھ میں مامور کیا موسیٰ نے اپنی
جانب سے اپنے بیٹے مظفر کو اپنا نائب بنایا چنانچہ یہ اشناس کی نیابت میں ساڑھے
چار برس تک مصر کی حکومت کرتا رہا بعدہ مالک ابن کیدر بن عبد اللہ صغدی اسکی
نیابت پر متعین کیا گیا ماہ ربیع الآخر ۲۲۴ھ میں وارد مصر ہوا - دو برس بعد یہ بھی
معزول کیا گیا تب علی بن یحییٰ ارمنی ولایت مصر پر بھیجا گیا ماہ ربیع الاول ۲۲۶ھ میں
مصر پہونچا - دو برس آٹھ مہینے بعد یہ بھی معزول کیا گیا - عیسیٰ ابن منصور جسکو معتصم
نے بعہد خلافت مامون اس مصر کی حکومت پر بھیجا تھا اور جسپر مامون بوقت ورود مصر ناراض

ہوا تھا دوبارہ نیابت مصر پر پروانہ کیا گیا چنانچہ عیسیٰ ماہ محرم ۲۱۹ھ میں مصر میں وارد ہوا بعد اسکے ۲۳۰ھ میں اشناس نے سفر آخرت اختیار کیا اور بوقت وفات مصر کی حکومت پر ایتاخ مولی معتصم کو اپنی نیابت پر مقرر کر گیا - پس بجائے اشناس کے ایتاخ مصر پر حکمرانی کرنے لگا خلیفہ واثق نے اس تقرری کو بحال رکھا اور اسنے عیسیٰ بن منصور کو ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں ایتاخ کو مصر پر مامور کیا - چار ماہ حکمرانی کی پھر ایتاخ نے ہرثمہ بن نصر جبلی کو مصر کی نیابت عطا کی نصف ۲۳۳ھ میں وارد مصر ہوا ایک برس حکومت مصر کر کے مر گیا تب بجائے اسکے اسکا بیٹا حاتم حکمراں ہوا اس نے ایتاخ کو بنی یحییٰ ارمنی پر ماہ رمضان ۲۳۴ھ میں مقرر کیا بعد ازاں ایتاخ حکومت مصر سے ماہ محرم ۲۳۵ھ میں بعد وفات معتصم معزول کیا گیا - خلیفہ متوکل نے اپنے بیٹے مستنصر کو مصر کی عنان حکومت عطا کی اس نے اپنی جانب سے اسحاق بن یحییٰ بن معاذ ختلی کو مامور کیا اسی سنہ کے ماہ ذی القعدہ میں وارد مصر ہوا - اسی نے اپنے زمانہ حکومت میں اولاد علی کو مصر سے عراق کیجانب شہر بدر کیا تھا پھر ۲۳۶ھ کے ماہ ذی القعدہ میں حکومت مصر سے واپس بلایا گیا تب مستنصر نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمن بن یحییٰ بن منصور بن طلحہ کو جو کہ طاہر بن حسین کا چچازاد بھائی تھا مامور کیا چنانچہ ماہ ذی القعدہ ۲۳۶ھ میں وارد مصر ہوا بعد چندے واپس بلا لیا گیا - تب اہل ہرات میں سے ابو حاتم عبید بن اسحاق بن عبس بن عنبسہ کو ماہ صفر ۲۳۷ھ میں حکومت مصر پر روانہ کیا - اسکے عہد حکومت میں رومیوں نے دمیاط پر یوم عرفہ ۲۳۸ھ میں شبخون مارا اس نے اپنے خدام میں سے ابو خالد یزید بن عبداللہ بن دینار کو متعین کیا اسکے زمانہ حکومت میں علویوں کو گھوڑے پر سوار ہونے اور غلاموں کے رکھنے کی ممانعت کی گئی بعد ازاں مستنصر نے ماہ شوال ۲۴۷ھ میں عنان خلافت اپنے ہاتھ میں لی اس نے ابو خالد بن یزید کو حکومت مصر پر بدستور بحال وقایم رکھا پھر اسکی حکومت کے دسویں سال ۲۵۳ھ میں معتز نے

اسکو حکومت مصر سے معزول کر دیا بجائے اسکے مزاحم بن خاقان بن عرطوج ترکی ۲۵۳ھ میں حکومت مصر پر مامور ہوا اُس نے اپنی جانب سے ازجور بن اولغ طرخان ترکی کو متعین کیا۔ پانچ ماہ اُس نے حکومت کی ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں بقصد حج مکہ کا سفر کیا اور احمد بن طولون حکومت مصر پر مامور ہوا اسکی حکومت نے ایک حد تک استقلال اور استحکام پیدا کی۔ اسکی اور اسکی آیندہ نسلوں کی ایک مدت تک حکومت و دولت قایم رہی جیسا کہ ہم ابھی بیان کرنے والے ہیں۔

اخبار حکومت طولون اور انکے موالے بنی طغج کے حالات

ابن سعید نے بحوالہ کتاب ابن الدایہ فی اخبار بنی طولون تحریر کیا ہے کہ طولون ابو احمد طغزسے تھا تاتاریوں نے طغز پر فوج کشی کی۔ نوح بن اسد گورنر بخارا نے اسکو اس سالانہ خراج میں جو کہ دار الخلافت بغداد روانہ کیا کرتا تھا خلیفہ مامون کیخدمت میں بھیجدیا ۲۲۰ھ میں قاسم نامی ایک لونڈی کے بطن سے احمد پیدا ہوا۔ ۲۴۰ھ میں طولون نے آخرت کا سفر اختیار کیا اسکے رفقاء اور دوستوں نے اسکے بیٹے احمد کی محاسراے شاہی میں کفالت اور تربیت کی تاآنکہ اُسکی لیاقت اور خوبی انتظام کا شہرہ ہو چلا اولیاء دولت اسکو عزت واحترام کی آنکھوں سے دیکھنے لگے رفتہ رفتہ یہ اپنے معاصرین سے بڑھ گیا۔ ترکوں میں اس کے رعب وداب کی شہرت پیدا ہو گئی۔ اسکی دینداری، امانت، راز داری، نیک چلنی اور احتیاط کا ہر چہار طرف چرچا پھیل گیا۔ یہ ترکوں کو نہایت کم عقل سمجھتا تھا ان لوگوں کو رتبہ عالی کے لایق نہ جانتا تھا جہاد کا اسکو بیحد شوق تھا اس نے محمد بن احمد بن خاقان سے یہ درخواست کی کہ عبداللہ وزیر ان دونوں کو سرحد پر جہاد کرنے کی غرض سے ٹھہرنے کی اجازت دیدی اور دیں ان دونوں کی تنخواہیں بھی دیجائیں۔ چنانچہ یہ طرسوس کیطرف روانہ ہوا۔ اہل حق واہل علم سے عادات امر بالمعروف ونہی منکر اور اقامت حق اسکی آنکھوں

میں کھپ گئی ان لوگوں سے اس نے مراسم پیدا کیئے - علم حدیث کے حاصل کرنے پر کمر باندھی بعدازاں بغداد کیجانب مراجعت کی اب اسوقت اسکا دل معدن علوم دین سے اور سیاست سے بھرا ہوا تھا - اور جب ترکوں نے خلیفہ مستعین سے ناراض ہوکر معتز کی خلافت کی بیعت کی اور انجام کار یہ رائے قرار پائی کہ مستعین معزول کرکے واسط کیطرف جلاوطن کردیا جائے اسوقت ترکوں نے اسی احمد بن طولون کو مستعین کی حفاظت ونگرانی پر مامور کیا تھا - اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا مستعین کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی ہر طرح کی آسایش پہونچاتا رہا - احمد بن محمد واسطی نے اسی دن سے اسکی ملازمت اختیار کی - یہ نہایت تعلیم یافتہ شخص اور طرز معاشرت کی خوبیوں سے آگاہ تھا - پھر جب ترکوں نے مستعین کے قتل کا ارادہ کیا تو احمد بن طولون کو یہ کام سپرد کیا گیا احمد نے کسی قدر زر معاوضہ دیکر اس کام سے عذر کردیا تب ترکوں نے سعید حاجب کو اس خدمت پر مامور کیا اس نے مستعین کے آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں اور بعد اسکے قتل کر ڈالا احمد بن طولون نے اسکی تجہیز وتکفین کرائی - ان واقعات سے احمد بن طولون کی قدر ومنزلت اولیاء دولت عباسیہ کی آنکھوں میں بڑھ گئی - انتہے کلام ابن سعید -

ابن عبدالظاہر نے لکھا ہے کہ میں نے سیرۃ اخشید کے ایک قدیم نسخہ میں بخط فرغانی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ احمد کے باپ کا نام النج ترکی تھا - طولون اسکے باپ کا دوست تھا اور اسکی سوسائٹی (طبقہ) کا تھا - پس جب النج ترکی نے وفات پائی تو طولون نے اسکی پرورش وپرداخت کی تا آنکہ سن شعور کو پہونچا - اسوقت حشویہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا قابلیت ذاتی اللہ تعالی نے دے ہی رکھی تھی رفتہ رفتہ معتمدین دولت میں شمار کیا جانے لگا مصر کی گورنری پر مامور کیا گیا اور وہیں اپنی دولت وحکومت کی بناء ڈالی اور قیام پذیر ہوا - صدرالدین بن عبدالظاہر لکھتا ہے کہ اس روایت کو

سوائے اسکے اور کسی مورخ نے نہیں نقل کیا انتہے۔

الغرض جب ترکون نے بغداد میں شورش کی اور خلیفہ مستعین کو قتل کرڈالا، معتز کو سریر خلافت پر متمکن کیا اور ترکون کو اسپر چیرہ دستی حاصل ہوگئی اسوقت ان ترکوں کا سرگروہ باک باک تھا خلیفہ معتز نے اسکو مصر کی سند حکومت عطا کی اس نے نائب مقرر کرنے کی غرض سے لوگون پر ایک سرسری نظر ڈالی اتفاق وقت سے احمد بن طولون کی کارگزاریاں اور کارکردگی اسکے آنکھوںمیں کھپ گئیں چنانچہ اس نے احمد بن طولون کو اپنا نائب مقرر کرکے مصر روانہ کیا۔ احمد بن محمد واسطی اور یعقوب بن اسحاق احمد بن طولون کے ہمرکاب تھا ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں داخل مصر ہوا۔ ان دنوں مصر کے محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر احمد بن مدبر اور محکمہ ڈاک پر سفیر مولی قبیحہ مامور تھا ابن مدبر نے ابتداً اس سے بڑے مراسم پیدا کئے ہدایا اور تحائف پیش کئے مگر بعد چندے کشیدہ خاطر ہوگیا۔ خلیفہ معتز کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کے دماغ مین بغاوت کی ہوا سما گئی ہے عنقریب علم مخالفت بلند کیا چاہتا ہے۔ محکمہ ڈاک کے افسر اعلیٰ نے بھی اسی قسم کی تحریر بھیجی۔ اسکے اگلے دن یہ مرگیا بعد ازاں خلیفہ معتز بھی قتل کرڈالا گیا مہدی سریر آرائے خلافت ہوا باک باک ترکی مارا گیا بجائے اسکے یارجوج مامور کیا گیا مصر کی عنان حکومت اسکے سپرد ہوئی۔ چونکہ یارجوج اور احمد بن طولون میں دیرینہ مراسم اتحاد تھے بلکہ یوں کہئے کہ دونوں میں دانت کاٹی روٹی دوستی تھی اسوجہ سے یارجوج نے بدستور احمد بن طولون کو نیابت مصر پر قایم رکھا۔ مزید برآں اسکندریہ اور صعید وغیرہ کی حکومت کو اسکی حکومت سے ملحق کردیا اور محکمہ خراج کے بھی اختیارات اسی کو دیدئے جس سے احمد بن مدبر کی قدر و منزلت جاتی رہی بعد ازاں خلیفہ معتمد نے احمد بن مدبر کو دوبارہ اس عہدہ سے سرفراز کیا۔ احمد بن مدبر نے اسکے بعد پھر احمد بن طولون سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اور نہ اس سے مقابلہ اور منازعت کرنے پر طیار رہا۔ پھر خلیفہ معتمد نے

اسکو عیسیٰ بن شیخ شیبانی کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا جو کہ فلسطین اور اردون کی حکومت پر تھا عیسیٰ بن شیخ شیبانی کو دمشق پر غلبہ حاصل ہو ہی چکا تھا مصر کی خود سر حکمرانی کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی خراج کا دینا بند کر دیا طرہ یہ ہوا کہ ابن مدبر نے پچھتر اونٹ اشرفیاں روانہ کیں تھیں اس نے ان کو بھی دبا لیا - خلیفہ معتمد کو اسکی خبر لگی تو اس نے ڈانٹ کا خط لکھا اور احمد بن طولون کو اسکے صوبہ کی بھی سند حکومت عطا کی - احمد بن طولون نے اپنے عجز کا اظہار کیا تب ۲۵۵ھ میں اناجور نامی ایک ترکی سردار دربار خلافت سے فوجیں لیکر دمشق کیجانب روانہ ہوا - بعدہ احمد بن طولون نے اسکندریہ کیطرف خروج کیا اسکے ساتھ اسکا بھائی موسیٰ بھی تھا یہ اس سے کشیدہ خاطر رہتا تھا اسکے ذہن میں یہ سمائی ہوئی تھی کہ یہ اسکے حق کو پورے طور سے نہیں ادا کر رہا ہے - قاعدہ کی بات ہے کہ جو کچھ دل میں ہوتی ہے وہ زبان سے کسی نہ کسی وقت نکل ہی آتی ہے باتوں باتوں ایک روز اسکا اظہار ہو گیا - احمد بن طولون نے اس کو گرفتار کر لیا اور نیز اپنے کاتب (سکریٹری) اسحاق بن یعقوب کو اس الزام میں کہ اس نے اسکے راز کو اس کے بھائی سے ظاہر کر دیا ہے قید کر دیا - بعد چندے اسکے بھائی نے بقصد حج سفر اختیار کیا اسی مقام سے عراق کیجانب روانہ ہوا - احمد بن طولون نے آہستہ آہستہ اپنی فوجی قوت بڑھائی اور مالی حالت کو بھی درست کر لیا اناجور کو اس سے خطرہ پیدا ہوا - خلیفہ موفق کو اسکی شکایت لکھ بھیجی اور اسکے جانب سے یہ بدظنی پیدا کر دی کہ مجھکو اندیشہ ہے کہ مبادا یہ شام پر قابض ہو جائے خلیفہ موفق نے احمد بن طولون کو لکھ بھیجا کہ تم بغرض انتظام امور سلطنت سیاست عراق چلے جاؤ اور مصر کی حکومت پر کسی شخص کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر جاؤ - احمد بن طولون تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی بات ہے بحکمت عملی مجھے مصر سے علیحدہ کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے - پس اس نے اپنے کاتب احمد بن محمد واسطی کو یار جوج اور وزیر السلطنت کیخدمت میں بھیجا

اور دونوں کے لئے بہت سے تحائف اور ہدایا روانہ کئے یارجوج دولت وحکومت پر مستبد ہو ہی رہا تھا خلافت مآب سے کہہ کر احمد بن طولون کی روانگی عراق کا حکم منسوخ کرا دیا۔ اور اسکے اہل وعیال کو اسکے پاس پہنچا دیا اس سے احمد بن طولون کا رعب وداب بڑھ گیا۔ احمد بن مدبر کو اس سے خوف پیدا ہوا اپنے بھائی ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ بہ نرمی وملاطفت اسکو مصر کیجانب لوٹا دو اس اثناء میں شاہی فرمان صادر ہوا کہ دمشق، فلسطین اور اردن کے محکمۂ خراج کا عہدہ بھی تمکو عطا ہوا چنانچہ ابن طولون ان بلاد کے انتظام میں مصروف ومشغول ہونے کو مصر کا راستہ لیا احمد بن مدبر نے اسکی متابعت کی احمد بن طولون اس سے راضی ہوگیا۔ یہ واقعات ۲۵۸ھ کے ہیں ابن طولون اس زمانہ سے دربار خلافت میں برابر خراج روانہ کرتا رہا پھر تھوڑے دنوں بعد ابن طولون نے دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ ان بلاد کا خراج جو اضافہ کیا گیا ہے معاف کر دیا جائے اسپر معتمد نے اپنے خادم نفیس کو ابن طولون کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم کو مصر اور شام کے محکمہ مال کے اختیارات دیئے جاتے ہیں اور جسقدر اضافہ کیا گیا ہے وہ معاف کیا جاتا ہے۔ صالح بن احمد بن حنبل قاضی سرحد اور محمد بن احمد جزوعی قاضی واسط بطور گواہ اسکے ہمراہ گئے ہوئے تھے اتنے میں یارجوج ۲۵۹ھ میں مرگیا۔ یہ والی مصر تھا اور مصر اسکے جاگیر میں تھا ابن طولون اسکی طرف سے مصر کی حکومت کرتا تھا پس یارجوج نے وفات پائی تو احمد بن طولون مستقل طور سے مصر پر حکمرانی کرنے لگا۔

ابن طولون اور موفق کا جھگڑا

جسوقت زنگیوں نے امن حاصل کرکے اطراف بصرہ میں غلبہ حاصل کرلیا اور شاہی افواج کو ہزیمت دیدی اسوقت خلیفہ معتمد نے موفق کو بلا بھیجا۔ خلیفہ مہدی نے موفق کو مکہ کیجانب جلاء وطن کر دیا تھا

پس معتمد نے اسکو مکہ سے طلب کر کے بعد اپنے بیٹے مفوض کے اپنا ولیعہد مقرر کیا اور ممالک اسلامیہ کو ان دونوں پر بایں طور تقسیم کیا کہ ممالک شرقیہ موفق کو مرحمت فرمائے اور جنگ زنج (زنگی) پر جانے کی ہدایت کی۔ ممالک غربیہ اپنے بیٹے مفوض کو دیئے۔ اور موسیٰ بن بغا کو اسکی نیابت پر اور موسیٰ بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کو عہدۂ کتابت پر متعین کیا۔ ان دونوں کے ولیعہدی کا وثیقہ خانہ کعبہ میں بطور امانت رکھا گیا۔

ادہر موفق نے سامان جنگ درست کر کے جنگ زنج کی غرض سے خروج کیا ادہر ممالک شرقیہ کے نظم ونسق میں خلل پیدا ہو گیا۔ گورنران صوبہ جات نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا۔ موفق کو اسکی شکایت پیدا ہوئی۔ احمد بن طولون اپنے مقبوضہ صوبجات کا خراج خلیفہ معتمد کیخدمت میں بھیجا کرتا تھا کیونکہ وہ اسکا ساختہ پرداختہ تھا۔ موفق نے تحریر (خلیفہ متوکل کے خادم) کو احمد بن طولون کے پاس بطلب سالانہ خراج روانہ کیا احمد بن طولون کو تحریر کی ہمراہیوں کیطرف سے سازش کا شبہہ پیدا ہوا اس بنا پر احمد بن طولون نے ایکس سے بعض کو سزائے موت دی اور بعض کو چشم نمائی کی غرض سے قید کر دیا مگر بایں ہمہ بائیس لاکھ دینار اور بہت سے غلام لونڈیاں تحریر کے ساتھ موفق کیخدمت میں بھیجدیں۔ موفق کو احمد بن طولون کی وہ حرکت جو اس نے تحریر کی ہمراہیوں کے ساتھ کی تھی ناگوار گذری موسیٰ بن بغا کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کو حکومت مصر سے معزول کر کے اناجور والی شام کے مقبوضات سے ملحق کر دو۔ چنانچہ موسیٰ بن بغا نے اناجور کو مصر پر قبضہ کرنے کو تحریر کیا۔ اناجور نے اپنی کمزوری کی معذرت کی تب موسیٰ بن بغا فوجیں لیکر مصر کیطرف روانہ ہوا تاکہ مصر کو احمد بن طولون کے قبضہ سے نکال کر اناجور کے سپرد کر دے رفتہ رفتہ رقہ پہنچا احمد بن طولون کو اسکی خبر لگی تو اس نے بھی دیار مصریہ

کی قلعہ بندی اور حفاظت کا انتظام کرنے لگا۔ اپنے لشکریوں کو بیحد مال و زر عنایت کیا۔ موسیٰ بن بغا دس ماہ تک رقہ میں ٹھہرا رہا کمی رسد و قلت مال و زر کیوجہ سے میدان جنگ میں نہ آیا لشکری تنخواہیں اور رسد طلب کرنے لگے موسیٰ بن بغا کے پاس تو کچھ تھا نہیں لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ اسکا کاتب موسیٰ بن عبید اللہ بن وہب روپوش ہو گیا اوسکا وزیر عبید اللہ بن سلیمان بھاگ گیا موسیٰ بن بغا کو مجبوراً واپس ہونا پڑا۔

اس واقعہ کے بعد موفق نے احمد بن طولون کو کمی خراج پر تہدید آمیز خط تحریر کیا اور معزول کرنے کی دھمکی دی احمد بن طولون نے اسکا نہایت بڑے طور سے جواب دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ یہاں کے خراج وصول کرنے کا استحقاق جعفر بن معتمد کو ہے نہ کہ آپکو۔ موافق اس تحریر سے بیحد متاثر ہوا۔ خلیفہ معتمد سے درخواست کی کہ چونکہ مجھے بن طولون پر بوجہ اسکی کم توجہی کے بھروسہ نہیں ہے لہذا آپ کسی اور شخص کو سرحد کی حفاظت پر مامور کیجئے۔ پس خلیفہ معتمد نے محمد بن ہارون تغلبی گورنر موصل کو روانہ کیا۔ محمد بن ہارون کشتی پر سوار ہو کر چلا اتفاق سے ہوائے مخالف نے کنارہ دجلہ پر پہنچا دیا مساور خارجی کے ہمراہیوں نے مار ڈالا۔

احمد بن طولون کی اخلاکی گورنری

کل اسلامی سرحدوں میں سے انطاکیہ، طرسوس، مصیصہ اور ملطیہ زیادہ مہتم بالشان تھا انطاکیہ پر محمد بن علی بن یحییٰ ارمنی مامور تھا طرطوس پر سیما طویل یہی سرحدوں کا افسر اعلیٰ تھا۔ اتفاق سے ایک دفعہ سیما طویل کا انطاکیہ کیطرف گذر ہوا ارمنی نے شہر میں داخل ہونے سے روکدیا۔ سیما طویل نے اہل شہر سے سازش کر کے ارمنی کو قتل کرا دیا۔ موفق کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور سرحد کی حفاظت پر ارجون بن اولغ طرخان ترکی کو متعین کیا اور یہ ہدایت کی کہ پہونچتے ہی سیما طویل کو بجرم سازش و قتل ارمنی گرفتا

کر لینا۔ چنانچہ ارجون نے سرحد پر قیام اختیار کیا بیجا طور سے متصرف ہونے لگا سرحدی محافظین کے وظائف اور تنخواہیں بند کر دیں۔

طرسوس کے قلعات میں سے قلعہ لولوہ دشمنان اسلام کے وسط میں واقع تھا اہل طرسوس کو اسکی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرنا پڑتا تھا اہل طرسوس نے پانچہزار دینار قلعہ لولوہ کے محافظین کی تنخواہ بھیجی ارجون نے اسکو خرچ کر ڈالا محافظین پریشان ہوکر متفرق ہو گئے۔ موفق نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر احمد بن طولون کو سرحد کی حفاظت کی خدمت سپرد کی اور یہ تحریر کیا کہ کسی شخص کو اپنی طرف سے سرحد پر بھیجدو۔ چنانچہ احمد بن طولون نے اپنی جانب سے طخشی بن بکروان کو روانہ کیا اس نے نہایت ہوشیاری سے اس خدمت کو انجام دیا۔ بادشاہ روم نے مصالحت کی درخواست پیش کی طخشی ابن طولون سے اس کی اجازت طلب کی۔ ابن طولون نے کہلا بھیجا "حاشا للہ ایسا فعل ہرگز نکرنا ان لوگوں کو صلح پر اس امر نے آمادہ کیا ہے کہ تم لوگ انکے قلعات اور ممالک مقبوضہ کو تاخت وتاراج کیا کرتے ہو صلح میں ان کو آسائش اور راحت ملیگی ہمارا کام یہ ہے کہ ہملوگ اسلامی سرحد کی کامل طور سے حفاظت کریں اور غازیان اسلام کو مال وزر سے مستغنی کرتے رہیں"

احمد بن طولون کا شام پر قبضہ

ہم اوپر ۲۵۹ھ میں دمشق پر اناجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور وہ واقعات بھی بیان کر آئے ہیں جو کہ مابین اسکے اور احمد بن طولون کے پیش آئے تھے۔ پھر ماہ شعبان ۲۶۴ھ میں اناجور نے سفر آخرت اختیار کیا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا علی حکمراں ہوا۔ احمد بن بغا اور عبیداللہ بن یحییٰ بن وہب انتظام وسیاست میں اسکا ہاتھ بٹانے لگے۔

احمد بن طولون نے ان واقعات سے مطلع ہوکر بقصد شام بغرض معائنہ سرحد کوچ کیا اپنے بیٹے عباس کو مصر پر اپنی نیابت پر چھوڑتا گیا اور احمد بن محمد واسطی کو

اسکی نگرانی اور امداد کی غرض سے اسکے خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ مصر سے نکل کر سینۃ الاصبغ میں لشکر مرتب کیا اور علی بن اناجور کو لکھ بھیجا کہ میں بغرض معائنہ حالات سرحدی بلاد آرہا ہوں رسد وغیرہ کا انتظام معقول طور سے رکھنا علی بن اناجور نے امید افزا جواب دیا۔ چنانچہ احمد بن طولون سفر و قیام کرتا ہوا رملہ پہونچا۔ اِن دنوں رملہ میں محمد بن ابی رافع اناجور کی طرف حکمرانی کرتا رہا تھا اور اسکا مدبر و منصرم دولت احمد بن بلہ[1] ..... یہیں اِس زمانہ سے مقیم تھا جب سے کہ خلیفہ مہدی نے اسکو شہر بدر کیا تھا یہ لوگ بعزت واحترام پیش آئے۔ پھر احمد طولون نے رملہ سے دمشق کیجانب قدم بڑہایا اور اسپر قبضہ حاصل کرکے احمد بن دوغباش کو اسکی حکومت پر مامور کیا پھر یہاں سے کوچ کرکے حمص میں قیام پذیر ہوا۔ حمص میں اناجور کا ایک بہت بڑا سپہ سالار رہتا تھا۔ وہاں کی رعایا نے اس سپہ سالار کے ظلم وستم کی شکایت کی اسپر احمد بن طولون نے اسکو معزول کرکے عیتا ترکی کو متعین کیا۔ بعد ازاں یہاں سے روانہ ہوکر انطاکیہ پہنچا۔ سیما طویل نے مخالفت کا اعلان کیا اگرچہ اس سے پیشتر احمد بن طولون نے اسکو ایک یادداشت بھیجی تھی جسمیں بالتصریح تحریر کیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کروگے تو میں تمکو تمہارے مقبوضات پر بحال اور قایم رکھونگا مگر سیما طویل نے اس سے انکار کیا اس بنا پر احمد بن طولون نے اسکا محاصرہ کرلیا اور نہایت شدت سے لڑائی چھیڑدی چونکہ اہل انطاکیہ سیما طویل کے حرکات اور ظلم سے تنگ آگئے تھے اسوجہ سے بعضوں نے احمد بن طولون سے سازش کرلی اور اسکو ایک پوشیدہ راہ سے مطلع کردیا۔ چنانچہ احمد بن طولون اسی راہ سے معہ اپنی فوج کے آغاز ۲۶۵ھ میں داخل انطاکیہ ہوا۔ سیما طویل کو گرفتار کرکے مارڈالا اسکے امراء اور کاتب کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ بعدہ طرسوس کیجانب بڑہا اور اسپر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرکے قیام پذیر ہوگیا۔ سامان جنگ اور فراہمی لشکر میں مشغول ہوا رومی شہروں پر جہاد کی طیاریاں کرنے لگا اس

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

اثناء میں یہ خبر لگی کہ اسکا بیٹا عباس جسکو مصر پر بطور اپنے نائب کے مقرر کر آیا تھا باغی و منحرف ہوگیا ہے۔ مجبوراً قصد جہاد ملتوی کر کے مصر کیجانب مراجعت کی ایک لشکر رقہ کیطرف روانہ کیا دوسرے لشکر کو حران کیطرف بڑھنے کا حکم دیا حران پر محمد بن آتامش کا قبضہ تھا۔ احمد بن طولون کی فوج نے محمد بن اتامش کو حران سے لڑکر اور ہزیمت دے کر نکال دیا اس کی خبر اسکے بھائی موسیٰ بن اتامش تک پہنچی یہ شخص نہایت شجاع اور نبرد آزما تھا فوراً فوجیں مرتب کر کے حران کیجانب کوچ کیا۔ حران میں اسوقت احمد بن طولون کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ اسکا سپہ سالار احمد بن جیعونہ نامی ایک شخص تھا اسکو موسیٰ بن آتامش کی آمد کی خبر سے بیحد تشویش پیدا ہوئی ابوالاغر عربی کو اسکا احساس ہوگیا احمد سے مخاطب ہوکر بولا "آپ کچھ تردد نکریں میں موسیٰ بن اتامش کو ابھی لاکے حاضر کرتا ہوں" ابوالاغر نے یہ کہکر بیس سوار منتخب کئے جو نہایت درجہ کے دلیر اور فنون جنگ سے واقف تھے اور اپنی فوج کے کیمپ سے نکلکر موسیٰ بن اتامش کے لشکرگاہ کا راستہ لیا۔ انمیں سے بعض کو کمینگاہ میں بٹھا دیا اور باقی ماندگان کو لئے ہوئے موسیٰ کے لشکرگاہ میں داخل ہوا۔ موسیٰ کے خیمہ کیطرف گیا گھوڑوں کو جو خیمہ کے دروازہ پر بندھے ہوئے تھے کھولدیا ایک قریب کے خیمہ کی رسی کاٹ دی شوروغل مچا۔ ابوالاغر معہ اپنے ہمراہیوں کے بھاگا موسیٰ اور اسکے مصاحبین اور ہمراہی سوار ہوکر تعاقب میں نکلے جسوقت یہ لوگ کمینگاہ سے آگے بڑھے۔ ابوالاغر کے ہمراہیوں نے کمینگاہ سے نکلکر دفعتہً حملہ کر دیا موسیٰ کے ہمراہی گھبرا کر لوٹ کھڑے ہوئے موسیٰ گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالاغر اسکو پابہ زنجیر اپنے سپہ سالار احمد بن جیعونہ کے پاس لایا احمد بن جیعونہ نے اسکو احمد بن طولون کے پاس بھیجدیا احمد بن طولون نے اسکو جیل میں ڈالدیا اور ۲۶۶ھ میں مصر کیجانب معاودت کردی

عباس بن احمد کی اپنے باپ احمد بن طولون سے بغاوت	ہم اوپر پڑھ آئے ہو کہ احمد بن طولون نے بوقت روانگی شام اپنے بیٹے عباس کو مصر

پر بطور اپنے نائب کے مقرر کر گیا تھا اور احمد بن محمد واسطی کو جو کہ اس کی دولت و حکومت کا منصرم اور دایاں بازو تھا اسکی امداد و اعانت کی غرض سے اس کے پاس چھوڑتا گیا۔ عباس کے چند آدمی ایسے تھے جن سے اُس نے ادب اور نحو کی تعلیم پائی تھی باپ کی روانگی کے بعد ان لوگوں میں سے بعض کے وظائف اور اعلیٰ مناصب پر مقرر کرنے کا قصد کیا حالانکہ ان لوگوں کو اسکی نہ تو قابلیت تھی اور نہ اس کا حق اُن کو تھا واسطی نے اس خیال سے کہ انتظام و سیاست میں خلل واقع ہوگا اس فعل سے روکا اُن لوگوں نے یہ خبر پاکر عباس کو واسطی کیطرف سے بدظن کر دیا۔ واسطی نے اسکی شکایت احمد بن طولون کے پاس لکھ بھیجی۔ احمد بن طولون نے واسطی کو لکھا کہ جبتک میں مصر میں نہ پہونچ لوں اسوقت تک تم ان لوگوں سے اور نیز عباس سے بہ نرمی و مدارات پیش آتے رہو کسی قسم کا بگاڑ پیدا نہ ہونے دو۔ احمد بن رجاء جو کہ احمد بن محمد واسطی کا کاتب تھا عباس سے ساز و باز رکھتا تھا۔ جو خطوط احمد بن طولون کے پاس سے آتے یا واسطی جنکو اسکے پاس بھیجتا تھا ان سب کے نقول اور اُنکے مضامین سے عباس کو مطلع کر دیا کرتا تھا چنانچہ اُس نے ابن طولون کے اس خط سے بھی عباس کو مطلع کر دیا جسمیں اُس نے مدارات اور ملاطفت کرنے کو لکھا تھا عباس کو اُس سے خوف پیدا ہوا۔ جھٹ پٹ جو کچھ مال وزر اور آلات حرب وہاں پر موجود تھے اسکو لاد پھاندکر اور نیز تجار سے جسقدر وصول کر سکا وصول کر کے برقہ کا راستہ لیا۔ اسوقت خزانہ شاہی مصر میں ایک کرور دینار موجود تھے اور دو لاکھ تجار سے وصول کئے تھے۔ اسکے بعد احمد بن طولون مصر کے قریب پہونچا۔ ایک گروہ کو اپنے بیٹے عباس کے سمجھانے اور واپس لانے کو بھیجا جسمیں قاضی ابو بکرہ بکار بن قتیبہ، سابوری قاضی اور زیادمری مولیٰ اشہب تھا۔ ان لوگوں نے عباس کو بہت سمجھایا عواقب امور سے ڈرایا عباس کا دل نرم ہوگیا مگر انھیں لوگوں نے جو باعث اسکے ہوئے

تھے اس سے عباس کو باز رکھا اور ابن طولون کے رعب وجلال سے ڈرایا عباس نے بکار سے کہا میں تمکو اللہ کی قسم دیکر دریافت کرتا ہوں کہ کیا مجھکو کسی قسم کے خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے بکار نے جواب دیا اور میں کچھ نہیں جانتا احمد بن طولون نے تمہارے امن دینے کی قسم کھائی ہے عباس کو اس سے کامل تشفی ہوئی۔ چلتا پھرتا ہوا اور یہ لوگ اسکے باپ احمد بن طولون کے پاس واپس آئے۔

عباس کے ہمراہیوں نے یہ چرکا دیا کہ تم ایسے وقت میں جبکہ ابراہیم بن احمد بن اغلب جیسا شخص افریقیہ پر حکومت کر رہا ہے بآسانی تمام قبضہ کرسکتے ہو۔ عباس اس دل خوش کن خیال سے مسرور ہوکر افریقیہ کیجانب روانہ ہوا اثناء راہ سے ابراہیم بن احمد بن اغلب کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتمد نے مجھے افریقیہ کی گورنری مرحمت فرمائی ہے اور میں تمکو اپنی جانب سے بطور اپنے نائب مقرر اور قایم رکھتا ہوں۔ الغرض رفتہ رفتہ عباس شہر لبدہ تک پہونچا۔ ابراہیم بن احمد کا عامل عباس سے لڑنے کو آیا عباس نے اسکو گرفتار کرلیا اور شہر پر تاخت وتاراج کا ہاتھ بڑھایا اہل شہر کو پامال اور انکی عورتوں کے دامان عزت اور عفت کو اپنی بوالہوسیوں سے چاک چاک کیا اہل شہر نے الیاس بن منصور سردار اباضیہ سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے اس سے پیشتر اسکو اپنی اطاعت نہ قبول کرنے پر دھمکی دی تھی۔ ابراہیم ابن احمد کو بھی اسکی خبر لگ گئی بسر کردگی اپنے خادم بلاغ ایک عظیم فوج روانہ کی اور محمد بن قہرب گورنر طرابلس کو لکھ بھیجا کہ بلاغ کے ساتھ عباس کے مقابلہ پر جاؤ چنانچہ محمد بن قہرب بقصد جنگ عباس روانہ ہوا اور بلا انتظار بلاغ لڑائی چھیڑ دی اس اثناء میں الیاس اپنی قوم کے بارہ ہزار جنگ آزما لئے ہوئے آپہونچا اسکے بعد ہی بلاغ خادم بھی آگیا۔ گھمسان لڑائی ہونے لگی عباس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اسکے بہت سے ہمراہی کھیت رہے۔ عباس معہ اپنے چند مصاحبوں کے جانبر ہوا ایمن اسود نے قید سے رہا ہوکر مصر کا راستہ لیا اور عباس

ہزیمت اوٹھا کر برقہ کیجانب روانہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ احمد واسطی کو قید کی مصیبت سے رہائی حاصل ہوگئی تھی۔ عباس نے اپنی مراجعت کے بعد احمد واسطی کو دوبارہ جیل میں ڈالدیا احمد واسطی موقع پاکر جیل سے بھاگ گیا۔ فسطاط پہونچا۔ اسوقت احمد بن طولون بقصد روانگی برقہ اسکندریہ چلا گیا تھا۔ احمد واسطی نے اسکو بنفسہ جنگ عباس پر جانے سے منع کیا چنانچہ یہ اور طبارجی ایک جرار فوج لیکر عباس سے جنگ کرنے کو گیا اور اسکو ہزیمت دیکر گرفتار کرلیا یہ واقعہ ۲۶۸ھ کا ہے اس کے بعد احمد بن طولون نے احمد واسطی کے کاتب (محمد بن رجا) کو اس جرم میں کہ اُسکے بیٹے عباس کو اُسکے خطوط کے مضامین سے مطلع کردیا کرتا تھا گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ بعد ازاں احمد بن طولون اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے مارتا جاتا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے مارنے کے بعد پھر قید کردیا۔

صوفی اور عمری کا مصر میں خروج کرنا

ابو عبدالرحمن عمری یعنی عبدالحمید بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن خطاب ملک مصر مقام اقصائے صعید میں مقیم تھا بجاۃ آئے دن ان صوبجات میں لوٹ مار کیا کرتے تھے ایک مرتبہ یوم عید میں ان لوگوں نے چھاپہ مارا اور کمال بیرحمی سے تاخت وتاراج کیا۔ عمری کو بجاۃ کے اس حرکت سے بیحد ناراضی پیدا ہوئی محض جستہ للہ کمر ہمت باندھ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور اُنکے راستہ میں چھپ کر بیٹھ رہا جسوقت وہ لوگ اس راستہ سے ہوکر گذرے عمری نے مع اپنے ہمراہیوں کے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کردیا سب کے سب اسی مقام پر ڈھیر ہوگئے عمری نے انکے بلاد کی طرف قدم بڑھایا ان لوگوں نے ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کیا۔ اس واقعہ سے عمری کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ علوی کے دل میں آتش حسد بھڑک اُٹھی ۲۶۰ھ میں فوجیں آراستہ کرکے عمری سے جنگ کرنے کو نکل کھڑا ہوا۔

علوی کا نام ابراہیم تھا۔ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ لوگ اوسکو صوفی کے لقب سے یاد کرتے تھے ۲۵۲ھ میں مقام صعید میں

ظاہر ہوا اور شہر استا پر قبضہ کر کے لوٹ لیا۔ بعد اسکے اطراف وجوانب میں غارتگری شروع کردی۔ احمد بن طولون نے ایک فوج اسکی سرکوبی کو روانہ کی علوی نے اسکو ہزیمت دیکر اس کے سردار گرفتار کرلیا اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا تب احمد بن طولون نے دوسری فوج روانہ کی اس معرکہ میں علوی کو ہزیمت ہوئی الواحات میں جاکر دم لیا بعد ازاں ۲۵۹ھ میں صعید کیجانب واپس آیا پھر صعید سے اشمونین کیطرف گیا اور وہاں سے فوجیں آراستہ کر کے عمری سے جنگ کرنے کو بڑھا عمری اور علوی سے بہت سخت جنگ اور خونریز جنگ ہوئی بالآخر علوی شکست کھاکر اسوان کیجانب بھاگا اور وہاں پہونچکر غارتگری شروع کردی۔ احمد بن طولون کو اسکی خبر لگی تو اُسنے ایک لشکر علوی کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ علوی ہزیمت اٹھاکر عیذاب پہونچا اور دریا کو عبور کر کے مکہ معظمہ میں جاکر دم لیا والی مکہ نے اسکو گرفتار کر کے پابزنجیر احمد بن طولون کے پاس بھیجدیا۔ ایک مدت تک جیل میں پڑا رہا پھر احمد بن طولون نے علوی کو قید کی مصیبت سے نجات دیدی علوی رہائی کے بعد مدینہ منورہ چلا آیا اور یہیں بعد چندے مرگیا۔

ان واقعات کے بعد احمد بن طولون نے ایک لشکر عمری کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ عمری نے سپہ سالار سے ملاقات کی اور اُس سے کہا " میں نے فساد اور فتنہ برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا اسوقت تک میرے ہاتھ سے نہ کسی مسلم کو اذیت پہنچی ہے اور نہ کسی ذمی کو۔ میں نے محض حسبتہً للہ بقصد جہاد خروج کیا ہے تم میرے معاملہ میں اپنے امیر سے مشورہ کرو " سپہ سالار لشکر نے عمری کی اس درخواست کو منظور نہ کیا لڑائی چھڑ گئی۔ احمد بن طولون کے لشکر کو ہزیمت ہوئی۔ ہزیمت خوردہ فوج اپنے امیر احمد بن طولون کے پاس پہنچی اور عمری کے حالات سے اسکو مطلع کیا۔ احمد بن طولون نے کہا " تم نے اُس نے

معاملہ میں مجھ سے کیوں مشورہ نہ کیا دیکھو تمہاری سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو تم پر فتحیاب کیا۔

اس جنگ کے ایک مدت کے بعد عمری پر اس کے دو غلاموں نے بحالت غفلت حملہ کر دیا اور قتل کر کے احمد بن طولون کے پاس سر اتار لائے۔ احمد بن طولون نے عمری کے قصاص میں ان دونوں غلاموں کے قتل کا حکم دیدیا۔

اہل برقہ کی بغاوت ۲۶۱ھ میں اہل برقہ نے اپنے گورنر محمد بن فرج فرغانی کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور احمد بن طولون کی اطاعت سے منحرف ہو کر محمد بن فرج کو اپنے شہر سے نکالدیا احمد بن طولون نے ایک فوج بسر افسری اپنے غلام لولو کے اہل برقہ کی سرکوبی کو روانہ کی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی جنگ نہ چھیڑ دینا بلکہ نہایت نرمی و ملاطفت سے کام لینا چنانچہ فوج نے پہونچتے ہی شہر کا محاصرہ کرلیا۔ چندے محاصرہ کیئے ہوئے بہ نرمی و ملاطفت اہل شہر کو ملاتا رہا۔ اہل شہر کو اس سے محاصرین کی کمزوری کا خیال پیدا ہوا ایک روز بحالت غفلت شہر کا دروازہ کھولکر احمد بن طولون کے لشکر پر آپڑے اور کسی قدر کامیاب ہوکر واپس گئے سردار لشکر نے ابن طولون کو اس واقعہ سے آگاہ کیا احمد بن طولون نے سختی سے محاصرہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ محاصرین نے حصار میں شدت اختیار کی ہر چہار طرف منجنیقیں نصب کر دیں اہل شہر نے امن کی درخواست کی فتحمند گروہ نے اونکو امن دیدی اور فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ اہل شہر کی سرداروں کی ایک گروہ کو گرفتار کر کے مارا پیٹا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور مصر کیجانب مراجعت کر دی احمد بن طولون نے اپنے غلاموں میں سے ایک آزاد غلام کو اہل برقہ کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعہ عباس کے باپ کے مخالفت کرنے سے پیشتر کا ہے۔

لولو کی بغاوت احمد بن طولون نے اپنے ایک آزاد غلام لولو نامی کو حلب حمص

قنسرین اور جزیرہ میں دیار مصر کی عنان حکومت عطا کی تھی اور رقہ میں قیام کرکے حکم دیا تھا۔ لولو ہر کام کو اپنے آقائے نامدار کی رائے سے انجام دیتا تھا۔ بعد چندے احمد بن طولون نے لولو کے سکریٹری ابن سلیمان پر اپنا عتاب ظاہر کیا ابن سلیمان بہ اقتضائے مصلحت وقت لولو کو بھی اپنا ہم آہنگ بنا لیا اور احمد بن طولون کی مخالفت پر اُبھار دیا۔ لولو نے سالانہ خراج بھیجنا بند کر دیا اور موفق کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیے ہم آپ کو اِن دیار پر قبضہ دلا دینگے اس پیام کے ساتھ چند شرائط پیش کئے موفق نے اُن شرائط کو منظور کر لیا چنانچہ لولو نے سامان جنگ وسفر درست کر کے رقہ کیطرف کوچ کیا اسوقت قرقیسیا میں ابن صفوان عقیلی حکومت کر رہا تھا۔ لولو سے اور ابن صفوان سے معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر لولو کو کامیابی ہوئی قرقیسیا کو ابن صفوان سے چھینکر احمد بن مالک بن طوق کے حوالہ کیا اور موفق کیخدمت میں حاضر ہونے کو کوچ کر دیا سفر وقیام کرتا ہوا موفق کے پاس پہنچگیا جہاں پر کہ وہ والی زنج کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چنانچہ موفق نے ان لڑائیوں میں لولو سے مال اور فوجی مدد لی اور بعد خاتمہ جنگ موصل کی حکومت پر مامور کیا۔ بعد اسکے ۲۷۳ھ میں اسکو گرفتار کر کے چار لاکھ دینار جرمانہ کیا۔ تہیدستی اور فقر نے اپنا ڈیرہ دیدیا آخری عہد حکومت ہارون بن خمارویہ میں واپس ہوکر مصر آیا اور اسی محتاجی اور فقر کیحالت میں مبتلا رہا۔

معتمد کا ابن طولون کی طرف جانا اور اثناء راہ سے واپسی

طولون در پردہ معتمد سے ساز رکھتا تھا دونوں میں باہم سلسلہ خط وکتابت جاری تھا اکثر معتمد اپنے بھائی موفق کی شکایا کیا کرتا تھا اسی وجہ سے موفق کو ابن طولون کیطرف سے کشیدگی اور منافرت تھی اور دل سے چاہتا تھا کہ ابن طولون حکومت مصر سے ہٹا دیا جائے۔ جن دنوں لولو اور ابن طولون میں مخالفت پیدا ہوئی اُسی زمانہ میں ابن طولون نے معتمد سے

سلسلہ خط وکتابت شروع کیا اور موفق کے سطوت وغضب سے ڈر کر مصر میں بُلا بھیجا اُس وقت موفق جنگ زنج میں مصروف تھا۔ معتمد نے اس تحریک پر معہ اپنے جمیع افواج کے مصر کا قصد کیا مگر اسکے ہمراہیوں اور مشیروں نے جو رئے کے رہنے والے تھے معتمد کی اس رائے سے مخالفت کی اور بالاتفاق سبھوں نے ابن طولون سے علیحدگی اور انحراف کی رائے دی کیونکہ ابن طولون اکثر امور موفق ہی کی رائے سے انجام دیا کرتا تھا اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ موفق عنقریب والی زنج کو گرفتار کیا چاہتا ہے ابن طولون نے یہ سنکر اپنے لشکر کا ایک حصہ بانتظار معتمد رقہ میں بھیجدیا معتمد نے موفق کی غیر حاضری کو مغتنمات سے شمار کر کے ماہ جمادی الاولے ۲۶۹ھ میں معہ اپنے سپہ سالاروں کے ایک جماعت کے کوچ کیا جسوقت مقام کحیل میں وارد ہوا اسحاق بن کنداسیق گورنر موصل نے معتمد کو معہ اُن سپہ سالاروں کے جو اُسکی رکاب میں تھے حسب تحریر وتاکید ساعد بن مخلد (موفق کے وزیر) گرفتار کرلیا مال واسباب چھینکر جیل میں ڈالدیا۔ یہ گرفتاری فریب اور دہوکا سے عمل میں آئی تھی۔ والی موصل نے معتمد کے سپہ سالاروں سے یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب کا مطیع وفرماں بردار ہوں چنانچہ اس امر کے اظہار کے غرض سے معتمد کے ساتھ ساتھ ابن طولون کی سرحد تک گیا اور معتمد کے روبرو اس کے سپہ سالاروں کیساتھ بیٹھکر ان لوگوں کو اس امر پر ملامت کرنے لگا کہ تم لوگوں نے بیحد ناعاقبت اندیشی سے کام لیا ہے تم لوگ کیا سمجھکر ابن طولون کے پاس جارہے رہو اور اسکے مطیع و دست نگر ہونا چاہتے ہو۔ سپہ سالاروں نے اسکی تردید شروع کی۔ بحث ومباحثہ ہونے لگا دوپہر تک باہم گفتگو ہوتی رہی بالآخر والی موصل نے کہا چلو اس معاملہ میں ہم اور تم علیحدہ گفتگو کریں امیر المومنین کیخدمت میں اس قسم کے جھگڑے پیش کرنا اور اس پر بحث کرنا سوء ادبی ہے۔ چنانچہ والی موصل معہ سپہ سالاروں کے اُٹھا اپنے

خیمہ میں آیا اور سبھوں کو گرفتار کرلیا پھر لوٹ کر معتمد کے پاس آیا اور اسکو دار الخلافت چھوڑنے اور بھائی سے مخالفت کرنے پر نفرین کرنے لگا ایسے وقت میں جبکہ بھائی تمہارے دشمنوں سے مصروف جدال و قتال ہے اس سے علیحدگی نہایت نامناسب ہے معتمد نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ والی موصل نے سبھوں کو گرفتار کرکے سر من رائے میں لے جاکر قید کردیا۔ اس واقعہ کی خبر ابن طولون کو پہنچی تو اس نے موفق کا خطبہ موقوف کرکے عنوان سر نامہ سے اسکا نام بھی نکالدیا۔ بعد اسکے موفق نے دار العوام میں ملاقات کی اور ابن طولون پر لعن کرنیکا بسر منبر حکم دیا اور حکومت مصر سے معزولی کا بھی حکم صادر فرمایا ...... اور اسکو باب الشامیہ سے افریقیہ کیطرف بھیجدیا لعن کا گشتی فرمان مکہ بھی بھیجا گیا تھا کہ موسم حج میں ابن طولون پر لعن کیا جائے چنانچہ اس اس حکم کی تعمیل کیگئی ابن طولون کے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں اور گورنر مکہ سے لڑائی چھڑ گئی۔ موفق کا لشکر بسر کردگی جعفر باعردی وارد مکہ ہوا۔ گھمسان لڑائی ہوئی ہمراہیان ابن طولون کو ہزیمت ہوئی۔ مال و اسباب انکا چھین لیا گیا۔ مسجد حرام میں ابن طولون پر لعن کرنے کا فرمان علی روس الاشہاد پڑھا گیا۔

سرحدی شورش ابن طولون کی روانگی اور وفات

احمد بن طولون کیطرف سے سرحدی بلاد کی حکومت پر طلخشی بن بلندوان مامور تھا اسکا نام خلف تھا۔ طرسوس میں اسکی دار الحکومت تھی۔ مازیار خادم فتح بن خاقان اسکے ساتھ طرسوس میں رہا کرتا تھا کسی امر پر طلخشی کو اس پر شبہ پیدا ہوا گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ اہل طرسوس کو یہ امر ناگوار گذرا سبھوں نے متفق ہوکر ہنگامہ کردیا اور مازیار کو جیل سے نکال کر امارت کی کرسی پر متمکن کیا طلخشی پریشان ہوکر بھاگ نکلا اہل طرسوس نے ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھنا موقوف کردیا۔ ابن طولون کو اسکی خبر لگی تو اس نے فوجیں آراستہ کرکے سفر

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا اذنہ میں پہونچا اور مازیار کو ملانے کی غرض سے نامہ روانہ کیا۔ مازیار نے اسکی ذرا بھی سماعت نہ کی طرسوس میں قلعہ نشین ہوگیا۔ ابن طولون نے مصلحتاً حمص کیجانب مراجعت کی پھر وہاں سے دمشق کیطرف آیا چند روزے قیام کرکے پھر طرسوس کیجانب لوٹا اور قطع حجت کے خیال سے نامہ صلح روانہ کرکے فصل گرمی میں اسکا محاصرہ کرلیا [1]...... اہل طرسوس نے ابن طولون کے لشکر گاہ پر شبخون مارا بہت سے آدمی کام آئے۔ باقی ماندگان نہایت چپقلش میں گرفتار ہوگئے۔ ابن طولون مجبور ہوکر اذنہ کیطرف ہٹ آیا۔ اہل طرطوس نے تعاقب کرکے ابن طولون کے لشکر اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ابن طولون بوجہ موسم سرما اذنہ میں قیام پذیر رہا بعد انقضار موسم مذکور مصیصہ کیطرف روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر علیل ہوگیا۔ بحالت علالت انطاکیہ چلا گیا۔ درد اور مرض کی شدت بڑھی۔ شاہی معالجوں نے کثرت غذا کی ممانعت کردی ابن طولون نے چھپا کر کھا لیا۔ بکثرت دست آنے لگے۔ مرض پھر عود کر آیا۔ اصل علالت ہیضہ تھی۔ بھینس کے دودھ کی کثرت استعمال سے پیدا ہوا تھا۔ ضعف حد سے بڑھ گیا سوار ہونے کی طاقت نہ رہی لشکریوں نے ہوادار پر سوار کراکے کوچ کیا۔ فرما پہونچا۔ ساحل فسطاط سے سوار ہوکر اپنے مکان میں وارد ہوا اطبائے شاہی نے پرہیز کرنے کی سخت تاکید کی مگر ابن طولون نے ذرا بھی نہ خیال کیا۔ اسہال کی پھر کثرت ہوئی اسوجہ سے جگر کی حرارت بڑھ گئی۔ دماغی افعال میں تشویش پیدا ہوگئی۔ قاضی بکار بن قتیبہ کو پٹوایا، لوگوں کے سامنے اسکو ذلیل کیا۔ ابن ہرثمہ کا مال و اسباب چھین کر جیل میں ڈالدیا۔ سعید بن نوفل کو اسقدر کوڑوں سے پٹوایا کہ وہ مرگیا۔ بعد اسکے ابن طولون نے اپنے ارکین دولت اور غلاموں کو مجتمع کرکے اس خوف سے کہ مبادا اسکا بیٹا ابوالعباس جو کہ قید تھا آئندہ کوئی فساد برپا کرے اپنے بیٹے ابوالجیش خمارویہ

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم۔

کی ولیعہدی کا باضابطہ اعلان کیا اور ان لوگوں کو اسکی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی۔ اس سے لوگوں کی شورش جو اسکے خلل دماغ کے وجہ سے پیدا ہو گئی تھی فرو ہو گئی بعد اسکے جان بحق تسلیم کر کے رہگرائے ملک عدم ہوا یہ واقعہ ۲۷۰ھ کا ہے چھبیس سال اس نے حکمرانی کی۔ نہایت مستقل مزاج، عالی حوصلہ اور دلیر تھا۔ مصر میں جامع مسجد بنوائی جسمیں اکیس ہزار دینار صرف ہوئے یافا کا قلعہ تعمیر کرایا۔ مذہب شافعی کیطرف مائل تھا۔ ایک کرور دینار، سات ہزار موالی (آزاد غلام) چار ہزار غلام، ایک سو گھوڑے اور دو سو تیس جانور سواری کے متروکہ چھوڑا۔ اسکے زمانہ میں مصر کا خراج سوا ان تحالیف کے جو شاہی امراء دربار کیلئے جاتا تھا چار کرور تین لاکھ دینار تھا۔ بیمارستان (شفاخانہ) اور اوقاف پر ساٹھ ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔ قلعہ جزیرہ کی تعمیر میں جسکو ان دنوں قلعہ روضہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسّی ہزار دینار صرف کئے تھے۔ اسکے مرنے کے بعد یہ قلعہ خراب و مسمار ہو گیا تھا صالح نجم الدین بن ایوب نے مرمت کرائی تھی۔ پھر دوبارہ ویران اور منہدم ہوا اور سوائے ٹیلوں کے اور کوئی آثار باقی نہ رہا ایکہزار دینار ماہوار صدقہ و خیرات دیا کرتا تھا پانچسو دینار ماہوار قیدیوں پر خرچ کرتا تھا۔ اسکے باورچیخانہ اور دیگر مصارف متفرقہ کا روزانہ خرچ ایک ہزار دینار تھا۔

خمارویہ کی حکومت! احمد بن طولون کے مرنے کے بعد اراکین دولت نے مجتمع ہو کر اسکے بیٹے ابو الجیش خمارویہ کے ہاتھ پر امارت و حکومت کی بیعت کی اور اسکے دوسرے بیٹے ابو العباس کو جیل سے نکال کر رہا کیا۔ اس امر میں احمد بن محمد واسطی اور حسن بن مہاجر پیش پیش تھے واسطی نے رسم تعزیت ادا کی۔ حاضرین زار زار رو رہے تھے بعد اسکے واسطی نے ابو العباس سے کہا اپنے بھائی کی بیعت کرو ابو العباس نے اس سے انکار کیا طبارجی اور موالی میں سے سعد الایسر نے اٹھ کر ابو العباس کو گرفتار کر کے قصر شاہی کے ایک کمرے میں قید کر دیا اگلے دن مردہ نکالا گیا۔ بعد اسکے احمد بن طولون

تجہیز و تکفین کیگئی اُسکے بیٹے ابوالجیش نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کے بعد اپنے قصر شاہی میں واپس آیا اور کاروبار سلطنت میں مصروف ہوا۔

خمارویہ اور ابن موفق ؛ جسوقت احمد بن طولون نے وفات پائی تھی اسوقت اسحاق بن کنداجق جزیرہ اور موصل کی گورنری پر تھا اور ابن ابی الساج کوفہ کی حکومت کر رہا تھا اس نے رحبہ کو احمد بن مالک کے قبضہ سے نکالا تھا۔ اسحاق اور ابن الساج کو ملک شام کی حکومت کی طمع دامنگیر ہوئی۔ موفق سے اجازت طلب کی موفق نے ان لوگوں کو اجازت دیدی اور امداد کا وعدہ کیا چنانچہ اسحاق نے رقہ، ثغور اور عواصم کیجانب قدم بڑھایا اور ان کو ابن دعاس سے چھین لیا جو کہ ابن طولون کیطرف سے مامور تھا بعدازاں حمص، حلب اور انطاکیہ پر مستولی ہوگیا پھر دمشق کو بھی دبالیا۔ خمارویہ کو اسکی خبر لگی تو اُس نے ایک فوج ملک شام کیطرف روانہ کی اس فوج نے دمشق پر قبضہ کرلیا۔ وہ گورنر جس نے بدعہدی کی تھی بھاگ گیا۔ قبضہ دمشق کے بعد خمارویہ کی فوج نے شیزر پر دھاوا کیا۔ اسحاق اور ابن ابی الساج اس انتظار میں کہ عراق سے فوجی کمک آجائے تو لڑائی چھیڑی جائے مورچہ بندی کئے ہوئے خمارویہ کے لشکر کے مقابلہ میں پڑے رہے تاآنکہ موسم سرما آگیا۔ خمارویہ کے فوجی شیزر کے مکانات میں متفرق اور منتشر ہو کر جابسے اتنے میں عراقی لشکر بسرافسری ابوالعباس احمد بن موفق جو آئندہ سریر خلافت پر متمکن ہوا تھا۔ اور معتضد کا لقب اختیار کیا تھا آپہنچا خمارویہ کے لشکر پر اس فوج نے جسوقت کہ وہ شیزر کے مکانات میں پناہ گزیں تھے شبخون مارا اور نہایت بیرحمی سے پامال کیا۔ بقیۃ السیف نے بھاگ کر دمشق میں پناہ لی معتضد نے تعاقب کیا ہزیمت یافتہ گروہ نے جب وہاں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو دمشق کو بھی خیرآباد کہہ کر بھاگ نکلے معتضد نے ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اُس پر بھی قبضہ حاصل کرلیا۔

خمارویہ کے لشکر نے اس ہزیمت کے بعد رملہ میں جاکر پناہ لی۔ چندے وہیں مقیم رہا خمارویہ کو اطلاعی خط لکھا۔ معتضد یہ خبر پاکر کہ منہزم گروہ نے رملہ میں جاکر پناہ لی ہے فوجیں آراستہ کرکے دمشق سے رملہ کیطرف روانہ ہوا اثنار راہ میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ خمارویہ فوج عظیم لئے ہوئے رملہ آگیا ہے۔ معتضد نے واپسی کا قصد کیا مگر اس وجہ سے کہ اسوقت معتضد کے رکاب میں خمارویہ کے وہ مصاحبین اورامراء بھی تھے جنھوں نے خمارویہ کی ترک رفاقت کردی تھی، اور معتضد کے خدمت میں چلے آئے تھے اپنے اس ارادہ کو پورا نہ کرسکا اسحاق اور ابن ابی الساج بھی بوجہ بدمعاملگی معتضد سے متنفر اور متوحش ہورہے تھے۔ ایک چشمہ پر جسپر طواحین واقع ہے قریب رملہ دونوں لشکروں کا مڈبھیڑ ہوا خمارویہ اور معتضد نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کیں۔ میمنہ و میسرہ سے مرتب کرکے میدان جنگ کا راستہ لیا خمارویہ نے لڑائی شروع ہونے سے پیشتر سعید الایسر نامی ایک سپہ سالار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ کمینگاہ میں بٹھا دیا۔ فریقین کے میمنہ ومیسرہ مصروف جدال وقتال ہوگے چونکہ خمارویہ نے اس سے پہلے کوئی لڑائی نہ دیکھی تھی شکست کھاکر بھاگا اور مصر میں جاکر دم لیا۔ معتضد نے خمارویہ کے خیمہ میں قیام کیا اور فتحمندی کے جوش میں اُسکے لشکرگاہ کے لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اِس اثنار میں سعید الایسر نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کیا معتضد یہ خیال کرکے کہ خمارویہ نے پلٹ کرکے حملہ کیا ہے بھاگ کھڑا ہوا۔ ذرا بھی کسی طرف توجہ نہ کی۔ دمشق پہونچا اہل دمشق نے شہرپناہ کے دروازے بند کرلئے مجبور ہوکر طرسوس کیطرف چلا گیا۔ اسوقت دونوں فوجیں بلاکسی امر کے دست بدست شمشیر بازی کررہی تھیں۔ سعید الایسر نے خمارویہ کو تلاش کیا جب اسکو نہ پایا تو اُسکے بھائی ابوالعشایر کو امیر لشکر بنایا۔ عراقی لشکر ہزیمت اٹھاکر بھاگا۔ ایک گروہ کثیر مارا گیا بہت سے آدمی گرفتار کرلئے گئے

فتحمند گروہ میں انعامات اور صلے تقسیم ہوئے نامۂ بشارت فتح مصر کیطرف روانہ کیا گیا۔ خمارویہ کو اس خبر سے مسرت بھی ہوئی اور ہزیمت سے خجالت بھی بیحد ہوئی اس نعمت کے شکرانہ میں کثرت سے صدقہ کیا۔ قیدیان جنگ کیساتھ [illegible] سلوک کیے کہ اسکی نظیر اسوقت تک نہیں ہو سکتی۔ جسوقت قیدیان جنگ پیش کیے گئے نہایت خندہ پیشانی سے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر بولا "یہ لوگ تمھارے مہمان ہیں تم لوگ انکی مہمانداری کرو"۔ پھر قیدیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "تم لوگوں میں سے جسکا جی چاہے ہمارے دربار میں قیام کرے حسب مرتبہ وظیفہ اور تنخواہ مقرر کیجائیگی اور جو شخص جانا چاہے اوسکو ہم سامان سفر اور زاد راہ دیکر رخصت کرنے کو طیار ہیں"۔ چنانچہ جن لوگوں نے قیام پسند کیا انکی تنخواہیں مقرر کر دیں اور جنھوں نے واپسی کا قصد کیا نہایت احترام سے زاد راہ دیکر رخصت کیا۔

اس واقعہ سے خمارویہ کے رعب وداب کا ڈنکا بج گیا اسکے لشکر نے تمام ملک شام کو بید کیطرح تھرا دیا۔ عراقی لشکر کو بات کی بات میں ملک شام سے باہر نکال دیا۔

اسی سنہ میں بازیار والی سرحدی بلاد اسلامیہ نے جہاد کیا اور بہت سامان غنیمت لے کر واپس آیا۔ بعد اسکے دوبارہ ۲۷۲ھ میں پھر جہاد کرنے کو گیا تھا۔

اسحاق اور ابن ابی الساج کی باہم مخالفت اور جزیرہ میں ابن طولون کا خطبہ پڑھا جانا

ابن ابی الساج کے ہاتھ میں قنسرین کی عنان حکومت تھی اور موصل وجزیرہ کی گورنری پر اسحاق مامور تھا پہلے تو یہ دونوں باہم متفق تھے اور ایک دوسرے کا معین و مددگار تھا بعد چندے دونوں مل جل گئے ابن ابی الساج نے خمارویہ سے امداد طلب کی اور اسکے نام کا خطبہ اپنے صوبجات میں پڑھوایا اور اپنے بیٹے کو معہ بہت سے مال وزر کے بطور رہن کے خمارویہ کے دربار میں بھیجدیا چنانچہ خمارویہ فوجیں آراستہ کر کے اسحاق سے جنگ کرنے کو بڑھا کوچ وقیام کرتا ہوا بالس پہنچا

ابن ابی الساج نے فرات کو عبور کرکے اسحاق سے مقام رقہ میں مقابلہ کیا اور اپنے پرزور حملوں سے اسحاق بن کنداجق کو ہزیمت دیدی۔ اس عرصہ میں خمارویہ بھی آپہونچا اور فرات کو عبور کرکے رافقیہ کیجانب قدم بڑھایا اسحاق نے ہزیمت اٹھاکر ماردین میں پناہ لی ابن ابی الساج نے پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ ایک روز موقع پاکر اسحاق ماردین سے نکلکر موصل کیطرف روانہ ہوا ابن ابی الساج نے یہ خبر پاکر تعاقب کیا اور مقام بر قعید سے لڑکر ماردین کیطرف پھر لوٹا لایا ان واقعات سے ابن ابی الساج کی قوت بڑھ گئی جزیرہ اور موصل پر قبضہ کرلیا اور اپنے تمام مقبوضہ ممالک میں خمارویہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطبہ میں بعد خمارویہ کے انکے نام کے داخل کئے جانے کا حکم دیا بعد ازاں چند دستہ فوج بسرکردگی اپنے غلام فتح کے اطراف موصل میں خراج وصول کرنے کو بھیجا مقام شرات میں یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ فتح نے یعقوبیہ کو دھوکا دے کر اپنا کام کرلیا مگر اسکے بعد یعقوبیہ کو اسکے فریب کی اطلاع ہوگئی سب کے سب متفق ہوکر حملہ آور ہوئے اور فتح کو ہزیمت دے کر اسکے ہمراہیوں کو نہایت بیرحمی سے قتل و قید کیا۔ فتح معدودے چند کو لیکر بھاگ کھڑا ہوا۔

۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ سے بدعہدی کی واقعہ یہ پیش آیا کہ اسحاق بن کنداجق خمارویہ کے پاس مصر چلا گیا تھا اور اسکی مصاحبت اختیار کرلی تھی۔ اس سے ابن ابی الساج کو کشیدگی پیدا ہوئی اور خمارویہ کی مخالفت کا اعلان کردیا۔ خمارویہ یہ خبر پاکر ابن ابی الساج کی سرکوبی کو مصر سے دمشق کیطرف روانہ ہوا۔ قریب دمشق ماہ محرم مقام ثنیۃ العقاب میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا ابن ابی الساج شکست کھاکر بھاگا اسکا سارا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا۔ حمص میں جنگ پر جانے سے پیشتر ابن ابی الساج بہت سا مال و اسباب رکھ گیا تھا خمارویہ نے فتحیابی کے بعد ایک دستہ فوج اس مال کے لینے کو روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دستہ فوج ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پیشتر حمص پہونچا

اور اسکو حمص میں داخل ہونے سے روکدیا اور اسکے کل مال وزر اور اسباب پر قبضہ کرلیا ابن ابی الساج خائب و خاسر ہوکر حلب کیطرف چلا گیا پھر حلب سے رقہ میں جاکے مقیم ہوا۔ اور خمارویہ برابر اسکے تعاقب میں تھا ابن ابی الساج نے جب رقہ میں بھی پناہ نہ پائی تو وہاں سے نکلکر موصل کا راستہ لیا۔ خمارویہ اس سے مطلع ہوکر فرات عبور کرکے شہر موصل میں ابن ابی الساج کے پہونچنے سے پہلے داخل ہوگیا۔ ابن ابی الساج کو اسکی خبر لگ گئی موصل سے اعراض کرکے حدیثہ کی طرف چلا گیا۔ خمارویہ نے اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور جنگ آزما لشکر کو اسحاق کیساتھ ابن ابی الساج کی گرفتاری پر روانہ کیا ابن ابی الساج یہ خبر پاکر دجلہ کو عبور کرکے تکریت میں جاکر قیام کیا۔ اسحاق کے رکاب میں بیسؔ ہزار فوج تھی اور ابن ابی الساج دو ہزار کی جمعیت سے تھا۔ دونوں فریق نے دونوں کنارہ دریا سے ایک دوسرے پر تیر بازی کی۔ بعد ازاں اسحاق نے پل بنوانے کی غرض سے کشتیاں جمع کرائیں ابی ابن الساج یہ سنکر رات کے وقت تکریت سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔ اور قریب موصل پہونچکر مقام دیر اعلےٰ میں قیام کیا اسحاق کو اسکی خبر لگ گئی تعاقب کی غرض سے کوچ کیا۔ ابن ابی الساج بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید سینہ سپر ہوکر مقابلہ پر آگیا اور باوجود قلیل جماعت کے اسحاق کو شکست فاش دیدی اسحاق ہزیمت اٹھاکر رقہ کی طرف بھاگا ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق کیخدمت میں ایک اطلاعی عرضداشت بھیجکر دریائے فرات کو ملک شام کیطرف عبور کرکے اور خمارویہ کے صوبجات کے تاخت و تاراج کرنے کی اجازت طلب کی۔ موفق نے اس امر میں چندے توقف کرنے اور امدادی فوج کے انتظار کرنے کی ہدایت کی۔

اسحاق شکست کھاکر خمارویہ کیخدمت میں آگیا۔ خمارویہ نے اسکی اشک شوئی کی اور دوبارہ فوجیں آراستہ کرکے ابن ابی الساج کے جنگ پر اسحاق کو روانہ کیا چنانچہ اسحاق نے ارض شام میں فرات پر پہونچکر قیام کیا اور ابن ابی الساج اسکے مقابلہ پر

حدود رقہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا ایک روز موقع پاکر اسحاق کے فوج کے ایک کالم نے دریائے فرات کو عبور کیا اور بحالت غفلت ابن ابی الساج کے طلایعہ لشکر پر حملہ کر دیا۔ پس جب ابن ابی الساج نے اس امر کا احساس کر لیا کہ کوئی شخص اسکو عبور سے مانع نہیں ہے تو اُس نے براہ رقہ بغداد کا راستہ لیا اور ۲۷۶ھ میں موفق کیخدمت میں حاضر ہو کر قیام پذیر ہوا تا آنکہ موفق نے اسکو آذربیجان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ باقی رہا اسحاق ابن کنداج اس نے بعد ابن ابی الساج کے دیار ربیعہ اور دیار مصر پر قبضہ کر لیا اور خمارویہ کے نام کا خطبہ وہاں کے جامع مساجد میں پڑھا جانے لگا۔

طرسوس پر خمارویہ کی حکومت

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۲۷۰ھ میں مازیار خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور احمد بن طولون نے اسکا محاصرہ کر لیا تھا مازیار خادم قلعہ نشین ہو کر مخالفت و سرکشی پر تل گیا اتنے میں احمد بن طولون کا انتقال ہو گیا اور خمارویہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ جوں ہی اسکو انتظام سے فراغت حاصل ہوئی ۲۷۷ھ میں تیس ہزار دینار، پانچسو تھان ریشمی کپڑے اور پانچسو مطرف مازیار کے پاس طرسوس روانہ کیا۔ مازیار اس نقد و جنس کو دیکھکر خوش ہو گیا گردن اطاعت جھکا دی اور سرحدی بلاد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

بعد اس کے ۲۷۸ھ میں مازیار لشکر صایفہ کے ساتھ جنگ پر گیا۔ اسکندریہ کا محاصرہ کیا اثنائے محاصرہ میں ایک پتھر منجنیق کا اسکے پسلی پر آ لگا۔ زخمی ہو کر طرسوس واپس آیا اور وہاں پہونچکر جان بحق تسلیم کیا۔ اسکے مرنے کے بعد ابن عجیف طرسوس کا حکمراں ہوا۔ ابن عجیف نے اطلاعی عرضداشت خمارویہ کیخدمت میں روانہ کیا خمارویہ نے اسکو حکومت طرسوس پر بحال و قایم رکھا۔ پھر بعد چندے اسکو معزول کر کے بجائے اسکے محمد (اپنے چچا موسیٰ بن طولون کے بیٹے) کو حکومت طرسوس پر مامور کیا۔

موسیٰ بن موسیٰ بن طولون کے حالات یہ ہیں کہ جسوقت احمد بن طولون برادر

موسیٰ بن طولون نے مصر پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا اسوقت موسیٰ نے بوجہ قرابت وذوی الارحامی ہاتھ پاؤں پھیلائے احمد بن طولون نے اسکو پسند کیا موسیٰ کو یہ امر ناگوار گذرا حسد و رشک کے آگ اسکے دلمیں مشتعل ہوگئی۔ کسی جلسہ میں ایسے کلمات سے احمد بن طولون کو یاد کیا کہ جسکا تحمل احمد کا قلب نہوا احمد نے اسکے پاداش میں اسکو کوڑے سے پٹوایا اور طرسوس کیطرف شہر بدر کر دیا آخر کہاں تک اسکا بھائی تھا شہر بدر کرنے کے بعد خرچ ضروری کیلئے روپیہ روانہ کئے موسےٰ نے لینے سے انکار کیا اور طرسوس چھوڑ کر عراق چلا گیا۔ بعد چندے پھر طرسوس میں واپس آیا اور وہیں قیام پذیر ہوا یہانتک کہ اُسکے موت کا زمانہ آگیا چنانچہ اپنے بیٹے محمد کو چھوڑ کر مر گیا۔ خمارویہ نے اسکو سند حکومت عطا کی۔

راغب نامی ایک خادم موفق کا موفق کے مرنے کے بعد بقصد جہاد طرسوس کے راستہ سے روانہ ہوا پس جسوقت ملک شام میں داخل ہوا آلات و اسباب اور باربرداریاں طرسوس روانہ کر کے ملنے کی غرض سے خمارویہ کے پاس گیا خمارویہ نے اُسکی بیحد عزت کی محبت اور شفقت سے ٹھہرایا راغب کا دل بھی اُس سے مانوس ہوگیا زیادہ دنوں تک مقیم رہا طرسوس میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر دیا ہے اس سے لوگوں کو اشتعال اور رنج پیدا ہوا سبھوں نے متفق ہو کر اپنے سردار محمد بن موسیٰ کو بلوا کر کے گرفتار کر لیا اور بعوض راغب کے قید کر دیا خمارویہ تک اس واقعہ کی خبر پہونچی تب خمارویہ نے راغب کو اہل طرسوس کے شبہ رفع کرنے کو طرسوس روانہ کیا جوں ہی راغب طرسوس کے قریب پہونچا اہل طرسوس نے اپنے سردار محمد بن موسےٰ کو رہا کر دیا محمد بن موسیٰ قید سے رہا ہو کر اہل طرسوس کو بھلا برا کہکر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف زیر حمایت علم حکومت خمارویہ طرسوس کی حکومت پر دوبارہ مامور ہوا۔

اِن واقعات کے بعد ۲۸۰ھ میں لشکر صائفہ کیساتھ طغج بن جف فرغانی ایک عظیم لشکر طرابزون لیے ہوئے طرسوس میں وارد ہوا اور کودیہ کو بزور تیغ مفتوح کیا

معتضد اور خمارویہ کی رشتہ داری

ابوالعباس معتضد باللہ نے سریر خلافت پر متمکن ہو کر خمارویہ کی بیٹی قطر الندار سے شادی کرنے کا پیام بھیجا قطر الندار اپنے زمانے کی حسین ترین عورتوں سے فائق تھی۔ خوبصورتی اور آداب میں اپنی آپ نظیر تھی نکاح کا پیام خلیفہ معتضد کا معتمد علیہ حسین بن عبداللہ معروف بہ ابن جصاص لیکر آیا تھا چنانچہ خمارویہ نے اپنی بیٹی کا عقد بوکالت ابن جصاص خلیفہ معتضد سے کر دیا اور بہت سے تحائف اور ہدایا جسکی تعریف نہیں ہوسکتی دیکر دارالخلافت کو رخصت کیا۔ ۲۸۲ھ میں قطر الندار محلسرائے خلافت میں داخل ہوئی خلیفہ معتضد نے اس سے زفاف کیا اور اسکے حسن وجمال اور آداب سے متمتع ہوا اس رشتہ داری اور تعلق سے خمارویہ کے رعب وداب کا سکہ مصر وشام اور جزیرہ میں چلنے لگا۔ تا آنکہ سفر آخرت اختیار کیا۔

قتل خمارویہ حکومت جیش

۲۸۲ھ میں خمارویہ دمشق چلا گیا تھا اور ایک مدت سے قیام پذیر تھا۔ اسکے بعض خاندان والوں نے شکایت کی کہ محلسرائے شاہی کی لونڈیوں کو شاہی غلام اپنے ہوائے نفسانی کا شکار بناتے ہیں خمارویہ نے اس امر کی تفتیش شروع کی بعض بعض لونڈیوں سے استفسار کیا اور اپنے نائب مصر کو خاص خاص لونڈیوں کی چشم نمائی کرنے کو لکھ بھیجا پس جب خمارویہ کا یہ خط نائب مصر کو ملا تو نائب مصر نے دو ایک لونڈیوں کو گرفتار کرا کے پٹوایا اس سے شاہی محلسرا کے غلاموں کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور بخوف جان بید کیطرح تھرا اٹھے اس اثنا میں خمارویہ ملک شام سے واپس آیا اور اپنے محلسرا میں شب باش ہوا شب کے وقت کسی غلام نے اسکو ذبح کر ڈالا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۲۸۲ھ

کا ہے جن غلاموں نے اس فعل ناروا کا ارتکاب کیا تھا وہ سب کے سب بھاگ گئے۔

اس واقعہ کے صبح کو سپہ سالاران لشکر نے مجتمع ہو کر خمارویہ کے بیٹے جیش بن خمارویہ کو حکومت وریاست کی کرسی پر متمکن کیا۔ جیش نے اُن لوگوں کو انعامات اور صلے مرحمت کئے۔ اور قاتلین خمارویہ کو ڈھونڈھ کر گرفتار کرایا اور انہیں سے تقریباً بیس غلاموں کو سزائے موت دی۔

قتل جیش حکومت ہارون

جس وقت جیش سریر حکومت پر متمکن کیا گیا تھا اس وقت یہ ایک کم سن بھولا بھالا لڑکا تھا خواہشات نفسانی کے گرداب میں پڑ گیا نوعمر چھوکڑے اور رنگیلے اس کی مصاحبت میں رہنے لگے۔ مدبرین دولت اور امراء سلطنت قریب نہ پھٹکنے پاتے تھے۔ طرہ یہ ہوا کہ وہ لوگ دھمکائے جانے بھی لگے پس سبھوں نے ایک جلسہ کر کے جیش کے معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ طغج بن جیف جیش کے باپ کا آزاد غلام سرداران دولت میں ایک نامور شخص تھا دمشق کی گورنری پر بھی مامور تھا سب کے پہلے اسی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور جیش کی اطاعت سے منحرف ہو کر خود مختار بن بیٹھا۔ باقی ماندگان سپہ سالاران لشکر میں سے کچھ لوگ بغداد چلے گئے ازانجملہ اسحاق بن کنداج، خاقان مفلحی اور مدبر بن جیف برادر طغج وغیرہم تھے۔ خلیفہ معتضد نے ان لوگوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ دس پانچ اور سپہ سالار جو مصر میں باقی رہ گئے وہ جیش کی مخالفت پر تل گئے اسی اثناء میں جیش نے انہیں سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو قتل کرا دیا یہ کیا تھا بغاوت کا پل ٹوٹ گیا سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجتمع ہو کر جیش پر ٹوٹ پڑے اسکو مار ڈالا اسکے گھر بار کو لوٹ لیا۔ مصر کو تاخت وتاراج کیا۔ بازاروں میں آگ لگا دی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو جیش کے بھائی ہارون کو حکومت کی

کرسی پر متمکن کیا۔ یہ واقعہ جیش کی حکومت کے نویں مہینے کا ہے۔

طرسوس کی بغاوت تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ راغب (موفق کا مولیٰ) بقصد جہاد طرسوس کیطرف گیا تھا اور وہیں قیام اختیار کیا تھا پھر بعد ابن عجیف کے طرسوس پر قابض ہوگیا۔ پس جب ہارون بن خمارویہ ۲۸۲ھ میں حکمراں ہوا تو راغب نے ہارون کا نام خطبہ سے نکال ڈالا۔ بدر مولی خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا چنانچہ طرسوس اور سرحدی بلاد بنو طولون کے دائرہ حکومت سے نکل گئے بعد ازاں ہارون بن خمارویہ نے خلیفہ معتضد کیخدمت میں درخواست بھیجی کہ ساڑھے چار لاکھ دینار پیش رو شام کی سند حکومت مجھے عطا کیجائے قنسرین اور عواصم کو میں خدام خلافت کے سپرد کرنیکو طیار ہوں۔ یہ سرحدی بلاد خلیفہ معتضد کے جاگیرات میں تھے خلیفہ معتضد نے یہ درخواست نامنظور کی۔ اور آمد سے کوچ کردیا آمد پر خلیفہ معتضد نے محمد بن احمد بن شیخ سے قبضہ حاصل کیا تھا اور اپنے بیٹے مکتفی کو بطور نائب مقرر کیا تھا ۲۸۶ھ میں آمد سے روانہ ہوکر قنسرین پہونچا اور اسکو اور نیز اور سرحدی بلاد کو ہارون کے عمال سے چھین کر معہ جزیرہ کے اپنے بیٹے مکتفی کے رقبۂ حکومت میں شامل کردیا۔

طغج بن جیف کی دمشق پر گورنری ہرگاہ ہارون بعد اپنے بھائی جیش کے بوجہ اختلاف سرداران لشکر حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا اراکین سلطنت نے بخیال نفاق باہمی امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اختیار ابو جعفر بن ایام کو دیا۔ یہ شخص زمانہ احمد اور خمارویہ میں نہایت نامور اور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں سے تھا۔ چنانچہ اسنے حتی الامکان اصلاح کی ان لشکریوں کے سر کرنے کو جنھوں نے طغج بن جیف کے ساتھ دمشق میں ہنگامہ برپا کیا تھا بدر حمامی اور حسین بن احمد ماردانی کو روانہ کیا پس ان دونوں نے ملک شام کی بدنظمیاں دفع کیں صرف دمشق پر طغج بن جیف کا قبضہ باقی رہا۔ ملک شام پر بدر حمامی اور حسین نے اپنی خوش تدبیری سے قبضہ کرلیا اور اپنے

عمال مقرر کرکے مصر واپس آئے۔ مصر میں اسوقت ایک عجیب ہل چل پڑی ہوئی تھی سپہ سالاروں کی طوائف الملوکی کا زور شور تھا کسی کی کوئی نہ سنتا تھا نہ کسی کی کوئی اطاعت کرتا تھا تاآنکہ وہ واقعات پیش آئے جسکو ہم آئندہ بیان کرینگے۔

قرامطہ کا دمشق پر حملہ

قرامطہ کا ابتدائی حال اور جو دولت وحکومت ان کو عراق وشام میں حاصل ہو گئی تھی تم اوپر بالتفصیل پڑھ آئے ہو اور اس سے بھی تم مطلع ہو چکے ہو کہ ذکرویہ بن مہرادیہ سفیر قرامطہ سواد کوفہ سے شکست کھاکر بنو قلیس بن کلب بن دبرہ کے پاس سمادہ چلا گیا تھا۔ ان لوگوں نے اسکی بیعت کرلی اور شیخ کا لقب دیا یحییٰ نام رکھا اور ابوالقاسم کنیت رکھی اور یہ خیال خام قایم کیا کہ محمد بن عبداللہ بن مکتوم بن اسمعیل امام یہی ہے اس بناء پر اسکو مدثر کے لقب سے یاد کرنے لگے ان لوگوں نے یہ خیال بھی قایم کیا تھا کہ قرآن مجید میں اسی کے نسبت اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اسکے اہل بیں سے ایک غلام کو مطوق کا لقب دیا۔ اس نے حمص سے حماۃ اور معرۃ النعمان کیجانب کوچ کیا پھر بعلبک کی طرف گیا پھر وہاں سے سلیمہ کیجانب روانہ ہوا اثناء راہ میں جسقدر دیہات قصبات اور شہر ملے سب کو تاخت وتاراج کیا۔ لڑکے اور عورتوں کو یہانتک کہ جانوروں کو بھی قتل کیا طغج بن جیت اور اسکی فوج اور نیز اسکا آقا ہارون ان لوگوں کی مدافعت سے عاجز ہو گیا۔ اہل شام اور مصر فریادی صورت بنائے ہوئے خلیفہ مکتفی کے دربار میں حاضر ہوئے چنانچہ خلیفہ مکتفی سنہ ۲۹۰ھ میں ملک شام کیطرف قرامطہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ موصل ہو کر گزرا۔ بنو حمدان میں سے ابوالاغر دس ہزار سواروں کو لئے ہوئے خلافت مآب کیخدمت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے قریب حلب پڑاؤ کیا قرمطی صاحب شامہ شاہی افواج پر حملہ آور ہوا ایک بہت بڑی جماعت کام آئی۔ ابوالاغر معہ اپنے چند ہمراہیوں کے حلب میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔ قرمطی نے محاصرہ کرلیا۔ لیکن اہل حلب اور ابوالاغر کی لڑائی سے تنگ آکر محاصرہ اٹھا لیا خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے جانبر ہو کر رقہ

پہونچا اور محمد بن سلیمان کاتب کو شاہی فوجوں کیساتھ قرمطی سے جنگ کرنے کو روانہ کیا
بنو حمدان میں سے حسین اور بنو شیبان بھی اس مہم میں محمد بن سلیمان کے ہمرکاب تھے
ماہ محرم سنہ ۲۹۱ھ میں قرامطہ اور شاہی افواج سے مقام حماۃ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ سخت
اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو ہزیمت ہوئی ان کا سردار صاحب شامہ گرفتار کرلیا گیا
ایک دستہ فوج کے ساتھ رقہ روانہ کیا گیا مدثر اور مطوق بھی اسکے ساتھ ہی اسیر ہوئے
تھے خلافت مآب نے مظفر اور منصور دار الخلافت کی طرف روانگی کا قصد کیا محمد سلیمان
بھی حاضر ہوکر باریاب ہوا خلافت مآب نے حکم دیا کہ قیدیان قرامطہ پہلے کوڑے سے پٹوائے
جائیں بعدہ انکے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اسکے بعد ان کی گردنیں ماری جائیں۔ الغرض
اس طریقہ سے قرامطہ کی متعدی بیماری کا علاج معقول کیا گیا تاآنکہ انہیں سے ایک گروہ
بحرین میں ظاہر ہوا۔

انقراض حکومت بنو طولون قبل اسکے کہ بنو طولون کی دولت وحکومت کے منقرض ہونے کے حالات معرض تحریر میں لائیں محمد بن سلیمان کے حالات سے تم کو ہم مطلع کیا چاہتے ہیں جسنے بنو طولون کے دولت وحکومت کا شیرازہ منتشر کرنے اور اُسکے اوراق کے اُلٹنے پلٹنے کا بیڑہ اُٹھایا تھا۔

محمد بن سلیمان رقہ دیار مصر کا رہنے والا تھا۔ احمد بن طولون نے اسکو تعلیم و تربیت
دی تھی اور مصر میں اپنی خدمت میں رکھا تھا۔ بعد چندے جب اسکو انتظام وسیاست
میں ایک گونہ سلیقہ حاصل ہوگیا تو احمد بن طولون سے کشیدہ خاطر ہوکر دار الخلافت
بغداد چلا گیا۔ اراکین سلطنت سے میل جول پیدا کیا وہ لوگ بعزت واحترام پیش
آئے۔ خلفائے بغداد نے اسکو اپنی خدمت میں رکھ لیا اور محکمہ جنگ کا سکریٹری مقرر
کیا۔ اسی زمانہ سے محمد بن سلیمان برابر ان لوگوں کو ملک مصر پر قبضہ کرلینے کی ترغیب
دینے لگا۔ تاآنکہ ہارون بن خمارویہ حکومت مصر پر متمکن ہوا اور سرزمین شام میں بنو طولون

کی دولت و حکومت میں اضمحلال پیدا ہو چلا اور اُسکے گردو نواح میں قرامطہ آئے دن قتل و غارتگری کرنے لگے اور ہارون انکی مدافعت نکر سکا۔ اہل شام فریادی بنکر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ مکتفی مسلمانوں کی تکالیف دفع کرنے پر کمر ہمت باندھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ محمد بن سلیمان کو اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا۔ ان دنوں یہ شاہی سپہ سالاروں میں ایک سر برآوردہ اور نامی شخص تھا۔ چنانچہ شاہی لشکر کو مرتب کر کے قرامطہ کے مقابلہ پر گیا بالآخر اسکو قرامطہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی قرامطہ کو ہزیمت ہوئی سارا لشکر انکا پامال کیا گیا۔ مسلمانان شام سے انکی مضرت اور ایذا رسانی دور و دفع ہوئی سردار قرامطہ صاحب شامہ کو معہ اُسکے سرداروں کے گرفتار کئے ہوئے مقام رقہ میں خلافت مآب کیخدمت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے معہ اُن قیدیوں کے دارالخلافت بغداد کیجانب مراجعت کی اور بغداد پہونچکر ان سبھوں کو سزائے موت دی جس سے مسلمانان شام کو اور نیز خلافت مآب کو قرامطہ کی متعدی اور سمی بیماری سے نجات مل گئی۔

خلیفہ مکتفی نے بغداد میں پہونچکر محمد بن سلیمان کو ملک شام کی جانب پھر واپس جانے کا حکم دیا شاہی سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو اُسکے ساتھ روانگی کا اشارہ کیا حسب ضرورت مال و زر اور آلات حرب مرحمت فرمایا۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے خلافت مآب سے رخصت ہو کر دمیانہ غلام مازیار کو ایک بیڑہ جنگی جہازوں کے ساتھ یہ ہدایت کر کے سواحل مصر کیجانب روانہ کیا کہ دریائے نیل پر پہونچتے ہی قبضہ کر لینا اور اہل مصر سے اسکا تعلق قطع کر دینا پس اُس نے ایسا ہی کیا۔ اہل مصر تنگی اور مصیبت میں پڑ گئے اور خود شاہی افواج کا کمان لئے ہوئے شام کیجانب بڑھا۔ اور اُسپر مستولی ہو کر مصر کی جانب روانہ ہوا جسوقت قریب مصر پہونچا۔ سپہ سالاران مصر کو ملانے کی غرض سے نامہ و پیام بھیجا بدر حمامی جو کہ مصری سپہ سالاروں کا نامی سردار تھا محمد بن سلیمان کے پاس آیا

اور امن کا طالب ہوا اس سے اہل مصر کی شان و شوکت کو بہت بڑا نقصان پہونچا سکے دیکھا دیکھی اور سپہ سالاران مصر بھی یکے بعد دیگرے محمد بن سلیمان کے لشکر میں چلے آئے ہارون معہ اُس فوج کے جو باقی رہ گئی تھی مقابلہ پر آیا۔ سلسلہ جنگ شروع ہوا اتفاق سے زمانہ جنگ میں ایک روز اُسکے لشکر میں جھگڑا ہو گیا۔ فتنہ فرو کرنے کی غرض سے ہارون سوار ہو کر لشکر گاہ میں گیا اتفاقیہ کسی مغربی کا ایک تیر آ لگا جس سے اُس نے تڑپ کر جان بحق تسلیم کر دی ہارون کے مرنے پر اُسکے چچا شیبان بن احمد بن طولون نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی ۔۔۔۔۔۔[1] بلا حساب و کتاب لشکریوں کو انعامات دیئے اور یہ حکم دیدیا کہ جو کچھ رہ گیا ہے اسکو لوٹ لو چنانچہ بات کی بات میں لشکریوں نے ہمارا سارا مال اسباب لوٹ لیا بعد اسکے گرد آوری مال کی فکر دامنگیر ہوئی۔ مگر اس پر قادر نہ ہوا اس سے اسکے کاموں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ ساری تدبیریں اولٹ پلٹ گئیں اپنے اراکین دولت سے جنگ کرنے اور امان طلب کرنے کی بابت مشورہ کیا سبھوں نے بالاتفاق محمد بن سلیمان سے امن طلب کرنے کی رائے دی۔ پس شیبان نے محمد بن سلیمان کے پاس امن کا پیام بھیجا محمد نے اسکو امن دی۔ شیبان کے امن حاصل کرنے کے بعد اس کے سپہ سالاران لشکر نے بھی یکے بعد دیگرے امن کی درخواست کی۔ محمد بن سلیمان سوار ہو کر مصر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔ بنو طولون کو جو تعداداً سترہ نفر تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا نامۂ بشارت فتح خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔ خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ کل بنو طولون کو شام و مصر سے گرفتار کر کے بغداد بھیجدو۔ محمد بن سلیمان نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ بعد اسکے خلیفہ مکتفی نے اُن مکانات اور تعمیرات کو جلانے اور منہدم کرنے کا حکم صادر فرمایا جنکو بنو طولون نے اپنے زمانہ حکومت میں مصر کے شرقی جانب تعمیر کرایا تھا اور وہ ایک میل مربع میں تھے پس یہ سب جلا کر خاک و سیاہ کر ڈالے گئے اور فسطاط لوٹ لیا گیا۔

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے

عیسیٰ نوشنزی کی حکومت مصر اور خلیجی کی بغاوت

جس وقت محمد بن سلیمان نے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کا قصد کیا اور خلیفہ مکتفی نے اس کو حکومت مصر سے سبکدوش کر کے بجائے اس کے عیسیٰ بن محمد نوشنزی کو مصر کی گورنری پر متعین فرمایا اور محمد بن سلیمان نصف ۲۹۲ھ میں وارد بغداد ہوا۔

بعد اسکے اطراف مصر میں ابراہیم خلیجی نے سر اُٹھایا۔ ابراہیم خلیجی بنو طولون کے سپہ سالاروں سے تھا محمد بن سلیمان سے علیحدہ ہو کر خود سری اختیار کر لی عیسیٰ نوشنزی نے اطلاعی یادداشت خلیفہ مکتفی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس اثناء میں خلیجی کی جمعیت بڑھ گئی۔ ملک گیری کے خیال سے مصر پر حملہ آور ہوا۔ نوشنزی بھاگ کر اسکندریہ میں پناہ گزیں ہوا خلیجی نے مصر پر قبضہ حاصل کر لیا خلیفہ مکتفی نے شاہی افواج بسرافسری فاتک (جو کہ اسکے باپ معتضد کا غلام تھا) اور بدر حمامی روانہ کیں۔ اس فوج کے ہراول پر احمد بن کیغلغ سپہ سالاروں کے ایک جماعت کیساتھ مامور تھا۔ ماہ صفر ۲۹۳ھ میں خلیجی سے عریش میں مٹھ بھیڑ ہوئی شاہی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی مگر پھر لوٹ کر حملہ آور ہوئی اور خوب جی کھول کر لڑی دونوں فریق میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جسمیں خلیجی کے بہت سے ہمراہی کھیت رہے باقی ماندگان بھاگ کھڑے ہوئے شاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ خلیجی بہزار خرابی جان بچا کر فسطاط پہونچا اور روپوش ہو گیا۔ سپہ سالاران شاہی افواج شہر میں گھس پڑے اور خلیجی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے پیشتر ابن کیغلغ کی ہزیمت سے مطلع ہو کر بقصد مصر روانہ ہو چکا تھا مگر جب اسکو یہ خبر ملی کہ فاتک کو فتح نصیب ہوئی اور خلیجی گرفتار کر لیا گیا بغداد کی جانب مراجعت کر دی اور فاتک کو لکھ بھیجا کہ خلیجی کو معہ اسکے ہمراہیوں کے پابزنجیر دارالخلافت بغداد بھیجدو۔ چنانچہ فاتک نے خلیجی معہ اسکے ہمراہیوں کے بغداد بھیجدیا خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو جیل میں ڈالدیا۔

ان واقعات کے ختم ہوتے پر عیسیٰ نوشنزی بقصد ۲۹۳ھ میں مصر پھر واپس آیا

اور برابر اسکی گورنری پر رہا تاآنکہ ماہ شعبان ۲۹۷ھ میں اپنی حکومت کے پانچ برس دو ماہ پورے کرکے رہگزائے عالم آخرت ہوا۔ اُسکے مرنے پر بجائے اسکے اسکا بیٹا محمد حکمرانی کرنے لگا خلیفہ مقتدر نے اس سے مطلع ہوکر ابو منصور تکین خزری کو حکومت مصر پر متعین کیا۔ آخری شوال ۲۹۷ھ میں ابو منصور واردمصر ہوا اور گورنری کرنے لگا تاآنکہ دولت علویہ کو مغرب میں استقلال اور استحکام حاصل ہوگیا اور عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو بسر افسری افواج ۳۰۱ھ میں مصر روانہ کیا۔ چنانچہ آخری ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں برقہ پر قبضہ کرلیا بعدہ مصر کیطرف بڑھا اسکندریہ اور فیوم کو بھی لے لیا۔ ان واقعات کی خبر دارالخلافت بغداد میں پہنچی خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی اسوقت اسکی عمر چار برس کی تھی۔ یہ وہی شخص ہے جو بعد مقتدر کے سریر خلافت پر متمکن ہوا تھا اور الراضی کا لقب اختیار کیا تھا۔ پس جب اسکو حکومت مصر عطا ہوئی تو اسکی جانب سے مونس خادم اسکا نائب مقرر کیا گیا۔ اس سے اور مغربی لشکر سے لڑائیاں ہوئیں اس نے ان کو ہزیمت دی اور بزور تیغ مغرب کیجانب اُلٹے پاؤں لوٹا دیا۔ پھر ۳۰۲ھ میں عبیداللہ مہدی نے فوجیں آراستہ کیں اس مہم کا افسر اعلیٰ اسکا سپہ سالار خامہ کتامی تھا۔ کئی بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے اسکندریہ پہونچا اور وہاں سے مصر کیجانب بڑھا۔ مونس خادم یہ خبر پاکر مقابلہ پر آیا اور سینہ سپر ہوکر لڑا اور انکو ہزیمت دی۔ بعد اسکے پھر لشکر بغداد اور مغربی فوج میں متعدد لڑائیاں ہوئیں سب سے آخری جنگ نصف ۳۰۲ھ میں ہوئی جسمیں سات ہزار مغربی کام آئے بقیۃ السیف خائب وخاسر ہوکر مغرب کی طرف واپس گئے عبیداللہ مہدی نے اس ہزیمت کے جرم میں اپنے سپہ سالار خامہ کتامی کو قتل کرڈالا۔ اور مونس خادم بغداد واپس آیا۔

گورنری ذکا اعور	آخری ۳۰۲ھ تک تکین خزری حکومت مصر پر بطور نائب کے

مامور رہا بعد اسکے خلیفہ مقتدر نے بجائے اسکے ابوالحسن ذکار اعور کو متعین کیا نصف ماہ صفر ۳۰۳ھ میں وارد مصر ہوا چنانچہ اسوقت سے مصر پر برابر حکومت کرتا رہا تاآنکہ ۳۰۷ھ میں اپنی حکومت کے چوتھے برس انتقال کر گیا۔

تکین خزری کی دوبارہ گورنری بعد چندے خلیفہ مقتدر نے ذکار اعور کو حکومت مصر سے واپس کر کے بجائے اسکے ابومنصور تکین خزری کا دوبارہ حکومت مصر پر مامور کیا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۳۰۷ھ میں وارد مصر ہوا۔

عبیداللہ مہدی نے بسرافسری اپنے بیٹے ابوالقاسم کے مصر کیجانب فوجیں روانہ کیں تھیں۔ ماہ ربیع الاول ۳۰۷ھ میں ابوالقاسم اسکندریہ پہونچا اور اس پہ قبضہ کر لیا پھر مصر کیطرف بڑھا اور سرزمین صعید سے جزیرہ اور اشمونین پر قابض ہو گیا علاوہ اسکے اور مقامات کو بھی دبالیا جو ان کے قرب وجوار میں تھے۔ اہل مکہ نے اظہار اطاعت کی غرض سے عرضداشت روانہ کی خلیفہ مقتدر نے بغداد سے مونس خادم کو بسرافسری افواج شاہی ابوالقاسم کے روک تھام کو روانہ کیا چنانچہ ابوالقاسم سے اور اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر افریقیہ سے جنگی کشتیوں کے بیڑے ابوالقاسم کی کمک پر ساحل اسکندریہ میں آکر لنگر زن ہوئے یہ بیڑہ اسی کشتیوں پر مشتمل تھا۔ سلیمان بن خادم اور یعقوب کتامی کے ہاتھ میں اسکی کمان تھی۔ مونس نے اس خبر سے مطلع ہو کر طرسوس کے جنگی بیڑہ کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اس بیڑہ میں پچیس کشتیاں تھیں۔ یہ بیڑہ روغن نفط اور متعدد و مختلف قسم کے آلات حرب سے معمور تھا ابوالیمن کے ہاتھ میں اسکی کمان تھی مرسی رشید پر دونوں بیڑوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد طرسوسی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی افریقیہ کے بیڑہ کو شکست ملی بہت سے آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ اور کچھ لوگ مار ڈالے گئے اور بعض رہا کر دیئے گئے معرکہ کارزار سے۔ سلیمان خادم

گرفتار کر لیا گیا۔ بحالت قید مصر میں مر گیا۔ یعقوب کتامی گرفتار کر کے بغداد بھیجدیا گیا بعد چندے بغداد کے جیل سے افریقیہ بھاگ گیا ابو القاسم اور مونس خادم میں مسلسل لڑائیاں مدتوں جاری رہیں۔ فتحمندی کا سہرہ مونس کے سر رہا۔ اثناء جنگ میں لشکر ابو القاسم میں وبا اور گرانی پھوٹ نکلی جس سے اسکے لشکر کا حصہ کثیر فنا ہو گیا بعد اسکے گھوڑوں میں وبا پھیل گئی مجبوراً ابو القاسم نے مغرب کیجانب مراجعت۔ مصری لشکر نے تعاقب کیا تا آنکہ ملک مصر سے مغربی لشکر دور نکل گیا۔ تب مصری لشکر واپس ہوا ابو القاسم نصف سنہ مذکور میں قیروان پہنچا اور مونس خادم دار الخلافت بغداد واپس آیا اور تکین وارد مصر ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تکین اسی زمانہ سے برابر گورنری مصر پر رہا تا آنکہ ماہ ربیع ۳۰۹ھ واپس کیا گیا۔

احمد بن کیلغ کی گورنری خلیفہ مقتدر نے احمد بن کیلغ کو ہلال بن بدر کے بعد سند حکومت عطا کی چنانچہ ماہ جمادی الآخرہ میں وارد مصر ہوا اور حکومت کے پانچویں مہینے واپس کر لیا گیا تکین سہ بارہ حکومت مصر پر مامور ہوا یوم عاشورہ ۳۱۳ھ میں مصر پہونچا نو سال تک حکمرانی کی تا آنکہ پندرھویں ربیع الاول ۳۲۱ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اسکے زمانہ حکومت میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابو العباس کی ولیعہدی کی تجدید کی اور بلاد مغرب مصر اور شام کی سند حکومت عطا فرمائی اور مونس کو اسکی جانب سے بطور نائب کے مقرر کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۳۲۱ھ میں تکین خزری نے مصر میں وفات پائی پس بجائے اسکے اسکا بیٹا محمد حکمراں ہوا خلیفہ قاہر نے اسکو خلعت روانہ کی۔ لشکریوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا مگر بتائید الٰہی یہ آن پر فتحیاب ہوا۔ انتہی۔

احمد کیلغ کی دوبارہ گورنری خلیفہ قاہر نے احمد بن کیلغ کو دوبارہ ۳۲۱ھ میں سند حکومت عطا کی اسکے پہلے محمد بن طغج کو والی مقرر کیا تھا یہ دمشق کا گورنر تھا ایک مہینے کی حکومت کے بعد اسکو واپس بلا لیا اور احمد بن کیلغ کو سند حکومت عطا کی

جیساکہ ہمنے ابھی بیان کیا۔ چنانچہ ماہ رجب ۳۲۲ھ میں وارد مصر ہوا۔ بعد ازاں آخری ماہ رمضان ۳۲۳ھ میں معزول کردیا گیا۔ پھر خلیفہ راضی نے اسکو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور اسکے القاب میں "اخشید" کے لفظ بڑھانے کی اجازت دی ایک مدت تک حکومت مصر پر نہایت خوش انتظامی سے مامور رہا بعدہ ملک شام اسکے حکومت سے نکال لیا گیا جیساکہ آئندہ تحریر کیا جائیگا۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ محمد بن رائق امیر الامراء سے جسکا ذکر تم اوپر پڑھ آئے ہو اسکے مولیٰ تحکم نے بغداد میں منازعت کی اور بجائے اسکے ۳۲۶ھ میں متمکن ہوگیا۔ ابن رائق اپنا مکان چھوڑکر بھاگا اور بغداد میں روپوش ہوگیا۔ تحکم نے بغداد در نیز اسکے مکانات اور املاک پر قبضہ کرلیا اتنے میں خلیفہ تکریت سے واپس آگیا۔ خلیفہ اور تحکم سے خط وکتابت شروع ہوئی۔ خلیفہ نے والی بغداد کا خط پیش کیا۔ باہم مصالحت ہوگئی سب کے سب بغداد واپس آئے ابن رائق نے ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیر زاد کی معرفت صلح کا پیام بھیجا۔ جسکو فریق مخالف نے منظور کرلیا خلیفہ راضی نے طریق فرات (دیار مضر یعنی حران، الرہا) اور جو بلاد اسکے قرب وجوار میں تھے اور جند قنسرین اور عواصم کی سند حکومت عطا کی۔ پس ابن رائق اُن بلاد کیطرف روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر حکمرانی کرنے لگا۔ بعد چندے ۳۲۸ھ میں ملک شام کی حکومت کی طمع پیدا ہوئی۔ فوجیں آراستہ کرکے شہر حمص کیطرف روانہ ہوا اور اسپر قابض ہوگیا۔ اندنوں دمشق کی حکومت پر بدر بن عبداللہ مولے اخشید ملقب بہ تدبر تھا ابن رائق نے اُسکے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا اور بقصد مصر رملہ کیطرف بڑھا۔ اخشید کو اسکی خبر لگی لشکر آراستہ کرکے مصر سے نکلا۔ عریش میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا اخشید نے جنگ کے شروع ہونے سے پیشتر چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بٹھادیا تھا۔ لڑتے لڑتے شکست کھاکر بھاگا ابن رائق کے ہمراہیوں نے اخشید کے لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا اور اُن کے خیموں میں باطمینان تمام جا اُترے بعد ازاں اخشید کا لشکر کمینگاہ سے نکلکر دفعۃً حملہ آور ہوا کمال

بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے ابن رائق معدودے چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہوکر دمشق کیجانب بھاگا۔ اخشید نے اپنے بھائی ابو نصر بن طغج کو اُسکے تعاقب پر مامور کیا ابن رائق نے دمشق سے نکلکر ابو نصر سے معرکہ آرائی کی اور اپنے پرزور حملوں سے تعاقب کرنے والوں کو فاش ہزیمت دی۔ ابو نصر اسی معرکہ میں کام آگیا ابن رائق نے اُس کی نعش کو اپنے بیٹے مزاحم بن محمد بن رائق کیساتھ مصر روانہ کیا اور تعزیت اور معذرت کا خط بھیجا اور یہ لکھا کہ مزاحم بعوض ابو نصر کے جاتا ہے اخشید نے اسکو خلعت دی اور اُسکے باپ ابن رائق کے پاس واپس کردیا۔ اسقدر کشت وخون کے بعد دونوں فریق میں مصالحت ہوگئی کہ شام پر ابن رائق کا قبضہ رہے اور مصر اخشید کے مقبوضات میں شمار کیا جائے اور ایک سو چالیس ہزار درہم سالانہ بعوض رملہ اخشید ابن رائق کو دیا کرے اسی زمانہ سے ملک شام حکومت اخشید سے نکل گیا اور ابن رائق کے عمال اُسپر قابض ومتصرف ہوگئے تا آنکہ بجکم اور بریدی مارے گئے اور ابن رائق ملک شام سے بغداد واپس آیا۔ خلیفہ متقی نے اسکو ملک شام سے طلب کیا تھا اور آجانے پر امیرالامراء کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ پس حکومت شام پر اپنی جانب سے ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل کو بطور نائب کے مقرر کیا۔ اور جب ابن رائق دارالخلافت بغداد پہنچا تو کورتکین جوکہ دولت وخلافت پر مستولی ہورہا تھا بگڑ گیا باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابن رائق نے اُسپر فتح حاصل کی اور اُسکو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ دیلمیوں کا گروہ برسر مقابلہ آیا۔ ابن رائق نے اُنکو بھی نیچا دکھایا۔ پھر بریدی نے واسط سے ۳۳۰ھ میں علم بغاوت بلند کیا۔ خلیفہ متقی اور ابن رائق کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر موصل پہنچے خلیفہ متقی نے ناصرالدولہ بن حمدان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ناصرالدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو فوج عظیم کے ساتھ خلیفہ متقی کے کمک پر روانہ کیا۔ مقام تکریت میں خلیفہ متقی سے ملاقات ہوئی۔ خلافت مآب اسکے ساتھ موصل میں واپس آیا بعد ازاں

ناصر الدولہ محمد بن واثق کو قتل کرکے امیر الامراء کے عہدہ پر متمکن ہوگیا۔ جبوقت یہ خبر اخشید تک پہنچی فوراً دمشق کیطرف کوچ کردیا ۳۳۲ھ میں اسپر مستولی ہوگیا۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں "ناصر الدولہ" نے کل مقبوضات محمد ابن رایق پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اسوقت محمد بن رایق کے قبضہ میں طریق فرات، دیار مصر، جند قنسرین، عواصم اور حمص تھا۔ ناصر الدولہ نے ابوبکر محمد بن علی بن مقاتل کو معہ ایک جماعت سپہ سالاروں کے موصل سے ان بلاد پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا تھا بعد اسکے ماہ رجب میں ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسن بن سعید بن حمدان کو ان صوبجات کی حکومت پر مامور کیا اہل کوفہ نے اسکی اطاعت سے انحراف کیا ابوعبداللہ نے انکی گوشمالی پر کمر ہمت باندھی چنانچہ ان پر فتحیاب ہوا اور کامیابی کیساتھ کوفہ پر قبضہ کرکے حلب کیطرف قدم بڑھایا[1]........

۳۳۳ھ میں خلیفہ متقی امیر الامراء توزون سے ناراض ہوکر موصل چلاگیا اور بنو حمدان کے پاس چندے قیام پذیر رہا۔ پھر موصل سے رقہ گیا اور وہاں قیام اختیار کیا اخشید کو گذشتہ واقعات کی شکایت لکھی اور طلب کیا پس اخشید مصر سے روانہ ہوا حلب ہوتا ہوا ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے یہ سنکر حلب چھوڑ دیا۔ ابوبکر بن مقاتل اسکے ساتھ حلب ہی میں تھا ابوعبداللہ حسین کے چلے جانے سے روپوش ہوگیا مگر جوں ہی اخشید وارد حلب ہوا ابوبکر یہ خبر پاکر اخشید سے ملنے کو آیا اخشید نے اسکی بیحد عزت افزائی کی اور اسکو مصر کے محکمہ مال پر مامور کیا اور حلب کی حکومت یانس مونسی کو مرحمت کی۔ پھر ماہ محرم ۳۳۳ھ میں اخشید نے حلب سے رقہ کیجانب کوچ کیا۔ خلیفہ متقی اسوقت رقہ میں مقیم تھا اخشید نے بہت سے ہدایا، اور تحایف خلیفہ متقی اور اس کے وزیر حسین بن مقلہ اور حاشیہ نشینوں کی خدمات میں پیش کئے اور

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے ۱۲ مترجم

مصر و شام میں چل کر قیام کرنے کی رائے دی خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا تب
اخشید نے تورون کی آئندہ حرکات سے ڈرایا اور رقہ ہی میں قیام کرنے کی تاکید کی چونکہ
خلیفہ متقی نے قبل اسکے تورون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا تھا اور تورون کے
پاس سے صلح کی منظوری کا جواب آگیا تھا اسوجہ سے اخشید کی کوئی درخواست قبول نہ
کیگئی اور خلافت مآب نے رقہ سے بغداد کیجانب مراجعت فرمائی۔ اخشید مصر کی
طرف لوٹ گیا۔ سیف الدولہ بھی ان دنوں انھیں لوگوں کیساتھ حلب میں تھا
ان لوگوں کے روانگی کے بعد رقہ سے حلب چلا گیا اور اسپر قبضہ حاصل کرکے حمص کا
رخ کیا اخشید نے یہ سنکر اپنی فوجیں لسر افسری کافور اپنے خادم خاص کے روانہ کیں
مقام قنسرین میں سیف الدولہ سے مڈبھیڑ ہوئی ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ پھر
دونوں فریق خود بخود علیحدہ ہو گئے کافور نے دمشق کیجانب اور سیف الدولہ نے
حلب کیطرف مراجعت کی یہ واقعات ۳۳۳ھ کے ہیں اسی زمانہ میں رومیوں نے
حلب پر حملہ کیا تھا سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور اُن کو نیچا دکھا کر
خائب و خاسر لوٹا دیا۔

اخشید کی وفات انوجور کی حکومت ۳۳۴ھ یا بروایت بعض مورخین ۳۳۵ھ میں اخشید ابو بکر
بن طغج نے دمشق میں وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا
ابو القاسم انوجور نے حکمرانی کی قبا زیب تن کیا۔ یہ ایک کم عمر شخص تھا کافور اسپر
مستولی ہو گیا۔ کافور نے دمشق سے مصر کیجانب قدم بڑھایا سیف الدولہ نے
پہونچکر قبضہ کر لیا تب کافور نے حلب کیجانب کوچ کیا انوجور نے یہ خبر پاکر فوجیں
آراستہ کرکے دمشق پر حملہ کیا سیف الدولہ دریا کو عبور کرکے جزیرہ چلا گیا۔ انوجور
ایک مدت تک حلب کا محاصرہ کئے رہا بعد ازاں سیف الدولہ اور انوجور میں
مصالحت ہو گئی سیف الدولہ نے حلب کیجانب اور انوجور نے مصر کیطرف معاودت

کی اور کافور دمشق چلا گیا اور بدر اخشیدی معروف بہ تدبیر کو اسکی حکومت پر مامور کر کے مصر لوٹ آیا۔ بدر اخشیدی ایک برس تک دمشق کی حکومت پر رہا بعد اسکے معزول کر دیا گیا ابوالمظفر طغج کو سند حکومت عطا ہوئی ابوالمظفر نے دمشق میں پہونچکر تدبیر کو گرفتار کر لیا۔

انوجور اور اس کے بھائی علی کی وفات

ایک مدت کے بعد ابوالقاسم انوجور سن رشد کو پہونچا نیک و بد کی تمیز پیدا ہوئی حکومت کا خیال دماغ میں سمایا کافور کے نکالنے کی تدبیریں سوچنے لگا اتفاق سے کافور کو اسکا احساس ہو گیا پس کافور نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے زہر دے کر سنہ ...... میں مار ڈالا اور بجائے اسکے علی کو جو کہ انوجور کا بھائی تھا اپنی نگرانی اور زیر اثر حکومت کی کرسی پر متمکن کیا تاآنکہ علی بھی مر گیا۔

وفات اخشید ولایت کافور

سنہ ۳۵۵ھ میں علی بن اخشید نے سفر آخرت اختیار کیا کافور نے اپنی خودسری اور استبداد کا اعلان کر دیا۔ بنو اخشید منہ تکتے رہ گئے۔ مظلہ[1] پر سوار ہونے لگا خلیفہ مطیع نے مصر و شام اور حرمین کی سند حکومت عطا کی اور "عالی باللہ" کا خطاب دیا کافور نے اس خطاب کو منظور نہ کیا۔ ابوالفضل جعفر بن فرات کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ یہ سر برآوردہ ملوک سے تھا۔ سخی، ممدوح خلائق اور امور سیاست سے بخوبی ماہر تھا اللہ تعالیٰ سے بیحد خائف و خاشی رہتا تھا۔ المعز والی مغرب سے اسکے مراسم تھے اکثر اسکو تحائف و ہدایا بھیجتا تھا۔ حکمران بغداد و یمن بھی بعزت و احترام اس سے پیش آتے تھے ہر شنبہ کو دربار عام کرتا اور داد خواہوں کی دادرسی کیا کرتا تھا تاآنکہ اس نے وفات پائی۔

وفات کافور و ولایت احمد

سنہ ۳۵۷ھ کے نصف میں کافور نے سفر آخرت اختیار کیا دس برس تین ماہ استبداد کے ساتھ حکمرانی کی ازاں جملہ دو برس چار ماہ خلیفہ مطیع کیجانب سے مسلسل حکمراں رہا۔ نہایت سیاہ رنگ کا آدمی تھا اخشید نے اس کو اٹھارہ دینار میں خرید کیا تھا۔ اسکی وفات پر اراکین دولت نے مجتمع ہو کر احمد بن علی بن اخشید کو کرسی حکومت پر متمکن کیا۔ اسکی کنیت ابوالفوارس تھی۔ حسن بن عبداللہ بن طغج اسکی حکومت و دولت کا

[1] ہوادار۔

منہدم ہوا۔ فوج کی افسری شمول (اسکے داد کا مولی تھا) کو دیگئی۔ خزانہ کی کنجیاں جعفر بن فضل کو مرحمت ہوئیں قلمدان وزارت جابر ریاحی کو عنایت ہوا۔ بعد چندے بہ سفارش ابن مسلم شریف ابن فرات معزول کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت ابن الریاحی کو سپرد کی گئی۔

انقراض دولت بنو طغج ہرگاہ المعز لدین اللہ مہم مغرب سے فارغ ہوا تو اُس نے اپنے سپہ سالار جوہر صقلی کاتب کو مصر کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ کارآزمودہ سپہ سالار اور منتخب فوج دی۔ ہر قسم کے سامان مرحمت کئے۔ چنانچہ جوہر نے قیروان سے مصر کیجانب قدم بڑھایا۔ رقہ ہو کر گزرا اس وقت رقہ میں افلح (المعز کا آزاد غلام) حکومت کر رہا تھا۔ اُسنے اُس سے ملاقات کی پیادہ پا اُسکے ساتھ ساتھ چلا۔ جوہر نے اسکندریہ پر قبضہ کر کے جیرہ پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور اُسکو بھی بزور تیغ فتح کر کے مصر کیجانب بڑھا اور پہونچتے ہی مصر پر محاصرہ ڈالدیا۔ اِن دنوں مصر کی زمام حکومت احمد بن علی بن اخشید کے قبضۂ اقتدار میں تھی اور اُسکے اہل دولت و اراکین سلطنت حکمرانی کر رہے تھے۔ جوہر نے ۳۵۸ھ میں مصر کو فتح کر لیا ابوالفوارس کو مار ڈالا اور حکمران مصر کے مال و اسباب کو مشائخین مصر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ جمیع قضاۃ، علماء اور سر برآوردہ سر برآوردہ امراء کے قیروان روانہ کیا۔ انہیں واقعات سے بنی طغج کی دولت و حکومت کا انقراض ہو جاتا ہے اور ایک دوسری حکومت کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

۳۵۹ھ میں جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں "حی علی خیر العمل" اضافہ کیا گیا حکومت علویہ کا سکہ مصر میں چلنے لگا۔ جوہر فاتح مصر نے شاہی کیمپ کے مقام پر شہر قاہرہ کا بنیاد ی پتھر رکھا۔ اور جعفر بن فلاح کتامی کو شام کے سر کرنے کو بھیجا چنانچہ اس نے قرامطہ کی حکومت و دولت کے شیرازہ کو منتشر کر دیا جیسا کہ یہ واقعات اُنکے حالات میں بیان کئے گئے۔

اخبار دولت بنی مروان جنھوں نے دیار بکر میں بعد بنو حمدان کے حکمرانی کی از آغاز تا انجام

مناسب یہ تھا کہ دولت بنو مروان کے حالات کو بنو حمدان کے اخبار کے ضمن میں تحریر کرتے جیسا کہ ہم نے دولت بنو مقلد حکمرانانِ موصل اور بنو صالح میں مرداس حکمرانان حلب کے حالات کو بنو حمدان کے دولت وحکومت کے تذکرہ میں شامل کر دیئے کیونکہ یہ تینوں حکومتیں بنو حمدان ہی کی دولت وحکومت سے پیدا ہوئیں ہیں اور اُسی کی شاخ ہیں مگر چونکہ بنو مروان عرب نہیں ہیں بلکہ اکراد میں سے ہیں اسوجہ سے ہم نے انکے تذکرہ کو ان حکومتوں کے حالات کے لکھنے سے موخر کر دیا تاکہ سلسلہ اخبار عجم میں آجائیں پھر ہم نے بنو مروان کے حالات کو دولت بنو طولون سے بھی موخر کر دیا وجہ یہ تھی کہ دولت بنو طولون کی دولت بنو مروان سے زماناً متقدم تھی۔ بہرکیف اب مناسب یہ ہے کہ ہم دولت بنو مروان کے حالات لکھنے کیطرف متوجہ ہوں۔

تم اوپر باد کردی کے حالات پڑھ آئے ہو کہ اُسکا نام حسین بن دوشک تھا اور ابو عبداللہ کنیت تھی بعضوں نے لکھا ہے کہ ابو شجاع کنیت تھی اور یہ ابو علی بن مروان کردی کا ماموں تھا۔ موصل اور دیار بکر پر اُس نے قبضہ کر لیا تھا۔ دیلمیوں سے اور اُس سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر دیلم نے باد کردی کو مغلوب کر دیا باد کردی جبال اکراد میں جاکر پناہ گزیں اور مقیم ہوا۔ اس اثناء میں عضد الدولہ اور شرف الدولہ نے جاں بحق تسلیم کی۔ ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبداللہ حسن موصل کیطرف آئے اور دونوں کامیابی کیساتھ قابض و متصرف ہوگئے بعد چندے ان دونوں اور دیلم میں فتنہ و فساد برپا ہوگیا باد کردی کو موصل پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی اسوقت یہ دیار بکر میں تھا سامان جنگ درست کر کے موصل کیطرف کوچ کیا پسران ناصر الدولہ نے اسکو پہلے ہی معرکہ میں نیچا دکھا دیا

اور میدان جنگ ہی میں اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں)، پس جب باد کردی مارا گیا تو اسکا ہمشیر زادہ ابو علی بن مروان معرکہ کارزار سے جان بچا کر بھاگا اور قلعہ کیفا میں جاکر پناہ گزین ہوا اس قلعہ میں باد کردی کے اہل و عیال مقیم تھے اور وہیں پر اسکا سارا مال و اسباب اور خزانہ تھا۔ یہ قلعہ مضبوط ترین قلعات سے تھا ابو علی اس حیلہ سے کہ مجھکو میرے ماموں نے بھیجا ہے قلعہ میں داخل ہوا اور اسپر مستولی ہوگیا اپنے ماموں کی بیوی (ممانی) سے عقد کرلیا۔ بعد ازاں کل دیار بکر کا ایک چکر لگا کے اپنے ماموں باد کردی کے کل مقبوضات پر قبضہ کرلیا۔ پسران حمدان یہ خبر پاکر دوڑ پڑے اسوقت ابو علی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس اسنے ان دونوں کو ہزیمت دیدی پھر بعد چندے پسران حمدان نے ابو علی پر فوج کشی کی ابو علی اسوقت آمد کے محاصرہ میں مصروف تھا اتفاق سے اس مرتبہ بھی ابو علی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دیدی جس سے ان دونوں بھائیوں کی حکومت و سلطنت موصل سے منقطع ہوگئی اور ابو علی بن مروان نے دیار بکر اور اسکے کل مضافات پر قبضہ کرلیا۔ اہل میافارقین نے بلطائف الحیل لڑائی کو طول دیا ان کا سردار ابوالاصغر نامی ایک شخص تھا ابو علی نے انکو ڈھیل دیدی عید کے دن اہل شہر صحرا کیطرف نکلے ابو علی نے موقع پاکر انپر چھاپا مارا اور ابوالاصغر کو گرفتار کر کے شہر پناہ کی دیوار سے نیچے گرا دیا اکراد نے شہر میں گھس کر لوٹ کھسوٹ شروع کردی ابو علی نے یہ رنگ دیکھکر دروازوں کو بند کرا دیا اور ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا پس وہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہوگئے یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہیں۔

قتل ابو علی بن مروان حکومت ابو منصور

ابو علی بن مروان نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کی بیٹی سے عقد کیا تھا" اور اس سے زفاف کرنے کو حلب سے آمد آرہا تھا آمد کے سردار نے یہ خیال کر کے کہ مبادا ابو علی ہمارے ساتھ

بھی ویسا ہی برتاؤ نکرے جیسا کہ اہل میافارقین کے ساتھ کیا تھا اپنے ہمراہیوں کو ہوشیار کردیا اور یہ رائے دی کہ جب ابو علی شہر میں داخل ہو تو دراہم و دنانیر نثار کرتے ہوئے اُسکی طرف بڑہو اور اسکو گرفتار کر کے مار ڈالو چنانچہ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ابو علی ان لوگونکی دم پٹی میں آگیا اہل شہر اور اُسکے ہمراہی مل جل گئے اہل شہر نے اُسکا سر اُتار لیا اور اُن کے ہمراہیوں کیطرف عبرت کی غرض سے پھینک دیا اکراد بھاگ کھڑے ہوئے۔ میافارقین کیطرف لوٹے گورنر میافارقین کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ بقصد غارتگری آرہے ہیں شہر میں داخل ہونے سے روکدیا۔ بعد اسکے ممہد الدولہ ابو منصور بن مروان برادر ابو علی میافارقین نے اسکو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ پس ممہد الدولہ نے شہر میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا مگر سوائے سکہ اور خطبہ کے اور کوئی کسی قسم کا اختیار اس کو حاصل نہ تھا۔ بعد ازاں ممہد الدولہ کا بھائی ابو نصر اُس سے جھگڑا کرنے کو اُٹھ کھڑا ہوا چندے تنگ کرتا رہا بالآخر ابو منصور نے اسکو گرفتار کر کے قلعۂ اسعرد بھیجدیا چنانچہ وہیں عسرت کیحالت میں مقیم رہا۔ باقی رہا آمد اُسپر اُسکا شیخ عبد اللہ چند دنوں تک قبضہ کئے رہا اور اپنی بیٹی کا عقد ابن دمنہ سے کردیا جس نے کہ ابو علی بن مروان کو مارا تھا ابن دمنہ نے اپنے سسر کو قتل کر کے آمد پر قبضہ کرلیا اور اپنے لئے شہر پناہ سے ملا ہوا ایک قصر بنوایا ممہد الدولہ نے مصالحت کرلی اور اُسکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ بادشاہ روم اور والی مصر وغیرہا ملوک کی خدمات میں تحائف روانہ کیئے جس سے اسکی شہرت ہوئی

قتل ممہد الدولہ حکومت ابو نصر

ممہد الدولہ نے اپنے آخری زمانہ حیات میں میافارقین میں قیام اختیار کیا تھا اسکا سپہ سالار شروہ اسکی حکومت و سلطنت کا ناظم و منصرم تھا اسکا ایک آزاد غلام تھا جسکو اُس نے پولیس کی افسری دی تھی مگر ممہد الدولہ کو اُس سے بیحد ناراضی اور نفرت تھی بارہا اس غلام کے

قتل کا قصد کیا لیکن شروہ کے خیال سے باز رہا۔ اس غلام کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے لگا بجھا کر شروہ کو ممہد الدولہ کیجانب سے بددل کر دیا ایک روز شروہ نے ممہد الدولہ کو دعوت کے بہانہ سے بلا بھیجا جوں ہی ممہد الدولہ شروہ کے مکان پر پہونچا شروہ نے تلوار تول کر ممہد الدولہ کے سر کو تن سے جدا کر دیا یہ واقعہ ۴۰۲ھ کا ہے۔

ممہد الدولہ کے قتل کے بعد شروہ اس کے مصاحبوں اور عزیزوں کیطرف آیا اور ان لوگوں کو با اظہار اس امر کے کہ ممہد الدولہ نے حکم دیا ہے گرفتار کر لیا بعد ازاں میافارقین کے قلعہ میں آیا اہل قلعہ نے ممہد الدولہ کے شبہ میں قلعہ کا دروازہ کھولدیا شروہ نے قبضہ کر لیا اور کل قلعہ داروں کو ممہد الدولہ کے بہانہ سے بلا بھیجا۔ انھیں لوگوں میں خواجہ ابو القاسم والی ارزن روم تھا۔ چنانچہ خواجہ ابو القاسم بھی میافارقین کیجانب روانہ ہوا بوقت روانگی کسیکو قلعہ سپرد نہ کیا اثناء راہ میں ممہد الدولہ کے قتل کی خبر ملی راستہ ہی سے ارزن روم لوٹ آیا اسعر سے ابو نصر بن مروان کو طلب کیا اور اسکو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اسکے باپ مروان کے پاس آیا مروان اُسوقت اپنے بیٹے ابو علی کے قبر پر معہ اپنی بیوی کے ٹھہرا ہوا تھا خواجہ ابو القاسم نے اسکی خدمت میں حاضر ہو کر ارزن کی حکومت پیش کی چنانچہ ابو نصر نے اپنے باپ کے روبرو اپنے بھائی کے قبر کے پاس عدل و انصاف کی حلف اٹھائی قضاۃ اور اراکین شہر نے اس حلف نامہ پر اپنا اپنا دستخط بنایا ابو نصر نے نہایت خوشی سے ارزن پر قبضہ کر لیا شروہ نے میافارقین سے ابو نصر کے لینے کو چند آدمی اسعر روانہ کیا ان آدمیوں نے واپس ہو کر جواب دیا کہ ابو نصر ارزق چلا گیا ہے شروہ کو اس سے یقین ہو گیا کہ میری حکومت کی مخالفت شروع ہو گئی۔

ان واقعات کے بعد ابو نصر نے کل دیار بکر پر قبضہ کر لیا نصیر الدولہ کا لقب اختیار کیا ایک مدت تک اسکی حکومت و سلطنت کمال خوبی سے قائم رہی بیحد نیک سیرت تھا

ابو نصر ممہد الدولہ مقتول کا بھائی تھا ممہد الدولہ نے کسیوجہ سے اسکو قلعہ اسعر میں قید کر دیا تھا دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۳

اطراف وجوانب سے علماء نے اسکی خدمت میں حاضر ہونے کا قصد کیا تھوڑے ہی دنوں میں اہل علم کا ایک خاصہ مجمع ہوگیا۔ منجملہ اُن علماء کے جو اسکی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ابو عبد اللہ گازرونی تھا اسی کی وجہ سے دیار بکر میں مذہب شافعی کا شیوع ہوا۔ ہر چہار طرف سے شعراء بھی اسکی خدمت میں آگئے اور اسکی مدح میں قصائد لکھے اُس نے اُن کو انعامات اور صلے دیئے سرحدی بلاد میں امن وامان قائم رہا رعایا نہایت آسائش اور اطمینان کیساتھ اسکے رقبۂ حکومت میں آباد رہی تاآنکہ اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

نصیر الدولہ کا الرہا پر قبضہ

شہر الرہا بنو نمیر میں سے عطیر نامی ایک شخص کے قبضہ میں تھا چونکہ یہ شخص نہایت شریر اور جاہل تھا الرہا والوں نے ابو نصر بن مروان کو لکھ بھیجا کہ آپ الرہا تشریف لایئے اور قبضہ کر لیجئے ہم لوگ عطیر کے شرارتوں سے تنگ آگئے ہیں پس ابو نصر نصیر الدولہ نے اپنے نائب آمد کو جسکا نام زنگ تھا الرہا پر قبضہ کرنیکو بھیجا چنانچہ اُس نے پہونچکر الرہا پر قبضہ کرلیا۔ عطیر نے صالح بن مرداش والی حلب سے اپنی بابت سفارش کرائی نصیر الدولہ نے اسکی سفارش سے نصف شہر الرہا عطیر کو دیدیا بعد اسکے عطیر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین میں حاضر ہوا نصیر الدولہ نے اسکی عزت کی پھر لوٹ کر الرہا آیا اور زنگ کیساتھ الرہا میں قیام پذیر ہوا۔ ایک روز زنگ نے اہل شہر کی دعوت کی عطیر کو بھی دعوت میں بلایا اور سابق نائب کے بیٹے احمد کو بھی دعوت دی اسکے باپ کو عطیر نے قتل کرڈالا تھا دعوت سے فارغ ہوکر جب لوگ رخصت ہوئے اور عطیر بھی اپنے مکان کیطرف چلا تو کسی نے احمد کو اُسکے باپ کا بدلہ لینے کا اشارہ کردیا احمد نے بازار میں پہونچکر للکارا کہ اے ظالم تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے میں تجھسے بدلہ لینے آیا ہوں عطیر یہ سنکر ہکا بکا ہوگیا اہل بازار دوڑ پڑے احمد نے لپک کر تلوار چلائی چنانچہ عطیر مع اپنے تین ہمراہیوں کے مار ڈالا گیا۔ بنو نمیر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ شہر کے باہر مجتمع ہوئے اور مشورہ کرکے کمینگاہ میں بیٹھے اور چند آدمیوں کو اپنے مخالفین کو

مشتعل کرنے کی غرض سے شہر روانہ کیا۔ زنگ کو اسکی خبر لگ گئی۔ اپنی فوج لیکر نکل پڑا جسوقت کمینگاہ سے آگے بڑھا بنو نمیر نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی اتفاق سے ایک پتھر اسکو آلگا جس سے اسکی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ۴۱۸ھ کا ہے اس زمانہ سے الرہا پر نصیر الدولہ کا خالص قبضہ ہوگیا بعد چندے صالح بن مرداس والی حلب نے ابن عطیر اور ابن شبل کی سفارش کی نصیر الدولہ نے اسکی سفارش پر الرہا کو ابن عطیر اور ابن شبل کے حوالہ کر دیا تا آنکہ ابن عطیر نے اسکو رومیوں کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ آیندہ پڑھوگے۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر محاصرہ ڈالنا نعیبین نصیر الدولہ بن نصر بن مروان کے مقبوضات سے تھا بدران بن مقلد نے بنو عقیل کی ایک فوج مرتب کرکے نعیبین کا قصد کیا اور پہونچتے ہی اس پر محاصرہ ڈالدیا اتفاق سے اس لشکر پر جو نصیبین میں تھا اسکو ایک فتحیابی حاصل ہوگئی نصیر الدولہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے ایک دوسری فوج نصیبین کیطرف روانہ کی بدران کو اسکی اطلاع ہوگئی فوراً چند لوگوں کو اس فوج کے روک تھام پر مامور کیا ان لوگوں نے نصیر الدولہ کی فوج کو جو اہل نعیبین کی کمک پر آرہی تھی ہزیمت دیدی نصیر الدولہ کو اس سے بیحد صدمہ ہوا فراہمی فوج میں مصروف ہوا اور نہایت تھوڑی مدت میں فوجیں مرتب کرکے نصیبین کیجانب روانہ کیں بدران نے اسکا مقابلہ کیا پہلے تو یہ فوج بھاگی پھر دوبارہ پلٹ کر حملہ آور ہوئی ایک مدت تک دونوں فریق میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا تا آنکہ یہ خبر مسموع ہوئی کہ اسکا بھائی قراوش موصل پہونچگیا ہے پس اسکے خوف سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔

دیار بکر میں ترکوں کا داخل ہونا تاتاریوں کا شمار ترکوں کے گروہ میں ہے سلجوقیہ انھیں گروہ کی ایک شاخ ہیں جسوقت محمد بن سبکتگین نے ارسلان بن سلجوق کو نمیس سے

گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا تھا تو یہ لوگ خراسان کیجانب چلے گئے تھے اور وہاں پر ان لوگوں نے فتنہ وفساد برپا کیا تھا۔ مسعود بن سبکتگین نے اپنے باپ محمود کے بعد ان لوگوں پر فوج کشی کی تھی پس یہ لوگ آذربیجان کی جانب بھاگے اور ان لوگوں سے جاملے جو ان سے پیشتر یہاں آگئے تھے اور عراقیہ کے نام سے موسوم ہوئے تھے ان لوگوں نے ہمدان، قزوین اور ارمینیہ میں بڑا اُدھم مچایا تھا دوسری جماعت والوں نے آذربیجان میں سر اٹھایا وہشودان والی تبریز نے ان میں سے ایک گروہ کا خاتمہ کر دیا پھر ان لوگوں نے اکراد پر دست درازی شروع کی اور خوب خوب ان کو پامال کیا اس اثناء میں ان کو یہ خبر پہونچی کہ نیال ابراہیم برادر سلطان طغرلبک رے کیطرف روانہ ہوا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی ۴۳۳ھ میں اکراد چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے آذربیجان پہنچے یہاں یہ مسموع ہوا کہ نیال ابراہیم اس طرف آرہا ہے پس یہ لوگ بخوف اسکے آذربیجان سے بھی ہٹ آئے۔ وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ نیال ابراہیم اور اس کے رعایا تھے۔ الغرض آذربیجان سے نکلکر یہ لوگ بذریعہ راہہیر پہاڑی راستہ کو زوزان کو طے کرتے ہوئے جزیرہ ابن عمر پہونچے پس ایک گروہ انہیں سے دیار بکر کیطرف گیا قزوین، بازیدی اور حسینیہ کو تاخت و تاراج کیا۔ دوسرے گروہ نے جزیرہ کے شرقی حصہ کیجانب قدم بڑھایا۔ کچھ لوگوں نے موصل کا قصد کیا۔ سلیمان بن نصیر الدولہ ان دنوں موصل پر حکومت کر رہا تھا اس نے ترکوں کو خط لکھا کہ آؤ ہم اور تم صلح کر لیں اور متفق ہو کر شام کی طرف بڑھیں ترکوں نے یہ درخواست منظور کر لی بعد اسکے سلیمان نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانے سے اپنے مکان پر بلایا، ابن غزغلی بھی اس دعوت میں آیا ہوا تھا سلیمان نے اس کو گرفتار کر کے قید میں ڈالدیا۔ اس کی گرفتاری سے ترکوں کے قدم اکھڑ گئے، حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ نکلے۔ نصیر الدولہ

قرواش اور کردوں کے لشکر نے ان لوگوں کا تعاقب کیا۔ عرب نے بھی عراق سے ان لوگوں پر پرزور حملہ کیا ترکوں نے مجبور ہو کر جزیرہ ابن عمر کیجانب مراجعت کی اور اسپر محاصرہ ڈالدیا دیارہ بکر کو نوچ کھسوٹ کر ویران کر دیا نصیر الدولہ نے منصور بن غزعلی کو رہا کر کے ترکوں کے فساد سے محفوظ رہنے کی کوشش کی جسکو سلیمان نے قید کیا تھا مگر اس تدبیر نے اسکو ترکوں کے فساد انگیزی سے نہ بچایا۔ یہ لوگ طوفان بے امتیازی کیطرح نصیبین کیطرف بڑھے سنجار اور خابور کو لوٹا۔ مرواس انکی روک تھام کی غرض سے موصل میں داخل ہوا جیا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو ترکوں کے ایک گروہ نے اسکا تعاقب کیا پس وہ واقعات ترکوں کے اسکے ساتھ پیش آئے جسکو ہم ان کے حالات میں بیان کر آئے ہیں حوادث چونکہ وثاب نمیری والی حران ورقہ خلفاء علویہ کے علم حکومت کا مطیع تھا اسوجہ سے تمام سرزمین شام وجزیرہ میں بآسانی دعوت علویہ منتشر ہوگئی پس جب وزبری علویوں کیجانب سے شام کا گورنر ہو کر آیا تو اس نے ابن مروان کو دھمکی کا خط لکھا اور یہ تحریر کیا کہ اگر تم گردن اطاعت نہیں جھکاؤ گے تو میں تمہارے مقبوضات پر قبضہ کر لونگا۔ ابن مروان نے قرواش والی موصل اور شبیب بن وثاب والی رقہ سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آؤ ہم لوگ متفق ہو کر خود مختار بن جائیں اور خطبہ خلفائے علویہ کا پڑھنا موقوف کر دیں ان لوگوں نے ابن مروان کی درخواست منظور کر لی اور خلیفہ مستنصر کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ قایم کا خطبہ پڑھنے لگے یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔ وزبری نے ان حالات سے مطلع ہو کر اپنی فوج کو آراستہ کی اور ان کو لڑائی کی دھمکی دی شبیب بن وثاب نے ڈر کر ماہ ذی الحجہ آخری سنہ مذکور میں علویہ کا خطبہ حران میں پڑھنا شروع کیا اور گردن اطاعت جھکا دی۔

قتل سلیمان بن نصیر الدولہ نصیر الدولہ نے اپنے بیٹے سلیمان کو جسکی کنیت ابو حرب تھی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیا تھا۔ بشر موشک بن محلے سردار اکراد جو کہ اس مقام کے چند قلعات کا مالک تھا اس سے رنج و عناد رکھتا تھا تھوڑے دنوں بعد دونوں میں منافرت اور کشیدگی بڑھ گئی سلیمان نے مصلحتاً بشر موشک کو ملالیا اور جب وہ مل جل گیا تو اسکے ساتھ دغا کی۔ امیر ابو طاہر ثبنوی والی قلعہ فنک وغیرہ نصیر الدولہ کا ہمشیر زادہ تھا اور سلیمان کا دلی خیر خواہ تھا یہ بھی منجملہ اُن لوگوں کے تھا جنکے ذریعہ سے سلیمان نے موشک کو ملایا تھا اُس نے موشک کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کر دیا جس سے موشک کو سلیمان کیجانب سے بیحد اطمینان ہو گیا اور رومیوں سے لڑنے کو ارمینیہ گیا۔ نصیر الدولہ بن مروان نے افواج اور آلات حرب سے مدد کی جنگ ارمینیہ سے واپسی کے بعد سلیمان نے موشک کو دہوکا دیکر مار ڈالا اور ظفر لبک سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

قتل موشک کے بعد سلیمان کو ابو طاہر سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ اپنے سسر موشک کا بدلہ نہ لے اس خیال سے سلیمان نے ابو طاہر سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے قتل موشک سے کوئی تعلق نہ تھا ابو طاہر نے اسکی معذرت قبول کی اور اسکے ساتھ ملاقات کرنے کا خواستگار ہوا چنانچہ ابو طاہر قلعہ فنک سے باہر آیا سلیمان بھی معدودے چند آدمیوں کیساتھ اس سے ملنے کو روانہ ہوا اثنار راہ میں عبید اللہ نے اپنے باپ موشک کے عوض میں سلیمان کو مار ڈالا اور اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے لیا۔ نصیر الدولہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے نصیر کی ماتحتی میں جزیرہ کی حمایت و کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ قریش بن بدران والی موصل یہ سنکر جزیرہ پر چڑھ آیا اکراد حسنیہ اور ثبنویہ کو اپنی طرف مائل کر لیا چنانچہ سب کے سب نصیر بن مروان سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ نصیر بن مروان نے نہایت خوبی سے اُن لوگوں کی مدافعت کی اور جزیرہ ابن عمر میں اُن کو قدم تک

رکھنے نہ دیا۔ اثناء جنگ میں قریش کو کئی زخم لگے جس سے گھبرا کر موصل کیجانب لوٹ کھڑا ہوا اور نصیر بن مروان نے جزیرہ میں قیام اختیار کیا۔ اور اکراد بدستور اُن کی مخالفت پر اڑے رہے۔

روانگی طغرلبک بجانب دیار بکر

جسوقت طغرلبک شہر موصل پر قبضہ حاصل کرکے واپس ہوا قریش اپنی جان بچا کر موصل سے بھاگ گیا پھر بعد چندے گردن اطاعت جھکا دی اور مطیع ہو گیا یہ واقعات ۴۴۸ھ کے ہیں۔ بعد ازاں طغرلبک نے دیار بکر کا قصد کیا اور جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لیا۔ ابن مروان نے اسکی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کرکے موصل کیجانب واپس جانے کی درخواست کی اور یہ ظاہر کیا کہ لوگ آپ بعوض جزیرہ کے ارمینیہ لیکر واپس تشریف لیجائیں تو میں کفار پر جہاد کرنے کو روانہ ہوں طغرلبک نے اسکو منظور کر لیا اور محاصرہ اٹھا کر سنجار کا راستہ لیا۔ جیسا کہ ہم نے اسکو قریش کے حالات میں بیان کیا ہے۔

وفات نصیر الدولہ و حکومت نصر

۴۵۳ھ میں نصیر الدولہ احمد بن مروان کردی والی دیار بکر اس دار فانی سے رخصت ہو کر رہگرائے عالم آخرت ہوا۔ قادر باللہ اسکا لقب تھا۔ باون سال اس نے حکومت کی۔ اسکی شان و شوکت بہت بڑھی۔ مال و دولت کی بیحد زیادتی ہوئی۔ سرحدی بلاد کو ہر طرح مضبوط و مستحکم بنایا اور اسکا معقول انتظام کیا۔ سلطان طغرلبک کیخدمت میں بڑے بڑے تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا بھیجتا تھا۔ ازانجملہ جبل یاقوت تھا جو بنو بویہ کے ملک سے تھا اور ابو منصور بن جلال الدولہ سے اس نے خرید کیا تھا۔ اس کے ساتھ نصیر الدولہ نے ایک لاکھ دینار سرخ نقد بھی بھیجے تھے طغرلبک کی آنکھوں میں اسکی عزت تھی۔ بڑے بڑے عظیم الشان ملوک سے اسکی توقیر زیادہ کیجاتی تھی پانچ پانچ سو دینار میں لونڈی خرید کیجاتی تھی اسکے اس سے زیادہ لونڈیاں اسکی خدمت اور مخصوص کام کے لئے تھیں۔ دو لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے

ظروف اور سامان آرائش تھا نامی ملوک کی لڑکیاں اُسکے نکاح میں تھیں باورچیونکو فن طباخی سیکھنے کی غرض سے مصر روانہ کیا اور ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے اُن لوگوں کو کھانا پکانا سکھوایا۔

اراکین دولت علویہ میں سے ابوالقاسم بن مغربی اور عمائدین خلافت عباسیہ سے فخر الدولہ بن جہیر بطور وفد اسکے دربار میں حاضر ہوئے اُس نے قدر افزائی کی اور قلمدان وزارت کا اُن کو مالک بنا دیا۔ دور دراز ممالک سے شعراء حاضر ہوئے اس نے اُن کو بھی معقول جایزہ دیے۔ علماء بھی آئے تو انکو بھی اُس نے مال و زر سے مالامال کردیا۔ اُن لوگوں نے نہایت خوشی سے اسکی خدمت میں قیام اختیار کیا۔

اور جب یہ مرگیا [1] ...... اس واقعہ میں کامیابی کا سہرہ نصیر کے سر رہا۔ اس نے میافارقین میں قیام اختیار کیا اور اسکا بھائی سعید آمد چلا گیا اور آسپر قابض ہوگیا ان دونوں میں اسی پر باہم ایک طرح کی مصالحت ہوگئی اور دونوں نے اسی پر قناعت اختیار کی۔

وفات نصر ولایت منصور

ماہ ذی الحجہ ۴۷۲ھ میں نظام الدین نصر بن نصیر الدولہ نے وفات پائی اُسکا بیٹا منصور بجائے اُسکے حکمراں ہوا۔ اُسکی دولت وحکومت کا منصرم ومنتظم ابن انباری ہوا عنان حکومت برابر اسی کے قبضہ میں رہی تا آنکہ ابن جہیر ان بلاد میں وارد ہوا اور اُس نے اس سے قبضہ لے لیا۔

روانگی ابن جہیر بجانب دیار بکر

فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا پہلے یہ قرواش کے خدام سے تھا پھر ابن کا بھائی برکت کیخدمت میں رہا بعد چندے اس سے علیحدہ ہوکر والی روم کے پاس چلا گیا پھر وہاں سے واپس ہوکر قریش بن بدران کیخدمت اختیار کی کسی وجہ سے قریش نے اُسکے گرفتار کرلینے کا

نوٹ [1] - بیاض فی الاصل ۱۲

قصد کیا فخر الدولہ یہ خبر پاکر بھاگ گیا۔ اور بنو عقیل میں سے کسی شخص کے پاس جاکر پناہ گزیں ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابو ثمال بن صالح نے اپنا وزیر بنا لیا پھر یہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہو کر ابی عطیہ کے پاس گیا اور وہاں سے نصیر الدولہ بن مروان کی خدمت میں جاکر حاضر ہوا۔ نصیر الدولہ نے اسکو اپنی وزارت کا قلمدان عنایت کیا۔ اُس نے اس خدمت کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور جب یہ ۴۵۳ھ میں مرگیا تو اُسکے بیٹے نصر کا جو اُسکے بعد حکمراں ہوا تھا مدار المہام ہوا پھر ایک برس بعد ۴۵۴ھ میں بھاگ کر بغداد پہونچا۔ عہدۂ وزارت کی درخواست دی۔ چنانچہ محمد بن منصور کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پھر یہ اور اسکا بیٹا عبد الملک کئی بار معزول اور مامور ہوا۔ نظام الملک اور سلطان طغرلبک کی بھی اُسنے خدمت کی تھی جب اوسکا بیٹا دوبارہ معزول کیا گیا تھا تو سلطان طغرلبک ہی نے خلافت مآب سے سفارش کی تھی اور نظام الملک نے اسکی سفارش کی تائید کی تھی۔ اسی سفارش کی بنا پر خلافت مآب نے اسکو مع اسکے بیٹے کے سلطان طغرلبک کے پاس بھیجدیا تھا۔ اصفہان میں سلطان موصوف کی خدمت میں باریاب ہوا سلطان نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور بسرکردگی افواج عظیم دیار بکر کے فتح کرنے کو روانہ کیا پس اُس نے بنو مروان کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان نے اس خدمت کے صلے میں اسکو اجازت دی کہ خطبہ میں سلطان کے بعد اسکا نام داخل کیا جائے اور اُسکے نام کا سکہ مسکوک ہو۔ یہ واقعات ۴۷۶ھ کے ہیں۔

ابن جہیر کا آمد پر قبضہ

ہم اوپر فخر الدولہ بن جہیر کی روانگی دیار بکر کا حال تحریر کر آئے ہیں اسکی روانگی کے بعد سلطان نے ۴۷۷ھ میں ایک فوج بسرافسری ارتق بن اکسک اسکی کمک پر روانہ کی۔ نصر بن مروان والی آمد نے یہ خبر پاکر

شرف الدولہ مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی اس شرط سے کہ وہ آمد کو اسکے حوالہ کردے گا۔ شرف الدولہ نے اس بنا پر نصر بن مروان کی امداد پر کمر باندھی۔ فخر الدولہ بن جہیر نے عرب لحاظ وعصبیت کیوجہ سے جنگ کرنے سے پہلو تہی کی۔ ارتق نے اس رائے کی مخالفت کی اور ترکوں کو آراستہ ومرتب کرکے نصر بن مروان پر حملہ آور ہوا اور اسکی فوج کو ہزیمت دی۔ شرف الدولہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزیں ہوا۔ فتحمند گروہ نے اسکا محاصرہ کرلیا شرف الدولہ نے ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے تم محاصرہ سے نکل جانے دو میں تمکو اسقدر مال دونگا ارتق اسپر راضی ہوگیا چنانچہ شرف الدولہ اپنی جان کا صدقہ مال دیکر آمد سے نکل کر رقہ چلا گیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے میافارقین کا راستہ لیا اسکے ہمراہ امراء میں سے امیر بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اسکا بیٹا سیف الدولہ صدقہ بھی تھا۔ میافارقین پہونچکر اُن لوگوں نے فخر الدولہ کی رفاقت ترک کردی۔ اُن لوگوں کی ترک رفاقت سے کل عرب بھی علیحدہ ہوگئے جو اُسکے رکاب میں تھے۔ فخر الدولہ کے دم خم میں ذرا بھی بل نہ آیا نہایت مستعدی سے حصار کئے رہا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ شہر پناہ کی فصیل سے ایک سپاہی کسی ضرورت سے نیچے اُترا شاہی لشکر میں سے جو کہ محاصرہ کئے ہوئے تھا ایک شخص کمند ڈالکر چڑھ گیا اور بجائے اسکے کھڑا ہوکر سلطانی شعار سے چلایا پہرہ والے یہ سنکر ڈر گئے اور ایک زبان ہوکر اسکی اتباع کی۔ حاکم شہر نے یہ خیال کرکے کہ شہر پناہ پر محاصرین کا قبضہ ہوگیا ہے شہر کو زعیم الرؤسا ابن جہیر کے حوالہ کردیا پس وہ سوار ہوکر شہر میں فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہوا اور شہر پر قبضہ کرلیا یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے اہل شہر نے فتحمند گروہ کیساتھ ان عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے جو کہ بنو مروان کے یہاں محکمۂ مال میں ملازم تھے اور اُن سے اُنکے گذشتہ ظلم وستم کا بدلہ لیکر اپنے جلے ہوے دل کے آبلے توڑے۔ واللہ اعلم۔

انقراض دولت بنی مروان

فخر الدولہ بن جہیر اپنے بیٹے کو آمد کیطرف روانہ کرکے میا فارقین چلا گیا تھا اور اُسکے محاصرہ میں ۴۷۸ھ سے مشغول و مصروف تھا اسی اثناء میں سعد الدولہ گوہر آئین اسکی کمک پر آگیا۔ حصار میں شدت شروع کی۔ کثرت سنگباری اور آئے دن حملہ سے ایک روز شہر پناہ کی دیوار میں روزن ہوگیا۔ محاصرین میں سے چند آدمی اس راستہ سے گھس پڑے اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر شاہی شعار سے چلا اُٹھے۔ فخر الدولہ معہ اپنے رکاب کے فوج کے شمشیر بکف شہر میں گھس پڑا اور قبضہ کرلیا۔ بنو مروان کے کل مال و اسباب اور خزاین پر قبضہ کرکے اپنے بیٹے زعیم الروساء کے ساتھ سلطان ملکشاہ کیخدمت میں بھیجدیا ماہ شوال ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچا جہانکہ سلطان مقیم تھا۔

بعد اسکے معز الدولہ اور گوہر آئین دار الخلافت بغداد کیطرف گئے اور دار الخلافت بغداد پہونچکر ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کو روانہ کی یہ جزیرہ بھی بنو مروان کے مقبوضات سے تھا شاہی فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کرلیا۔ شہر کے سرداروں میں بنو دہبان نامی ایک خاندان نے والی شہر کی مخالفت پر کمر باندھ لی یورش کرکے شہر کے ایک چھوٹے دروازہ کو کھولدیا جس راستہ سے سوائے پیادوں کے اور کوئی نہیں جاسکتا تھا اور شاہی لشکر کو اسی راستہ سے شہر میں داخل کرلیا چنانچہ محاصرہ گروہ نے شہر میں داخل ہوکر شاہی جھنڈا شہر کے شاندار برجوں پر نصب کردیا اسی وقت سے بنو مروان کی حکومت و سلطنت کا شیرازہ درہم و برہم ہوگیا۔ منصور بن نظام الدولہ بن نصر بن نصیر الدولہ جزیرہ میں جا چھپا اور غز (ترکون) کی حمایت میں قیام اختیار کیا۔ بعد چندے چکرمش نے اُس کو گرفتار کرکے ایک یہودی کے مکان میں قید کردیا۔ ۴۸۹ھ میں اسی مکان میں مرگیا والبقاء للہ وحدہ۔

اخبار حکومت بنو صفار ملوک سجستان
جنھوں نے خراسان پر قبضہ کر لیا تھا

جن دنوں دار الخلافت بغداد میں بوجہ قتل متوکل اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی تھی اُسی زمانہ میں ایک گروہ اطراف سجستان میں خوارج شرات سے جنگ کرنے کو پیدا ہو گیا تھا اور وہ اپنے کو متطوعہ (والنٹیر) کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ گروہ صالح بن نصر کنانی نامی ایک شخص کے پاس مجتمع ہوا تھا۔ اسکو صالح متطوعی کہتے تھے درہم بن حسن اور یعقوب بن لیث صفار وغیرہما نامی نامی اشخاص نے آسکے صحبت و رفاقت اختیار کی ان لوگوں نے سجستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور اسکے مالک بن بیٹھے تھے۔ بعد چندے طاہر بن عبداللہ والی خراسان نے یہ خبر پاکر ان پر چڑھائی کی اور ان کو پر زور حملوں سے مغلوب کر کے سجستان سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی صالح متطوعی مر گیا بجائے اسکے متطوعہ میں سے درہم بن حسن حکمراں ہوا۔ اسکے تبعین کی بہت بڑی کثرت ہوئی۔ یعقوب بن لیث صفار اسکا سپہ سالار تھا۔ درہم بن حسن باوجود کثرت اتباع کے کمزور طبیعت کا آدمی تھا۔ والی خراسان نے اسکو بحکمت عملی گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا پس یہ وہاں کے جیل میں ڈالدیا گیا۔ متطوعہ نے متفق ہو کر یعقوب بن لیث صفار کو اپنا سردار بنا دیا۔

یعقوب بن لیث صفار ہمیشہ خلیفہ معتز کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت جنگ خوارج کی سرداری کی درخواست کیا کرتا تھا چنانچہ خلیفہ معتز نے ایک مدت کے بعد اس مہم کی افسری عنایت کی اُس نے نہایت خوبی سے جنگ شراۃ میں اس خدمت کو انجام دیا۔ اور نہایت مستعدی سے امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا رہا پھر ۲۵۳ھ میں سجستان سے خراسان کیطرف گیا ان دنوں انبار میں ابن اوس حکومت کر رہا تھا اُس نے یعقوب سے مقابلہ کرنے کو فوجیں مرتب کیں اور بقصد جنگ خود

میدان جنگ میں آیا دونوں فریق میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ اتفاق سے ابن اوس کو ہزیمت ہوئی یعقوب نے ہرات اور بوشنج پر قبضہ کرلیا اس واقعہ سے یعقوب کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ اطراف وجوانب کے امراء اور نیز والی خراسان کو اسکی بڑھتی ہوئی قوت سے خوف اور خطرہ پیدا ہوگیا۔

یعقوب صفار کا کرمان و فارس پر قبضہ

فارس کی گورنری پر علی بن حسن بن شبل مامور تھا اُس نے خلیفہ معتز کیخدمت میں کرمان کی حکومت کی درخواست بھیجی اور یہ لکھا کہ ابن طاہر کے قوائے حکمرانی مضمحل ہوگئے ہیں ملک کی حفاظت نہیں کرسکتا ہے یعقوب نے سجستان کو دبالیا ہے خلیفہ معتز نے اسکی درخواست پر کرمان کی سند حکومت لکھکر علی بن حسن کے پاس بھیجدی اور یعقوب صفار کو بھی ایک سند حکومت کرمان کی روانہ کردی بقصود اس سے یہ تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے لڑجائیں کیونکہ دونوں اظہار اطاعت کرتے تھے جسکی کچھ بھی اصلیت نہ تھی اور بعد جنگ دو میں سے جو غالب آئیگا وہ خوامخواہ علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکائیگا چنانچہ علی بن حسن نے فارس سے طوق بن مغلس کو جو اسکے مصاحبوں سے تھا کرمان کی حکومت پر روانہ کیا اتفاق یہ کہ طوق نے پہلے پہونچکر کرمان پر قبضہ کرلیا اسکے بعد ہی یعقوب کرمان کے قریب پہونچا دو ماہ تک اس انتظار میں کہ طوق اب نکلے گا تب نکلیگا کرمان کے باہر ٹھہرا رہا۔ جب طوق شہر سے باہر نہ آیا تو یعقوب مجبوراً سجستان کیطرف واپس ہوا اور طوق ارادہ جنگ موقوف کرکے لہو لعب میں مصروف ہوگیا۔ اثناء راہ میں یعقوب کو اسکی خبر لگ گئی فوراً لوٹ پڑا نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے کرمان میں داخل ہوگیا اور طوق کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ اس واقعہ کی خبر علی بن حسن کو شیراز میں پہونچی۔ سنتے ہی جامہ سے باہر ہوگیا فوجیں فراہم کرکے شیراز کے ایک تنگ اور دشوار گذار راستہ پر جاکر پڑاؤ کردیا۔ یعقوب بھی مہم کرمان

سے فارغ ہو کر سفر و قیام کرتا ہوا شیراز کے قریب بمقابلہ علی پہونچگیا۔ جس راستہ کے دہانہ کی علی نے روک تھام کی تھی وہ نہایت تنگ تھا راستہ کے دونوں جانب سر بفلک اونچے اونچے پہاڑ کھڑے تھے وسط راہ میں ایک عمیق نہر جاری تھی یعقوب نے بغور اس موقع کو دیکھا اور اگلے دن سوار ہو کر اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے تم لوگ بھی اپنے اپنے گھوڑوں کو نہر میں ڈالدو علی بن حسن اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا اور اسکو بازیچہ اطفال خیال کر کے مطمئن بیٹھا رہا مگر تھوڑی دیر میں یعقوب نہر کو عبور کر کے اُسکے سر پر پہونچگیا تو اُسکی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ علی بن حسن گرفتار کر لیا گیا۔ یعقوب سواد شیراز پر قبضہ کر کے شہر میں داخل ہوا اور اسپر قابض ہو کر لوگوں سے خراج وصول کیا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔

بعضوں نے بیان کیا ہے کہ بعد عبور نہر کے یعقوب اور علی بن حسن سے سخت اور متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں بالآخر علی شکست کھا کر بھاگا۔ اسکی فوج کی تعداد علاوہ غلاموں اور کردوں کے پندرہ ہزار بیان کیجاتی ہے۔ شام ہوتے ہوتے اسکی فوج میں بھگدر مچ گئی تھی شیراز کے دروازوں میں بھگوڑوں کا اژدہام تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ اُنکے مقتولوں کی تعداد پانچہزار تک پہنچگئی تھی جب فتحمند گروہ نے انکو شیراز میں بھی دم نہ لینے دیا تو یہ لوگ فارس کے اطراف وجوانب میں منتشر ہو گئے اور لوگوں کے مال واسباب کو لوٹنے لگے۔

یعقوب نے شیراز میں داخل ہو کر فارس کے کل شہروں پر قبضہ کر لیا اور علی سے بیشمار گھوڑے، آلات حرب اور مال واسباب وصول کیا خلافت مآب کی خدمت میں اظہار اطاعت کے غرض سے نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ قیمتی قیمتی تحایف بھیجے ازانجملہ دس باز سفید اور ایک باز ابلق چینی اور ایک سو نافہ مشک تھا علاوہ اسکے بہت سے قیمتی قیمتی کپڑے اور سامان آرایش تھا۔ فتحیابی کے

بعد واپس ہو کر سجستان آیا۔ علی پابزنجیر اسکے ساتھ تھا اور جب اُس نے فارس کو چھوڑا تو معتز نے اپنی جانب سے عمال روانہ کئے۔

یعقوب کی بلخ وہرات پر حکومت

فارس سے یعقوب صفار کی واپسی کے بعد معتز اور اس کے بعد کے خلفاء نے حرث بن سیما کو فارس کی گورنری پر مامور کیا سپہ سالاران عرب سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نے علم مخالفت بلند کر دیا کردوں میں سے جو اس اطراف میں تھے احمد بن لیث نے بھی بغاوت پر کمر باندھ لی۔ دونوں حرث سے بھڑ گئے اور اسکو قتل کر ڈالا بعد ازاں محمد بن واصل نے احمد بن لیث کو زیر کر کے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ معتمد کی اطاعت اور اُسکے زیر حمایت ہونے کا اظہار کر دیا۔ معتمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنی جانب سے حسین بن فیاض کو متعین کر کے روانہ کیا یعقوب بن لیث نے ۲۵۸ھ میں اسکی روک تھام پر کمر باندھی معتمد کو یعقوب کا یہ فعل ناگوار گذرا ناراضی کا فرمان لکھ بھیجا۔ موفق نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ میں تمکو بلخ اور طخارستان کی سند حکومت عطا کرتا ہوں اسپر جا کر قبضہ کر لو چنانچہ یعقوب نے بلخ اور طخارستان میں پہونچکر قبضہ کر لیا۔ اور اُن عمارات کو جنکو داؤد بن عباس نے بلخ کے شہر کے باہر باسادیاخ نامی تعمیر کرایا تھا مسمار و منہدم کرا دیا بعد ازاں کابل کیجانب گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ رتبیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اور اُن بتوں کو جو کابل اور اس اطراف کے شہروں سے ہاتھ آئے تھے دارالخلافت بغداد میں ہدایا جلیلہ اور قیمتی تحائف کیساتھ روانہ کیا۔ بعدہ مہم کابل سے فارغ ہو کر بست کیجانب بقصد معاودت سجستان لوٹ کھڑا ہوا بست میں پہونچکر بعض سپہ سالاروں نے جنکے مزاج میں عجلت زیادہ تھی اپنے مال و اسباب کو یعقوب کے اسباب روانہ ہونے سے پیشتر روانہ کر دیا یعقوب اس سے بگڑ گیا اور یہ کہکر کہ تم لوگ مجھ سے پہلے سجستان کیطرف کوچ کیا چاہتے ہو؟ ایکسال تک بست میں

ٹھہرا رہا۔ بعد ایک سال کے بست سے خراسان کیجانب آیا، ہرات پر قبضہ کیا، پھر بوشنج کیطرف قدم بڑھایا اور اسکو بھی اسکے گورنر حسین بن علی بن طاہر کبیر سے چھین لیا، حسین بن علی کو جیل میں ڈالدیا حسین بن علی اپنے خاندان کا سر برآوردہ شخص تھا محمد بن طاہر والی خراسان نے یعقوب سے حسین بن علی کی رہائی کی سفارش کی یعقوب نے اس سے انکار کردیا اسوجہ سے اسکے دل میں اسکی جانب سے کشیدگی اور منافرت باقی رہگئی تھی اور حسین اسکے قبضہ میں یہیں رہگیا یعقوب نے اپنی جانب سے ہرات، بوشنج اور بادغیش پر عمال مقرر کرکے سجستان کیطرف مراجعت کردی۔

یعقوب کا خراسان پر قبضہ بنوطاہر کی دولت کا خاتمہ

عبداللہ سنجری اور یعقوب صفار سے سجستان کی بابت آئے دن جھگڑا ہوا کرتا تھا۔ پس جب یعقوب کو سجستان پر قبضہ حاصل ہوگیا اور اسکی فوجی حالت بھی قابل اطمینان ہوگئی تو عبداللہ سنجری محمد بن طاہر کے پاس خراسان چلا گیا۔ یعقوب نے اپنے بھاگے ہوئے حریف کو محمد بن طاہر سے طلب کیا محمد بن طاہر نے دینے سے انکار کیا اس بنا پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کی اور دارالحکومت نیشاپور میں محمد بن طاہر پر محاصرہ ڈالا۔ مصالحت کرانے کی غرض سے فقہاء اور علماء نے آمدورفت شروع کی تاآنکہ دونوں حریف میں مصالحت ہوگئی بعدازاں یعقوب نے محمد کو ملاقات کرنے کو بلا بھیجا محمد نے حیلہ وحوالہ کرکے ٹال دیا یعقوب کو اس سے خطرۂ مخالفت پیدا ہوا۔ اپنے کیمپ سے نکلکر قریب نیشاپور جا اترا محمد بن طاہر کے خاندان والے اور بنواعمام منافرت دور کرنے کے خیال سے یعقوب کے پاس آئے مگر یعقوب نے ذرا بھی انکا لحاظ نہ کیا بزور تیغ نیشاپور میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا اور اپنی جانب سے ایک گورنر مقرر کردیا یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

یعقوب نے قبضہ نیشاپور کے بعد خلیفہ معتمد کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا کہ چونکہ محمد بن طاہر کے مزاج میں تفریط افراط بشدت آگئی تھی اور کاروبار حکومت کو

عمدہ طور سے انجام نہ دیسکتا تھا اسوجہ سے اہل خراسان نے مجھ سے قبضہ خراسان کی درخواست کی اور نیز علویوں نے طبرستان پر قبضہ کرلیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے لکھا کہ مجھے تمہاری اس حرکت سے بیحد ناراضی پیدا ہوئی ہے مضیٰ ما مضیٰ اب جسقدر بلاد تمہارے قبضہ میں ہیں اسی پر اکتفا کرو ورنہ ما بدولت واقبال کو اپنا مخالف سمجھ رکھو اور آئندہ تمہارے ساتھ مخالفت کا برتاؤ کیا جائے گا۔

بعضوں نے نیشاپور پر یعقوب کے قبضہ کرنے کی کیفیت یوں بیان کی ہے کہ جب محمد بن طاہر کے سر پر ادبارا ور کمزوری کی گھٹا چھا گئی تو اسکے بعض اعزہ واقارب نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ اب موقع اچھا ہے محمد بن طاہر کی قوت حکمرانی مسلوب ہوگئی ہے آیئے نیشاپور پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ یعقوب نے محمد بن طاہر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ”میں اسطرف بقصد جنگ حسن بن زید طبرستان آتا ہوں اور یہ کہ خلافت مآب نے مجھے اسکی ہدایت کی ہے اور میں خراسان کے کسی قریہ اور شہر سے کسی قسم کا تعرض نکرونگا“ اور درپردہ اپنے سپہ سالاروں کو اسکی نگرانی پر مامور کردیا۔ دوستانہ طور پر اسکو سستی اور کاہلی اور کمزوری پر نفرین بھی کی۔ پھر موقع پاکر اس کے خاندان والوں کو جو تقریباً ایکسو ساٹھ نفر تھے گرفتار کرکے سجستان روانہ کردیا۔ یہ واقعہ محمد بن طاہر کی گورنری سے گیارہویں سال کا ہے۔ الغرض یعقوب نے اس طور پر خراسان لے لیا اور قابض ہوگیا اسکا حریف عبداللہ سنجری جو اس سے لڑا جھگڑا کرتا تھا۔ حسین بن زید والی طبرستان کے پاس چلا گیا حسین بن زید نے طبرستان پر ۲۵۱ھ سے قبضہ کیا تھا۔ حسن نے عبداللہ کو اپنے دامن میں لے لیا۔ یعقوب نے خبر پاکر ۲۶۰ھ میں طبرستان کیطرف قدم بڑھایا اور اُس سے معرکہ آرا ہوا۔ حسن کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر دیلم پہنچا اور جبال طبرستان میں پناہ گزیں ہوا۔ یعقوب اس کامیابی کے بعد ساریہ اور آمد پر قبضہ کرکے سنجری کے تعاقب میں رے کیجانب لوٹا اور عامل رے کو

دھمکی کا خط لکھا عامل رے نے ڈر کر عبداللہ سنجری کو یعقوب کے پاس بھیجدیا یعقوب نے اسکو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

فارس پر یعقوب کا قبضہ تم اوپر ۲۵۶ھ میں محمد بن واصل کے فارس پر قابض ہو جانے اور ۲۵۸ھ میں یعقوب کی اس پر چڑھائی کرنے اور پھر وہاں سے واپسی اور بعوض اسکے بلخ و طخارستان کی حکومت دیئے جانے کے واقعات پڑھ آئے ہو۔ بعد اسکے خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کے دائرہ حکومت میں علاوہ اہواز بصرہ، بحرین، یمامہ اور ان صوبجات کے جو اسکے قبضہ میں تھے فارس کو بھی داخل کر دیا پس موسیٰ نے اپنی جانب سے فارس کی حکومت پر عبدالرحمن بن مفلح کو مامور کیا اور اہواز کیطرف جانے کا حکم دیا بطاشتمر کو اسکی کمک و اعانت پر مامور کیا چنانچہ عبدالرحمن سے اور محمد بن واصل سے مقام رامہرمز میں معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ محمد بن واصل نے عبدالرحمن کو شکست دیکر گرفتار کر لیا اور جب خلافت مآب نے اسکی رہائی شفارش کی تو محمد بن واصل نے اسکو قتل کر ڈالا اور یہ لکھ بھیجا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔ بعد اس واقعہ کے محمد بن واصل بقصد جنگ موسیٰ بن بغا واسط کیطرف بڑھا اور اہواز کی حکومت پر بجائے اپنے ابوالساج کو مامور کیا اور زنج سے جنگ کرنے کی ہدایت و تاکید کی پس اس نے اپنے داماد عبدالرحمن کو اس مہم پر روانہ کیا چنانچہ علی بن ابان سپہ سالار زنج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ کھیت علی بن ابان کے ہاتھ رہا۔ عبدالرحمن مارا گیا زنج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور جی کھولکر اسکو تاخت و تاراج کیا اور ابراہیم بن سیما کو اسکا والی بنایا۔ محمد بن واصل نے یہ خبر پاکر ابراہیم بن سیما سے جنگ کرنے کو اہواز کیطرف قدم بڑھایا موسیٰ بن بغا نے اس امر کا احساس کر کے صوبجات کے سرحدی بلاد میں شرکشی اور بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا ہے گورنری سے استعفا دیدیا

جنکو خلیفہ معتمد نے منظور فرمالیا۔

رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبریں یعقوب صفار تک پہنچیں فارس پر قبضہ کرنے کی طمع پیدا ہوئی فوراً سامان جنگ وسفر درست کر کے سجستان سے فارس کیجانب روانہ ہوا محمد بن واصل یہ خبر پاکر اہواز کے قصد سے اعراض کر کے یعقوب کیطرف لوٹ پڑا اور ابراہیم بن سیما کی جنگ کو بالفعل ملتوی کر کے نہایت تیزی سے مسافت کر کے یعقوب بن صفار پر دفعتہً حملہ کرنے کی غرض سے یعقوب کے لشکر گاہ کے قریب پہنچگیا یعقوب صفار کو اسکا احساس ہوگیا اور نیز یہ معلوم ہوگیا کہ ابن واصل کے لشکر کو روزانہ سفر کیوجہ سے بیحد تکان پہنچگیا ہے صعوبت سفر اور شدت تشنگی سے جاں بلب ہو رہا ہے یعقوب صفار نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیدیا اور شمشیر بکف ہو کر ابن واصل کے لشکر پر جا پڑا۔ ابن واصل کا لشکر بغیر جنگ وجدال بھاگ کھڑا ہوا یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جسقدر مال واسباب واصل کے لشکر نے عبدالرحمن بن مفلح کے لشکر سے حاصل کیا تھا اسکو مع اور زاید مال واسباب کے یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر سے حاصل کیا بلاد فارس پر یعقوب کا قبضہ ہوگیا اپنے جانب سے عمال مقرر کئے ذمیوں کو تو بوجہ اسکے کہ انھوں نے ابن واصل کی مدد دی تھی سزائیں دیں باقی رہ گیا اہواز اسپر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی۔

جنگ صفار و موفق جسوقت یعقوب صفار نے خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے اور فارس کو ابن واصل کے ہاتھ سے نکال لیا حالانکہ معتمد نے یعقوب کو اس فعل سے روکا اور منع کیا تھا مگر یعقوب نے خیال نہ کیا خلیفہ معتمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی صاف طور سے سر دربار کہدیا کہ میں نے نہ تو اسکو سند حکومت عطا کی ہے اور نہ اس نے جو کچھ کیا ہے میری اجازت اور حکم سے کیا ہے خراسان

طبرستان اور رے کے حاجیوں کو طلب فرما کر اس مضمون سے ان کو مخاطب کیا اور یعقوب کے اس فعل سے اپنی ناراضی ظاہر کی۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ یعقوب صفار کو قبضہ اہواز کی طمع دامنگیر ہوئی تھی چنانچہ اس غرض کی حاصل کرنے کے خیال سے یعقوب نے ۲۶۲ھ میں فارس سے اہواز کیطرف قدم بڑھایا [۱]...... اسکے ہمراہیوں کو جو معرکہ خراسان میں گرفتار ہو گئے تھے آزاد کر دیا یعقوب نے اپنے حاجب (لارڈ چمبرلین) درہم کو طبرستان، خراسان، جرجان، رے اور فارس کی سند گورنری اور دارالحکومت بغداد کی افسری پولیس کے عہدہ حاصل کرنے کو بغداد بھیجا چنانچہ خلیفہ معتمد نے بظاہر ان کل صوبجات کی گورنری مرحمت فرمائی سجستان اور کرمان کی حکومت کو بھی اسکی گورنری میں شامل کر دیا اور حاجب مذکور کے ساتھ عمرو بن سیما کو یعقوب کے پاس روانہ کیا اور بہ تاکید تحریر کیا کہ جسطرح سے ممکن ہو دارالخلافت میں آکر بادولت و اقبال کے دست بوسی کا شرف حاصل کرو۔ تھوڑے دنوں بعد حاجب مذکور معہ عمرو بن سیما کے یعقوب کے پاس بھیجا اور خلافت کا پیام سنایا یعقوب نے اسیوقت عسکر مکرم سے کوچ کر دیا ابوالساج یہ خبر پا کر اہواز سے ملنے کو آیا۔ یعقوب نے نہایت احترام سے اس سے ملاقات کی۔ انعامات دیئے صلہ دیا اور بغداد کیجانب روانہ ہوا۔ اُدھر سے خلیفہ معتمد دارالخلافت بغداد سے کوچ کر کے مقام زعفرانیہ میں پڑاو کیا۔ مسرور بلخی بھی جنگ زنج سے واپس ہو کر اسی مقام پر خلافت مآب کی خدمت میں آکر حاضر ہوا۔ یعقوب صفار کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہونچا اور اس پر قابض ہو گیا۔ دیر عاقول کیجانب کوچ کیا خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی آگ بگولا ہو گیا اپنے بھائی موفق کو طلب کر کے یعقوب سے جنگ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ موفق فوجیں آراستہ کر کے یعقوب کیطرف بڑھا۔ اسکے میمنہ پر موسیٰ بن بغا تھا اور میسرہ پر مسرور بلخی۔ پندرھویں رجب کو دونوں حریف سے معرکہ آرائی ہوئی موفق کا میسرہ شکست کھا کر بھاگا ابراہیم بن سیما وغیرہ سپہ سالاران لشکر کام آئے

[۱] بیاض بالاصل

موفق نے اپنی فوج کو دوبارہ مرتب کر کے پھر حملہ کیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی ہنوز فریقین کے جنگ کا کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ محمد بن اوس اور درّانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے خلافت مآب کیجانب سے آپہونچے۔ یعقوب صفار کے ہمراہیوں کے پاؤں پھول گئے کمال بے سروسامانی سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے فتحمند گروہ نے تعاقب کیا۔ یعقوب کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ دس ہزار کے قریب مولیشیان گھوڑے اور خچر ہاتھ آئے مال و اسباب اسقدر ملا کہ جسکا لیجانا دشوار تھا مشک کے سیکڑوں نافے ہاتھ لگے محمد بن طاہر جس زمانہ سے یعقوب نے خراسان پر قبضہ کیا تھا محبوس تھا اس نے بھی اسی دن قید سے نجات پائی۔ موفق کیخدمت میں حاضر ہوا۔ موفق نے اسکو خلعت دی اور دارالخلافت بغداد کی پولیس کی افسری عنایت کی۔

یعقوب صفار اس معرکہ سے اپنی جان بچا کر خورستان کیطرف گیا۔ جندلیسابور میں جاکر مقیم ہوا۔ سردار زنج (علوی مصری) نے واپس آنے کی تحریک کی اور ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا یعقوب نے اسکو جواب میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ تا آخر سورہ لکھ بھیجی۔

قبل اسکے جوں ہی یعقوب صفار نے فارس سے کوچ کیا تھا محمد بن واصل نے پہنچکر قبضہ کر لیا۔ خلافت مآب نے سند حکومت لکھ بھیجی۔ یعقوب صفار کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے ایک عظیم فوج بسرافسری عمر بن سری جو کہ اسکے سپہ سالاروں سے ایک نامور اور تجربہ کار شخص تھا روانہ کی چنانچہ اس نے اُسکو فارس سے نکال باہر کیا اور اہواز کی حکومت محمد بن عبیداللہ ہزار مرد کردی کو سپرد کی۔

بعد ان واقعات کے خلیفہ معتمد نے سامرا کی جانب اور موفق نے واسط کی طرف مراجعت فرمائی موفق نے یعقوب صفار کے کاعزم مصمم کر لیا تھا مگر علالت نے اُسکے اس ارادے کو پورا ہونے نہ دیا مجبوراً دارالخلافت بغداد

کیطرف واپس ہوا۔ مسرور بلخی بھی اسکے رکاب میں تھا۔ موفق نے اسکو کل وہ جاگیرات اور مکانات اور حشم و خدم جو کہ ابو الساج کے تھے مرحمت کئے محمد بن طاہر بھی اسکے ہمراہ وارد بغداد ہوا اور افسری پولیس بغداد کی خدمت کو انجام دینے لگا۔

خجستانی کی بغاوت محمد بن طاہر کے ہوا خواہوں اور سپہ سالاروں میں سے احمد بن بن عبد اللہ خجستانی نامی ایک شخص [1]........ مضافات جبال ہرات اور بادغیش کا والی تھا پس جب یعقوب صفار نیشاپور اور خراسان پر مستولی اور قابض ہوا تو احمد مذکور صفار کے بھائی علی بن لیث کے پاس چلا آیا اور اس ذریعہ سے یعقوب صفار تک اسکی رسائی ہو گئی۔

شرکب جمال ۲۵۹ھ میں مرو اور اسکے اطراف و جوانب پر متصرف ہو گیا تھا اسکے تین بیٹے تھے۔ ابراہیم، ابو حفص یعمر اور ابو طلحہ منصور۔ ابراہیم ان سبھوں میں بڑا تھا۔ چونکہ ابراہیم نے مقام جرجان زمانہ جنگ حسن بن زید میں بہت بڑے نمایاں کام کئے تھے اسوجہ سے یعقوب صفار نے ابراہیم کو اپنی خدمت میں طلب کر لیا احمد خجستانی آتش حسد سے جل بھن گیا۔ ابراہیم کو احمد نے یہ فقرہ دیا کہ یعقوب صفار کو تم سے دلی عداوت ہے، دھوکا دیکر تمکو اُس نے طلب کیا ہے کسی روز موقع پاکر تمھارا کام تمام کر دیا جائے گا۔ مناسب یہ ہے کہ آؤ ہم اور تم چھپ کر یعمر تمھارے بھائی کے پاس بھاگ چلیں یعمر اسوقت بلخ کے کسی شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ابراہیم حسب قرارداد احمد چھپکر نکل کھڑا ہوا۔ اور مقام سوعود پر پہنچکر تھوڑی دیر تک احمد کا انتظار کرتا رہا جب احمد نہ آیا تو ابراہیم نے مجبوراً سرخس کا راستہ لیا۔

پھر جب یعقوب صفار نے ۲۶۱ھ میں سجستان کیجانب واپسی کا قصد کیا تو اپنے بھائی عمرو بن لیث کو ہرات کی گورنری عطا کی اُس نے اپنی جانب سے طاہر بن حفص باذغیسی کو بطور اپنے نائب کے مامور کیا احمد خجستانی بحیلہ بازی صفار کے ساتھ نہ گیا

[1] بیاض بالاصل ۱۲

علی کے پاس چلا آیا اور اسکو یہ فقرہ دیا کہ آپ اپنے بھائی سے اجازت حاصل کر کے مجھے خراسان بھیج دیجئے میں وہاں پر آپ کے حقوق کی نگرانی اور آپکی جاگیرات کا انتظام کرتا رہونگا۔ علی نے اپنے بھائی صفار سے اجازت طلب کی۔ صفار نے اجازت دیدی۔ الغرض احمد نے خراسان میں پہنچکر قیام کیا جوں ہی صفار نے خراسان سے کوچ کیا احمد خجستانی نے فوجیں فراہم کر کے پہلے علی بن لیث پر اپنا ہاتھ صاف کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں یلغار کر کے علی کو شہر سے نکال دیا۔ اور خود قابض ہو گیا۔ اور بنو طاہر کی حکومت کا سکہ دوبارہ چلا دیا پھر ۲۶۲ھ میں نیشاپور کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ رافع بن ہرثمہ کو جو کہ بنو طاہر کے نامور سپہ سالاروں سے تھا طلب کر کے اپنے لشکر کا کمانڈر انچیف مقرر کیا اور بقصد قبضہ ہرات کیجانب قدم بڑھایا۔ پس طاہر بن حفص کے قبضہ سے اسکو نکال کر طاہر کو مار ڈالا بعد ازاں یعمر بن شرکب کے زندگانی کا بھی خاتمہ کر کے کل بلاد خراسان پر قابض و متصرف ہو گیا اور یعقوب بن لیث کی حکومت و دولت کو نیست و نابود کر دیا۔

ان واقعات کے بعد حسن بن طاہر (برادر محمد) اپنی حکومت کے سکہ جمانے کو وارد اصفہان ہوا والی اصفہان نے اس سے انکار کیا مگر ابوطلحہ میں شرکب نے نیشاپور میں اسکی حکومت کو تسلیم کر لیا خجستانی بگڑ گیا۔ خراسان میں آتش بغاوت مشتعل ہو گئی۔ حسن بن زید نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی اہل خراسان مقابلہ پر آئے اور اسکو ہزیمت دیدی۔ پھر دوبارہ نیشاپور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اور محمد بن طاہر کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ معتمد کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلافت مآب کے نام کے بعد اپنے نام کو داخل کیا جیسا کہ خجستانی کے حالات میں یہ واقعہ بالتشریح بیان کیا گیا ہے۔

صفار کا اہواز پر قبضہ	خراسان کے بعد فارس پر صفار کے قابض ہو جانیکا حال

تم اوپر پڑھ آئے ہو چنانچہ صفار بعد قبضہ فارس لشکر آراستہ کر کے اہواز کیجانب بڑھا۔ اہواز کی حکومت پر ان دنوں احمد بن سوقہ سپہ سالار مسرور بلخی متمکن تھا مگر کسی ضرورت سے تستر گیا ہوا تھا یعقوب کے آمد کی خبر سنکر تستر سے کوچ کیا اور یعقوب صفار جند لیسابور میں قیام پذیر ہوا۔ شاہی لشکر بخوف یعقوب اس اطراف وجوانب سے بھاگ نکلا۔ یعقوب نے خضر بن عین کو اہواز کے سر کرنے کو روانہ کیا اتفاق سے انھیں دنوں علی بن ابان اور زنج اہواز کا محاصرہ کئے ہوئے تھے خضر کی آمد کی خبر سنکر اہواز سے نہر سدرہ کیطرف ہٹ آئے۔ خضر نے اہواز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور زیر علم حکومت صفار ہواز پر قابض و متصرف ہو گیا اسکے لشکری اور زنج کی فوجی سپاہیوں میں باہم مناقضہ رہا کرتا تھا ایک روز زنج نے موقع پا کر خضر کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ خضر شکست کھا کر لشکر گاہ مکرم چلا آیا علی بن آبان اہواز میں آیا اور جسقدر انکا مال و اسباب اہواز میں تھا سب کا سب نکال کر نہر سدرہ کیطرف لوٹ آیا یعقوب نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اسکو جنگ زنج سے ممانعت اور اہواز میں قیام کرنے کی ہدایت کی چنانچہ خضر نے زنج سے مصالحت کر لی اور اہواز کو ہر قسم کے غلہ سے پُر کر کے قیام پذیر ہو گیا۔

صفار کی وفات اسکے بھائی عمر کی حکومت	ماہ شوال ۲۶۵ھ میں یعقوب صفار نے[1] وفات پائی اُس نے زنج کو فتح کر کے اسکے بادشاہ[2] کو مار ڈالا تھا

[1] یعقوب صفار نے نویں شوال ۲۶۵ھ میں بعارضہ قولنج مقام لشکر گاہ نیشاپور میں انتقال کیا اطباء نے احتقان کی رائے دی تھی مگر اُسنے اس عمل پر موت کو ترجیح دیا نہایت عقلمند اپنے اردوں میں مستقل اور امور سیاست سے واقف تھا تاریخ ابن اثیر جلد سات صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر۔

[2] بادشاہ زنج کا نام کبیر تھا اُسکا تخت خالص ؟ نے کا بنا ہوا تھا جسکو بارہ آدمی اُٹھاتے تھے دیکھو تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ مصر۔

اہالیان زنج نے اسکے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی زابلستان یعنے غزنہ اور اسکے کل صوبجات کو بھی اس نے مفتوح کیا۔ خلیفہ معتمد نے اُسکو ملانے کی غرض سے سجستان اور سندھ کی حکومت عطا کی۔ بعدہٗ کرمان، خراسان اور فارس پر قابض ہوگیا تھا خلیفۂ معتمد نے ان کل صوبجات کی سند حکومت بھیجدی تھی پس جب یہ مرگیا تو بجائے اسکے اسکا بھائی عمرو بن لیث کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ خلیفہ معتمد کیخدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے اطلاعی عرضداشت بھیجی۔ چنانچہ موفق نے اپنے بھائی کیطرف سے گورنری خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان اور بغداد کی افسری پولیس کا فرمان لکھکر بھیجدیا اور ایک گرانبہا خلعت بھی روانہ کی۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی افسری پولیس اور سرمن رائے کی حکومت پر عبید اللہ بن عبد اللہ طاہر کو اور اصفہان کی گورنری پر احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کو اور طریق مکہ و حرمین پر محمد بن ابی الساج کو مامور کیا۔

روانگی عمرو بن لیث برائے جنگ خجستانی

خجستانی کے نیشاپور پر ۲۶۲ھ میں زیر اقتدار علم حکومت بنو طاہر قبضہ کرلینے کا حال تحریر کیا گیا ہے پس جب یعقوب صفار رہگزائے عالم جاودانی ہوا تو عمرو بن لیث نے ۲۶۵ھ میں خراسان کیجانب روانہ ہوا۔ ہرات پر مستولی ہوگیا۔ اندنوں خجستانی نیشاپور میں تھا۔ یہ خبر پاکر مقابلہ پر آیا باہم معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر شکست کھاکر ہرات کیطرف لوٹ آیا۔ چونکہ عمرو بن لیث خلافت مآب کے علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا اسوجہ سے فقہاء نیشاپور عمرو بن لیث کی متابعت کرتے تھے۔ خجستانی نے اس امر کا احساس کرکے ان لوگوں میں جھگڑا ڈالدیا اور ایک کو دوسرے سے لڑا کر آپ ان کی فکر سے فارغ ہو بیٹھا۔ بعد ازاں ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوجکشی کی اور عمرو بن لیث پر محاصرہ ڈالا مگر کامیاب نہوا۔ محاصرہ اُٹھاکر سجستان چلا آیا۔ اسکے زمانہ غیر حاضری میں اہل نیشاپور اسکے نائب کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوئے عمرو بن لیث نے

اپنی فوجیں اہل نیشاپور کی کمک پر بھیجیں پس اہل نیشاپور کے نائب کو گرفتار کرلیا اور خود حکمرانی کرنے لگے۔ خجستانی یہ خبر پاکر سجستان سے لوٹا اور اپنے کل مخالفوں کو نیشاپور سے نکالکر قابض و متصرف ہوگیا۔

ابو منصور طلحہ بن شرکب اندنوں ابن طاہر کیجانب سے بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا عمرو بن لیث نے نامہ و پیام بھیج کے اپنے پاس بلالیا اور بہت سے مال و زر دیکر خراسان پر بطور اپنے نائب کے مقرر کرکے سجستان کیجانب واپس ہوا۔ ابو طلحہ اسوقت سے خراسان ہی میں ٹھہرا ہوا خجستانی سے لڑتا رہا تا آنکہ ۲۶۸ھ میں خجستانی کو اُسکے کسی خادم نے قتل کرڈالا جیسا کہ اسکے اخبار میں بضمن واقعات رافع تحریر کیا گیا۔ رافع بن ہرثمہ بنو طاہر کے نامور سپہ سالاروں سے خراسان کا گورنر تھا پس جب یعقوب نے خراسان پر بالاستقلال قبضہ کرلیا تو کسیوجہ سے رافع اس سے کشیدہ خاطر ہوکر چلا آیا اور اپنے مکان پر مقام تامین مضافات بادغیش میں قیام اختیار کیا۔ خجستانی کے مارے جانے کے بعد خجستانی کے لشکر نے متفق ہوکر رافع کو اپنا امیر بنایا یہ اسوقت ہرات میں مقیم تھا چنانچہ رافع نے خجستانی کی فوج کی امارت قبول کرلی اور بقصد محاصرہ ابو طلحہ بن شرکب جو کہ جرجان سے نیشاپور کے محاصرہ کو گیا ہوا تھا ہرات سے کوچ کردیا اور پہونچتے ہی نیشاپور کا ہر چہار طرف سے محاصرہ کرلیا رسد و غلہ کی آمد بند کردی۔ ابو طلحہ بحکمت عملی محاصرہ سے نکلکر مرو چلا آیا مرو اور نیز ہرات میں محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور اپنی جانب سے ہرات کی حکومت پر محمد بن مہتدی کو متعین کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پاکر فوج کشی کردی اور اسکو مغلوب کرکے اپنے جانب سے محمد بن سہل بن ہاشم کو مقرر کرکے واپس چلا آیا ابو طلحہ نے اسماعیل بن سامانی سے امداد کی درخواست کی اسماعیل نے نہایت مستعدی سے فوجیں آراستہ کیں اور اُن کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ابو طلحہ کی کمک کو مرو کیطرف روانہ ہوا اور محمد بن سہل کو نکالکر قابض و متصرف ہوگیا اور اس خوف سے کہ مبادا پھر نہ مجھے کبھی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے

عمرو بن لیث کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

اِن واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو کل صوبجات خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ موفق نے محمد بن طاہر کو سند حکومت عطا کی یہ اِن دنوں بغداد ہی میں مقیم تھا پس محمد نے اپنی جانب سے خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو متعین کیا اور نصر بن محمد بن احمد سامانی کو حکومت ماوراء النہر پر بحال رکھا۔

رافع سند حکومت حاصل کر کے ہرات کیجانب روانہ ہوا اسماعیل بن احمد سے بمقابلہ ابوطلحہ امداد کی درخواست کی چنانچہ چار ہزار فوج لئے ہوئے رافع کی کمک پر آیا رافع نے مزید احتیاط کے خیال سے علی بن حسین مرورودی کو بھی معہ اسکے فوج کے بلا لیا تھا۔ پس یہ سب کے سب ابوطلحہ کیطرف بڑھے ابوطلحہ اسوقت مرو میں مقیم تھا فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے اسکو پسپا کر دیا۔ ابوطلحہ شکست کھا کر ہرات چلا گیا۔ اسماعیل واپس ہو کر خوارزم میں آ رہا اور خراج وصول کر کے نیشاپور کیجانب مراجعت کر دی۔ یہ واقعات ۲۷۱ھ کے ہیں۔

جنگ عمرو بن لیث باعساکر معتمد و موفق

خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو حکومت خراسان سے معزول کرنے کے بعد حکم دیا کہ عمرو بن لیث کے نام پر برسر منابر لعن کیا جائے۔ خراسان کے حاجیوں کو بھی اسکی اطلاع کر دی گئی۔ محمد بن طاہر کو اسکے کُل صوبجات کی سند حکومت دیگئی۔ پس محمد نے اپنی جانب سے رافع کو متعین کیا بعد ازاں خلیفہ معتمد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصفہان و رَے کی گورنری سے عمرو بن لیث کی معزولی کی اطلاع دی اور ۲۷۱ھ میں ایک فوج جرار اسکی سرکوبی کو روانہ کی عمرو بن لیث یہ خبر پا کر پندرہ ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا شاہی فوج کے ساتھ احمد بن ابی دلف بھی تھا۔ سخت و خونریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو ہزیمت ہوئی اسکا سارا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا اور وہ اصفہان و رے سے

حدود سے نکال باہر کر دیا گیا۔

جن دنوں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کی معزولی کا حکم صادر فرمایا تھا اسی زمانہ میں اُس پر لعن کرنے کا بھی اشارہ کیا تھا اور صاعد بن مخلد کو بسر افسری افواج شاہی فارس کیطرف اسکی سرکوبی اور اخراج کی غرض سے بھیجا تھا۔ صاعد نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی مگر کامیاب نہوا ۲۷۴ھ میں بے نیل مرام واپس آیا۔ پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے بقصد جنگ عمر بن لیث فارس کیجانب کوچ کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پاکر اپنے سپہ سالار عباس بن اسحاق کو شیراز کیطرف اور اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو ارجان کیجانب روانہ کیا۔ اپنے مقدمۃ الجیش (پٹرول) پر ابوطلحہ بن شرکب سپہ سالار لشکر کو رکھا۔ مگر ابوطلحہ نے بخوف وخطرہ آئندہ موفق سے امن حاصل کرلی جس سے عمرو بن لیث کا دایاں بازو ٹوٹ گیا۔ عمرو بن لیث مجبوراً جنگ سے رک گیا۔ موفق نے شیراز کیجانب قدم بڑھایا اور ابوطلحہ کو حکمت عملی سے گرفتار کرلیا فارس کے کل صوبجات موفق کے قبضہ میں آگئے عمرو بن لیث نے کرمان کا راستہ لیا موفق نے تعاقب کیا۔ عمرو بن لیث نے سجستان میں جاکر پناہ لی یہاں پر اس کا لڑکا محمد بن عمرو رہگرائے آخرت ہوا۔ اہل کرمان وسجستان کی پشت گرمی سے عمرو بن لیث موفق کے مقابلہ پر اڑا رہا۔ موفق نے جب کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو دارالخلافت بغداد کیجانب مراجعت کی۔ عمرو بن لیث نے مشکوک ہوکر اپنے بھائی علی اور اُس کے بیٹے معدل کو دھوکا دیکر گرفتار کرکے کرمان کے جیل میں ڈالدیا۔ بعد چندے یہ لوگ موقع پاکر جیل سے نکل بھاگے اور رافع بن لیث کے پاس چلے گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ اُس نے طبرستان وجرجان کو محمد بن زید علوی کے قبضہ سے ۲۷۴ھ میں نکالا تھا۔ پس یہ لوگ اُسکے پاس ٹھہرے رہے۔ علی بن لیث کا وہیں انتقال ہوگیا باقی رہے اُسکے دونوں لڑکے وہ رافع بن لیث کے یہاں مقیم رہے۔

پھر تھوڑے دنوں کے بعد خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے راضی ہو گیا دار الخلافت بغداد کی افسری پولیس کا عہدہ مرحمت فرمایا اور پھریروں وڈھال پر اُسکے نام کے لکھے جانے کا ۲۷۱ھ میں حکم دیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کے عہدہ افسری پولیس پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو بطور نائب کے مقرر کیا۔ پھر بعد ایک سال کے خلافت مآب کو عمرو بن لیث سے ناراضی پیدا ہوئی اور اسکے نام کو پھریروں سے محو کرا دیا۔

عمرو بن لیث کی دوبارہ گورنری خراسان وقتل رافع بن لیث

چونکہ رافع بن ہرثمہ نے خلیفہ معتمد کے خلاف مرضی باوجود حکم صادر کرنے کے سلطانی جاگیرات کو خالی نہ کیا تھا اسوجہ سے خلافت مآب کو ناراضی پیدا ہوئی چنانچہ خلافت مآب نے احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کے نام فرمان جاری فرمایا کہ رافع کو لشکر رَے سے نکال دو اور عمرو بن لیث کے پاس خراسان کی سند گورنری لکھ کر بھیجدی۔ خلافت مآب کے حکم کے مطابق احمد بن عبد العزیز نے ۲۷۲ھ میں صف آرائی کی اسکے دونوں بھائی عمرو بکر پسران عبد العزیز نے صف لشکر سے نکلکر مقابلہ کیا۔ رافع نے ان کو شکست دیکر اصفہان کیجانب پسپا کر دیا اور خود تا اختتام سنہ مذکور رَے میں مقیم رہا بعد ۲۷۸ھ میں اصفہان کیجانب قدم بڑھایا اور اُسپر قابض ہو کر جرجان کیطرف معاودت کی۔ اس اثناء میں عمرو بن لیث نے معہ اپنے لشکر کے خراسان میں پہنچکر گورنری کا چارج لیا۔ مجبوری رافع بن ہرثمہ محمد بن زید سے مصالحت کرنے پر مائل ہوا محمد بن زید نے بشرط واپسی طبرستان مصالحت کر لی ۲۸۲ھ میں طبرستان کے مساجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اسی بناء پر اُس نے چار ہزار دیلمی جوانوں سے رافع کی امداد کی۔ پس رافع ۲۸۳ھ میں طبرستان سے نیشاپور کیطرف بڑھا۔ عمرو بن لیث سے

مڈبھیڑ ہوگئی رافع نے اسکو ہزیمت دیدی بھاگ کر ابیورد پہونچا رافع نے اُس سے معدل ولیث اپنے برادر زادوں کو چھین لیا۔ پھر رافع نے ہرات کیطرف بڑھنے کا قصد کیا عمر نے سرخس میں پہونچکر راستہ روک لیا رافع نے شارع عام کو چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اختیار کی راستہ بھولکر نیشاپور پہنچگیا عمرو بن لیث نے پہنچکر محاصرہ کرلیا رافع سینہ سپر ہوکر مقابلہ پر آیا لیکن بعض سپہ سالاران رافع نے عمرو بن لیث سے امن حاصل کرلی اور اسکی جماعت میں جاملے رافع اور اسکے بقیہ ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی محمد بن زید سے حسب قرارداد شرط امداد طلب کی لیکن چونکہ عمرو بن لیث نے محمد بن زید کو رافع کی امداد سے منع کردیا تھا اور دھمکی دیدی تھی اس وجہ سے محمد بن زید نے رافع کو مدد نہ دی یہ رنگ دیکھکر رافع کی ہمراہی اور غلام جنکی تعداد چار ہزار تھی رافع سے کنارہ کش ہوگئے محمد بن ہارون اس سے جدا ہوکر احمد بن اسماعیل بن سامان کے پاس بخارے چلا گیا۔ رافع بادل شکستہ ہزیمت اٹھاکر معدودے چند لشکریوں کے ساتھ خوارزم پہونچا اور جسقدر مال واسباب اور آلات حرب اپنے ہمراہ لیجا سکا لے گیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۸۳ھ کا ہے والی خوارزم ابوسعید درغانی نے رافع کو معدودے چند لشکریوں کے ساتھ دیکھکر بدعہدی کی اور دھوکا دے کر ماہ شوال ۲۸۳ھ میں اسکی زندگی کا خاتمہ کردیا۔ سر اتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیجدیا۔ عمرو بن لیث نے نامہ بشارت فتح کیساتھ بغداد روانہ کردیا۔ خلیفہ معتضد نے خوش ہوکر خراسان کے علاوہ رے کی گورنری بھی مرحمت فرمائی پھر رے اور خلعتیں ۲۸۴ھ میں روانہ کیں۔

بنوسامان کا خراسان پر قبضہ عمرو بن لیث کی ہزیمت وقید وقتل

جسوقت عمرو بن لیث نے رافع بن ہرثمہ کا سر اتار کر دربار خلافت بغداد روانہ کیا اسی زمانہ میں خلیفہ معتضد سے ماوراءالنہر کی گورنری کی درخواست بھی کی تھی چنانچہ خلافت مآب نے عمرو بن لیث کو ماوراءالنہر کی گورنری عطا کی خلعت اور نشان بھیجا۔ پس عمرو بن لیث نے ایک عظیم لشکر

آراستہ کرکے بسرافسری اپنے نامور سپہ سالار محمد بن البشیر نیشاپور سے اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا یہ لشکر آمد تک پہنچا۔ اسماعیل نے جیحون کو عبور کرکے مقابلہ کیا اور اس لشکر کو ہزیمت دیدی محمد بن البشیر معہ چند سپہ سالاروں کے کام آگیا بقیۃ السیف بھاگ کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور چلے آئے اور اسماعیل کامیابی کیساتھ بخارے لوٹ گیا۔ عمرو بن لیث نے دوبارہ فوجیں آراستہ کیں اور بقصد جنگ اسماعیل بلخ کیجانب روانہ ہوا اسماعیل نے کہلا بھیجا کہ تم نے عرصۂ دنیا کو گھیر لیا ہے اب مجھے اس سرحد پر گوشۂ تنہائی میں پڑا رہنے دو" عمرو بن لیث نے انکاری جواب دیا بمجبوری اسماعیل نے دریا کو عبور کرکے ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کرلی عمرو گھیرے میں آگیا خود کردہ پریشان ہوکر مصالحت کی درخواست کی۔ اسماعیل نے مصالحت سے قطعی انکار کیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی بالآخر عمرو بن لیث کو ہزیمت ہوئی بہزار خرابی و دقت جان بچاکر بھاگا۔ شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اور دشوار گذار راستہ اختیار کیا تن تنہا مایوسی کے عالم میں چلا جارہا تھا کبھی کسی آنے والے کی آہٹ پاکر جھاڑیوں میں چھپ جاتا تھا اور پھر جب وہ شبہ رفع ہوجاتا تو ادھر اُدھر تاکتا ہوا نہایت تیزی سے مسافت کرنے لگتا۔ اتفاق سے ایک تالاب کے کنارے درختوں کے آڑ میں چھپ رہا دلدل زیادہ تھی گھوڑا پھنس گیا۔ فریق مخالف نے جو تعاقب میں تھا پہونچکر گرفتار کرلیا اور کشاں کشاں اسماعیل کے پاس لایا اسماعیل نے اسکو خلیفہ معتضد کیخدمت میں روانہ کردیا ۲۸۵ھ میں دارالخلافت بغداد پہونچا۔ شتر نے کجاوہ پر سوار کراکے تشہیر کرائی گئی اور بعد تشہیر ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کردیا گیا۔

خلیفہ معتضد نے اس خدمت کی انجام دہی کے صلہ میں اسماعیل کو خراسان کی گورنری عنایت کی چنانچہ اسماعیل اسی عہدہ پر مدت دراز تک رہا یہانتک کہ خلیفہ معتضد نے سفر آخرت اختیار کیا۔ خلیفہ مکتفی دارالخلافت بغداد میں سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ بغداد پہونچکر

عمرو بن لیث کا حال دریافت کیا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ زندہ ہے مسرت ظاہر کی وزیر السلطنت قاسم بن عبید اللہ کو یہ امر ناگوار گزرا اسی وقت ایک شخص کو عمرو بن لیث کے قتل پر مامور کیا پس اس نے عمرو بن لیث کو ۲۸۹ھ میں قید حیات سے ہمیشہ کیلئے سبکدوش کر دیا۔

طاہر بن محمد کی سجستان وکرمان کی گورنری

عمرو بن لیث کی گرفتاری وقید کے بعد سجستان اور کرمان میں اسکا پوتا طاہر بن محمد بن عمرو حکمرانی کا دعویدار ہوا اور بجائے اپنے دادا کے حکومت کرنے لگا یہ وہی شخص ہے جسکے باپ محمد نے سجستان کے راستہ میں انتقال کیا تھا جبکہ عمرو بن لیث فارس سے موفق کے مقابلہ سے بھاگا آرہا تھا۔

اسکے بعد طاہر فارس کیطرف گیا ۲۸۸ھ میں فوجیں آراستہ کر کے روانہ ہوا بدر نے تعرض کیا مجبوراً طاہر سجستان کیجانب لوٹ آیا اور بدر نے فارس پر قبضہ کر کے اسکا خراج وصول کر لیا پھر ۲۸۹ھ میں طاہر نے دار الخلافت بغداد میں فارس کی گورنری کی درخواست بھیجی اور جسقدر کہ بدر خراج دیا کرتا تھا اس سے زیادہ دینے کا اقرار کیا۔ اسوقت خلیفہ معتضد کا انتقال ہوچکا تھا پس خلیفہ مکتفی نے طاہر کی درخواست منظور فرمالی اور سند گورنری لکھکر طاہر کے پاس بھیجدی۔ طاہر لہو ولعب اور سیر وشکار میں مشغول ہوکر سجستان چلا گیا۔ اسکی غفلت وعدم موجودگی کے وجہ سے فارس پر اسکا چچازاد بھائی لیث بن علی بن لیث اور سیکری (اسکے دادا عمرو کا غلام) قابض ہوگیا۔ ابو قابوس (طاہر کا سپہ سالار) بھی ان دونوں کے ساتھ اور ان کا شریک تھا۔ طاہر کو اسکی خبر ہوئی تو وہ پریشان خاطر ہوکر خلیفہ مکتفی کے پاس چلا گیا اور ابو قابوس کو لکھ بھیجا کہ جسقدر تم نے خراج وصول کیا ہو اسکا حساب باضابطہ دو ابو قابوس نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔

فارس پر لیث کا قبضہ وقتل واستیلاء سیکری

بعد چندے سیکری تنہا فارس پر قابض ہوگیا لیث بن علی بھاگ کر اپنے چچازاد بھائی طاہر کے پاس پہنچا۔ طاہر نے فوجیں آراستہ کر کے فارس پر چڑھائی کردی سیکری مقابلہ پر آیا کیفیت سیکری کے ہاتھ رہا طاہر شکست کھا کر

بھاگا سبکری نے اسکو گرفتار کرلیا معہ اسکے بھائی یعقوب کے ۲۹۷ھ میں خلیفہ مقتدر کے پاس بھیجدیا اور اس مالیت کے ادا کرنے کا اقرار کیا جو طاہر ادا کیا کرتا تھا پس خلیفہ مقتدر نے سبکری کو سند گورنری فارس کی معکر بھیجدی۔ اسکے بعد لیث بن محمد بن علی بن لیث نے فارس پر فوجکشی کی اور لڑ بھڑ کر فارس پر قبضہ کرلیا[1]...... لیث نے ان کے مقابلہ پر خروج کیا اس اثناء میں یہ خبر موصول ہوئی کہ حسین بن حمدان قم سے مونس کے کمک پر بیضا آرہا ہے۔ فوجیں آراستہ کر کے حسین کے روک تھام کو روانہ ہوگیا۔ اتفاق سے رہبر کی غلطی سے راستہ بھول گیا صبح ہوتے مونس کے لشکر گاہ کے قریب پہونچا مونس کے لشکر نے یہ خبر پاکر حملہ کردیا گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر لیث کا لشکر شکست کھاکر بھاگا اور لیث گرفتار کرلیا گیا۔

اس واقعہ کے بعد مونس کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ لیث کے ساتھ ہی سبکری کو بھی گرفتار کرلیجئے اور بلاد فارس پر قبضہ رکھئے خلافت مآب سے سند گورنری کی درخواست کیجئے امید ہے کہ خلافت مآب اس درخواست کو منظور فرمالینگے مونس نے بظاہر ان لوگوں سے اس رائے پر عمل کرنے کا وعدہ کرلیا وہ باطمینان تمام اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے شب کیوقت سبکری کو اس حال سے آگاہ کرکے شیراز کیطرف بھاگ جانیکی رائے دی چنانچہ سبکری رات ہی کو شیراز کیطرف روانہ ہوگیا صبح کو مونس نے اپنے ہمراہیوں کو باظہار اس امر کے تملوگوں کیطرف سے افشار راز ہوا ہے۔ بعد ملامت علی

---

[1] یہ واقعہ اسی ۲۹۷ھ کا ہے۔ لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے فارس پر فوجکشی کی تھی چنانچہ سبکری شکست کھاکر ارجان پہونچا خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پاکر مونس خادم کو سبکری کی حمایت و مدد پر فارس کیجانب روانہ کیا پس یہ دونوں ارجان میں مجتمع ہوئے لیث یہ خبر سنکر سبکری و مونس کی طرف بڑھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

[2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

اگلے دن معہ لیث کے دارالخلافت بغداد کیجانب لوٹ کھڑا ہوا۔

سبکری نے ان مہمات سے فارغ ہوکر فارس پر قبضہ کرلیا۔ اسکا کاتب (سکرٹری) عبدالرحمٰن بن جعفر امور سلطنت سیاہ وسفید کرنے کا مالک ومختار ہوگیا حاشیہ نشینوں کو ناگوار گزرا وقتاً فوقتاً سبکری سے ان کی چغلی کرنے لگے تاآنکہ سبکری نے بحیلہ نافرمانی ولغاوت عبدالرحمٰن کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اور دارالخلافت بغداد خراج بھیجنا موقوف کردیا عبدالرحمٰن نے قید خانہ سے وزیرالسلطنت ابن فرات کو اپنے حالات لکھ بھیجے ابن فرات نے مونس کو واپس جانے کو لکھا اور سبکری کے گرفتار نہ کرلینے پر عتاب ظاہر کیا مونس اسوقت واسط میں تھا۔ چنانچہ مونس اسی وقت اہواز کیجانب بقصد سبکری روانہ ہوا۔ سبکری نے اس سے مطلع ہوکر مونس کے پاس خطوط اور ہدایا وتحائف بھیجے۔ جاسوسوں نے وزیرالسلطنت ابن فرات کو اسکی خبر کردی ابن فرات نے وصیف کو معہ چند سپہ سالاروں کے جسمیں محمد بن جعفر بھی تھا مونس کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہنچتے ہی فارس کو سر کرلینا اور مونس کو لکھ دینا کہ تم معہ لیث کے دارالخلافت بغداد میں واپس آؤ اس حکم کے مطابق مونس معہ لیث کے بغداد کیجانب واپس ہوا اور محمد بن جعفر نے فارس میں پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑدیا۔ شیراز میں سبکری سے مڈھ بھیڑ ہوئی سخت خونریز جنگ کے بعد سبکری کو ہزیمت ہوئی محمد بن جعفر نے اسکا شیراز میں محاصرہ کرلیا پھر لڑائی ہوئی اور دوبارہ شکست کھاکر بھاگا شاہی لشکر نے سبکری کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ سبکری بحال پریشان خراسان کے ایک تنگ وتاریک درہ میں جا چھپا خراسانی شاہی فوج کو اسکی خبر لگ گئی گھیر کر گرفتار کرلیا اور پابزنجیر بغداد روانہ کردیا فارس کی زمام حکومت فتح خادم آفشین کو عنایت ہوئی۔

سجستان وکرمان سے بنولیث کی حکومت کا زوال

۲۹۰ھ میں فتح والی فارس نے سفر آخرت اختیار کیا بجائے اسکے خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو مامور

فرمایا۔ علاوہ حکومت فارس کے مقبوضات بنولیث میں سے کرمان کی حکومت بھی عنایت کی۔

اسی سنہ میں احمد بن اسمعیل سامانی نے رَے پر فوجکشی کی اپنی فوج کے ایک حصہ کو چند نامی نامی سپہ سالاروں کی ماتحتی میں سجستان کیجانب ۲۹۸ھ میں روانہ کیا اور اس فوج کی کمان افسری حسن بن علی مرورودی کو دی۔

سجستان ۲۹۸ھ سے جبکہ طاہر گرفتار کر لیا گیا تھا لیث بن لیث بن علی کے زیر حکومت رہا پھر جب لیث بھی گرفتار ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اسکا بھائی معدل بن علی بن لیث حکومت کرنے لگا جب اسکو یہ خبر لگی کہ ایک جرار فوج منجانب احمد بن اسماعیل سامانی اس طرف آرہی ہے تو اُس نے اپنے بھائی ابو علی محمد بن علی بن لیث کو بست اور رخج کیجانب رسد و غلہ فراہم کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے اسکی اطلاع احمد بن اسمعیل سامانی کو ہو گئی اُس نے پہونچکر ابو علی محمد کو گرفتار کر لیا۔ اس اثناء میں احمد بن اسمعیل سامانی کا لشکر سجستان پہونچ گیا اور اُس نے معدل پر محاصرہ ڈال دیا۔ جب معدل کو یہ خبر لگی کہ میرا بھائی جو رسد و غلہ کے فراہمی کو گیا تھا گرفتار کر لیا گیا ہے تو اُس نے حسین بن علی مرورودی سے امن کی درخواست کی اور مصالحت کر لی۔

فتحیابی کے بعد سجستان کی حکومت پر امیر احمد بن اسمعیل سامانی نے اپنے چچازاد بھائی ابو صالح منصور بن اسحاق بن احمد بن سامان کو متعین کیا حسین مع معدل کے بخارا کیجانب مراجعت کی۔

سجستان پر سامانیوں کے مستولی ہونے کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری فارس سے شکست کھا کر خراسان کے ایک تنگ و دشوار گزار راستہ سے سجستان آرہا ہے

لہ صحیح یہ ہے کہ فارس ۲۹۸ھ میں مفتوح ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر

والی سجستان نے اسی وقت ایک دستہ فوج سیکری کے گرفتار کرنے کو روانہ کیا پس اُس فوج نے سیکری کو گرفتار کرلیا امیر احمد سامانی نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ سیکری کی گرفتاری کی خبر بھی بھیجی۔ خلافت مآب نے یہ حکم صادر فرمایا کہ سیکری اور لیث کو بغداد بھیجدو چنانچہ یہ دونوں بغداد بھیجدئے گئے اور وہاں پہونچکر جیل میں ڈالدئے گئے۔

اہل سجستان کی بغاوت و اطاعت

محمد بن ہرمز معروف بہ مولی صندلی نامی ایک شخص خارجی المذہب سجستان کا رہنے والا مقام بخارا میں رہا کرتا تھا ایک روز کسی سردار سے باتوں باتوں اسکو برہمی پیدا ہوگئی بخارے سے سجستان چلا آیا خوارج کے ایک گروہ کو جنکا سردار محمد بن عباس معروف بہ ابن الحفار تھا ملالیا پس ان سبھوں نے متفق ہوکر بحالت غفلت ایک روز منصور بن اسحاق گورنر سجستان پر جوکہ بنو سامان کیطرف سے مامور ہوا تھا حملہ کردیا اور اسکو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ عمرو بن یعقوب بن محمد بن لیث کو سجستان کی عنایت حکومت سپرد کی اور ممبروں پر اُسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ امیر احمد بن اسماعیل سامانی کو اسکی خبر لگی تو اُس نے ۲۹۸ھ میں بسرافسری حسین بن علی دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ چھ مہینہ تک یہ لشکر سجستان کا محاصرہ کیے رہا اثناء محاصرہ میں صندلی نے وفات پائی عمرو بن یعقوب بن اور ابن حفار نے امن حاصل کرلی اور شہر کو امان کیساتھ حسین علی کے حوالہ کردیا منصور بن اسحاق کو جیل سے نجات ملی امیر احمد بن اسماعیل نے سجستان کی گورنری پر سیمجور دواتی کو مامور کیا۔ حسین نے معہ اپنے افواج کے ماہ ذی الحجہ ۲۹۸ھ میں امیر احمد کیجانب مراجعت کی یعقوب صفار اور ابن حفار بھی اُس کے ساتھ تھے۔

خلف ابن احمد کا سجستان پر قبضہ

خلف بن احمد عمرو بن لیث صفار کی ذریات سے

اور اہل سجستان کی بغاوت | تھا پس جب بنو سامانیوں کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو خلف نے سجستان پر قبضہ کرلیا خلف خود بھی ذی علم تھا اور اہل علم کا قدردان اور انکی مجالست صحبت کا شایق تھا ۳۵۳ھ میں اپنے مقبوضات پر اپنے ہمراہیوں میں سے طاہر بن حسین نامی ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کرکے حج کرنے گیا۔ حج سے واپس ہوا تو طاہر نے خود مختاری کا اعلان کرکے خلف سے باغی ہوگیا۔ خلف اس امر سے مطلع ہوکر بخارے امیر منصور بن سامان کے پاس امداد حاصل کرنے کو گیا چنانچہ امیر منصور نے اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ خلف کو فتح نصیب ہوئی سجستان پر قبضہ کرلیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں مالی اور فوجی حالت قابل اطمینان ہوگئی۔ پس خلف نے مقررہ خراج بخارے بھیجنا موقوف کردیا۔ امیر بخارے نے خلف کی سرکوبی کو فوجیں روانہ کیں جسکا سردار ....[1] تھا اس فوج نے پہنچتے ہی خلف بن احمد کا قلعہ ارک میں جو کہ سجستان کا نہایت مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا محاصرہ کرلیا۔ جب شدت محاصرہ کی بڑھی اور رسد وغلہ کا اور نیز آلات حرب کا خاتمہ ہوگیا۔ تو خلف نے امیر نوح بن منصور والی بخارا کیخدمت میں امن کی درخواست بھیجی اور مقرر شدہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر نوح نے ابوالحسن بن سیمجور گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ سجستان پہنچکر خلف کا فوراً محاصرہ کرلو۔ ابوالحسن اسوقت قہستان میں تھا اور کسیوجہ سے گورنری خراسان سے معزول کردیا گیا تھا۔ الغرض ابوالحسن نے سجستان میں پہنچکر خلف کا محاصرہ کرلیا۔ چونکہ پہلے سے ان دونوں میں باہم مراسم اتحاد تھے۔ اسوجہ سے ابوالحسن نے خلف کو یہ رائے دی کہ تم قلعہ ارک کو حسین کے حوالہ کردو شاہی فوجیں فتمندی کا جھنڈا لئے ہوئے

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مگر تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ حسین بن طاہر بن حسین اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔

بخارا واپس چلے جائینگے پھر تم اپنے فریق سے نپٹ لینا۔ خلف نے اس مشورہ کے مطابق قلعہ ارک کو خالی کر دیا ابوالحسن سیجو قلعہ ارک میں داخل ہوا امیر نوح کے نام کا جامع مسجد کے ممبر پر خطبہ پڑھا بعد ازاں حسین بن طاہر کو قلعہ کا انتظام سپرد کر کے بخارے کیجانب معاودت کر دی۔ سامانیوں کے کمزوری کا یہ پہلا مرحلہ تھا جو اُنکے امراء کی مخالفت اور نمکحرامی کیوجہ سے پیش آیا۔

خلف ابن احمد کرمان میں

ہر گاہ خلف بن احمد کے قدم سجستان کی حکومت و امارت پر استقلال واستحکام کے ساتھ جم گئے تو اُسکے دماغ میں کرمان پر قبضہ کر لینے کی ہوا سمائی۔ کرمان اسوقت حکمرانان بنوبویہ کے علم حکومت کے زیر اثر تھا۔ ان دنوں بنوبویہ کی بادشاہت عضد الدولہ کر رہا تھا پس جسوقت اسکے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چلے تو صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ پسران عضد الدولہ میں مخالفت و منازعت پیدا ہو گئی۔ خلف ابن احمد نے اس مخالفت سے فائدہ اُٹھانے کی آرزو میں ایک فوج بسرافسری اپنے بیٹے عمرو کے کرمان کیجانب روانہ کی۔ کرمان کا سپہ سالار اسوقت غرتاش نامی ایک دیلمی شخص تھا۔ جسوقت عمرو ابن خلف کرمان کے قریب پہونچا غرتاش بخوف جنگ جسقدر مال واسباب بیجا سکا لے کر بروشیر کیطرف بھاگ گیا۔ باقی جو کچھ رہگیا اسکو عمرو ابن خلف نے لوٹ لیا اور کرمان پر قابض ہو کر خراج و مالگذاری وصول کرنے لگا۔ صمصام الدولہ والی فارس کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے ایک لشکر جسکا سردار ابو جعفر تھا۔ غرتاش کیطرف روانہ کیا اور اس الزام میں کہ غرتاش اسکے بھائی بہاء الدولہ سے میل جول رکھتا ہے گرفتار کر لینے کا حکم دیا چنانچہ ابو جعفر نے ایسا ہی کیا اور غرتاش کو پابزنجیر شیراز بھیجدیا بعد اسکے اپنی فوج کو لئے ہوئے عمرو بن خلف کیطرف بڑھا قیام دارزین میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عمرو بن خلف فتحیاب ہوا۔ دیلمی فوج شکست کھا کر بھاگی براہ اور جیرفت اپنے ملک کو واپس ہوئی صمصام الدولہ نے دوسری فوج اپنے مصاحبوں میں سے عباس ابن احمد کی

ماتحتی میں روانہ کی۔ ماہ محرم ۳۸۱ھ میں بمقام سرجان عمرو بن خلف سے مڈبھیڑ ہوئی اس معرکہ میں دیلمیوں نے عمرو بن خلف کو ہزیمت دیدی عمرو بن خلف شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس سجستان چلا گیا خلف نے بعد زجر و توبیخ کی بالآخر اسی غصہ میں اس کو قتل بھی کر ڈالا۔

بعد اسکے صمصام الدولہ نے عباس کو حکومت کرمان سے معزول کر دیا خلف بن احمد نے یہ مشہور کر دیا کہ استاد ہرمز کے اسکو زہر دیدیا ہے اس سے لوگوں کو کرمان پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی خلف نے ان سبھوں کو مرتب کر کے اپنے لڑکے طاہر کی ماتحتی میں روانہ کیا کوچ و قیام کرتے ہوئے بردشیر تک پہونچے دیلمی بھاگ کر جیرفت میں پناہ گزیں ہوئے اور اپنی شکستہ حالت کو درست کر کے ایک فوج بردشیر کی حمایت کو روانہ کی بردشیر بلاد کرمان کا سفر حکومت تھا اور اسکا آباد ترین شہر تھا۔ طاہر تین مہینہ تک اسکا محاصرہ کئے رہا اہل بردشیر نے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے تنگ آ کے استاد ہرمز کو لکھا کہ قبل اسکے کہ طاہر بردشیر کو مفتوح کرے آپ ہماری مدد کو آئیے۔ استاد ہرمز بخیال خطرہ تنگ اور دشوار گذار راستوں کو طے کر کے بردشیر پہونچا۔ طاہر نے سجستان کیجانب معاودت کی اور جیرفت میں لوگوں کو دیلم سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ تھوڑے عرصہ میں کثیر التعداد آدمی مجتمع ہو گئے طاہر نے ان سبھوں کو مرتب کر کے بردشیر کیجانب روانہ کیا چنانچہ ایک مدت کیلئے بردشیر دونوں حریف کی قوت آزمائی کا اکھاڑہ بن گیا یہ واقعات ۳۸۳ھ کے ہیں۔

طاہر بن خلف کا کرمان پر قبضہ پھر واپسی اور قتل

طاہر بن خلف سے اسکے باپ خلف کو کسی اہم معاملہ میں ناراضی پیدا ہو گئی تھی جس سے طاہر کو بھی اپنے باپ سے مخالفت کا موقع ملگیا۔ مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں اسمیں فتحیابی اور کامیابی کا جھنڈا خلف کے ہاتھ میں رہا بالآخر طاہر سجستان کو خیرآباد کہکر کرمان کیطرف چلا آیا۔

اسوقت کرمان میں دیلمی فوجیں موجود تھیں بہارالدولہ کی ماتحت اور مطیع تھیں پس طاہر کرمان کے پہاڑی دروں اور بلند مقامات میں چلا گیا اور اس قوم میں پناہ لی جو حکومت وسلطنت کے خلاف وہاں پر آباد تھیں بعد چندے جب اسکی کچھ حالت درست ہوئی تو اُس نے پہاڑ سے اُتر کر جیرفت پر قبضہ کرلیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی مگر گھونگھٹ کھا گئی۔ طاہر کے حوصلہ بڑھ گئے اکثر شہروں پر جو دیلم کے قبضہ میں تھے قابض ہوگیا بہارالدولہ نے ایک لشکر ابوجعفر بن استاد ہرمز کی ماتحتی میں روانہ کیا مگر بے سود تھا طاہر پورے طور سے کرمان پر قابض ہوچکا تھا۔ بہارالدولہ کے لشکر کو ناکامی ہوئی۔ طاہر نے سجستان کیجانب رخ کیا اُسکا باپ خلف مقابلہ پر آیا۔ طاہر نے اسکو شکست دیکر کل صوبہ سجستان پر قبضہ کرلیا۔ اسکا باپ خلف ایک قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا۔ چونکہ لوگونکو اسکی بدخلقی اور کج ادائی سے ناراضی پیدا ہوگئی تھی۔ خلف نے فریب وحیلہ سے اپنے بیٹے طاہر کو زیر کرنے کی کوشش کی قلعہ کے نیچے دونوں باپ وبیٹے میں مقابلہ کی ٹھہری۔ خلف نے قریب ہی ایک کمینگاہ میں چند ہوشیار سپاہیوں کو بیٹھا دیا جس وقت طاہر سے مقابلہ ہوا۔ کمینگاہ سے سپاہیوں نے نکلکر پس پشت سے حملہ کردیا۔ میدان جنگ سے طاہر کے پاؤں اکھڑ گئے اسکے باپ خلف نے اسکو اثنار دار وگیر میں مار ڈالا۔

محمود بن سبکتگین کا سجستان پر قبضہ اور بنو صفار کے آثار کا خاتمہ

خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان کے سر کرنے کو روانہ کیا تھا۔ چنانچہ طاہر اس پر قبضہ حاصل کرکے بوشیخ کیجانب بڑھا اور اسپر بھی فتحیابی حاصل کی۔ بوشیخ اور ہرات بغراجق سلطان محمود کے چچا کے مقبوضات سے تھا محمود ان دنوں سپہ سالاران بنو سامان کی بغاوت کے فرو کرنے میں مشغول تھا جوں ہی محمود کو ان کی سرکوبی سے فراغت ملی اسکے چچا بغراجق نے طاہر بن خلف کو اپنے مقبوضات سے بیدخل کرنے کی اجازت طلب کی اور بعد حصول اجازت ۳۹۰ھ میں فوجیں آراستہ کرکے

طاہر بن خلف کو ہوش میں لانے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ اطراف بوشنج میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ طاہر کو ہزیمت ہوئی بغراجق نے نہایت مستعدی سے تعاقب کیا اور دور تک پیچھا کرتا چلا گیا۔ طاہر نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے بغراجق کے ہمراہی گھبرا کر نکل بھاگے اثناء دار وگیر میں بغراجق مارا گیا۔ سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی چچا کا مارا جانا شاق گذرا۔ فوجیں جمع کیں اور خلف بن احمد کے سر کرنے کو روانہ ہوا چنانچہ قلعہ اصبہل میں محمود نے خلف پر محاصرہ ڈالا اور روزانہ جنگ و شدت محاصرہ سے خلف کو تنگ کرنے لگا بالآخر خلف نے بہت سا مال وزر اور بطور ضمانت چند آدمیوں کو محمود کے حوالہ کر کے اپنی جان بچائی محمود نے محاصرہ اُٹھا لیا۔

بعد ان واقعات کے خلف نے بخوف محمود بن سبکتگین گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو بجائے اپنے حکمرانی کی کرسی پر متمکن کر دیا پس جب اسکا بیٹا طاہر مستقل طور سے حکمراں ہو گیا تو اس نے اپنے باپ سے سرتابی کی پھر اسکے بعد جو واقعات پیش آئے انکو اوپر ہم بیان کر آئے ہیں طاہر کے قتل کے بعد اسکے لشکر میں نفاق کا مادہ پھیل گیا۔ لشکریوں کے خیالات خلف کیجانب سے فاسد ہو گئے۔ سرداران لشکر نے محمود بن سبکتگین کو نامہ و پیام کر کے بلایا اور اپنے شہر کو اُسکے حوالہ کر دیا۔ خلف بادل ناخواستہ اپنے قلعہ طارق میں بیٹھ رہا اسکے قلعہ کے ہر چہار طرف سات مستحکم فصیلیں تھیں اور ہر فصیل کے بعد ایک عمیق خندق تھا جسپر آمد و رفت کے لئے لکڑی کا پل بنا ہوا تھا وقت ضرورت وہ پل اُٹھا لیا جاتا تھا سلطان محمود نے ۳۹۳ھ میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا پہلی خندق کو ایک ہی دن میں خس و خاشاک اور مٹی سے تر کر کے بقصد جنگ حملہ کیا۔ ہاتھیوں کو دھسوں اور دروازوں کے توڑنے کی غرض سے آگے بڑھایا چنانچہ ایک ہاتھی نے جو سب سے بڑا اور آگے تھا اُس نے پاؤں کی ٹھوکر اور اپنے دانتوں سے دروازہ کو اُکھاڑ کر پھینک دیا محمود نے پہلی فصیل پر قبضہ کر لیا

خلف کا لشکر دوسرے فصیل کیطرف ہٹ گیا۔ دوسرے دن محمود نے اسی طرح پر اسکو بھی لے لیا خلف کے ہمراہی تیسری فصیل میں جا چھپے جب اس تیسری فصیل کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو پہلی فصیلوں کا ہو چکا تھا تو خلف امن کا جھنڈا لئے ہوئے قلعہ سے باہر آیا امن کی درخواست کی محمود نے اُسکو امن دی اور اجازت دیدی کہ ان شہروں میں سے جس شہر میں تم رہنا پسند کرو سکونت پذیر ہو جاؤ۔ خلف نے جرجان کو اپنی سکونت کے لئے اختیار کیا۔ چار برس تک وہاں مقیم رہا پھر یہ مشہور ہوا کہ اُس نے ایلدخاں کو محمود کے خلاف اُبھارا ہے اور اُس سے سازش کی ہے اس بنا پر محمود نے اسکو جرجان سے جردین میں لیجا کر قید کر دیا تا آنکہ بحالت قید ۳۹۹ھ میں قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔

محمود نے قبضہ سجستان اور خلف کے امن حاصل کرنے کے بعد اپنے باپ کے سپہ سالاروں میں سے احمد فتحی نامی ایک سپہ سالار کو سجستان کی حکومت پر مامور کیا اسوقت تک سجستان میں بنو صفار کے اخلاف موجود تھے۔ انتظامی امور میں انکی شرکت ضروری تصور کیجاتی تھی۔ بعد چندے ان لوگوں کی تحریک سے اہل سجستان نے اپنی شامت اعمال سے بغاوت کی اس بغاوت کے فرو کرنے کو ذی الحجہ ۳۹۲ھ میں محمود سجستان پہونچا اور ان لوگوں کا قلعہ اول میں محاصرہ کر لیا سخت خونریزی سے بزور تیغ مفتوح ہوا سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالا۔ تا آنکہ سجستان اِن کے وجود سے پاک ہو گیا اور آتش بغاوت فرو ہو گئی محمود نے اپنے بھائی نصر کو بطور جاگیر عنایت کیا اور نیشاپور کی جاگیر میں اُس کو بھی ملحق کر دیا۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر بنو صفار کی دولت و حکومت جاتی رہتی ہے اور سجستان سے اِن کا دور حکومت منقطع ہو جاتا ہے والبقاء للہ وحدہ۔

اخبار دولت بنو سامان حکمرانان ماوراء النہر

متوصلین دولت عباسیہ از آغاز تا انجام

سامانی ملوک عجمی الاصل ہیں ان کا دادا اسد بن سامان خراسان کے نامی خاندان کا ایک ممبر تھا۔ اہل فارس اسکو بہرام حشیش کیجانب نسباً منسوب کرتے ہیں جسکو کسریٰ انوشیروان مرزبان آذربیجان مقرر کیا تھا بہرام حشیش رے کا رہنے والا تھا ملوک سامانی کا نسب بہرام حشیش تک یوں بیان کیا جاتا ہے۔

اسد بن سامان خدارہ بن جثمان بن طغات بن نوشیرد بن بہرام چوبین بن بہرام حشیش ہمکو ان اسماء کی صحت کا وثوق نہیں ہے جو کچھ ہوا اسد کے چار بیٹے تھے نوح، احمد، یحییٰ اور الیاس۔ ماوراء النہر میں ان سامانیوں کی حکومت و دولت کی ابتدا یوں ہوئی کہ جب مامونؒ الرشید خراسان کا والی ہوا تو اس نے اسی اسد کے لڑکوں کو اپنی حکومت و سلطنت کا ایک رکن مقرر کیا اور جیسا کہ اُنکے اسلاف کا وقار تھا وہ اُنکے لئے قایم رکھا اور مناصب جلیلہ پر مامور فرمایا۔ پھر جب عراق کی جانب مراجعت کی تو خراسان پر غسان بن عباد کو جو کہ فضیل بن طاہر کے اعزہ سے تھا بجائے اپنے مقرر کیا۔ غسان نے ۲۰۴ھ میں نوح بن اسد کو سمرقند کا، احمد بن اسد کو فرغانہ کا، یحییٰ بن اسد کو ساس داشروسنہ کا اور الیاس بن اسد کو ہرات کا حاکم بنایا۔ احمد بن اسد کے سات لڑکے تھے نصر، یعقوب، یحییٰ، اسماعیل، اسحاق، اسد (اسکی کنیت ابوالاشعث تھی) اور حمید (اسکی کنیت ابوغانم تھی) احمد بن اسد کا انتقال مقام فرغانہ ۲۶۱ھ میں ہوا۔ سمرقند بھی اسکے دایرہ حکومت میں تھا لہٰذا اسکا بیٹا نصر یہاں کا گورنر مامور کیا گیا۔ چنانچہ اسکی ولایت بعہد حکومت بنو طاہر اور ان کے زوال حکومت کے بعد بھی قایم دبحال رہا۔ زمانہ انقراض حکومت بنو طاہر تک گورنران خراسان

کیجانب سے ان مقامات پر حکومت کرتا تھا۔ خراسان پر صفار کے متولی و غالب ہو جانے کے بعد دار الخلافت بغداد سے سند حکومت عطا ہوئی۔

نصر بن سامانی ماوراء النہر کا گورنر

جسوقت یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کرلیا اور بنو طاہر کا زمانہ حکومت منقضی ہو گیا اسوقت خلیفہ معتمد نے صوبجات ماوراء النہر کی سند گورنری نصر بن احمد کو عنایت کی پس نصر نے ایک فوج دریائے جیحون پر صفار کو عبور سے روکنے کی غرض سے روانہ کی اتفاق سے اس فوج کا سردار مارا گیا فوج بخارا لوٹ آئی۔ والی بخارا (احمد بن عمر نائب نصر) بخوف جان بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو اپنا امیر مقرر کیا پھر اسکو معزول کر کے احمد بن محمد بن لیث بدر ابو عبداللہ بن جنید کو اپنی سرداری دی بعد چندے یہ بھی معزول کر دیا گیا حسن بن محمد (عبدۃ بن حدید کی اولاد سے) مامور ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ تب نصر بن احمد نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی امارت پر متعین کیا۔ نصر بن احمد اسکی بہت عزت کرتا تھا اور یہ بھی جاں نثاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتا تھا۔ اسماعیل کے تقرری کے بعد غزنہ کی عنان حکومت ابو اسحاق بن تکین کو دی گئی۔ انھیں دنوں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو خراسان کی سند امارت عطا ہوئی۔ رافع نے خراسان میں پہونچکر یعقوب صفار کو خراسان سے نکال دیا یہی امیر اسماعیل اور رافع کی موافقت اور اتحاد کا باعث ہوا۔ دونوں میں ایک دوسرے کی مدد کا عہد و پیمان کیا گیا۔ اسماعیل نے رافع سے صوبہ خوارزم کی سند حکومت کی درخواست کی رافع نے اس درخواست کے مطابق خوارزم کی عنان حکومت اسماعیل کو دیدی ان واقعات کے بعد لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل اور اسکے بھائی نصر بن احمد سے ناصافی کرادی۔ نصر نے فوجیں آراستہ کر کے ۲۷۲ھ میں اسمعیل پر چڑھائی کردی اسمعیل نے اپنے سپہ سالار حمویہ بن علی کو رافع بن ہرثمہ کے پاس امداد کی غرض سے

بھیجا چنانچہ رافع معہ اپنی فوج کے اسماعیل کی کمک پر آیا۔ حمویہ نے بنظر مصلحت وقت دونوں بھائیوں میں مصالحت کرادی۔ معرکہ آرائی اور خونریزی کی نوبت نہ آئی رافع خراسان کیجانب لوٹ آیا۔

بعد اسکے پھر ان دونوں بھائیوں میں ایسی اَن بن ہوگئی کہ ۲۷۵ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت پہونچگئی نصر کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی کھیت اسماعیل کے ہاتھ رہا لیکن جسوقت دونوں بھائیوں کا سامنا ہوا اسماعیل نے گھوڑے سے اتر کر نصر کی دست بوسی کی اور اس کو دوبارہ سمرقند کی حکومت کی کرسی پر متمکن کیا اور خود اسکی طرف سے بطور نائب کے بخارا پر حکمرانی کرنے لگا اسمٰعیل نہایت نیک مزاج سخی اور اہل علم ودین کا قدردان تھا۔

نصر کی وفات اسمٰعیل کی گورنری

۲۷۹ھ میں نصر بن احمد گورنر ماوراء النہر کا انتقال ہوگیا بجائے اُسکے اُسکا بھائی اسمٰعیل حکمران ہوا خلیفہ معتضد نے سند حکومت عطا کی بعد چندے ۲۸۷ھ میں خراسان کے صوبہ کو بھی اسکی گورنری میں شامل وملحق کردیا۔

خراسان کے الحاق کا یہ سبب ہوا کہ عمرو بن لیث کو خلیفہ معتضد نے خراسان کی سند حکومت عطا کی تھی اور اسکو رافع بن ہرثمہ کے جنگ کا حکم دیدیا چنانچہ عمرو بن لیث رافع سے معرکہ آرا ہوا اور رافع کا سر اتار کر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں ماوراء النہر کی گورنری کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور سند گورنری ماوراء النہر لکھ کر عمرو بن لیث کے پاس بھیجدی عمرو بن لیث نے لشکر مرتب کرکے بسرافسری محمد بن بشیر (جو کہ اسکے خاص آدمیوں سے تھا) اسمٰعیل بن احمد سے جنگ کرنے کو روانہ کیا پس کوچ وقیام کرتے ہوئے آمد پہونچا۔ اسماعیل دریائے جیحون عبور کرکے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریف ہم نبرد ہوئے۔ محمد بن بشیر کو ہزیمت ہوئی اثناء دار وگیر میں محمد بن بشیر مارا گیا

تقریباً چھ ہزار فوج اسکے رکاب کی کھیت رہی اسمعیل فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا واپس آیا اور منہزم گروہ کے بقیۃ السیف نے عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور میں جاکے دم لیا۔ عمرو بن لیث کو اس ہزیمت سے سخت صدمہ ہوا۔ جھٹ پٹ فوجیں آراستہ کر کے بقصد ماوراء النہر نیشاپور سے کوچ کر دیا۔ اسماعیل نے بلاطفت ونرمی کہلا بھیجا کہ ایک وسیع الحدود مملکت آپ کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور میرے زیر اثر حکومت تو صرف یہی ایک سرحدی صوبہ ہے مجھ پر آپ ناحق حملہ آور ہوتے ہیں، عمرو بن لیث نے انکاری جواب دیا۔ پھر بھی اسماعیل نے منت وسماجت نہ چھوڑی مگر عمرو بن لیث کا غصہ فرو نہوا۔ تب اسمعیل نے نہر بلخ عبور کر کے عمرو بن لیث کا محاصرہ کر لیا۔ اسوقت عمرو بن لیث کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ مصالحت کی گفتگو پیش کیگئی۔ اسماعیل نے نہ مانا نوبت جنگ کی پہونچی۔ عمرو بن لیث ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ اسماعیل نے اسکو مع اسکے چند فوجی افسروں کے گرفتار کر کے سمرقند روانہ کر دیا بعد چندے اسماعیل نے کمال انسانیت سے عمرو بن لیث کو اختیار دیدیا کہ تم چاہو تو میرے پاس سمرقند میں قیام پذیر ہو اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میں تمکو خلافت مآب کے پاس بغداد بھیجدوں۔ عمرو بن لیث نے بغداد کا جانا پسند کیا پس اسماعیل نے عمرو بن لیث کو بغداد روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں عمرو بن لیث بغداد پہونچا۔ ایک اونٹ پر سوار تھا جسپر نہ پالان تھا اور نہ جھول تھی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کو نفریں کر کے جیل میں ڈالدیا اور خراسان کی سند گورنری لکھکر اسماعیل کے پاس روانہ کی اسوقت سے اسماعیل کل ان بلاد کا حکمران ہو گیا جن پر عمرو بن لیث حکومت کر رہا تھا۔

جب ۲۸۹ھ میں عمرو بن لیث مارا گیا تو محمد بن زید علوی والی طبرستان اور دیلم کو خراسان پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی اس خیال خام پر کہ اسمعیل سامانی

کو خراسان کے قبضہ کی خواہش ہوگی اور نہ وہ خراسان پر قبضہ کرنے کو اپنے حدود مقبوضات سے باہر آئیگا اور جب اوسکا خراسان پر دانت ہوگا تو کوئی اور مجھے قبضہ خراسان سے مانع ہوگا۔ پس جب محمد بن زید جرجان میں وارد ہوا تو خلیفہ معتضد کا قاصد خراسان کی سند گورنری لئے ہوئے اسماعیل کے پاس پہنچا اسماعیل نے محمد بن زید کو خراسان کیجانب پیش قدمی سے روکا۔ محمد بن زید نے کچھ سماعت نہ کی تب اسماعیل نے محمد بن ہارون کو جو کہ رافع کا سپہ سالار تھا اور بوقت ہزیمت رافع سے علیحدہ ہوکر اسماعیل کے پاس چلا آیا تھا بسر افسری ایک عظیم فوج کے محمد بن زید سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ جرجان کے قریب دونوں حریف کا مقابلہ ہوا ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ کھیت محمد بن ہارون کے ہاتھ رہا محمد بن زید شکست کھا کر بھاگا اثنار دار و گیر میں متعدد زخم محمد بن زید کو پہنچے جس کے صدمہ سے بعد چند دنوں کے جاں بحق تسلیم کی۔ اسکا لڑکا زید اسی معرکہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اسماعیل نے اسکو بخارے میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ بعد اسکے محمد بن ہارون نے طبرستان کا رُخ کیا اور اسپر بھی قابض ہوگیا اور اسماعیل کے نام کا خطبہ پڑہا اس خدمت کے صلہ میں اسماعیل نے اس صوبہ کی سند حکومت اس کو دیدی۔

اسماعیل کا رَے پر قبضہ محمد بن ہارون نے ۲۹۰ھ میں اسماعیل سامانی سے بدعہدی کی اور خلافت عباسیہ کا غاشیہ اطاعت اپنے دوش سے اتار کر رکھدیا خلیفہ مکتفی کیجانب سے رَے پر اغرتمش ترکی حکومت کر رہا تھا لیکن چونکہ اغرتمش بداخلاق اور کینہ جو شخص تھا اس وجہسے اہل رَے نے محمد بن ہارون کو طبرستان سے رَے پر قبضہ کر لینے کو بُلا بھیجا چنانچہ محمد بن ہارون نے رَے کا قصد کیا اغرتمش مقابلہ پر آیا اثناء جنگ میں اغرتمش معہ اپنے دو لڑکوں کے مارا گیا

اسکا بھائی کیلغ بھی جو کہ سپہ سالاران خلیفہ مکتفی سے تھا اس معرکہ میں کام آیا
محمد بن ہارون نے کامیابی کے ساتھ رَے پر قبضہ کر لیا۔
خلیفہ مکتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر رَے کی سند حکومت اسماعیل کو
عنایت کی اور محمد بن ہارون کو رَے سے نکال دینے کا حکم دیا۔ محمد بن ہارون
یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ اور ہزیمت اٹھا کر رے سے قزوین اور ترنجان چلا آیا
اور وہاں سے طبرستان کیجانب لوٹ آیا۔ اسماعیل نے رَے پر قبضہ کر لیا اور
جرجان کی حکومت پر فارس کبیر کو مامور کر کے محمد بن ہارون کی گرفتاری اور
حاضری کی ہدایت کی۔ فارس نے محمد بن ہارون کو نامہ و پیام بھیجے اس اقرار
سے کہ میں باہم مصالحت کرا دوں گا اسماعیل کیخدمت میں حاضر ہونے پر
طیار کر لیا ماہ شعبان سنہ ۲۹۰ھ میں محمد بن ہارون نے حسان دیلمی کے پاس سے
بخارے کیجانب مراجعت کی اثناء راہ سے گرفتار کر لیا گیا اور قیدیوں کی طرح
بخارے میں داخل کیا گیا۔ اسماعیل نے اسکو جیل میں بھیجدیا۔ بعد دو ماہ کے
بحالت قید مر گیا۔

اسماعیل کی وفات احمد کی حکومت

نصف سنہ ۲۹۵ھ میں امیر اسماعیل بن احمد سامانی
والی خراسان و ماوراء النہر نے سفر آخرت اختیار کیا۔
یہ مرنے کے بعد "ماضی" کے لقب سے ملقب ہوا۔ بجائے اسکے اُسکا بیٹا ابو نصر احمد
سریر حکومت پر متمکن کیا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے سند حکومت روانہ کی اور دست
خاص سے اسکے لئے ایک جھنڈا بنایا۔
امیر اسماعیل عادل نیک سیرت اور حلیم تھا۔ اُسکے عہد حکومت سنہ ۲۹۱ھ میں
ترکوں کا جم غفیر جو خارج از شمار تھا ماوراء النہر کیجانب سے نکل پڑا۔ بیان کیا
جاتا ہے کہ ان ترکوں کے ساتھ سات سو قبہ تھے۔ قبہ کو سوائے رؤسا کے

اور کوئی استعمال نہیں کر سکتا۔ اسماعیل نے مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارا فوج نظام اور متطوعہ (والنٹیر) دل بادل کیطرح ترکوں کیطرف بڑھے اور پہنچتے ہی حملہ آور ہوئے ایک گروہ کثیر بے تعداد و شمار کو تہ تیغ کیا۔ باقی ماندگان بھاگ کھڑے ہوئے۔ انکا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔

ابونصر احمد نے بعد اپنے باپ کے سریر حکومت پر متمکن ہو کر پہلے بخارا کا نظم ونسق درست کیا بعد ازاں چند آدمیوں کو اپنے چچا اسحاق بن احمد کے گرفتار کرنے کو سمرقند روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے سمرقند میں پہنچکر اسحاق کو گرفتار کیا اور کشاں کشاں ابونصر احمد کے پاس لے آئے ابونصر احمد نے اسحاق کو جیل میں ڈالدیا۔ بعدہ خراسان کیجانب بڑھا نیشاپور میں پہنچکر قیام کیا۔ فارس کبیر اسکے باپ کا آزاد غلام جرجان کا گورنر تھا۔ قبل اسکے امیر اسماعیل نے ابونصر احمد کو جرجان کی گورنری پر معمور کیا تھا۔ بعد چندے اسکو معزول کر کے فارس کبیر کو متعین کیا۔ رے اور طبرستان کی عنان حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اُس نے اسّی اونٹ مال بطور خراج امیر اسماعیل کیخدمت میں روانہ کیا تھا جب اسکو امیر اسماعیل کی وفات کی اطلاع ہوئی تو اثناء راہ سے اُس نے اس مال کو واپس منگوالیا۔ ابونصر احمد کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ فارس کبیر نے اس خوف سے ابونصر احمد کے پہنچتے ہی نیشاپور کو چھوڑدیا اور خلیفہ مکتفی سے حاضری دربار کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دیدی پس چار ہزار سواروں کی جمعیت سے دار الخلافت بغداد کیجانب روانہ ہوا ابونصر احمد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہوا۔ فارس کبیر سفر و قیام کرتا ہوا بغداد پہنچا یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مکتفی کا انتقال ہو چکا تھا اور سریر خلافت پر المقتدر عباسی رونق افروز ہو گیا تھا۔ چونکہ فارس کبیر بغداد میں بعد واقعہ ابن المعتز کے وارد ہوا تھا خلیفہ مقتدر نے اسکو دیار ربیعہ کی سند حکومت عطا کی اور بنو حمدان کی گرفتاری

پر مستعین کیا۔ خلیفہ مقتدر کے حاشیہ نشینوں کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا فارس کبیر کا رسوخ دربار خلافت میں بڑھ نہ جائے اور خلافت مآب اسکو ہمیں بطور افسر نہ مقرر کردیں اس خیال سے اُن لوگوں نے اُسکے غلام کو ملا لیا جس نے اُن لوگوں کی خواہش کے مطابق فارس کبیر کو زہر دیکر اسکے زندگانی کا خاتمہ کر دیا اور بعد اُسکے مرنے کے اسکی بیوی سے عقد بھی کرلیا۔

سجستان پر ابونصر احمد کا قبضہ صوبہ سجستان لیث بن علی بن لیث کے زیر حکومت تھا۔ یہ فارس کی جستجو میں گیا ہوا تھا۔ مونس خادم نے اسکو گرفتار کرکے بغداد میں قید کر دیا تھا اور سجستان کی حکومت پر اُسکے بھائی معدل کو مامور کیا تھا۔

۲۹۷ھ میں امیر ابونصر احمد بن اسماعیل نے بخارا سے رَے کا قصد کیا پھر رَے سے ہرات گیا اور سجستان پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی ایک لشکر ماہ محرم ۲۹۸ھ میں بسر افسری اپنے نامی نامی سرداران فوج احمد بن سہل، محمد بن مظفر، سیمجور دوانی اور حسین بن علی مرورودی سجستان کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر معدل تک پہنچی تو اُس نے اپنے بھائی محمد بن علی کو بست اور رخج کیجانب بغرض فراہمی رسد وغلہ روانہ کیا اس اثناء میں امیر ابونصر کا لشکر سجستان پہنچگیا اور اس نے سجستان کا محاصرہ کرلیا۔ امیر ابونصر احمد نے اس واقعہ سے آگاہ ہوکر بست کیطرف قدم بڑھایا اور اُس پر قبضہ حاصل کرکے محمد بن لیلی کو گرفتار کر لیا۔ معدل نے یہ سنکر حسین بن علی سے امن کی درخواست کی اور شہر کو اسکے حوالہ کر دیا حسین نے معہ معدل کے بخارا کیطرف مراجعت کی اور امیر ابونصر احمد نے سجستان پر ابوصالح منصور اپنے چچا اسحاق بن احمد کے بیٹے کو مامور کیا۔ یہ اسحاق بن احمد وہی ہے جسکو امیر ابونصر نے اپنے ابتدائی زمانہ حکومت میں گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا تھا پھر اسکو ان دنوں قید سے رہا کرکے سمرقند و فرغانہ کی حکومت پر بھیجدیا۔

امراء سامانی کے سجستان پر مستولی ہونے کی یہ خبر مشہور ہوئی کہ سبکری خلافت مآب کی

فوج سے فارس میں شکست کھا کر سجستان کی جانب آرہا ہے حسین نے یہ خبر پاکر ایک دستہ فوج اسکے روک تھام کو بھیجدیا۔ چنانچہ اُس دستہ نے سیکری کو گرفتار کرلیا۔ امیر ابونصر احمد نے اسکو اور نیز محمد بن علی کو پابزنجیر دار الخلافت بغداد روانہ کردیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہوکر امیر ابونصر کو خلعت اور انعام روانہ کیا۔

اِن واقعات کے بعد اہل سجستان نے بغاوت کی اور سیجور دوانی کو معزول کرکے منصور ابن اسحاق (امیر ابونصر احمد کا چچا تھا) کو اپنا امیر بنایا۔

قتل ابونصر احمد وولایت نصر امیر ابونصر احمد شکار کھیلنے کا بیحد شایق تھا ایک روز شکار کھیلنے کو جنگل کیطرف نکل گیا واپسی میں ذرا دیر ہوگئی۔ تھکا ماندہ آیا تھا خیمہ میں جاکر سو رہا۔ اسکے خیمہ کے دروازہ پر حفاظت کی غرض سے ایک شیر باندھ دیا جاتا تھا اتفاق سے اس شب میں ملازمین کی غفلت سے شیر نہ باندھا گیا۔ اسکے غلاموں میں سے چند غلام خیمہ میں گھس گئے اور سونے ہی کیحالت میں اسکی زندگی کا خاتمہ کردیا یہ واقعہ آخری ماہ جمادی الآخر ۳۰۱ھ کا ہے نعش بخارا میں لاکر دفن کیگئی۔ شہید کے لقب سے ملقب ہوا۔ بعد اسکے اِن نمک حرام غلاموں کی تلاش ہوئی اُن میں سے جو گرفتار ہوئے قتل کرڈالے گئے۔ امیر ابونصر احمد کے بعد اُس کا بیٹا ابوالحسن نصر بن احمد آٹھ برس کی عمر میں کرسی حکومت پر متمکن ہوا سعید کا خطاب اختیار کیا اُسکے باپ کے مصاحبوں اور ہوا خواہوں نے سلطنت کا سارا بار اپنے سر لے لیا۔ احمد بن محمد بن لیث اِن سبھوں کا پیشوا تھا اسی نے ابوالحسن نصر کو اپنے کندھے پر چڑھا لیا تھا اور سب کے پہلے اسی نے اسکی امارت کی بیعت کی تھی اور سبھوں سے بیعت لینے کا محرک ہوا تھا۔

امیر ابوالحسن نصر کی کمسنی وامارت سے اطراف وجوانب کے امرا نے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی ہر شخص نے یہ خیال کرکے کہ یہ کمسن چھوکرا ہے بار حکومت نہ

اُٹھا سکے گا اور نہ ملک کا انتظام درست رہیگا اپنے دایرہ حکومت سے قدم آگے بڑھایا اہل سجستان نے بغاوت کی اسکے باپ کا چچا اسحاق بن احمد گورنر سمرقند باغی ہوگیا اُسکے دونوں بیٹے منصور اور الیاس نے بھی علم مخالفت بلند کردیا محمد بن حسین، نصر بن محمد، ابوالحسین بن یوسف، حسن بن علی مرورودی، احمد بن سہل اور لیلی بن نعمان دیلمی علویوں، کا گورنر طبرستان کو ملک گیری کی طمع دامنگیر ہوئی، سیمجور، ابوالحسین بن ناصر اطروش اور قراتکین بھی نکل پڑے۔ طرہ یہ ہے کہ خود امیر ابوالحسن نصر کے بھائی یحییٰ، منصور اور ابراہیم پسران احمد بن اسماعیل جعفر بن داؤد، محمد بن الیاس اور مرداویج وشمگیر پسران زیاد نے (امراء دیلم سے) حملہ آور ہوئے مگر سعید نصر ان سبھوں پر فتحیاب ہوا اور ان سبھوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔

اہل سجستان کی بغاوت امیر احمد بن اسماعیل کی شہادت کے بعد سب کے پہلے اہل سجستان نے علم بغاوت بلند کیا خلیفہ مقتدر کی خلافت کی بیعت کی اور اپنے امیر سیمجور دوانی کو نکالدیا۔ خلیفہ مقتدر نے سجستان کی سند حکومت بدر کبیر کو عنایت کی بدر کبیر نے فضل بن حمید اور ابو یزید خالد کو سجستان پر مامور کیا۔ عبیداللہ بن احمد قہستانی لبت اور رخج پر اور سعید طالقانی غزنہ پر امیر سعید نصر کیجانب سے مامور تھا۔ فضل اور یزید نے عبیداللہ اور سعید پر فوجکشی کی اور ایک برس کے اندر ان دونوں مقامات پر قبضہ حاصل کرکے عبیداللہ اور سعید کو گرفتار کرکے دارالخلافت بغداد بھیجدیا بعد چندے فضل بیکار ہوگیا خالد تن تنہا اُن بلاد پر حکومت کرنے لگا تھوڑے دنوں بعد خالد نے علم خلافت کے مخالفت پر کمر باندھی اور باغی ہوگیا خلیفہ مقتدر نے درک، برادر نجح طولونی کو خالد کی سرکوبی پر روانہ کیا خالد اور نجح میں معرکہ آرائی ہوئی خالد نے نجح کو شکست دیدی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے کرمان کیطرف روانہ ہوا بدر نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر ایک فوج

خالد باغی کی گرفتاری کو روانہ کی چنانچہ اُس فوج نے خالد کو گرفتار کر لیا بدر نے اسکو جیل میں ڈالدیا۔ آخر کار اُسی قید خانہ میں خالد کا طائر حیات قفس عنصری چھوڑ کر پرواز کر گیا۔ بدر نے سر اُتار کر بغداد بھیجدیا۔

اسحاق اور اُسکے بیٹے الیاس کی بغاوت

اسحاق بن احمد امیر احمد بن اسماعیل کا چچا سمرقند کا گورنر تھا جب اسکو امیر احمد کے قتل کی خبر پہنچی اور اُسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر احمد کا بیٹا سعید نصر امارت کی کرسی پر متمکن ہوا ہے تو اُسنے سمرقند میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا لوگوں نے اسکے بیٹے الیاس کا اس معاملہ میں ہاتھ بٹایا سب کے سب متفق ہوکر بخارا کیجانب بڑھے امیر ابو الحسن نصر کا سپہ سالار حمویہ بن علی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور اسحاق کو پسپا کر کے سمرقند کیجانب واپس کر دیا۔ منہزم گروہ نے پھر اپنی حالت درست کی اور دوبارہ بخارا پر چڑھ آئے حمویہ نے پھر شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا سمرقند پہنچا اور بزور تیغ سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ اسحاق بخوف جان روپوش ہو گیا حمویہ نے اسکی سراغ رسانی اور جستجو کی بیحد کوشش کی۔ اسحاق پر اسکے رہنے کا مکان تنگ ہو گیا مجبور ہو کر حمویہ سے امن کا خواستگار ہوا حمویہ نے اسکو گرفتار کر کے بخارا بھیجدیا اور خود سمرقند میں قیام کر کے نظم و نسق میں مصروف ہوا تا آنکہ وہیں حمویہ نے وفات پائی۔

الیاس اس معرکہ سے شکست کھا کر فرغانہ بھاگ گیا تھا ایک مدت دراز تک وہیں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ دوبارہ حملہ آور ہوا جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائیگا۔

اطروش کا ظہور اور طبرستان پر قبضہ

ہم اوپر خلافت علویہ کے تذکرہ میں اطروش اور اُسکے بیٹوں کی حکومت طبرستان کا حال تحریر کر آئے ہیں۔

اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن بن علی بن عمرو بن علی بن حسن سبط کا لڑکا تھا

طبرستان کی گورنری پر محمد بن ہارون مامور تھا جب اُسنے بغاوت کی تو امیر احمد بن اسماعیل نے اسکو ہزیمت دیکر ابو العباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو مامور کیا ابو العباس نے نیک سیرتی اور عدل سے حکومت کی۔ رعایا کو خوش رکھا علویوں کی حد سے زیادہ عزت و توقیر کی اور باحسان و سلوک اُسکے ساتھ پیش آتا رہا۔ رؤسا ر دیلم کو ہدایا و تحائف دیکر اپنا گرویدہ احسان بنالیا۔

اطروش بعد قتل محمد بن زید دیلم میں چلا گیا تھا۔ تیرہ برس اُن میں قیام پذیر رہا اور انکو اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ ان سے صرف عشر لینے پر اکتفا کرتا تھا دیلموں کا بادشاہ ابن حسان اپنی قوم سے عشر وصول کرکے اطروش کو دیا کرتا تھا۔ دیلم کا ایک گروہ کثیر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا اور اطروش کا مطیع و فرماں بردار ہوگیا اطروش نے اُنکے ملک میں مسجدیں تعمیر کرائیں اور انکو طبرستان پر حملہ کرنیکی ترغیب دینے لگا دیلمیوں نے منظور نہ کیا۔ بعد اس کے کسیوجہ سے ابو العباس عبداللہ معزول کردیا گیا اور سلام نامی ایک شخص حکومت طبرستان پر مامور ہوا۔ اسنے دیلمیوں کیساتھ نہ اچھے برتاؤ کیے اور نہ اپنا رعب و داب قایم رکھا۔ دیلمیوں نے اسپر خروج کیا اور اسکو ہزیمت دی۔ سلام نے امیر احمد سے امداد کی درخواست کی امیر احمد نے اسکو معزول کرکے ابو العباس عبداللہ کو پھر حکومت طبرستان پر مامور کیا۔ ابو العباس کے آتے ہی طبرستان کی بغاوت اور دیلمیوں کی سرکشی کا خاتمہ ہوگیا بعد چندے جب مرگیا تو امیر احمد نے ابو العباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو طبرستان کی عنان حکومت عطا کی۔ محمد بن ابراہیم صعلوک نے اپنی بد اخلاقی و ظلم اور عدم سیاست کیوجہ سے ان مراسم اتحاد کو ملیا میٹ کردیا جو مابین والی طبرستان اور دیلمیوں کے مدت دراز سے قایم تھے اطروش کو اسوقت موقع ملگیا دیلموں سے طبرستان پر حملہ اور قبضہ کرلینے کی پھر درخواست کی چنانچہ دیلمیوں نے اسکے ساتھ طبرستان پر حملہ کیا ابن صعلوک مقابلہ پر

آیا۔ سرحد طبرستان مقام سابوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دونوں فریق معرکہ آرا ہوئے۔ ابن صعلوک ہزیمت اٹھا کر بھاگا اسکے چار ہزار ہمراہی کھیت رہے باقی ماندگان کا اطروش نے محاصرہ کرلیا اور بعد خاتمہ جنگ انکو امن دی۔

اس فتحیابی کے بعد اطروش تو آمد چلا آیا اور حسن بن قاسم علوی داعی (اطروش کا داماد) ان لوگوں کے پاس پہنچگیا جسکو اطروش نے امان دیدی تھی اور اس حیلہ سے کہ یہ اس معاہدہ میں شریک و موجود نہ تھا ان سبھوں کو قتل کر ڈالا۔

سنہ ۳۰۱ھ میں اطروش نے طبرستان پر زمانہ حکومت سعید نصر میں قبضہ حاصل کیا ابن صعلوک نے بعد ہزیمت رے کا راستہ لیا پھر رے سے بھی برداشتہ خاطر ہوکر بغداد چلا گیا اطروش کے ہاتھ پر دیلمیوں کا بہت بڑا گروہ اسلام لایا اسفید رود سے آمد تک کے دیلمی اسکی کوشش و تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ سب کے سب زیدی شیعہ تھے اطروش بھی زیدی تھا۔ اسی زمانہ سے طبرستان ملوک سامانیہ کے قبضہ اقتدار سے نکل گیا۔

منصور بن اسحاق کی بغاوت امیر احمد بن اسماعیل نے بعد فتح سجستان اپنے ابن عم منصور بن اسحاق کو مامور کیا تھا۔ سنہ ۳۰۰ھ میں بعد قتل امیر احمد منصور نے بغاوت کی حسین بن علی نے اس بغاوت اور فتنہ انگیزی میں منصور کا ساتھ دیا۔ یہ حسین بن علی وہی ہے جو فتح سجستان پر امیر احمد کیطرف سے مامور تھا اُسکا یہ خیال تھا کہ بعد فتحیابی کے امیر احمد مجھے اس ملک کی حکومت پر مامور کرے گا مگر امیر احمد نے منصور کو مامور کر دیا۔ اتفاق سے اہل سجستان نے بغاوت کی اور منصور کو گرفتار کر کے قید کر دیا امیر احمد نے دوبارہ سجستان کے سر کرنے کو پھر اسی حسین بن علی کو بھیجا۔ اس مرتبہ بعد فتحیابی کے حسین بن علی کے خلاف توقع سیمجور کو سجستان کی عنان حکومت دیدی حسین بن علی کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی پس اُسنے منصور بن اسحاق کو بغاوت پر اُبھارنا شروع کیا اور یہ دم پٹی

دینے لگا کہ ذراسی کوشش سے خراسان کی امارت آپکو ملجائیگی کل صوبجات کا انتظام توہیں کردوں گا۔ اتنے میں امیر احمد کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ حسین نے ہرات میں بغاوت کا علم بلند کرکے منصور کے پاس نیشاپور آیا منصور بھی باغی ہوگیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ حمویہ بن علی سپہ سالار فوجیں طیار و مرتب کرکے ان دونوں حریفوں سے جنگ کرنیکو بڑھا لیکن منصور حمویہ کے پہنچنے سے پہلے وفات کرگیا تھا باقی رہا حسین پس جسوقت حمویہ قریب نیشاپور پہنچا حسین نے نیشاپور سے نکلکر ہرات کا راستہ اختیار کیا اور وہاں جاکر قیام پذیر ہوگیا۔ بخارا کی افسری پولیس پر ایک مدت دراز سے حمویہ کیجانب سے محمد بن جنید مامور تھا حمویہ نے محمد کو بخارا سے نیشاپور کی نگرانی وحفاظت کو روانہ کیا چنانچہ محمد نیشاپور میں وارد ہوا اور تھوڑے دنوں بعد بغیر اجازت حمویہ کے واپس آیا حمویہ نے بخارا سے ڈانٹ کا خط لکھا۔ محمد بخوف جان اثنار راہ سے بخارا کا راستہ چھوڑ کر ہرات کا راستہ اختیار کیا۔ حسین بن علی کو موقع ملگیا ہرات پر اپنے بھائی منصور کو مامور کرکے نیشاپور چلا آیا اور اسپر بلا منازعت ومخاصمت قابض ہوگیا حمویہ نے احمد بن سہل کو بخارا سے حسین کی جنگ پر روانہ کیا پس اُسنے سب کے پہلے ہرات پر محاصرہ ڈالا اور بعد چندے امان کیساتھ منصور سے ہرات پر قبضہ لے لیا بعد ازاں نیشاپور کیجانب قدم بڑھایا ایک مدت تک حسین کا نیشاپور میں محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ نیشاپور پر بھی قبضہ کرلیا اور حسین گرفتار کرلیا گیا یہ واقعہ ۳۰۲ھ[1] کا ہے۔

فتحیابی کے بعد احمد بن سہیل نے نیشاپور میں قیام اختیار کیا۔ محمد ابن جنید اسوقت تک مرو میں تھا اُسنے یہ خبر پاکر کہ احمد بن سہیل نے نیشاپور پر قبضہ کرلیا ہے اور حسین بن علی گرفتار ہوگیا ہے مرو سے نیشاپور چلا آیا احمد نے محمد بن جنید کو پہنچتے ہی گرفتار کرلیا۔ حسین بن علی بعد گرفتاری بخارا بھیجدیا گیا اور محمد بن جنید خوارزم کے جیل میں ڈالدیا گیا چنانچہ معین پر اُسکا انتقال ہوا۔ باقی رہا حسین بن علی اسکو ایک مدت مدید کے

[1] کاتب کی غلطی ہے بجائے ۳۰۲ھ کے ۳۰۶ھ پڑھو دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۲ مطبوعہ مصر ذکر مخالفۃ منصور بن اسحاق

بعد ابو عبداللہ جیہانی مدبر دولت بنو سامان نے رہا کیا اور یہ بدستور قدیم امیر نصر بن احمد کیخدمت میں رہنے لگا۔

احمد بن سہیل کی بغاوت احمد بن سہیل امیر اسماعیل بن احمد اور اُسکے لڑکے احمد پھر اسکے بیٹے نصر احمد کے نامور سپہ سالاروں سے تھا۔ ابن اثیر نے احمد بن سہیل کے نسبت یوں لکھا ہے کہ " ہو احمد بن سہیل بن ہاشم بن الولید بن جبلہ بن کامگار بن یزدجرد بن شہریار الملک"، کامگار صوبہ مرو کا ناظم تھا۔ احمد کے تین بھائی اور تھے محمد، فضل اور حسین۔ یہ تینوں بھائی عرب اور عجم کے جھگڑے میں مارے گئے۔ احمد عمرو بن لیث کیطرف سے مرو کا گورنر تھا عمرو بن لیث نے کسی امر پر ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر سجستان بھیجدیا۔ احمد کسی طرح سے قید سے نکل بھاگا اور مرو میں پہنچکر قبضہ کر لیا اور عمرو بن لیث کے نائب کو جو کہ مرو میں تھا گرفتار کر لیا۔

احمد بن سہیل نے قبضہ مرو کے بعد امیر اسماعیل بن احمد کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور اُسکے زیر حمایت حکومت کرنے لگا امیر اسماعیل نے اسکو بخارا میں طلب کر کے اُسکی عزت افزائی کی اور اسکی قدر و منزلت بڑہا دی اپنے سپہ سالاروں کے زمرہ میں امتیاز کا درجہ عنایت کیا چنانچہ احمد اسوقت سے امیر اسماعیل کیخدمت میں رہا اور بعد اُس کے اُسکے بیٹوں کیخدمت کرتا رہا۔ پس جب حسین بن علی نے نیشاپور میں امیر نصر بن احمد بن اسماعیل کے علم حکومت کے خلاف ۳۰۶ھ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تو امیر نصر نے اس بغاوت کے فرو کرنے پر احمد کو مامور کیا چنانچہ احمد کو اس مہم میں کامیابی ہوئی امیر نصر بن احمد نے اس حسن خدمت کے صلہ میں نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔

" امیر نصر بن احمد نے بوقت تقرری احمد بن سہیل سے کچھ اقرار بھی لیا تھا جسکا ایفا احمد نے نہ کیا امیر احمد کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اور احمد بھی اس سے کھینچا گیا زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ نیشاپور پر مسلط ہو کر امیر نصر کے نام کا

خطبہ موقوف کر دیا اور خود مختار حکمران بن بیٹھا۔ بعد اسکے ایک قاصد دارالخلافت بغداد روانہ کیا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرانے اور خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی پھر نیشاپور سے جرجان کیطرف آیا جرجان میں "قراتکین" حکومت کر رہا تھا۔ دونوں حریف میں لڑائی ہوئی بالآخر احمد نے "قراتکین کو شکست دیکر جرجان پر قبضہ کر لیا۔ جرجان سے فارغ" ہوکر مرو کیطرف قدم بڑھایا اور اُسپر مستولی ہوکر شہرپناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا۔

امیر نصر کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اُس نے ایک فوج لبسر کردگی حمویہ بن علی بخارا سے احمد کی سرکوبی کو روانہ کیا مرورود میں احمد سے ماہ رجب ۳۰۶ھ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ انجام کار احمد کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے مگر احمد تن تنہا لڑتا رہا تاآنکہ اُسکا اُسکا گھوڑا تنگ و دو سے تھک گیا تب احمد نے مجبور ہوکر امن کی درخواست کی لوگوں نے پہونچکر گرفتار کرلیا اور پابزنجیر بخارا بھیجدیا امیر نصر نے جیل میں ڈالدیا پس ماہ ذی الحجہ ۳۰۷ھ میں بحالت قید مر گیا۔

قتل لیلیٰ بن نعمان دیلمی لیلیٰ بن نعمان دیلمی سرداران دیلم سے ایک نامور شخص اور اطروش کا کار آزمودہ سپہ سالار تھا۔ حسن بن قاسم داعی نے اُسکو ۳۰۸ھ میں جرجان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اطروش کی اولاد اسکو اپنے خطوط میں "المؤید لدین اللہ المنتقم لاولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ کریم شجاع اور جنگ آور شخص تھا لیلیٰ کے حکمراں ہونے کے بعد قراتکین نے جرجان پر فوج کشی کی۔ جرجان سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر لیلیٰ سے مقابلہ ہوا۔ پہلے ہی معرکہ میں قراتکین کی فوج میدان جنگ سے کھونگھٹ کھا گئی اسکے غلام فارس نے لیلیٰ سے معہ ایکہزار پیادوں کے امن کی درخواست کی لیلیٰ نے نہایت فراخ حوصلگی سے امن دی کمال عزت اور

احترام سے پیش آیا اور اپنی بہن کا عقد اُس سے کردیا بعد اُسکے ابوالقاسم بن حفص ہمشیرہ زادہ احمد بن سہیل امن کا خواستگار ہوا اُس نے امن حاصل کرنے کے بعد لیلی کو نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اسوقت نیشاپور میں قراتکین مقیم تھا رفتہ رفتہ فوج کی بھی کثرت ہوئی رسد وغلہ اور مال کی کمی سے مجبور ہوکر حسین بن قاسم داعی سے نیشاپور پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ وہاں کیا تھا حسین بن قاسم داعی نے اجازت دیدی چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۳۰۸ھ میں لیلی نے نیشاپور کا رخ کیا اور پہنچتے ہی نیشاپور پر قبضہ کرلیا داعی حسین بن قاسم کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کردیا امیر نصر نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر لیلی کو ہوش میں لانے کی غرض سے بسرافسری اپنے سرداران حمویہ بن علی، محمد بن عبید اللہ بلخی، ابوجعفر ملوک خوارزم شاہ، اور سیمجور دواتی فوجیں روانہ کیں۔ مقام طوس میں لیلی سے معرکہ آرائی ہوئی شروع جنگ میں حمویہ کے اکثر ہمراہی شکست کھاکر بھاگ نکلے مگر بقیہ سپہ سالاران امیر نصر سینہ سپر برابر لڑتے رہے تھوڑی دیر کے بعد کل لشکر نے مجموعی قوت سے دفعتہً حملہ کیا۔ لیلی کے پاؤں اُکھڑ گئے شکست کھاکر بھاگا۔ آمد پہنچا اتفاق سے بقراخاں بادشاہ ترک بھی جو امیر نصر کی فوج کی کمک پر آیا ہوا تھا آمد پہنچگیا اور اُس نے لیلی کو گرفتار کرکے حمویہ کے پاس اسکی گرفتاری کی اطلاع دی حمویہ نے ایک شخص کو اُسکے سر اُتار لانے کو بھیجدیا چنانچہ اس شخص نے لیلی کے سر کو ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں اُتار لیا اور بحفاظت تمام بخارا بھیجدیا۔ بقیہ سپہ سالاران دیلم نے جو لیلی کے ہمراہ تھے یہ رنگ دیکھکر گھبرا گئے امن کی درخواست کی حمویہ نے اپنے سپہ سالاروں سے مخاطب ہوکر کہا، اللہ جلشانہ نے آج تمکو جبل و دیلم پر فتحیاب کیا ہے مناسب ہے کہ اُن کا استیصال کرکے ہمیشہ کی راحت حاصل کرلو،، سپہ سالاران حمویہ کی حمیت نے

قیدیان دیلم کے قتل پر کمر نہ باندھی اور اسکی رائے سے اتفاق نہ کیا تب حمویہ نے
اُن لوگوں کو امن دی۔

یہ وہی سپہ سالاران دیلم ہیں جنھوں نے بعد کو اطراف بلاد ممالک اسلامیہ
میں خروج کیا تھا اور عالمگیر جنگ برپا کر کے اکثر شہروں اور ممالک پر قبضہ کیا
تھا مثلاً اسفار، مرداویج، شکین اور بنوبویہ وغیرہم ان لوگوں کے حالات آئندہ
حسب موقع تحریر کیے جائینگے۔

فارس جس نے لیلی سے امن حاصل کر لی تھی جرجان ہی میں قیام اختیار
کیا اور وہی بعد اس واقعہ کے جرجان کی حکومت پر رہا تا آنکہ قراتکین وارد
جرجان ہوا۔ اس کے غلام فارس نے حاضر ہو کر عفو تقصیر اور امن کی درخواست کی
قراتکین نے اسکو امن دیدی مگر پھر کسی وجہ سے ۳۱۶ھ میں اُسکو قتل کر کے
جرجان سے واپس چلا آیا۔

جنگ سیمجور و ابن اطروش | جسوقت قراتکین نے اپنے غلام فارس کو ۳۱۶ھ میں
قتل کر کے جرجان سے مراجعت کی ابوالحسین بن ناصر بن علی اطروش علوی نے
استر آباد سے جرجان کا قصد کیا اور پہنچتے ہی اُسپر قابض ہوگیا۔ امیر سعید نصر نے
ابوالحسین کے جنگ پر سیمجور دوانی کو چار ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ کیا
جرجان سے بیس کوس کے فاصلہ پر پہنچکر سیمجور نے پڑاؤ کیا۔ ابوالحسین آٹھ ہزار
دیلمی پیادوں سے مقابلہ پر آیا دونوں حریف میں گھمسان لڑائی شروع ہوئی۔
سیمجور نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمینگاہ میں بٹھا دیا تھا اُن لوگوں نے خروج
میں تاخیر کی جس سے سیمجور کو ہزیمت اُٹھا کر لیپا ہونا پڑا اسفر خاب سپہ سالار دیلم نے
تعاقب کیا اور ابوالحسین کے لشکری غارتگری میں مصروف ہوگئے۔ اتنے میں
سیمجور کی فوج نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کر دیا ابوالحسین کو ہزیمت ہوئی چار ہزار فوج

کھیت رہی ابوالحسین براہ دریا استرآباد کی طرف بھاگا استرآباد میں پہنچنے کے بعد اُسکے بقیۃ السیف ہمراہی بھی آملے۔

سرخاب جو بیجور کے تعاقب میں گیا ہوا تھا واپس ہو کر آیا تو رنگ ہی دوسرا تھا اسکے فتحمند ہمراہی خاک وخون پر لوٹ رہے تھے لشکرگاہ میں ہو کا عالم تھا حیرت زدہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد اپنے حواس خمسہ درست کئے اپنے ہمراہیوں کے اہل وعیال اور کمزور ہمراہیوں کو ساتھ لیکر استرآباد کا راستہ اختیار کیا۔ باقی رہا بیجور اُس نے یہ سُنکر کہ میری ہزیمت کے بعد میرے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی ہے واپس آیا اور جرجان میں قیام پذیر ہوا۔

ان واقعات کے بعد سرخاب نے وفات پائی۔ ابن اطروش نے ماکان بن کالی کو استرآباد پر بطور اپنے نائب کے مامور کر کے ساریہ کیجانب مراجعت کی اسکے ساتھ محمد بھی تھا۔ ..... [1] پس اہل ساریہ نے اطروش کو نکالکر لبقراخاں کو اپنا امیر بنایا۔ ابن اطروش ساریہ سے نکلکر جرجان پہنچا پھر جرجان سے نیشاپور نے چلا گیا ماکان ساریہ سے لوٹ کر استرآباد آیا اور استرآباد سے لبقراخاں کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ یہ ابتدائی حال ماکان بن کالی کا ہے عنقریب اُس کے حالات بیان کئے جائینگے۔

خروج الیاس بن اسحاق | ۳۱۰ھ میں اسحاق اور اُسکے بیٹے الیاس کی سمرقند میں بغاوت کرنے کے واقعات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اسحاق بخارا میں پہنچکر مرگیا اُسکا بیٹا الیاس فرغانہ چلا گیا اور وہیں ۳۱۶ھ تک قیام پذیر رہا۔ بعد اسکے فوجیں درست اور سامان فراہم کر کے سمرقند پر حملہ کرنے کی طیاری کی محمد بن حسین بن مت سپہ سالار بنو سامان سے امداد طلب کی۔ ترکان فرغانہ سے بھی مالی فوجی مدد کا خواستگار ہوا ان لوگوں نے کمال خوشی سے مدد دی تیس ہزار سوار

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

بات کی بات میں مجتمع ہو گئے۔ چنانچہ الیاس نے سمر قند کیطرف قدم بڑھایا۔ امیر نصر نے اسکی مدافعت کو ابو عمر اور محمد بن اسد کو ڈھائی ہزار پیادوں کی جمعیت سے روانہ کیا۔ پس ابو عمر نے الیاس کے پہنچنے سے پیشتر جھاڑیوں میں چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بٹھا دیا تھا جوں ہی الیاس قریب سمر قند پہنچا اور اُسکے فوجی خیموں کے نصب کرنے اور پڑاؤ بنانے میں مصروف ہوئے ابو عمر کے لشکر نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کر دیا محمد بن حسین شکست کھا کر بھاگا اسفیجاب پہنچا اور جب اسکو اسفیجاب میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اطراف طراز میں جا کر دم لیا۔ اس صوبہ کے حاکم کو اسکی اطلاع ہو گئی گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سر اُتار کر بخارا بھیجدیا۔

اس ہزیمت کے بعد الیاس نے ابو الفضل بن ابو یوسف صاحب الساسیع سے امداد کی درخواست کی ابو الفضل نے اسکی کمک پر محمد بن الیسع کو ایک عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا اور خود بھی آمد کو آیا مگر الیاس کو اس مرتبہ بھی ہزیمت ہوئی شکست کھا کر کاشغر چلا آیا ابو الفضل گرفتار ہو کر بخارا بھیجدیا گیا اور وہیں مر گیا۔ الیاس نے کاشغر میں پہنچکر والی کاشغر طغاتکین بادشاہ ترک کی بیٹی سے عقد کر لیا اور اُسکے پاس وہیں قیام اختیار کیا۔

سعید کا رَے پر قبضہ خلیفہ مقتدر نے رَے کی حکومت پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا تھا چنانچہ ۳۱۱ھ میں یوسف نے رَے کیطرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی احمد بن علی برادر صعلوک کے قبضہ سے رَے کو نکال لیا صعلوک نے قبل اس واقعہ کے رَے کو چھوڑ کر دار الخلافت بغداد کا راستہ اختیار کیا تھا خلافت مآب نے صعلوک کو رَے کی سند حکومت عطا کی۔ رَے میں پہنچکر بعد چندے صعلوک نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھی اور باغی ہو کر ماکان بن کالی سپہ سالار دیلم اور اولاد اطروش سے جو کہ طبرستان اور جرجان میں تھے ملگیا خلیفہ مقتدر نے

اسکی سرکوبی پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا یوسف اور صعلوک سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر یوسف نے اسکو قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے خلیفہ مقتدر نے ۳۱۴ھ میں یوسف کو طلب کر کے واسط کیجانب جنگ قرامطہ پر بھیجدیا اور رَے کی حکومت پر سعید نصر بن احمد کو مقرر فرمایا پس سعید رَے پر قبضہ کرنیکو بڑھا رَے پر اسوقت فاتک نامی ایک غلام یوسف بن ابی الساج کا حکومت کر رہا تھا۔ سعید نصر سامانی اوایل ۳۱۴ھ میں رے کیجانب روانہ ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا جسوقت کوہ قارن تک پہنچا ابو نصر طبری نے جبل قارن سے گذرنے نہ دیا سعید نصر نے تیس ہزار دینار دیکر ابو نصر طبری کو راضی کر لیا اور جبل قارن کو عبور کر کے رَے پر پہنچا۔ فاتک نے سعید نصر کی آمد کی خبر پاکر رَے کو چھوڑ دیا سعید نصر نے رَے پر نصف سنہ مذکور میں قبضہ کر لیا اور دو ماہ قیام کر کے بخارا کیجانب مراجعت کی۔

سعید نصر نے بوقت واپسی رَے پر محمد بن علی ملقب بہ صعلوک کو لطور نائب کے مقرر کیا تھا۔ اس نے شعبان ۳۱۶ھ تک رَے میں قیام کیا پھر اتفاق سے بیمار ہو گیا حالت علالت میں حسن داعی اور ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا کہ آپ لوگ رے میں تشریف لایئے میں جاں بلب ہوں رَے آپ کے حوالے کر دوں چنانچہ حسن داعی اور ماکان دیلمی آیا محمد بن علی صعلوک نے رَے اُن لوگوں کے حوالے کر کے رَے چھوڑ دیا اثناء راہ میں دامغان پہنچکر مر گیا۔

اسوقت سے حسن داعی رَے کا مستقل حکمراں ہو گیا۔ اسکے بعد ہی قزوین زنجان، ابہر، اور قم وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اِن مہمات میں ماکان اسکے رکاب میں تھا اسی اثناء میں اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا چنانچہ داعی حسن اور ماکان نے اسفار پر فوجکشی کی۔ ساریہ میں دونوں فریق کا مقابلہ ہوا۔ کمیست اسفار کے ہاتھ رہا حسن بن قاسم شکست کھا کر بھاگا اثناء دار و گیر میں مارا گیا جیسا کہ

بضمن اخبار علویہ طبرستان میں تحریر کیا گیا۔

اسفار کی گورنری اسفار بن شیرویہ سرداران دیلم سے تھا اور ماکان بن کالی کے مصاحبوں اور احباب سے تھا۔ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابوالحسن بن اطروش نے ماکان بن کالی کو استر آباد کی حکومت پر مامور کیا تھا اور یہ کہ دیلمیوں نے مجتمع ہو کر اسکو امیر و سردار بنایا تھا اور اُس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا بعد اسکے طبرستان کو بھی دبالیا اور اپنے جانب سے اپنے بھائی ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مامور کیا۔ اسفار بن شیرویہ اسکے سپہ سالاروں سے تھا ابوالحسن کی تقرری سے ناراض ہو کر ماکان سے علیحدہ ہو کر ۳۱۵ھ میں بکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا آیا۔ بکر بن محمد نے اسفار کو جُرجان کے فتح کرنے کو بھیجدیا۔ اس سے جُرجان میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا۔

ماکان بن کالی نے جرجان میں ابوعلی بن اطروش کو زیر نگرانی اپنے بھائی ابوالحسن ابن کالی کے قید کر رکھا تھا اطروش نے موقع پا کر قید سے نکلکر حملہ کر دیا اور اسکو قتل کر کے جرجان پر قابض ہو گیا چونکہ اطروش تنہا ماکان کا مقابلہ نکر سکتا تھا اسفار بن شیرویہ کو اپنی حمایت اور ماکان کے روک تھام کے لئے بلا بھیجا چنانچہ اسفار اسکی طلبی پر آگیا اور اُسکے شیرازہ حکومت کو منضبط کر دیا۔ ماکان یہ خبر پا کر اپنی فوجیں لئے ہوئے طبرستان سے جرجان پر آپہنچا اطروش اور اسفار نے ماکان سے سینہ سپر ہو کر لڑائی کی اور اسکو ہزیمت دیکر طبرستان تک تعاقب کرتے چلے گئے طبرستان پہنچکر دونوں حریف میں گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور وہیں مقیم ہو گئے بعد اسکے ابوعلی اطروش کا طبرستان ہی میں انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس سے مطلع ہو کر طبرستان پر فوجکشی کر دی اس واقعہ میں اسفار کو ہزیمت ہوئی طبرستان پر ماکان قابض ہو گیا بعد چندے اسفار نے فوجیں مرتب کر کے حسن بن قاسم داعی اور

ماکان کو ہزیمت ہوئی اثنار دار وگیر میں داعی مارا گیا اسفار نے دوبارہ طبرستان، جرجان، رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ پر قبضہ وتصرف کامل حاصل کرلیا امیر سعید نصر بن احمد والی خراسان سامانی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

ہارون بن بہرام انھیں ممالک کے ایک صوبہ کا گورنر تھا اور اطروش کے لڑکوں میں سے ابوجعفر علوی کا ہوا خواہ اور اُسکے نام کا خطبہ پڑھتا تھا اسفار نے اس خیال سے کہ مبادا ہارون کسی جدید شورش اور جنگ کا محرک نہ ہوجائے اسکو آمد کی سند حکومت عطا کی اور آمد کی کسی سردار کی لڑکی سے عقد کیا۔ ہارون کے شادی کے موقع پر ابوجعفر وغیرہ سرداران علویہ بھی آئے تھے اسفار نے موقع پاکر حملہ کردیا ابوجعفر اور کل علویوں کو گرفتار کرکے بخارا بھیجدیا اور قید کردیا۔

ان واقعات سے اسفار کے قدم حکومت کے زینہ پر مستقل طور سے جم گئے خودسری حکومت کی ہوا دماغ میں سما گئی امیر سعید نصر بن احمد والی خراسان اور خلافت مآب خلیفہ مقتدر سے بغاوت کا اعلان کردیا امیر سعید اس سے مطلع ہوکر بخارا سے بقصد جنگ اسفار نیشاپور کیطرف روانہ ہوا اسفار کے وزیر السلطنت محمد بن مطرف جرجانی نے رائے دی کہ بہر حال جنگ سے صلح بہتر ہے اپنے امیر سے مخالفت اچھی نہیں۔ چنانچہ اسفار نے اس رائے کے مطابق امیر سعید نصر کی علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور کل شرائط ادائے خراج منظور کرلئے۔

بعد چندے مرداویج جو اسفار کے نامور سپہ سالاروں سے تھا باغی ہوگیا طبرستان سے ماکان کو اپنی کمک پر بلایا چنانچہ اسفار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اسفار کو ہزیمت ہوئی۔ اثنار دار وگیر میں اسفار مارا گیا مرداویج نے اسکے کل مقبوضات پر قبضہ کرلیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔

مرداویج اسفار کے سر کرنے سے فارغ ہوکر طبرستان وجرجان کو بھی ماکان کے

قبضہ سے نکالنے کو بڑھا۔ ماکان نے امیر سعید سے امداد کی درخواست کی پس امیر سعید نے ابوعلی بن محمد مظفر کو اسکی کمک پر روانہ کیا مرداویج نے ماکان اور ابوعلی دونوں کو شکست دیدی ابوعلی اپنا سا منہ لیکر نیشاپور چلا آیا اور ماکان نے خراسان کا راستہ لیا۔[1]

امیر سعید نصر اور اسکے بھائی امیر سعید نصر بن احمد سامانی سریر حکومت پر متمکن ہوکر اپنے بھائیوں سے مشتبہ ہوگیا۔ اسکے تین بھائی تھے ابوزکریا، یحیٰی، ابوصالح منصور، اور ابواسحاق ابراہیم۔ یہ سب امیر احمد بن اسماعیل سامانی کے بیٹے تھے امیر سعید نصر نے ان تینوں بھائیوں کو گرفتار کرکے قندہان بخارا میں قید کردیا اور اور چند سرہنگوں کو انکی نگرانی پر مامور کیا۔ پس جبوقت امیر سعید نے ۳۱۵ھ میں نیشاپور کیطرف کوچ کیا تو یہ لوگ بسازش ابوبکر اصفہانی خباز (نان پز) جوکہ ان کو کھانا کھلانے کو جیل میں جاتا تھا۔ جیل سے نکل آئے۔

ابوبکر خباز ایک چلتا پرزہ شخص تھا۔ اسنے پہلے لشکریوں کو ملایا اور ان لوگوں کا حال بتلا کر انکے حقوق کا اظہار کیا جب لشکریوں نے ان لوگوں کے حقوق شاہی تسلیم کرلئے اور جمعہ کے دن انکے ساتھ ہوکر خروج کا وعدہ کیا تو ابوبکر خباز قندہان میں پنجشنبہ کے دن داخل ہوا دستور یہ تھا کہ قندہان کا دروازہ جمعہ کے دن عصر کے وقت کھلا کرتا تھا۔ رات کو انھیں تینوں قیدیوں کے ساتھ بسر کی لشکر کے ملانے اور انکے وعدہ کرنے کے حالات بتلائے صبح ہوئی تو قبل جمعہ دربانوں کے پاس گیا بہت سا روپیہ دیکر کہنے لگا کہ بھائی دروازہ کھولدو تاکہ جمعہ قضا نہو۔ دربانوں نے دروازہ کھولدیا۔ دروازہ کا کھولنا تھا کہ ہنگامہ برپا ہوگیا۔ لشکر کے چند سپاہی جو حملہ کرنے کے لئے پہلے سے آمادہ کرلئے گئے تھے دربانوں

[1] یہ کل واقعات ۳۱۶ھ کے ہیں دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

ٹوٹ پڑے اور انکو گرفتار بھی کرلیا۔ امیر احمد کی اولاد کو معہ ان علویوں، دیلمیوں اور دیگر پولیٹیکل قیدیوں کے جو انکے ساتھ تھے نکال لائے کل سپہ سالاروں اور فوج نے سلامی دی۔ شیرویہ بن جبلی ان معاملات میں زیادہ پیش پیش تھا۔ ارکین شہر نے کمال جوش ومسرت سے ابوزکریا یحییٰ کی امارت کی بیعت کی۔ اور سبھوں نے متفق ہوکر امیر سعید نصر کا خزانہ اور دارالامارت لوٹ لیا۔ ابوزکریا یحییٰ نے ابوبکر خباز کو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کرلیا۔

اس واقعہ کی اطلاع امیر سعید کو ہوئی تو اس نے نیشاپور سے بخارا کیجانب مراجعت کی ابوبکر محمد بن مظفر امیر لشکر خراسان اندنوں جرجان میں مقیم تھا جب اسکو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے ماکان کو بلاکر اس سے رشتہ مصاہرت قایم کیا اور نیشاپور کی حکومت دیکر اسکی حمایت ومحافظت کی ہدایت کی۔ پس ماکان نے نیشاپور کیجانب کوچ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ امیر سعید نصر نیشاپور سے بخارا کیطرف روانہ ہوگیا تھا۔ اور ابوزکریا یحییٰ نے نہر پر ابوبکر خباز کو مامور کر رکھا تھا چنانچہ ابوبکر نے امیر سعید کو نہر کے عبور کرنے سے روکا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ امیر سعید نے ابوبکر کو ہزیمت دیکر گرفتار کرلیا۔ اور فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا میں داخل ہوگیا جس تنور میں ابوبکر خباز روٹیاں پکایا کرتا تھا اس میں امیر سعید نے اسکو ڈالدیا جلکر خاکستر ہوگیا۔

اس ہزیمت کے بعد ابوزکریا یحییٰ نے سمرقند میں جاکر قیام کیا پھر وہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہوکر اطراف صغانیاں کا راستہ لیا۔ ان دنوں یہاں پر ابوعلی بن احمد بن ابی بکر محمد بن مظفر سپہ سالار افواج خراسان مقیم تھا۔ یحییٰ اطراف صغانیان سے گذر کر ترمذ پہنچا جونہی نہر بلخ کو عبور کیا قراتکین اظہار اطاعت کی غرض سے حاضر ہوا اور اسکے ساتھ مرو کیطرف گیا پس جب محمد بن مظفر وارد نیشاپور ہوا تو یحییٰ نے

اس سے خط و کتابت کرکے اسکو ملالیا۔

بعد چندے محمد بن مظفر نے ماکان بن کالی کو نیشاپور میں بطور نائب مقرر کرکے باظہار قصد مرو یحییٰ کیطرف روانہ ہوا۔ تھوڑی دور چلکر مرو کے راستہ سے منحرف ہوکر بوشنج و ہرات کیطرف نہایت تیزی سے بڑھا اور ان دونوں شہروں پر قابض ہوگیا بعد ازاں ہرات سے براہ غرشستان صغانیان کیطرف قدم بڑھایا اس نقل و حرکت سے یحییٰ کو محمد کی مخالفت کا خطرہ پیدا ہوا ایک فوج اسکے روک تھام کو روانہ کی اثنار راہ میں مڈبھیڑ ہوئی محمد نے اس فوج کو ہزیمت دیکر غرشستان سے مراجعت کی اور اپنے بیٹے ابو علی کو صغانیان سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ پس ابو علی نے ایک تازہ دم فوج اپنے باپ کی مدد پر بھیجدی۔ محمد نے بلخ کا قصد کیا بلخ میں منصور بن قراتکین حکمرانی کر رہا تھا۔ دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو فتح نصیب ہوئی منصور شکست کھاکر جرجان چلا گیا اور محمد کامیابی حاصل کرکے صغانیان میں آرہا۔ اپنے بیٹے سے ملا اور ان واقعات سے امیر سعید نصر کو مطلع کیا امیر سعید نصر یہ خبر سنکر بیحد خوش ہوا۔ اسی خوشی میں بلخ اور طخارستان کی حکومت عطا کی۔ محمد نے ان صوبجات پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے ابو علی کو مامور کیا اور خود امیر سعید نصر کیخدمت میں چلا آیا۔

ان واقعات نے یحییٰ اور منصور کی کمر ہمت توڑ دی۔ اپنے بھائی امیر سعید نصر کیخدمت میں حاضر ہوکر امن کے خواستگار ہوئے اور بعد چندے انتقال کر گئے باقی رہا ابو اسحاق ابراہیم، وہ دار الخلافت بغداد بھاگ گیا پھر بغداد سے موصل چلا گیا۔ قراتکین نے مقام لبت میں وفات پائی۔ سارا فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔ حکومت و سلطنت کا شیرازہ بندھ گیا۔

جعفر بن ابو جعفر بن داؤد سلاطین سامانیہ کیجانب سے ختل[1] کا گورنر تھا

[1] ختل بخاء معجمہ مضمومہ و تاء مثناۃ فوقانیہ مشددہ مفتوحہ۔

امیر سعید نصر کو اُسکی جانب سے بھی کچھ شبہہ پیدا ہوا۔ ابو علی احمد بن ابو بکر محمد بن مظفر کو جعفر پر فوجکشی کرنے کو لکھ بھیجا ابو علی اسوقت صغانیان میں تھا پس ابو علی نے فوجیں مرتب کرکے جعفر پر فوج کشی کردی اور کمال مردانگی سے جعفر کو شکست دی، گرفتار کرکے بخارا لے آیا اور قید کردیا پس جب قید خانہ سے یحیٰی بسانحش ابو بکر خباز باہر نکالا گیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو یہ بھی یحیٰی کیساتھ جیل سے نکل آیا تھا اور یحیٰے کے ساتھ ساتھ رہا پھر جب اس نے یحیٰی کے حالات سنورتے نہ دیکھے تو اجازت حاصل کرکے ختل چلا گیا اور وہاں پہنچکر ۳۱۸ھ میں امیر سعید نصر کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی جس سے آئندہ اسکی بہتری اور صلاحیت ظہور میں آئی۔

ابن مظفر کی گورنری ابو بکر محمد بن مظفر امیر سعید نصر کیطرف سے جرجان کا گورنر تھا پس جب مرداویج کی حکومت کو رے میں استحکام و استقلال حاصل ہوگیا جیسا کہ اخبار دیلم میں بیان کیا جائے گا تو ابن مظفر جرجان کو خیرآباد کہہ کر امیر سعید نصر کی خدمت میں نیشاپور چلا آیا۔ امیر سعید نصر یہ خبر پاکر فوجیں مرتب کرکے جرجان کیجانب بڑھا۔

محمد بن عبید اللہ بلعمی وزیر السلطنت سلاطین سامانیہ اور مطرف بن محمد وزیر مرداویج میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا۔ محمد بن عبید اللہ نے بحکمت عملی ملالیا مرداویج کو اسکی خبر لگ گئی مرداویج نے مطرف کو قتل کرڈالا۔ تب محمد بن عبید اللہ نے مرداویج کو دوستانہ نصیحتانہ خط تحریر کیا جسمیں امیر سعید نصر کے احسانات کا ذکر کرکے یہ رائے دی کہ تم جرجان سے قبضہ اُٹھالو اور کچھ زر نقد دیکر اپنے محسن قدیم امیر سعید نصر سے مصالحت کرلو ورنہ آئندہ تمھاری خرابی کے سامان نظر آرہے ہیں اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ تمکو جرجان پر قبضہ کرنے کا محرک تمھارا وزیر مطرف تھا جسکو تم نے قتل کی سزا دی۔ مرداویج اس خط کو پڑھکر اسقدر متاثر ہوا کہ اس نے جرجان سے اپنا قبضہ

اُٹھا لیا اور تاوان جنگ دیکر امیر سعید سے مصالحت کر لی۔

امیر سعید نصر نے مہم جرجان سے فراغت حاصل کی اندرونی انتظام کیجانب مصروف ہوا محمد بن مظفر کو ۳۲۱ھ میں کل عساکر خراسان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اپنے ممالک محروسہ کے نظم و نسق کا اختیار کامل دیکر اپنے دارالحکومت بخارا میں واپس آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

امیر سعید کا کرمان پر قبضہ محمد بن الیاس امیر سعید نصر کے اراکین دولت سے تھا۔ کسی بات پر امیر سعید نے ناراض ہو کر محمد بن الیاس کو قید کر دیا۔ پھر محمد بن عبید اللہ بلعمی کی سفارش سے رہا کر دیا محمد بن مظفر نے اُس کو جرجان بھیجدیا۔

محمد بن الیاس نے جرجان میں پہنچکر اپنا اصلی رنگ دکھایا جسوقت یحییٰ اور اُسکے بھائیوں نے امیر سعید نصر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اُس وقت محمد الیاس بھی ان لوگوں سے جلا ملا اور بغاوت و سرکشی میں پورا پورا حصہ لیا نیشاپور میں یحییٰ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر جب امیر سعید نے اُن لوگوں پر حملہ کیا تو یحییٰ سے علیحدہ ہو کر کرمان چلا گیا اور اُس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ پھر کرمان سے نکلکر بلاد فارس کیطرف بڑھا اسوقت ملک فارس کی عنان حکومت یاقوت کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ محمد بن الیاس کوچ و قیام کرتا ہوا اصطخر پہنچا اور یاقوت سے یہ ظاہر کیا کہ میں امن حاصل کرنے کو آیا ہوں مگر یاقوت اسکے حیلہ و مکر سے مطلع ہو گیا تب محمد بن الیاس نے کرمان کیجانب معاودت کی۔ اُسوقت امیر سعید نصر نے اپنے نامور سپہ سالار ماکان بن کالی کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ۳۲۲ھ میں کرمان کے سر کرنے کو بھیجا چنانچہ محمد بن الیاس سے اور ماکان سے معرکہ آرائی ہوئی بالآخر محمد بن الیاس کو ہزیمت ہوئی اور ماکان نے بہ نیابت امیر سعید نصر بن احمد کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا محمد بن الیاس ہزیمت اُٹھا کر دینور چلا گیا بعد چندے ماکان بھی کرمان سے واپس چلا آیا جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرینگے۔ اسکے واپس ہوتے ہی محمد بن الیاس پھر کرمان

کیطرف واپس ہوا۔

امیر سعید نصر نے بعد قتل مرداویج ایک فرمان ماکان کے نام دوسرا محمد بن مظفر والی خراسان کے پاس روانہ کیا اور جرجان اور رے کیجانب بڑھنے کا حکم دیا۔ رے میں ان دنوں وشمگیر برادر مرداویج حکومت کر رہا تھا۔ پس ماکان نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے نیشاپور پہنچا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مظفر نیشاپور پر مستولی ہو گیا تھا ماکان کے پہنچنے سے پہلے وشمگیر کو شکست فاش دیچکا تھا۔ اسوجہ سے ماکان اسکی جنگ سے رک گیا اور نیشاپور میں مقیم ہو گیا۔ امیر سعید نصر نے اس صوبہ کی سند حکومت ماکان کو عطا کی۔ یہ واقعہ اوایل ۳۲۲ھ کا ہے۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ محمد بن الیاس نے بعد واپسی ماکان پھر کرمان کا قصد کیا تھا چنانچہ امیر سعید نصر کی فوج سے جو کہ کرمان میں مقیم تھی متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن آخرکار محمد بن الیاس کو فتح نصیب ہوئی اور وہ کرمان پر قابض ہو گیا۔

ماکان کا کرمان پر قبضہ اور بغاوت

ہرگاہ بانجین[1] نے جرجان پر قبضہ کر لیا اور ماکان نیشاپور میں خیمہ زن ہوا اور نیشاپور کی عنان حکومت ماکان کو دی گئی۔ تھوڑے دنوں بعد بانجین انتقال کر گیا۔ محمد بن مظفر سپہ سالار افواج سلاطین سامانیہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے ماکان گورنر نیشاپور کو جرجان پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ ماکان نے حیلہ وحوالہ کر کے ٹال دیا بعد اسکے نیشاپور سے نکلکر اسفراین کیطرف گیا اور وہاں سے ایک فوج جرجان پر قبضہ کرنے کو روانہ کی چنانچہ اس فوج نے پہونچتے ہی جرجان پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ جرجان کے بعد خود مختار بننے کی سوجھی مخالفت و خودسری کا اعلان کر دیا۔ اسوقت محمد بن مظفر نیشاپور چلا آیا تھا۔ ماکان نے اسکی کمی جماعت کا احساس کر کے نیشاپور کیطرف قدم بڑھایا چونکہ محمد بن مظفر کو ماکان کے ارادوں کی خبر نہ تھی اور نہ وہ جنگ کے لئے طیار تھا

[1] بانجین دیلمی وشمگیر کے سپہ سالاروں سے تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۵۔

اسوجہ سے نیشاپور کو چھوڑ کر سرخس چلا آیا۔ اور ماکان رمضان ۳۲۱ھ میں داخل نیشاپور ہوا پھر یہ سوچ کر کہ مبادا شاہی افواج مجتمع ہو کر یلغار نہ کریں نیشاپور سے واپس آیا۔

علی بن محمد کی گورنری جرجان کی فتح

ابو بکر محمد بن مظفر بن محتاج والی خراسان امیر سعید نصر کے نامور گورنروں سے تھا اور ۳۲۱ھ سے خراسان کی گورنری پر تھا پس جب ۳۲۷ھ کا دور آیا تو ابو بکر محمد علیل ہو گیا اور اُسکے مرض نے طول پکڑا۔ امیر سعید نصر نے اُسکو آرام دینے کی غرض سے اُسکے بیٹے ابو علی کو صغانیان سے طلب کر کے خراسان کی گورنری عنایت کی اور اُسکے باپ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بخارا میں طلب کیا پس ابو بکر محمد نیشاپور سے تین منزل کی مسافت پر اپنے بیٹے ابو علی سے ملا اور اُس کو امور سیاست اور انتظام سلطنت کے اصول سمجھا کر بخارا چلا آیا۔

ابو علی اسی سنہ میں نیشاپور میں داخل ہوا چندے قیام پذیر رہا پھر ماہ محرم ۳۲۸ھ میں جرجان کیطرف کوچ کیا۔ اسوقت جرجان پر ماکان قابض تھا اور امیر سعید نصر کے علم حکومت سے باغی تھا۔ ماکان نے اگرچہ جرجان کے گرد و نواح کے چشموں اور چاہات کا پانی خراب کر دیا تھا مگر ابو علی جیوں تیوں ان دشوار گذار مراحل سے عبور کر کے جرجان سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پہونچکر محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ ماکان نے تنگ آ کر وشمگیر سے امداد طلب کی وشمگیر اسوقت رَے میں تھا اُس نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو اُسکی کمک پر روانہ کیا۔ اُس سپہ سالار نے جرجان کے قریب پہونچ کر دونوں حریف میں صلح کی گفتگو شروع کرادی دو چار بار ردّ و کد کے بعد صلح کی گفتگو تمام ہو گئی ماکان جرجان چھوڑ کر طبرستان چلا گیا ابو علی نے ۳۲۸ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ابراہیم بن سیمجور دوانی کو مامور کیا۔

ابو علی کا رَے پر قبضہ

ابو علی نے جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد اسکا نظام حکومت درست

اور ماکان کا قتل ہونا کرکے اپنی جانب سے ابراہیم بن سیجور دوانی کو مامور کیا اور سامان جنگ وسفر درست کرکے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں رے کا قصد کیا اسوقت رے پر وشمگیر بن زیاد برادر مرداویج قابض تھا۔ اُس نے بعد اپنے بھائی کے اِس صوبہ پر قبضہ کرلیا تھا عماد الدولہ اور رکن الدولہ پسران بویہ ابوعلی گورنر خراسان کو رَے پر قبضہ کرلینے کی تحریک وترغیب دے رہے تھے اور مالی وفوجی مدد دینے کا وعدہ کرتے تھے راز یہ تھا کہ جبوقت ابوعلی رے کو وشمگیر سے چھین لیگا اسوقت رقبہ حکومت وسیع ہونے کیوجہ سے رے میں قیام نکرسکے گا بآسانی تمام یہ اُسپر قابض ومتصرف ہوجائینگے۔

الغرض ابوعلی اُن لوگوں کی تحریک سے بقصد قبضہ رے روانہ ہوا وشمگیر نے اس سے مطلع ہوکر ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا اور امداد طلب کی۔ ماکان فوجیں مرتب کرکے طبرستان سے روانہ ہوا اُدھر ابوعلی پھر رے کے قریب آپہونچا رکن الدولہ اور عماد الدولہ کی امدادی فوجیں بھی آگئیں اطراف رَے میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا وشمگیر شکست کھاکر طبرستان کیطرف بھاگا اور وہیں پہونچکر قیام اختیار کیا ماکان سینہ سپر ہوکر میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر الامر ایک تیر آلگا جس سے ماکان نے تڑپ کر جان دیدی۔ فوج میں بھگدر مچگئی فتحمند گروہ نے لوٹ مار شروع کردی ابوعلی فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے ۳۲۹ھ میں داخل رَے ہوا اور ماکان کا سر معہ قیدیان جنگ دار السلطنت بخارا روانہ کردیا۔

اس ہزیمت کے بعد سے وشمگیر طبرستان ہی میں مقیم رہا تاآنکہ اُس نے بھی ملوک سامان کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت خم کردی۔ ا ۳۳۰ھ میں خراسان آیا اور قیدیان جنگ کے واپس ملنے کی درخواست کی۔ امیر سعید نصر نے قیدیوں کو اسکی درخواست کے مطابق رہا کردیا اور مقتولوں کا سر بخارا میں رہگیا دار الخلافت بغداد

نہیں بھیجا گیا۔

ابو علی کا بلادختل پر قبضہ ابو علی گورنر خراسان نے رے پر قبضہ کر لینے کے بعد زیر حمایت علم حکومت امیر سعید نصر حکمرانی شروع کی نظم ونسق درست کر کے ایک فوج کو بلادختل کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ پس اس فوج کو اس مہم میں کامیابی ہوئی پھر ابو علی نے رفتہ رفتہ زنجان، ابہر، قنزدین، قم، کرخ، ہمدان، نہاوند اور دینور کو حدود حلوان تک کسیکو بزور تیغ کسیکو بحکمت عملی مفتوح کر کے اپنے دایرہ حکومت میں داخل کر لیا عمال مقرر کیئے۔ خراج وصول کیا۔

حسن بن فیرزان برادر عم زاد ماکان بن کالی اُسوقت ساریہ میں تھا وشمکیر ایک مدت سے اپنا مطیع بنایا چاہتا تھا اور حسن انکاری جواب دے رہا تھا۔ وشمکیر نے ابو علی سے ہزیمت اُٹھا کر حسن کے زیر کرنے کا قصد کیا اور اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ساریہ پر چڑھائی کر دی اور محاصرہ کر کے ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ حسن بحال پریشان کسی طرح اپنی جان بچا کر ابو علی کیخدمت میں پہنچا اپنی سرگذشت بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا چنانچہ ابو علی نے اپنا لشکر مرتب کر کے حسن کی کمک پر کمر باندھی اور کوچ وقیام کرتا ہوا ساریہ پہونچا وشمکیر اُسوقت تک ساریہ میں مقیم تھا پس ابو علی نے ۳۳۱ھ میں وشمکیر پر ساریہ میں محاصرہ ڈالدیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری کر دی بالآخر وشمکیر نے مصالحت کی درخواست کی ابو علی نے امیر سعید نصر سامانی کی اطاعت کا اقرار لیکر مصالحت کر لی اور اُسکے بیٹے سلار کو بطور رہن کے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔

جمادی الآخرہ ۳۳۱ھ میں مہم ساریہ سے فارغ ہو کر ابو علی نے جرجان کیجانب مراجعت کی۔ جرجان پہونچکر امیر سعید نصر کی وفات کی خبر پہنچی۔ فوراً خراسان کیجانب کوچ کر دیا۔

امیر سعید نصر کی وفات اور ابو علی کی خراسان کیجانب مراجعت کرنے سے ادھر حسن کو بغاوت کرنے کا موقع ملگیا۔ نہایت بیباکی سے ابو علی کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور وشمگیر کے بیٹے سلار کو جو کہ ابو علی کے پاس رہن تھا لیکر جرجان آیا اور اُسپر قابض ہوگیا اُدھر وشمگیر نے رے کیجانب قدم بڑھایا اور بکمال تیزی سے رے پر قبضہ حاصل کرلیا۔ بعد اسکے حسن نے وشمگیر سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ملانے کی غرض سے سلار ابن وشمگیر کو وشمگیر کے پاس بھیجدیا۔ وشمگیر نے حسن کے تحریر کے مطابق لشکر خراسان کے مقابلہ پر امداد دینے کا وعدہ کیا اور ملک گیری کی ترغیب دی وشمگیر کے قبضہ رے کے بعد بنو بویہ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ وشمگیر کی کمی فوج اور قلت مال سے جو کہ بوجہ جنگ ابو علی محسوس ہورہی ہے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اس بنار پر رکن الدولہ بن بویہ نے رے پر فوجکشی کی۔ وشمگیر مقابلہ پر آیا اور ہزیمت اُٹھاکر بھاگا اسکے اکثر ہمراہی رکن الدولہ سے امن حاصل کرکے اُسکے لشکر میں داخل ہوگئے وشمگیر خاک بسر طبرستان کیجانب روانہ ہوا حسن بن فیرزان کو اسکی خبر لگی تو وہ بھی وشمگیر سے اپنی پرانی عداوت نکالنے پر تل گیا چند دستہ فوج لیکر روک ٹوک کو میدان میں آیا بقیہ ہمراہیان وشمگیر میں سے اکثر نے حسن سے امن حاصل کرکے اپنی جان بچائی وشمگیر نے شکست کھاکر خراسان کا راستہ لیا۔

انھیں واقعات سے حسن اور رکن الدولہ میں سلسلہ مراسلت جاری ہوتا ہے اور رکن الدولہ حسن کی بیٹی سے عقد کرتا ہے جس کے بطن سے فخر الدولہ علی پیدا ہوگا۔

امیر نصر کی وفات اُسکے بیٹے نوح کی حکومت ماہ رجب ۳۳۱ھ میں امیر سعید نصر والی خراسان وماوراء النہر بعارضہ سل علیل ہوا تیرہ مہینہ بیمار رہکر ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں اپنی حکومت کے تیس سال پورے کرکے رہگرائے عالم آخرت ہوا۔ حلیم، کریم، اور عاقل تھا۔ مرض الموت میں اس نے نہایت سچائی سے اللہ تعالیٰ کیجانب رجوع کیا تھا۔

امیر سعید کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا نوح سریر حکومت پر متمکن ہوا حلم وکرم میں یہ بھی اپنے باپ کا سچا جانشین تھا۔ اسکی امارت وحکومت کی لوگوں نے بیعت کی۔ امیر حمید کا لقب اختیار کیا۔ اسکے باپ کے مشہور ونامور سرداروں میں سے ابوالفضل محمد بن احمد حاکم قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ ملک کا نظم ونسق عمال کا ردوبدل عزل ونصب اسکے رائے سے ہوتا تھا۔

مرحوم امیر سعید نصر نے اپنے بیٹے اسماعیل کو زیر نگرانی ابوالفضل بن حمویہ بخارا کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ ابوالفضل ہی اسماعیل کے ممالک محروسہ کا نظم ونسق کرتا تھا اسی وجہ سے اس سے اور نوح سے چشمک تھی۔ اتفاق سے اسماعیل بحالت حیات اپنے باپ کے مرگیا امیر سعید نصر ابوالفضل سے اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھکو تمہاری بابت نوح کیجانب سے خطرہ ہے جب نوح سریر حکومت پر متمکن ہوا تو ابوالفضل نے بخارا سے نکلکر جیحون کو عبور کیا آمد پہونچا۔ ابوعلی اسوقت نیشاپور میں تھا ابوالفضل اور ابوعلی میں رشتہ دامادی کا تھا ابوالفضل نے اپنے حالات لکھے اور یہ لکھا کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابوعلی نے اپنے پاس آنے سے روکدیا۔ بعد اسکے امیر نوح نے اپنے قلم خاص سے امان نامہ لکھکر ابوالفضل کے پاس بھیجدیا جب وہ حاضر خدمت ہوا تو کمال عزت واحترام سے پیش آیا اور سمرقند کی سند حکومت عطا کی۔

ابوالفضل بن حمویہ وزیر السلطنت ابوالفضل محمد بن احمد حاکم سے موافقت نرکھتا تھا اور نہ اسکے احکام کا لحاظ کرتا تھا۔ اسوجہ سے وزیر السلطنت اس سے کشیدہ رہا کرتا تھا غرض کہ دونوں کے دلوں میں کدورت اور رنجش ایک دوسرے کیطرف سے بھری ہوئی تھی

امیر نوح کی حکومت کے دوسرے سال عبداللہ بن اشکام نے خوارزم میں علم بغاوت بلند کیا امیر نوح نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کرکے بخارا سے ۳۳۲ھ میں مرو کیجانب کوچ کیا اور ایک فوج کو بسر کردگی ابراہیم بن فارس بطور ہراول

پہلے سے بڑھنے کا حکم دیا اتفاق سے ابراہیم کا اثنار راہ میں انتقال ہوگیا۔

عبداللہ بن اشکام امیر نوح کی روانگی کا حال سُنکر گھبرا گیا بادشاہ ترک کے دامن میں جاکر چھپا۔ بادشاہ ترک کا لڑکا بخارا میں محبوس تھا امیر نوح نے بادشاہ ترک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم عبداللہ بن اشکام کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو تو میں اُسکے معاوضہ میں تمھارے بیٹے کو قید سے رہا کردونگا۔ بادشاہ ترک نے اسکا اقراری جواب دیا کسی ذریعہ سے اسکی خبر عبداللہ بن اشکام تک پہنچگئی۔ بادشاہ ترک کے پاس سے بھاگ آیا اور امیر نوح کیخدمت میں حاضر ہوکر اطاعت کی گردن خم کر دی امیر نوح نے اسکی عفو تقصیر کر کے اسکی عزت بڑھادی

ابو علی کا رَے پر دوبارہ قبضہ

بعد ان واقعات کے امیر نوح نے مرو کیجانب کوچ کیا اور ابو علی کو عساکر خراسانیہ کیساتھ رے کیطرف بڑھنے اور رکن الدولہ بن بویہ کے قبضہ سے نکال لینے کا حکم دیا پس ابو علی نے بہ تعمیل اس حکم کے رے کا راستہ لیا اثنار راہ میں وشمگیر سے ملاقات ہوگئی وشمگیر وفد ہوکر امیر نوح کی خدمت میں جا رہا تھا ابو علی نے اپنے آدمیوں کے ہمراہ امیر نوح کیخدمت میں وشمگیر کو روانہ کردیا اور خود بسطام کیطرف بڑھا بسطام میں پہونچکر اسکے لشکر میں پھوٹ پڑگئی۔ کچھ لوگ ابو علی سے مخالف ہوکر منصور بن قراتکین کے ساتھ جو کہ امیر نوح کے سربرآوردہ سرداروں سے تھا جرجان کیجانب چل کھڑے ہوئے۔ حسن بن فیرزان نے روکا جس سے یہ لوگ نیشاپور کیجانب لوٹے اور نیشاپور سے امیر نوح کے پاس مرو چلے گئے۔

بو علی اُن لوگوں کی علیحدگی کے بعد رَے پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا رَے سے چار یا پانچ کوس کے فاصلہ پر رکن الدولہ نے مورچہ قائم کیا۔ ابو علی کے لشکر میں ایک کالم کردوں کا بھی تھا ان لوگوں نے ابو علی کو دہوکا دیا اور عین جنگ کے وقت اس سے علیحدہ ہوکر امن حاصل کر کے رکن الدولہ کے پاس چلے گئے جس سے ابو علی کو ہزیمت ہوئی لوٹ کر نیشاپور آیا پھر نیشاپور سے مرو میں امیر نوح کیخدمت میں حاضر ہوا۔ امیر نوح نے

اسکو تسلی دیکر تازہ دم فوجیں مرتب کرکے رَے کیطرف پھر بڑھنے کا حکم دیا رکن الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی کثرت فوج سے خائف ہوکر رے کو چھوڑ دیا ابو علی نے رے پر اور نیز کل صوبجات جبلیہ پر قبضہ کرلیا۔ اپنے عُمّال اور نوابوں کو صوبجات کے انتظام پر مامور و متعین کیا یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۳۳ھ کا ہے۔

بعد ازاں امیر نوح نے مرو سے نیشاپور کیطرف کوچ کیا اور نیشاپور میں پہنچکر قیام اختیار کیا ابو علی کے دشمنوں نے بازاریوں اور عوام الناس کو اشارہ کردیا۔ اور لوگ جوق جوق امیر نوح کیخدمت میں آئے ابو علی اور اُسکے عُمّال کی بداخلاقی ظلم اور زیادتیوں کی شکایت کی۔ پس امیر نوح نے نیشاپور کی حکومت پر ابراہیم بن سیمجور کو مامور کیا اور نیشاپور سے بخارے کیجانب مراجعت کی۔

ابو علی کا خیال فتح رے سے یہ قایم ہوچکا تھا کہ امیر نوح میرے ساتھ اس خدمت کے صلہ میں بحسن سلوک پیش آئے گا مگر جب لگانے بجھانے والوں نے امیر نوح اور ابو علی میں ناصافی کرادی اور امیر نوح نے اسکو معزول کردیا تو ابو علی اپنی معزولی سے کشیدہ خاطر ہوکر رَے میں آکر قیام پذیر ہوا اور اپنے بھائی ابو العباس فضل بن محمد کو بلاد جبال کیجانب روانہ کیا ہمدان کی عنان حکومت اُسکے حوالہ کی اور اپنی کل فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ دیا چنانچہ فضل نے نہاوند اور دینور کا قصد کیا۔ اس اطراف کے رؤسا اکراد نے اطاعت کی گردن جھکادی امن کے خواستگار ہوئے۔ فضل نے ان بلاد پر قبضہ حاصل کرکے اطاعت قبول کرنے کی وجہ سے اُنکے رہائین اُنکو واپس دیدئے۔

جسوقت وشمگیر بطور وفد امیر نوح کیخدمت میں بمقام مرو حاضر ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور فتح جرجان کی غرض سے امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ایک فوج کو اسکے کمک پر متعین کیا اور ابو علی کو وشمگیر کی موافقت اور

مدد کرنے کو لکھ بھیجا۔ پس وشمکیر نے ابو علی سے جبکہ قبضہ رے سے نیشاپور کیطرف آرہا تھا ملاقات کی ابو علی نے حسب تحریر امیر نوح اپنی کل فوج کو جو اسوقت اُسکے رکاب میں تھی وشمکیر کے ساتھ روانہ کر دیا۔ وشمکیر دل بادل لشکر لئے ہوئے جرجان آیا اور حسن بن فیرزان سے مصروف پیکار ہوا حسن کو اس واقعہ میں ہزیمت ہوئی اور وشمکیر نے جرجان پر زیر اثر اقتدار حکومت امیر نوح بن سعید ماہ صفر ۳۳۳ھ میں قبضہ کر لیا۔

ابو علی اور امیر نوح کی مخالفت تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ امیر نوح نے ابو علی بن محتاج کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا تھا۔ تمکو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ امیر نوح اسکے پہلے ابو علی کو سپہ سالاری لشکر سے بھی معزول کر چکا تھا۔ پس جسوقت ابو علی نے مرو سے نیشاپور کیجانب مراجعت کی اور بقصد رَے سفر کے تہیہ میں ہوا تو امیر نوح نے ایک شخص کو تعرض کرنے کی غرض سے امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اس شخص نے لشکریوں سے بدخلقی کی بلا وجہ دفتر سے کسی کا نام کاٹ دیا کسی کسی تنخواہ کم دی۔ کسی کا وظیفہ بڑھا دیا اور کسی کو بھرتی کر لیا اس سے لشکریوں کو منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ ایک دوسرے سے شکوہ شکایت کرنے لگا اس سے امیر لشکر کو بھی خیال پیدا ہوا۔ اسوقت یہ فوج ہمدان میں تھی کل فوج نے مجتمع ہو کر رے جانے اور ابراہیم بن احمد برادر سعید کو امیر بنانے کی رائے قایم کی۔ ابراہیم بن احمد وہی شخص ہے جو امیر نوح کے مقابلہ سے شکست اٹھا کر موصل چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ ابو علی کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اُس نے لشکریوں کو اس فعل سے روکا مگر لشکریوں نے اسکی ایک نہ سُنی اُلٹے قید کرنے کی دھمکی دی اور ابراہیم بن احمد کو امیر بنانے اور بیعت امارت کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ ابراہیم ان لوگوں کے پاس ہمدان میں ماہ رمضان ۳۳۳ھ میں آیا ابو علی نے اس سے ملاقات کی اور معہ کل لشکریوں کے ماہ شوال میں رَے کیجانب کوچ کیا جسوقت رے میں تھے کسی ذریعہ سے

یہ خبر معلوم ہوئی کہ اسکے بھائی فضل نے امیر نوح کو ایک خط مشعر واقعات متذکرہ بالا روانہ کیا ہے۔ ابو علی نے فوراً اپنے بھائی اور نیز اُس شخص کو جس نے لشکریوں کے ساتھ جابرانہ برتاؤ کئے تھے گرفتار کرلیا۔ رَے اور بلاد جبل پر اپنی طرف سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر کے نیشاپور کا راستہ اختیار کیا۔

امیر نوح کو اسکی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کیں اور بخارا سے مرو کیجانب کوچ کیا۔ چونکہ لشکریوں میں محمد بن احمد حاکم سپہ سالار افواج کی بد اخلاقی کیوجہ سے شورش کا مادہ پیدا ہوگیا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر نوح سے اسکی شکایت کی اور یہ ثابت کردیا کہ اسکی وجہ سے ابو علی کو علم حکومت کی مخالفت کا سودا ہوا ہے اور اسی نے دولت و حکومت کے نظام کو درہم برہم کیا ہے۔ لشکریوں نے علاوہ اسکے یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ اگر محمد بن احمد حاکم سپہ سالار ہمارے حوالہ نکیا جائیگا تو ہم لوگ بالاتفاق علم حکومت سے علیحدہ ہوجائینگے۔ امیر نوح نے اس شورش کے فرو کرنے کی غرض سے سپہ سالار مذکور کو لشکریوں کے حوالہ کردیا۔ چنانچہ لشکریوں نے ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۳۳۵ھ میں اسکو قتل کر ڈالا۔

اس اثناء میں ابو علی نیشاپور پہنچا۔ اسوقت نیشاپور میں ابراہیم بن سیمجور اور منصور بن قراتکین وغیرہما سپہ سالاران حکمرانی کر رہے تھے۔ ابو علی نے ان لوگوں سے ساز کرنے کی کوشش کی اور اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگیا ماہ محرم ۳۳۵ھ میں داخل نیشاپور ہوا۔ بعد چندے منصور بن قراتکین سے کسی معاملہ میں مشکوک ہوکر گرفتار کرلیا۔ بعدازاں ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں معہ ابراہیم بن احمد کے نیشاپور سے مرو کیجانب روانہ ہوا اثناء راہ سے ابو علی کا بھائی فضل قید سے نکلکر قہستان کیطرف بھاگ گیا۔ الغرض جوں ہی ابو علی وغیرہ مرو کے قریب پہنچے امیر نوح کے لشکر میں اضطراب پیدا ہوگیا۔ لشکر کا حصہ کثیر امیر نوح سے علیحدہ ہوکر ابو علی کی فوج میں آملا۔

امیر نوح نے یہ رنگ دیکھکر مرو سے بخارا کا راستہ لیا اور ابوعلی نے مرو پر قبضہ کرلیا یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ کا ہے قبضہ مرو کے بعد ابوعلی نے طخارستان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کرلیا۔

امیر نوح نے بخارا میں پہنچکر اپنی مالی اور فوجی حالت درست کی اور ایک جرار فوج مرتب کرکے بسرافسری فضل بن محتاج برادر ابوعلی صغانیان کیطرف بقصد جنگ ابوعلی روانہ کیا صغانیان میں پہنچکر اتفاق سے چند روز تک نوبت جدال کی نہ آئی۔ سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت نے فضل پر تہمت لگائی کہ یہ اپنے بھائی سے ملگیا ہے اور گرفتار کرکے بخارا امیر نوح کے پاس بھیجدیا۔ اس واقعہ کی خبر ابوعلی کو طخارستان میں پہنچی ابوعلی نے طخارستان سے صغانیان کیجانب کوچ کیا ربیع الاول ۳۳۶ھ تک دونوں فریق میں سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر امیر نوح کے لشکریوں نے ابوعلی کو ہزیمت دی ابوعلی ہزیمت اُٹھاکر صغانیان کیجانب لوٹا اور جب وہاں بھی اسکو پناہ نہ ملی تو وہاں سے نکلکر اسکے قریب ہی شومان میں ٹھہرا۔ امیر نوح کی فوج نے صغانیان میں داخل ہوکر لوٹ لیا ابوعلی کا محل اور اسکے امراء کے مکانات ویران کر ڈالے گئے۔ پھر امیر نوح کے لشکر نے اسقدر پامالی پر اکتفا نہ کرکے ابوعلی کا تعاقب کیا۔ ابوعلی اسوقت جنگ سے تنگ آگیا تھا

حاشیہ ۱ے فضل اپنے بھائی ابوعلی کے قید سے نکلکر قہستان بھاگ گیا تھا وہاں پہنچکر ایک گروہ کو مجتمع کرکے نیشاپور کیطرف قدم بڑھایا۔ اسوقت نیشاپور میں ابوعلی کیطرف سے محمد عبدالرزاق حکومت کر رہا تھا فضل کی آمد کی خبر پاکر محمد بن عبدالرزاق مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں فضل کو ہزیمت دیدی فضل شکست کھاکر بخارا پہنچا۔ امیر نوح نے بکمال عزت واحترام اپنے پاس ٹھہرایا اور بعد چندے لشکر عظیم کیساتھ صغانیان کیطرف روانہ کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ مصر۔

۲ے شومان ایک قریہ کا نام جو صغانیان سے چوبیس کوس کے فاصلہ پر ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۲

مگر مرتا کیا نہ کرتا بمجبوری بحکم ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آید لوٹ پڑا اور نہایت سختی سے بحکمت عملی انکو ایسا گھیر لیا کہ رسد و غلہ کی آمد کا کیا ذکر ہے خط و کتابت کی راہ بھی مسدود ہو گئی۔ تب لشکریان امیر نوح نے مصالحت کا پیام دیا۔ ابو علی نے یہ درخواست منظور کر لی اور اپنے بیٹے ابو المظفر عبداللہ کو امیر نوح کی خدمت میں بطور رہن بھیجدیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۳ھ میں صلحنامہ کی تکمیل ہوئی۔ فتنہ و فساد کا باب بند ہو گیا۔

جسوقت ابو علی کا بیٹا ابو المظفر وارد بخارا ہوا امیر نوح توقع سے زیادہ باعزاز و عزت پیش آیا اپنے امراء کو اسکے استقبال کا حکم دیا۔ اور جب وہ دربار میں حاضر ہوا اسکو خلعت دی اور اپنے ہمنشینوں کے زمرہ میں داخل کر لیا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہ واقعات ہیں کہ جنکی مورخین خراسان نے روایت کی ہے اہل عراق کہتے ہیں کہ جب ابو علی خراسانی لشکر لئے ہوئے رَے کیطرف روانہ ہوا رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ سے امداد طلب کی عماد الدولہ نے لکھ بھیجا کہ تم رَے چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ابو علی رے پر قابض ہو جائیگا تم اسکی پرواہ نہ کرو چنانچہ رکن الدولہ نے ایسا ہی کیا۔ اور ابو علی نے رے پر قبضہ بھی کر لیا۔ بعد اسکے عماد الدولہ نے خفیہ طور سے امیر نوح کو لکھ بھیجا کہ میں ابو علی سے ایک لاکھ دینار سالانہ زیادہ رَے کا خراج دینے پر تیار ہوں اور سال بھر کا خراج بطور پیشگی ادا کرتا ہوں۔ امیر نوح نے عماد الدولہ کی جب یہ درخواست منظور کر لی تو عماد الدولہ امیر نوح کو ابو علی کیطرف سے بدظن کرنے لگا وقتاً فوقتاً اسکے بغاوت سے ڈراتا اور گاہے گاہے اسکو ابو علی کے گرفتار کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ بالآخر امیر نوح اس امر پر طیار ہو گیا۔ اور اپنا ایک قاصد رکن الدولہ کے پاس رے کا پیشگی خراج لینے اور ضمانت نامہ لکھانے کو روانہ کیا رکن الدولہ نے ان واقعات سے ابو علی کو مطلع کر دیا ابو علی اسوقت ہمدان میں تھا ادھر ابو علی یہ خبر پاکر ہمدان سے خراسان کیجانب لوٹا اور رکن الدولہ نے رے کیطرف قدم بڑھایا اس سے خراسان میں ایک عظیم تلاطم پیدا ہو گیا ادھر رکن الدولہ نے

امیر نوح کے قاصد کو یہ کہکر لوٹا دیا کہ اثنار راہ میں ابو علی پڑتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ لوٹ نہ لے اسوجہ سے میں رُتے کا خراج نہیں بھیجتا۔ اور درپردہ ابو علی کو کہلا بھیجا کہ تم مخالفت کا اعلان کردو میں تمھاری مدد کرونگا امیر نوح اور ابو علی رکن الدولہ کے دم پٹی میں آگئے نیشاپور میں ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ امیر نوح کو ہزیمت ہوئی ابو علی نے بخارا پر قبضہ کرلیا بعد اسکے یہ حکمت عملی ابو علی اور ابراہیم سے نا صافی کرادی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں علیٰحدگی ہوگئی۔ اسوقت رکن الدولہ کو پھر موقع ملگیا امیر نوح کو اُبھار کر اسکے چچا ابراہیم سے لڑا دیا۔ ابراہیم کے سپہ سالاران لشکر بوقت جنگ امیر نوح سے مل گئے جسکی وجہ سے ابراہیم کو ہزیمت ہوئی۔ اثنار دارو گیر میں ابراہیم گرفتار کرلیا گیا۔ امیر نوح نے اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور اُسکے خاندان کے ایک گروہ کو بھی یہی سزا دی واللہ اعلم۔

عبدالرزاق کی خراسان میں بغاوت

محمد بن عبدالرزاق طوس اور اُسکے صوبجات کا گورنر تھا۔ جسوقت ابو علی نے نیشاپور سے امیر نوح کے خلاف فوجکشی کی تھی اسوقت ابو علی نے محمد بن عبدالرزاق کو نیشاپور کی حکومت پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا تھا پس جب امیر نوح کے قدم حکومت کے زینہ پر جم گئے تو محمد بن عبدالرزاق نے بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا۔ اتفاقاً اُسی زمانہ میں وشمگیر جرجان سے حسن بن فیروزان سے شکست کھا کر امیر نوح کیخدمت میں آپہنچا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے منصور کو بسرافسری فوج عظیم نیشاپور روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ حتی الامکان عبدالرزاق کے معاملہ میں عجلت سے کام لیا جائے محمد ابن عبدالرزاق نے یہ خبر پاکر ۳۳۶ھ میں نیشاپور چھوڑکر استرآباد کا راستہ لیا۔ منصور نے اُسکے تعاقب میں قدم بڑھایا۔ محمد بن عبدالرزاق نے جرجان میں پہنچکر رکن الدولہ ابن بویہ سے امن حاصل کی اور رے چلا گیا۔ منصور بن قراتکین نے طوس کیجانب کوچ کیا قلعہ شمیلان میں رافع بن عبدالرزاق پر محاصرہ ڈالا رافع کے بعض ہمراہیوں نے منصور سے سازش کرلی اور اُس سے امن کے خواستگار ہوے جس سے

رافع کی کمر ہمت ٹوٹ گئی شمیلان چھوڑ کر قلعہ ارک چلا گیا منصور نے شمیلان پر اور اس کے کل مال واسباب وذخایر پر قبضہ کر لیا بعد ازاں منصور نے قلعہ ارک کا رُخ کیا اور اُسکا بھی محاصرہ کر لیا احمد بن عبدالرزاق نے معہ اپنے بنو اعمام اور اہل وعیال کے منصور سے امن حاصل کر لی باقی رہا رافع وہ معہ اپنے چند مصاحبوں کے قلعہ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلا گیا منصور نے قلعہ کے کل مال واسباب پر قبضہ کر لیا محمد بن عبدالرزاق کے اہل و عیال اور اسکے مال کو بخارا روانہ کر دیا۔ بخارا میں پہنچکر یہ لوگ قید کر دیے گئے۔

تم یہ پڑھ چکے ہو کہ عبدالرزاق جرجان سے رے چلا گیا تھا پس جسوقت عبدالرزاق رے میں پہنچا۔ رکن الدولہ نے انعامات دیئے۔ وظیفہ مقرر کر دیا اور مرزبان سے جنگ کرنے کو آذربیجان کیطرف جانے کا حکم دیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

رکن الدولہ بن بویہ کا طبرستان برجان پر قبضہ

جسوقت خراسان میں بدنظمی کا سلسلہ شروع ہوا اور اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی رکن الدولہ بن بویہ اور حسن بن فیرزان نے مجتمع ہو کر وشمگیر کے مقبوضات کیطرف قدم بڑھایا چنانچہ ان لوگوں نے وشمگیر کو ہزیمت دی اور رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا بعدہ طبرستان سے نکلکر جرجان پر جا پہنچا اور اسپر بھی قابض ہو گیا حسن بن فیرزان نے نظم ونسق کی غرض سے جرجان میں قیام اختیار کیا وشمگیر کے سپہ سالاروں نے امن کی درخواست کی رکن الدولہ نے ان لوگونکو امن دیدی۔

وشمگیر اس ہزیمت سے برداشتہ خاطر ہو کر خراسان چلا گیا والی خراسان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کو مرتب کر کے وشمگیر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے جرجان کیطرف بڑھا اسوقت جرجان میں حسن بن فیرزان موجود تھا چونکہ منصور کا دل وشمگیر سے صاف نہ تھا اسوجہ سے منصور نے حسن سے جنگ چھیڑنے میں حیلہ وحوالہ سے کام لیا۔ نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی اور رائس کے بیٹے کو بطور

ضمانت کے اپنے پاس بلالیا۔

اس واقعہ کے بعد منصور کو امیر نوح کی ایک ایسی[1] خبر گوش گذار ہوئی جس سے منصور کو بیحد قلق ہوا حسن کے بیٹے کو حسن کے پاس واپس کر دیا اور خود نیشاپور لوٹ آیا باقی رہا وشمگیر وہ جرجان میں ٹھہرا رہا۔

قراتکین کا رَے کیطرف جانا اور واپس ہونا ۳۳۵ھ میں منصور بن قراتکین بحسب حکم امیر نوح سامانی رَے کیطرف روانہ ہوا۔ چونکہ رکن الدولہ بن بویہ ان دنوں اطراف فارس میں تھا اسوجہ سے منصور بلا مزاحمت رَے اور کل بلاد جبلہ پر قرمیسین تک قابض ہوگیا۔

سبکتگین ان واقعات سے متاثر ہوکر منصور کے روک تھام کو نکلا خراسانی لشکر سے مقابلہ ہوا اسوقت یہ غارتگری میں مصروف تھا پس سبکتگین نے انکے سردار بحکم خمارتکین کو گرفتار کرکے بغداد بھیجدیا باقی ماندگان لشکر خراسان نے ہمدان میں جاکر پناہ لی سبکتگین نے تعاقب کیا خراسانی لشکر نے ہمدان کو بھی چھوڑ دیا سبکتگین نے قبضہ کرلیا اس اثناء میں رکن الدولہ بھی آپہونچا اور اپنے وزیر السلطنت ابو الفضل بن الحمید سے مشورہ کیا وزیر السلطنت نے رائے دی کہ استقلال کیساتھ معرکہ آرائی کیجائے بعد اسکے خراسانی لشکر رسد و غلہ کے بند ہونے کی وجہ سے رَے کیطرف بھاگا حالانکہ رسد و غلہ کی کمی مین دونوں حریف برابر تھے فرق اسقدر تھا کہ دیلمی اسوجہ سے کہ بدویت سے زیادہ قریب تھے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرسکے اور خراسانی لشکر بھاگ نکلا رکن الدولہ نے کامیابی کے ساتھ لشکر خراسان کے کمپ پر قبضہ کرلیا۔

[1] چونکہ امیر نوح نے خنکین کی لڑکی سے جو کہ منصور کا غلام تھا اپنا عقد کرلیا تھا اسوجہ سے منصور کو اُس سے برافروختگی پیدا ہوئی کیونکہ امیر نوح نے منصور بن قراتکین کی بیٹی کا (تقسیہ ازمینے آزاد) غلام خنکین نامی سے کردیا تھا دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۸۔

قراتکین کی وفات ابوعلی کی گورنری خراسان

واپسی اصفہان کے بعد منصور بن قراتکین سپہ سالار عساکر خراسانیہ نے رے میں ماہ ربیع الاول سنہ ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ اسفیجات میں اپنے والد کے پاس مدفون ہوا۔ امیر نوح نے لشکر خراسان اور نیز اُس کی حکومت پر ابوعلی بن محتاج کو مامور کو کیا اور نیشاپور لوٹ جانے کی ہدایت کی۔

چونکہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کے ہاتھوں تنگ آگیا تھا اس وجہ سے آئے دن گورنری خراسان سے استعفا دیا کرتا تھا اور امیر نوح ہمیشہ ابوعلی کو گورنری خراسان پر بھیجنے کا وعدہ کرتا تھا پس جب منصور نے وفات پائی تو امیر نوح نے خلعت اور لوا ابوعلی کے پاس روانہ کیا خراسان جانے کا حکم دیا اور رَے کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔ چنانچہ ابوعلی ماہ رمضان سنہ ۳۴۰ھ میں صغانیان سے روانہ ہوا اور بجائے اپنے بیٹے ابومنصور کو بطور قایم مقام کے مقرر کر گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مرو پہنچا اور وہیں تا اختتام امر خوارزم ٹھہرا رہا پھر وہاں سے نیشاپور گیا اور قیام اختیار کیا۔

سنہ ۳۴۲ھ میں وشمگیر نے امیر نوح سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو معہ خراسانی افواج کے وشمگیر کے ساتھ رے آجانے کو لکھا پس اس حکم کے مطابق ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ابوعلی معہ لشکر خراسان رے کیجانب بقصد جنگ رکن الدولہ روانہ ہوا۔ رکن الدولہ نے کثرت فوج سے خایف ہو کر مقابلہ نہ کیا قلعہ طبرک میں جا کر قلعہ بندی کر لی ابوعلی کئے مہینے محاصرہ ڈالے ہوئے لڑتا رہا تا آنکہ اسکو اپنی کامیابی کی امید منقطع ہوگئی۔ شدت سرما سے بہت سے چوپائے ہلاک ہوگئے مجبوراً صلح کیطرف مایل ہوا۔ محمد بن عبدالرزاق نے دونوں میں دوڑ دھوپ کر مصالحت کرا دی دو ہزار سالانہ خراج رکن الدولہ نے دینا قبول کیا باہم مصالحت ہوگئی۔ ابوعلی لوٹ کر خراسان آیا۔ وشمگیر کو یہ امر ناگوار گزرا امیر نوح کو لکھنا شروع کیا کہ ابوعلی نے جنگ میں درنگی کی اور رکن الدولہ سے سازش کر لی۔

مصالحت اور ابو علی کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے وشمگیر کی طرف رُخ کیا وشمگیر ہزیمت اُٹھا کر اسفرائن چلا گیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابو علی کی معزولی

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ وشمگیر نے امیر نوح کو ابو علی کیجانب سے برانگیختہ کرنا شروع کر دیا تھا رفتہ رفتہ اُسکے لگانے بجھانے کا یہ اثر پیدا ہوا کہ امیر نوح نے ۳۳۵ھ میں ابو علی کو حکومت خراسان سے معزولی کا فرمان لکھ کر بھیجا پانچ رکنے افسرا اور سپہ سالاروں کو بھی اسکی اطلاعی یادداشت روانہ کی اور بجائے اسکے گورنری اور سپہ سالاری افواج پر ابو سعید بکر بن مالک فرغانی کو مامور کیا۔ ابو علی نے معذرت کی مگر پذیرائی نہوئی۔ نیشاپور کے رؤسا اور اراکین شہر نے ابو علی کی بحالی و برقراری کی درخواستیں دیں۔ جنکو منظوری کا درجہ عنایت نہوا ابو علی کو اس سے برہمی پیدا ہوئی علم بغاوت بلند کر کے نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ امیر نوح کو اسکی خبر لگی تو اُس نے وشمگیر اور حسن بن فیرزان کو لکھ بھیجا کہ تم دونوں متفق ہو کر اور ایک دوسرے کا معاون بنکر رکن الدولہ کے مقابلہ پر جاؤ اور جہاں کہیں اسکے امرا اور سرداروں کو پاؤ بے تامل لڑائی چھیڑ دو۔ وشمگیر اور حسن نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل شروع کی۔ ابو علی کو خطرہ پیدا ہوا ساتھ ہی اُسکے نہ تو صغانیان کیطرف لوٹ سکتا تھا اور نہ ان دونوں کیوجہ سے خراسان میں ٹھہر سکتا تھا چار ناچار رکن الدولہ کیطرف مائل ہوا اور اُس سے حاضری کی اجازت چاہی۔ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دیدی پس ابو علی ۳۳۶ھ میں رے چلا گیا۔ رکن الدولہ بڑے آؤ بھگت سے ملا اور اپنے پاس ٹھہرایا ابو علی کی روانگی کے بعد ابو سعید بکر نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔

امیر نوح کی وفات عبدالملک کی امارت

امیر نوح ملقب بہ حمید نے بارہ برس حکومت کر کے ماہ ربیع الآخر ۳۴۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکے مرنے پر اسکا بیٹا عبدالملک سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ ابو سعید بکر بن مالک فرغانی نے عنان حکومت ہاتھ میں لی

پس جب اندرونی اصلاح اور انتظام مملکت سے اطمینان حاصل ہوا تو عبدالملک نے ابوسعید بکر کو خراسان جانے کا حکم دیا۔ خراسان میں اس سے اور ابو علی سے جو واقعات پیش آئے انکو ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

رَے واصفہان پر فوج کشی

پھر ۳۴۴ھ میں خراسانی لشکر نے رے کیطرف قدم بڑھایا۔ ان دنوں رے میں رکن الدولہ بن بویہ جرجان سے آکر ٹھہرا ہوا تھا۔ رکن الدولہ نے اس سے مطلع ہوکر اپنے بھائی معزالدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ معزالدولہ نے دارالخلافت بغداد سے ایک فوج بسرافسری اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) سبکتگین روانہ کی ابوسعید نے بھی خراسان سے ایک دوسرا لشکر بسرکردگی محمد بن ماکان قریب ترین راستہ سے اصفہان کیطرف بھیجا۔ اصفہان میں اسوقت ابومنصور علی بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا لشکر خراسانی کی آمد کی خبر سنکر اپنے باپ کے حرم اور خزاین کو لیکر نکل کھڑا ہوا اور خالنجان میں جاکر دم لیا محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ حاصل کرکے ابومنصور کا تعاقب کیا ابومنصور تو ہاتھ نہ آیا خزانہ سامنے پڑ گیا فوراً قبضہ کرکے آگے بڑھا۔ کچھ دور چلکر ابومنصور کو بھی جا گھیرا اتفاق سے اسی وقت ابوالفضل بن عمید (رکن الدولہ کا وزیرالسلطنت) آپہنچا۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کرکے محمد بن ماکان کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ ابن عمید کے اکثر ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن عمید نے میدان جنگ سے منھ نہ موڑا برابر لڑتا رہا محمد بن ماکان کا لشکر فتحیابی کی جوش و مسرت میں لڑائی چھوڑکر لوٹ گھسوٹ میں مصروف ہوگیا اس اثناء میں ابن عمید کے پاس تھوڑے سے آدمی آکر مجتمع ہوگئے ابن عمید نے ان لوگوں سے مرجانے پر عہد لیکر محمد بن ماکان کے لشکر پر حملہ کیا محمد بن ماکان کی فوج میدان جنگ سے گھوٹھ کھاگئی محمد بن ماکان گرفتار کرلیا گیا ابن عمید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اصفہان کی طرف آیا اور اسپر قابض و متصرف ہوگیا رکن الدولہ کی حرم اور اولاد اصفہان کے

جس مقام پر رہتی تھی وہیں ٹھہرائی گئی۔

اِن واقعات کے بعد رکن الدولہ نے بکر بن مالک سپہ سالار لشکر خراسان کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور سالانہ مقررہ خراج ادا کرنے پر مصالحت کر لی رَے اور بلاد جبال پر بمصالحت حسب شرط مذکورہ بالا قابض ہوگیا۔ بعد اسکے دارالخلافت بغداد سے اُسکے بھائی نے خلعت اور لوائے گورنری خراسان روانہ کیا جو ماہ ذی الحجہ ۳۴۳ھ میں خراسان پہونچا۔

منصور کی امارت امیر عبدالملک اپنی حکومت کے ساتویں سال گیارہویں شوال ۳۵۰ھ میں رہگرائے عالم بقا ہوا۔ اسکے بعد اسکا بھائی ابوالحرث منصور بن نوح نے سریر حکومت پر قدم رکھا۔ اسکے شروع زمانہ حکومت میں رکن الدولہ نے طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا وشمگیر یہاں سے نکلکر بلاد جبل میں چلا گیا۔

خراسان کیجانب لشکر کی روانگی اور وشمگیر کی وفات ۳۵۶ھ میں ابو علی بن الیاس والی کرمان وفد ہو کر امیر ابوالحرث منصور کیخدمت میں آیا اور بمقابلہ بنو بویہ کے امداد کی درخواست کی رَے کی سرسبزی اور شادابی کا ذکر کرکے اُسپر قبضہ کرنے کی تحریک کی ترغیب دی۔ امیر منصور نے وشمگیر اور حسن بن فیرزان کو قصد رَے سے مطلع کیا اور طیاری کا حکم دیا بعد ازاں ایک فوج مرتب کرکے بسرکردگی ابوالحسن بن محمد بن سیمجور الدوانی سپہ سالار افواج خراسان رَے کیجانب روانہ کیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ وشمگیر کی رائے سے کل کام کرنا اور اسی کو میدان جنگ کا سپہ سالار اور امیر لشکر بنایا۔

رفتہ رفتہ یہ خبر رکن الدولہ تک پہنچی۔ گھبرا گیا۔ اپنے اہل وعیال اور لڑکوں کو اصفہان بھیجدیا اپنے بیٹے عضد الدولہ کو فارس سے امدادی فوج بھیجنے کو لکھا اور بغداد میں اپنے بھتیجے عزالدولہ بن بختیار کو لکھا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو کمک روانہ کرو چنانچہ عضد الدولہ نے ایک فوج اپنے باپ کے کمک پر براہ خراسان باظہار اس امر کے

کہ خراسان اسوقت اپنے حامیوں سے خالی ہے روانہ کیا اہل خراسان اس خبر سے متوحش ہوکر باہر نکلے اور خراسان کو چھوڑ کر دامغان میں جاکر دم لیا۔ رکن الدولہ یہ خبر پاکر معہ اپنے لشکر کے رے سے نکلکر انکی طرف بڑھا اسی اثناء میں وشمگیر ایک روز سوار ہوکر شکار کھیلنے کو نکلا اتفاق سے ایک جنگلی سور سامنے آگیا وشمگیر نے اسپر تیر مارا۔ نشانہ خالی گیا سور نے حملہ کرکے وشمگیر کے گھوڑے کو زخمی کردیا وشمگیر زمین پر آرہا سور نے لپک کر وشمگیر پر بھی دانت لگایا اور اسقدر اسکو زخمی کیا کہ وہیں مرگیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۵۷ھ کا ہے۔

وشمگیر کے مرتے ہی رکن الدولہ کو اطمینان حاصل ہوگیا۔ جو لوگ اسکے ایذا کے درپے تھے اپنا اپنا سا منھ لیکر دم بخود ہوگئے بیستون بن وشمگیر بجائے اپنے باپ کے حکمراں ہوا اس نے خط وکتابت کا سلسلہ جاری کرکے رکن الدولہ سے مصالحت کرلی چنانچہ رکن الدولہ نے اسکو مالی اور فوجی مدد دی۔

ابوعلی بن الیاس کے حالات

ابوعلی بن الیاس نے زیر حمایت علم حکومت بنوسامان صوبہ کرمان پر قبضہ کیا تھا اور اسکی حکومت وسلطنت کو ایک گونہ استحکام واستقلال حاصل ہوگیا تھا پھر یہ بعارضہ فالج مبتلا ہوا اور مدتوں اس میں گرفتار رہا اسکے تین بیٹے تھے الیسع، الیاس اور سلیمان جب ابوعلی کو اپنے زیست کی امید نہ رہی تو اس نے اپنے ارا کین دولت کو مجتمع کرکے یہ قرار دیا کہ میرے بعد سریر حکومت کا مالک الیسع ہوا اور بعد الیسع کے الیاس کو حکومت دیجائے۔ سلیمان کو اسوجہ سے کہ اس سے اور الیسع سے عداوت تھی حکمدیا کہ بلاد صغد میں جاکر مقیم ہوا اور وہاں کے مال واسباب پر قبضہ کرلے۔ سلیمان اس حکم کے مطابق بلاد صغد کیطرف روانہ ہوا اور سیرجان پر پہنچکر قبضہ کرلیا۔ جب ابوعلی کو اسکی خبر لگی تو اُسنے اپنے دوسرے بیٹے (الیسع) کو فوج کثیر کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکمدیا کہ سلیمان کو لڑکر ملک بدر کردو اور اگر وہ سکو بلاد صغد کے قبضہ کی خواہش پیدا ہو تو اسکو اس سے بھی روکدو

الیسع کوچ و قیام کرتا ہوا سلیمان تک پہنچگیا اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ سلیمان نے تنگ ہو کر بحکمت عملی معہ اپنے مال و اسباب کے حصار سے نکلکر خراسان چلا گیا اور الیسع نے سیرجان پر قبضہ کرلیا۔

ان واقعات کے بعد ابو علی[1] بخارا چلا گیا اسوقت اُسکا بیٹا سلیمان بھی وہیں موجود تھا امیر ابو الحرث منصور بعزت و احترام پیش آیا اور اپنے مقربین بارگاہ میں داخل کرلیا۔ ابو علی نے امیر ابو الحرث کو رَے پر فوجکشی کرنے کی ترغیب دی چنانچہ امیر ابو الحرث نے فوجیں مرتب کرکے رَے کیطرف روانہ کیں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور ابو علی اسی کے پاس ٹھہرا رہا تاآنکہ ۳۵٦ھ میں مرگیا کما تذکرہ فی اخبارہ۔

بعد چندے الیسع بھی چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا بعد ازاں سلیمان نے امیر ابو الحرث منصور کو کرمان کے قبضہ پر اُبھارا اور اُسکی سرسبزی و شادابی کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ اہل کرمان آپکے مطیع ہیں آپکے پہنچنے کی دیر ہے پہنچے نہیں کہ اُن لوگوں نے اطاعت

[1] ابو علی کے بخارا جانے کی کیفیت کو ابن اثیر نے یوں بیان کیا ہے کہ سیرجان پر الیسع کے قابض ہونے کے بعد اہل شہر نے خائف ہو کر ابو علی سے الیسع کی شکایت کی ابو علی نے بلا تحقیق الیسع کو گرفتار کرکے قلعہ میں قید کردیا الیسع کی والدہ الیاس کی ماں کے پاس گئی اور اُس سے یہ کہا کہ دیکھو ہمارے شوہر نے جو کچھ ہمارے لڑکے کے حق میں عہد کیا تھا اُسکو توڑ دیا بعد اسکے تمہارے لڑکے الیاس کیساتھ بھی واقعہ پیش آئیگا۔ نتیجہ کیا ہوگا کہ ملک و حکومت آل الیاس سے نکل جائیگی مناسب یہ ہے کہ تم میرے لڑکے الیسع کی رہائی میں میرا ہاتھ بٹاؤ الیاس کی ماں اس پر راضی ہوگئی۔ ابو علی کو کسی وقت غش آجاتا تھا اور دیر تک اس میں مبتلا رہتا تھا دونوں عورتوں نے ابو علی کی غشی کے وقت متفق ہو کر الیسع کو قید سے رہا کردیا۔ الیسع قید سے رہا ہو کر لشکرگاہ میں پہنچا۔ لشکریوں نے کمال خوشی سے خیر مقدم کیا اور مطیع ہوگئے۔ جن لوگوں نے لگایا بجھایا تھا وہ بھاگ گئے اور بعض گرفتار کرلئے گئے الیسع نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا جب ابو علی کو غش سے افاقہ ہوا تو وہ اپنے کو محاصرہ میں دیکھکر اپنے بیٹے الیسع سے امن کا خواستگار ہوا الیسع نے قلعہ اور کل صوبہ کرمان لیکر اپنے باپ ابو علی کو امن دیدی پس ابو علی بہت سا مال و اسباب لیکر بخارا چلا گیا دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۱۶۴ جلد ۸۔

کی نہیں۔ پس امیر ابوالحرث نے ایک فوج سلیمان کے ہمراہ کرمان کیطرف روانہ کی۔ جوں ہی سلیمان کرمان کے قریب پہنچا اطراف وجوانب قمص اور بلوص کے رہنے والوں اور نیز اُن لوگوں نے جو عضدالدولہ کے خلاف تھے اطاعت کی گردن جھکا دی مطیع ہو گئے اس سے سلیمان کے قدم حکومت کے زینہ پر جم گئے۔ کورکین گورنر کرمان جو عضدالدولہ کیطرف سے کرمان میں رہتا تھا یہ خبر پاکر روک تھام کو نکلا سلیمان سے اور اُس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سلیمان کے ہمراہی سلیمان کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے جس سے سلیمان کو ہزیمت ہوئی۔ اسکے ساتھ اسکے دو بھتیجے بکر و حسین پسران الیسع اور بہت سے سرداران لشکر کام آگئے اور کرمان پر دیلم کا قبضہ ہو گیا۔

منصور اور بنو بویہ میں مصالحت ان واقعات کے ختم ہونے پر امیر ابوالحرث منصور بن نوح والی خراسان و ماوراءالنہر اور رکن الدولہ سے مصالحت ہو گئی اُس نے اپنی بیٹی کا عقد اُس سے کر دیا بے انتہا ہدایا اور تحائف دیئے کہ جسکی نظیر نہیں ہو سکتی۔

دونوں امیروں کے صلحنامہ پر سرداران خراسان، فارس اور عراق نے اپنا اپنا دستخط بنایا۔ اس صلحنامہ کی تکمیل ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور سپہ سالار افواج خراسان نے کرائی تھی جو امیر ابوالحرث منصور کیطرف سے تھا یہ واقعہ سنہ ۳۶۱ھ کا ہے۔

نوح بن منصور کی امارت سنہ ۳۶۶ھ کے نصف امیر ابوالحرث منصور نے بخارا میں وفات پائی۔ اسکا بیٹا ابوالقاسم نوح سریر حکومت پر متمکن ہوا۔

ابوالقاسم نوح ایک کم عمر لڑکا تھا حد بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ قلمدان وزارت ابوالحسن عتبی کو سپرد کیا گیا عہدہ حجابت سے ابوالعباس تاش (ابوالحسن کا آزاد غلام) ممتاز ہوا۔

ابن سیمجور کی معزولی ابوالعباس کی گورنری ہم اوپر خلف بن احمد لیثی والی سجستان کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ کہ اسنے امیر منصور بن فرج سے بمقابلہ اپنے عزیز قریب طاہر بن خلف بن احمد بن حسین جس نے سنہ ۳۵۴ھ اس سے بغاوت کی تھی

امداد طلب کی تھی چنانچہ امیر منصور نے خلف بن احمد کو فوجی مدد دی اور اسکو اسکی حکومت کی کرسی پر دوبارہ متمکن کیا بعد ازاں جبکہ امیر منصور کے لشکر کو خلف نے رخصت کر دیا طاہر نے پھر بغاوت کی۔ خلف نے امیر منصور سے پھر امداد طلب کی امیر منصور نے امداد دی اس اثناء میں طاہر انتقال کر گیا۔ اُسکا بیٹا حسین امارت کی کرسی پر متمکن ہوا خلف نے اُسکا محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے محاصرہ قایم رکھا بالآخر حسین سجستان کو خیر آباد کہکر امیر سعید نوح بن منصور کے پاس چلا گیا اور خلف زیر اقتدار علم حکومت امیر نوح سجستان میں حکومت کرنے لگا اور خراج سالانہ مقررہ دارالامات میں بھیجنا شروع کیا۔

چند دنوں کے بعد شاہی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہی کرنے لگا۔ احکام شاہی کے تعمیل میں اعراض اور اغماض سے کام لینے لگا تب حسین بن طاہر بسرکردگی عساکر خراسان خلف بن احمد کی سرکوبی کو آیا اور قلعہ ارک میں محاصرہ ڈالا مدت مدید تک محاصرہ ڈالے رہا وزیر السلطنت ابو الحسن عتبی نے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جیسے حسن بن مالک اور کناش وغیرہ جیسے سپہ سالار تھے کمک پر بھیجا۔ سات برس تک محاصرہ کا سلسلہ جاری و قایم رہا تا آنکہ رسد و غلہ اور مال و فوج کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن سیمجور ان دنوں خراسان ہی میں تھا چونکہ اسکا زمانہ حکومت بھی طویل ہو گیا تھا اسوجہ سلطان کی اطاعت خاطر خواہ نہ کرتا تھا اور خلف بن احمد اسکا دوست و مشیر تھا اس بناء پر اسپر شاہی عتاب ہوا اور حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا بجائے اسکے ابو العباس تاش کو حکمرانی کی سند عطا ہوئی ابن سیمجور معذرت کا عریضہ لکھکر قہستان چلا گیا اور بانتظار جواب وہیں ٹھہرا رہا۔ بعد چندے سجستان جانے کی بابت امیر نوح کا فرمان صادر ہوا چنانچہ ابن سیمجور نے

سجستان کا رُخ کیا اور وہاں پہنچکر خلف بن احمد کو حسین بن طاہر کے محاصرہ سے نکل جانے کا موقع دیدیا پس خلف قلعہ طاق میں جاکر پناہ گزیں ہوگیا اور ابن سیمجور کچھ دنوں تک امیر نوح کے خوش کرنے کو وہیں قیام پذیر رہا پھر وہاں سے واپس آیا۔

جسوقت امیر نوح نے ابو العباس تاش کو سپہ سالاری وحکومت خراسان پر مامور کیا اور ابو العباس تاش ۳۷۱ھ میں وارد خراسان ہوا تو فخر الدولہ بن رکن الدولہ اور شمس المعالی قابوس بن وشمگیر سے ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ جرجان سے آکے پہنچے تھے ان دونوں کی سرگذشت [redacted] ہے کہ جسوقت عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ کے مقبوضات پر قبضہ کرلیا، اور اُنکو ہزیمت دیدی تب فخر الدولہ شمس المعالی قابوس کے پاس جاکر پناہ گزیں ہوا۔ عضد الدولہ نے شمس المعالی کے پاس فخر الدولہ کے واپس بھیجنے کا خط لکھا اور لالچ بھی دیا اور دھمکی بھی دی۔ قابوس نے انکاری جواب دیا۔ عضد الدولہ نے طیش میں آکر فخر الدولہ کی گرفتاری پر اپنے بھائی موید الدولہ کو فوج عظیم کے ساتھ روانہ کیا۔ قابوس مقابلہ پر آیا لیکن ہزیمت اُٹھاکر بھاگا۔ اپنے کسی قلعہ میں جاکر پناہ گزیں ہوا اور جب اسمیں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اپنے مال واسباب کو لیکر نیشاپور چلا گیا۔ فخر الدولہ بھی میدان جنگ سے اپنی جان بچاکر آپہنچا۔ دونوں ابو العباس سے ملے اور اپنی سرگذشت بیان کی ابو العباس نے اُن کی بیحد عزت کی توقیر واحترام سے ٹھہرایا۔ چنانچہ ان دونوں نے ابو العباس کے پاس قیام اختیار کیا اور موید الدولہ نے جرجان اور طبرستان پر قبضہ کرلیا۔

روانگی ابو العباس بجانب جرجان و بخارا

ہرگاہ قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ بن رکن الدولہ ابو العباس تاش کے پاس آکے پناہ گزیں ہوئے اور جرجان وطبرستان کو

موید الدولہ سے واپس لینے کی درخواست کی۔ ابو العباس تاش نے امیر نوح کی خدمت میں اجازت و استمزاج حاصل کرنے کی غرض سے ایک عرضداشت بخارا روانہ کی چنانچہ امیر نوح نے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ جانے اور اُنکے ملک کے واپس دلانے کا حکم دیا ابوالعباس تاش نے فوجیں آراستہ کرکے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ موید الدولہ سے بدلہ لینے کو کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اور محاصرہ ڈالدیا۔ دو ماہ تک نہایت سختی سے محاصرہ ڈالے رہا موید الدولہ نے فایق نامی ایک خراسانی سپہ سالار کو ملالیا۔ صف آرائی کیوقت اُس نے حسب وعدہ اپنے مورچہ کو چھوڑ دیا اور ہزیمت اُٹھا کر بھاگا موید الدولہ نے جُرجان سے نکلکر حملہ کیا جس سے خراسانی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی شکست کھا کر نیشاپور چلی آئی۔

ابو العباس تاش نے اس شکست و ہزیمت کی اطلاع امیر نوح کو بخارا میں دی امیر نوح نے تسلی دہ فرمان بھیجا اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں فراہمی فوج کا ایک گشتی فرمان روانہ کیا کہ ہر چہار طرف سے فوجیں مرتب و مسلح ہو کر نیشاپور میں حاضر ہوں اور قابوس و فخرالدولہ کے حق دلانے کو ابو العباس تاش کے زیر حکومت موید الدولہ پر حملہ کریں تھوڑے دنوں میں عظیم فوج مجتمع ہو گئی۔ اس اثناء میں وزیر السلطنت ابوالحسن عتبی کے قتل کی خبر مشہور ہوئی جس سے بالفعل فوجکشی ملتوی ہو گئی کیونکہ عنان حکومت و سلطنت وزیر السلطنت ہی کے قبضہ اختیار میں تھی۔ یہ واقعہ ۳۷۲ھ کا ہے۔

وزیر السلطنت کے قتل کے بعد امیر نوح کی طلبی پر ابوالعباس تاش نیشاپور چھوڑ کر نظام حکومت درست کرنے کی غرض سے بخارا چلا گیا اور جن لوگوں نے وزیر السلطنت کو قتل کیا تھا انکو گرفتار کرکے قتل کیا بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور نے چند لوگوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا تھا۔

ابوالعباس کی واپسی تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابوالحسن بن سیمجور جسوقت سے سجستان گیا تھا

معزولی اور ابن سیمجور کی گورنری

وہیں مقیم رہا پھر وہاں سے قہستان لوٹ آیا۔ پس جب ابوالعباس تاش بخارا کیجانب روانہ ہوا تو ابن سیمجور نے فایق کو لکھا کہ آؤ ہم اور تم متفق ہو کر خراسان پر قبضہ کرلیں ابن سیمجور نے اقراری جواب دیا۔ چنانچہ دونوں نیشاپور میں مجتمع ہوئے اور خراسان پر قبضہ کرلیا ابوالعباس تاش یہ خبر پاکر فوجیں لیکر ان دونوں پر چڑھ گیا۔ ان لوگوں نے گھبراکر خط وکتابت شروع کی بالآخر یہ طے پایا کہ نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاری افواج ابوالعباس تاش کو دیجائے بلخ فایق کو اور ہرات ابوالحسن بن سیمجور کو۔ اس مصالحت کے بعد ہر فریق اپنے اپنے صوبجات کو واپس ہوئے۔

فخرالدولہ بن بویہ ان واقعات کے اثناء میں ابن سیمجور اور فایق کے ساتھ نیشاپور ہی میں تھا اور بانتظار امداد ٹھہرا ہوا تھا تا آنکہ اسکا بھائی موید الدولہ ماہ شعبان ۳۷۳ھ میں مرگیا اراکین دولت نے اسکو کرسی حکومت پر بٹھانے کی غرض سے بلا بھیجا اس امر کی تحریک ابن عباد وغیرہ نے کی تھی پس فخرالدولہ نے نیشاپور سے جرجان کیجانب کوچ کیا اور جرجان میں پہنچکر اپنے بھائی کے ملک (جرجان اور طبرستان) پر قبضہ کرلیا۔

امیر نوح نے بخارا سے نیشاپور کیجانب ابوالعباس کے روانہ ہونے پر بجائے ابوالعباس کے عہدۂ وزارت پر عبداللہ بن عزیز کو مامور کیا۔ اس سے اور ابوالحسن عتبی سے اَنْ بَنْ کیا عداوت تھی۔ عبداللہ نے عہدہ وزارت کے چارج لینے کے بعد ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے سبکدوش کردیا اور ابوالحسن محمد بن ابراہیم کو خراسان میں نیشاپور کی سند حکومت بھیجدی۔

ابوالعباس کی بغاوت

ابوالعباس تاش نے حکومت خراسان سے معزول ہونے کے بعد امیر نوح کیخدمت میں معذرت اور تلطف خسروانہ کی عرضداشت روانہ کی امیر نوح نے توجہ نفرمائی اس بناء پر ابوالعباس تاش نے علم بغاوت بلند کردیا اور فخرالدولہ سے بمقابلہ ابن سیمجور امداد کی درخواست کی پس فخرالدولہ نے فوجی اور مالی مدد دی اور اپنے

نامور سپہ سالار ابو محمد عبداللہ بن عبدالرزاق کو اس خدمت پر مامور کیا چنانچہ ابو محمد نے اپنے افواج اور عساکر دیلمی کے نیشاپور کیطرف قدم بڑھایا ابن سیمجور نیشاپور میں قلعہ نشین ہو گیا فریق مخالف نے محاصرہ ڈالدیا تھوڑے دنوں بعد فخر الدولہ نے ایک تازہ دم فوج دوسرے کمک پر بھیجدی ابن سیمجور محاصرہ اٹھا کر مقابلہ پر آیا ان لوگوں نے اسکو ہزیمت دی اور اسکے کل مال واسباب کو لوٹ لیا۔ ابو العباس نے کامیابی کیساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا اور دوبارہ امیر نوح کیخدمت میں عذر خواہی اور الطاف شاہی کے مبذول کرنے کا عریضہ روانہ کیا مگر وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز نے اسکی معزولی پر زیادہ زور دیا جس سے دونوں کے دلوں میں کدورت بدستور باقی رہگئی۔

اس ہزیمت کے بعد ابن سیمجور نے اپنی حالت درست کی امراء بخارا اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسکی کمک پر آئے جس سے اسکی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ شرف الدولہ ابو الفوارس بن عضد الدولہ کو فارس میں امداد کو لکھا چنانچہ شرف الدولہ نے اپنے چچا فخر الدولہ کی عداوت کیوجہ سے دو ہزار سوار دنیسے اسکی مدد کی۔ ابن سیمجور نے ان سب کو مرتب کر کے ابو العباس تاش کیطرف قدم بڑھایا دونوں حریف میں گھمسان لڑائی ہوئی ابو العباس شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اسکی بیحد عزت کی اور اسکو جرجان، دہستان اور استر آباد بطور جاگیر دیکر رے کا راستہ لیا اور اسقدر مال واسباب اور آلات حرب روانہ کئے کہ جسکا احصار نہیں ہو سکتا۔

ابو العباس نے جرجان میں قیام کر کے فوجیں مرتب کیں بعد چندے اپنی مالی حالت درست کر کے خراسان کیطرف قدم بڑھایا مگر سوء اتفاق سے خراسان تک نہ پہنچ سکا بے نیل مرام جرجان واپس آیا۔ تین برس قیام کر کے ۳۷۷ھ میں مر گیا۔

اہل جرجان نے ابو العباس کے اراکین دولت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی مگر ان لوگوں کی بدخلقی اور ظالمانہ کاروائی کیوجہ سے لڑ پڑے۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی

تاآنکہ ابوالعباس کے اراکین دولت نے امن کی درخواست کی تب اہل جرجان نے اپنا ہاتھ انکی خونریزی سے اٹھالیا اور وہ لوگ متفرق و منتشر ہوکر ادھر اُدھر چلے گئے انمیں سے اکثر نے جنمیں ابوالعباس کے ممتاز خواص اور غلمان تھے خراسان میں جاکر قیام اختیار کیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ والی خراسان ابوالحسن سیمجور دفعتاً مرگیا تھا بجائے اسکے اسکا بیٹا ابوعلی حکمرانی کر رہا تھا۔ اسکے بھائیوں نے اسکے علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردنیں جھکادی تھی انمیں سب سے بڑا ابوالعباس تھا۔ البتہ فایق نے حکومت و ریاست کی بابت جھگڑا شروع کیا تھا اتنے میں ابوالعباس تاش کے اراکین دولت ابوعلی کے پاس پہنچگئے جس سے اسکی شان و شوکت بڑھ گئی اور حالت درست ہوگئی۔

ابن سیمجور کی خراسان کی گورنری

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابوالحسن بن سیمجور، ابوالعباس تاش اور فایق نے متفق ہوکر نیشاپور، سپہ سالاری خراسان، حکومت بلخ اور ہرات کے حصہ بخرے کرلئے تھے بعدازاں وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز کی تحریک سے ابوالعباس تاش کو معزول کرکے بجائے اسکے ابوالحسن کو مامور کیا۔ ان دونوں میں جو واقعات پیش آئے اوسکو ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں تاش شکست کھاکر جرجان چلاگیا اور ابوعلی ہرات میں فایق بلخ میں استقلال واستحکام کیساتھ حکومت کرنے لگا وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز جرجان پر قبضہ کرلینے کی حسن کو ترغیب دے رہا تھا اتفاق سے بعد چند دنوں کے وزیر السلطنت ابن عزیز معزول ہوکر خوارزم کیجانب شہربدر کردیا گیا اور قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن عیسٰی دامغانی کو مرحمت ہوا چونکہ دولت و حکومت کے مصارف بڑھ گئے تھے آمدنی کم ہوگئی تھی اسوجہ سے ابوعلی محمد عہدہ وزارت کے فرائض کو پورے طور سے ادا نہ کرسکا نتیجہ یہ ہوا کہ معزول کردیا گیا۔ نصر بن احمد بن محمد بن ابویزید عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد یہی

اس عہدہ سے سبکدوش کیا گیا اور ابو علی دامغانی بدستور سابق عہدہ وزارت پر بحال ہوا اس اثناء میں ابوالحسن بن سیمجور مر گیا اوسکا بیٹا ابو علی بجائے اسکے حکومت کرنے لگا۔

ابو علی نے کرسی حکومت پر قدم رکھنے کے بعد امیر نوح بن منصور کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ جیسا میرے باپ کو سند حکومت مرحمت ہوئی تھی مجھے عنایت کیجائے امیر نوح نے بظاہر اس درخواست کو منظور کیا اور در پردہ فایق کو لکھ بھیجا کہ تم خراسان پر قبضہ کر لو ساتھ ہی اسکے خلعت اور پھریرہ بھی بھیجدیا۔ ابو علی پہلے تو یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ صوبجات پر میری حکومت قایم رہیگی مگر جب اسپر اس راز کا انکشاف ہوا تو اُس نے بیشمار لشکر جمع کیا اور نہایت تیزی سے فایق پر فوجکشی کر دی۔ مابین ہرات اور بوشنج کے معرکہ آرائی ہوئی۔ کھیت ابو علی کے ہاتھ رہا۔ فایق شکست کھا کر مروالرود چلا گیا۔

اِن واقعات کے بعد امیر نوح نے ابو علی کو سپہ سالاری افواج اور نیشاپور، ہرات قہستان کی سند گورنری مرحمت کی عماد الدولہ کا خطاب دیا رفتہ رفتہ امیر نوح کے دربار میں اسکا ایک ممتاز رتبہ ہو گیا اور اُس نے آہستہ آہستہ کل صوبہ خراسان پر قبضہ کر لیا اور اسدرجہ مسلط اور حاوی ہو گیا کہ سلطان کی طلبی پر بھی اس نے اپنے صوبہ کا حصہ قلیل علیحدہ نہ کیا مگر بخوف سطوت شاہی بظاہر علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کرتا رہا اور درپردہ بغراخان ترکی بادشاہ کاشغر و شاغور سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور اسکو بخارا و ماوراء النہر وغیرہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دیتا رہا تا آنکہ اسکو مستقل طور سے خراسان کی حکومت ملگئی۔

فایق کی سرگذشت فایق ابو علی سے شکست کھا کر مروالرود چلا گیا تھا اور وہیں اُسوقت تک قیام پذیر رہا جب تک کہ اسکے زخم مندمل نہ ہو لئے اور اسکے پاس اُسکے ہمراہی آکر مجتمع نہ ہو گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب فایق کی حالت درست ہو گئی تو اُسنے بلا اجازت بخارا کیطرف کوچ کیا۔ امیر نوح کو اسکی خبر لگی۔ مشتبہ ہو کر ایک فوج بسرکردگی دفکنر روان

برادر حاجب روک تھام کی غرض سے روانہ کی - فایق شکست کھا کر بھاگا - نہر کو عبور کر کے بلخ پہونچا - اور وہاں چندے قیام کر کے ترمذ چلا گیا بغراخاں سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری امیر نوح کے خلاف اسکو اُبھارنے لگا -

امیر نوح نے فایق کے بھاگنے کے بعد ابوالحرث احمد بن محمد فریغونی والی جرجان کو فایق کی گرفتاری اور سرکوبی کو لکھا چنانچہ والی جرجان نے اپنی فوجیں فایق کی تعاقب میں روانہ کیں - فایق نے بھی یہ خبر پاکر اپنے فوج کے ایک حصہ کو مقابلہ پر بھیجا - دونوں حریف کا مقابلہ ہوا فایق کا لشکر ہزیمت اُٹھا کر بلخ کیطرف لوٹ آیا -

اسی زمانہ میں طاہر بن فضل نے ابوالمظفر محمد بن احمد سے ملک صغانیان کو چھین لیا تھا ابوالمظفر بحال پریشان فایق کے پاس پہنچا امداد کی درخواست کی چنانچہ فایق نے اس کی کمک پر کمر ہمت باندھی اور فوجیں مرتب کر کے ابوالمظفر کو طاہر کے مقابلہ پر بھیجا - دونوں حریف میں سخت وخونریز جنگ ہوئی - طاہر کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی اثنائے دار وگیر میں مارا گیا اور صغانیان پر قابض ہو گیا -

ترک کا بخارا پر قبضہ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابوعلی بادشاہ ترک بغراخاں کو بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دے رہا تھا چنانچہ بعد چندے بغراخاں کو ملک گیری کی طمع دامنگیر ہوئی اور اُس نے ملوک سامانیہ کے مقبوضات کیطرف قدم بڑھایا یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگا امیر نوح نے اُس سے مطلع ہو کر بغراخاں کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں بغراخاں نے انکو ہزیمت دیکر سپہ سالار فوج کو معہ اور سرداران لشکر کے گرفتار کر لیا اور بخارا کیجانب بڑھا امیر نوح نے ابوعلی بن سیمجور اور فایق کو لکھا کہ معہ اپنے افواج کے بخارا کے بچانے اور میری حمایت کو آؤ مگر ان لوگوں نے کچھ سماعت نہ کی اور کوچ وقیام کرتا اور شہروں پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتا ہوا بخارا کے قریب پہنچ گیا امیر نوح چھپکر بخارا سے نکلا اور دریا کو عبور کر کے تل الشط پر پہنچا تھوڑے دنوں بعد اُسکے رفقاء اور امراء سب اس سے پہلے

امیر نوح نے یہاں پر قیام اختیار کیا اور ابو علی فایق کو اپنی حمایت پر طلبی کے خطوط بھیجنے لگا بغراخاں نے امیر نوح کے چلے آنے کے بعد بخارا پر قبضہ کر کے وہیں قیام اختیار کیا اتفاق سے ایک سخت بیماری میں علیل ہوا طبیبوں کی رائے سے بخارا چھوڑ کر اپنے شہر کو واپس ہوا امیر نوح یہ خبر پاکر نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے بخارا پہنچا۔ اہل بخارا نے اسکی واپسی سے بیحد خوشی منائی۔ امیر نوح نے دوبارہ کرسی حکومت بخارا پہ جلوس فرمایا۔ اس مسرت پر دوبالا مسرت یہ ہوئی کہ بغراخاں کے مرنے کی خبر بھی آپہنچی سارا شہر چراغاں کیا گیا۔ اہل شہر اور امیر نوح کی خوشی و مسرت کا کیا پوچھنا تھا مارے خوشی کے جامہ سے باہر نکلے پڑتے تھے۔

ابو علی کو امیر نوح کے واپسی بخارا سے بیحد ندامت ہوئی کیونکہ اس نے امیر نوح کی مدد سے جان چرائی تھی اور نہایت کج ادائی سے پیش آیا تھا۔ فایق کو اپنا غم سے بھرا ہوا داستان لکھا چنانچہ فایق امیر نوح کی مخالفت پر کمربستہ ہوکر ابو علی کے پاس چلا گیا اور دونوں علم حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے یہ واقعات ۳۸۳ھ کے ہیں۔

سبکتگین کی گورنری ہر گاہ ابو علی اور فایق متفق ہوکر امیر نوح کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوئے امیر نوح نے سبکتگین کو اس واقعات سے مطلع کرکے بمقابلہ ان دونوں باغیوں کے اپنے مدد کو بلا بھیجا۔

سبکتگین امیر نوح کیجانب سے غزنی کا گورنر تھا اور ان دنوں ملوک کفار ہند پر جہاد میں مصروف و مشغول تھا۔ جبوقت اسکو امیر نوح کا فرمان ملا فوراً لڑائی موقوف کرکے غزنی لوٹ آیا اور فراہمی لشکر و آلات حرب میں مصروف ہوا۔

ابو علی اور فایق اس سے مطلع ہوکر ڈرے معزالدولہ بن بویہ سے امداد کی درخواست کی اور اس معاملہ میں اسکے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے بھی اعانت کے خواستگار ہوئے۔ پس معزالدولہ نے ان دونوں باغیوں کی کمک کو فوجیں روانہ کیں۔

سبکتگین اور اُسکا ہونہار بیٹا محمود فوجیں مرتب کر کے ۳۸۴ھ میں خراسان کیطرف بڑھا امیر نوح بھی یہ خبر پاکر بخارا سے نکلا۔ سبکتگین اور محمود سے ملاقات کی پھر سب کے سب متفق ہو کر ابو علی اور فایق کی گوشمالی کو روانہ ہوئے اطراف ہرات میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ابو علی اور فایق کے ہمراہ قابوس بن وشمگیر بھی تھا۔ قابوس کفران نعمت نہ کر سکا امیر نوح کے پاس امن حاصل کر کے چلا آیا۔ ابو علی اور فایق کے ہمراہیوں کے چھکے چھوٹ گئے سبکتگین کے سرداروں نے ہزیمت پر ہزیمت دینا شروع کر دیا ابو علی اور فایق میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے فتحمند گروہ نیشاپور تک تعاقب کرتا چلا گیا جب فایق اور ابو علی کو نیشاپور میں بھی پناہ نہ ملی تو خائب و خاسر جرجان میں جا کر دم لیا۔ معز الدولہ سے ملے ہدایا و تحائف پیش کئے اپنی مصیبت کی داستان بیان کیا معز الدولہ نے ان دونوں کو جرجان میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔

ابو علی اور فایق کی ہزیمت کے بعد امیر نوح نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاری افواج خراسان کے عہدہ پر محمود بن سبکتگین کو مقرر کیا "سیف الدولہ" کا خطاب مرحمت فرمایا اور اُسکے باپ سبکتگین کو ناصر الدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا۔ ہرات کی حکومت پر سبکتگین کو اور نیشاپور کی گورنری پر محمود کو نامور کر کے بخارا کیجانب معاودت کی۔

ابو علی پھر خراسان میں

جوں ہی امیر نوح اور سبکتگین ایک دوسرے سے جدا ہو کر بخارا اور ہرات کیطرف روانہ ہوئے ابو علی اور فایق کو خراسان کی حکومت کی طمع دامنگیر ہوئی چنانچہ ان دونوں نے فوجیں آراستہ کر کے ماہ ربیع الاول ۳۸۵ھ میں جرجان سے نیشاپور کیجانب قدم بڑھایا۔ محمود اس سے مطلع ہو کر ان دونوں کے مقابلہ پر نکلا نیشاپور کے باہر دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ ابو علی اور فایق نے اس امر کا احساس کر کے کہ محمود کی جمعیت کم ہے اسکے باپ سبکتگین کی امداد نہ آنے پائی تھی کہ لڑائی چھیڑ دی

محمود شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا حریف نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ابوعلی نے نیشاپور میں قیام کر دیا۔

امیر نوح ملانے کی غرض سے اکثر ابوعلی سے خط و کتابت کیا کرتا تھا اور اسکی لغزشوں اور عدول حکمیوں سے درگزر کرتا جاتا تھا چنانچہ اس مرتبہ بھی جو لغزش اس سے سبکتگین کے معاملہ میں ہوئی تھی اس سے درگزر کر کے خط لکھا مگر ابوعلی اور فایق نے جو بات امیر نوح نے چاہی تھی اسکو منظور کیا۔

سبکتگین و محمود اور ابوعلی و فایق

سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کی ہزیمت اور ابوعلی کے قبضہ نیشاپور سے برہم ہو کر فوجیں فراہم کیں۔ سامان سفر و جنگ مہیا کر کے ابوعلی پر فوجکشی کر دی۔ مقام طوس میں مڈبھیڑ ہوئی۔ محمود بھی سبکتگین کی روانگی کے بعد بھی امدادی فوج لیکر پہنچ گیا۔ ابوعلی اور فایق شکست کھا کر ابیورد کیجانب بھاگے سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کر کے ابوعلی اور فایق کا تعاقب کیا۔ ابوعلی اور فایق نے جب وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو مرو جا کر دم لیا پھر مرو سے نکلکر آمل الشط میں پہونچکر پناہ گزیں ہوئے اور دونوں نے متفق ہو کر امیر نوح کیخدمت میں عفو تقصیر اور مرحمت خسروانہ حاصل کرنے کو عریضہ روانہ کیا۔ امیر نوح نے ابوعلی سے یہ شرط پیش کی کہ تم جرجانیہ میں جا کر قیام کرو اور فایق کی رفاقت ترک کر دو تو تمہارا قصور معاف کیا جائے۔ ابوعلی نے ان شرایط کو منظور کر لیا اور فایق کی ترک رفاقت کر کے جرجانیہ کیجانب روانہ ہوا قریب خوارزم پہنچکر ایک گانوں میں مقیم ہوا۔ ابوعبداللہ خوارزم شاہ نے ابوعلی کی آمد کی خبر سنکر ملنے کو آیا اور بڑی آو بھگت سے اپنے یہاں لیجا کر ٹھہرایا۔ شب کے وقت چند سپاہیوں کو بھیجکر ابوعلی کو معہ اسکے ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر مامون بن محمد والی جرجانیہ تک پہنچی۔ مامون کو اس واقعہ سے بیحد صدمہ ہوا

فوراً فوجیں آراستہ کر کے خوارزم شاہ پر چڑھائی کر دی۔ مقام کاش میں خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد خوارزم شاہ کو ہزیمت ہوئی مامون نے کاش پر قبضہ کر کے خوارزم شاہ کا تعاقب کیا زیادہ تگ و دو کی نوبت نہ آئی تھی کہ خوارزم شاہ کو گرفتار کر لیا۔ ابو علی کو قید سے نجات ملی۔ مامون نے مظفر و منصور جرجانیہ کیجانب مراجعت کی اور بلاد خوارزم پر اپنی جانب سے اپنے ایک امیر کو مامور کر دیا۔

مامون نے جرجانیہ میں پہنچکر خوارزم شاہ کے پیش کئے جانے کا حکم دیا اور جب وہ دربار میں پیش کیا گیا تو ابو علی کے روبرو اسکو قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں امیر نوح کو ابو علی کی سفارش لکھی۔ امیر نوح نے مامون کی سفارش پر ابو علی کو بخارا میں بلا بھیجا۔ چنانچہ ابو علی جرجانیہ سے بخارا کیجانب روانہ ہوا۔ شاہی امراء اور فوج سلطانی نے استقبال کیا مگر جوں ہی دربار شاہی میں داخل ہوا امیر نوح نے گرفتاری کا حکم دیا جسکی تعمیل فوراً کر دیگئی۔

کسی ذریعہ سے سبکتگین کو یہ معلوم ہوگیا کہ ابن عزیز وزیر السلطنت ابو علی کی رہائی کی فکر میں ہے اور امیر نوح سے سعی سفارش کر کے اسکو قید سے رہا کیا چاہتا ہے۔ پس اس بناء پر سبکتگین نے امیر نوح کی خدمت میں اپنا سفیر بھیجکر ابو علی کو اپنے پاس بلا لیا اور قید کر دیا چنانچہ اسی حالت میں ۳۸۷ھ کے دور پورے ہوتے ہوتے ابو علی کا طایر روح قفس عنصری چھوڑ کر پرواز کر گیا۔ باقی رہا اسکا بیٹا ابو الحسن وہ فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔

ابو علی کی مفارقت کے بعد فایق نے کاشغر کا راستہ اختیار کیا۔ ایلک خان بادشاہ ترک بعزت و احترام پیش آیا۔ امیر نوح کو اسکی عفو تقصیر کی سفارش لکھی۔ امیر نوح نے ایلک خاں کی سفارش پر فایق کی تقصیر معاف کر دی اور سمرقند کی حکومت پر مامور کر دیا۔

امیر منصور کی امارت | ماہ رجب ۳۸۷ھ میں امیر نوح بن منصور سامانی اپنی حکومت وسلطنت کا اکیسواں سال پورا کر کے وفات کر گیا۔ اسکے مرنے سے ملوک سامانی کی حکومت متزلزل ہو گئی کمزوری کے آثار نمایاں ہو چلے۔ ہر چہار طرف سے سرحدی امراء نے طمع کا ہاتھ بڑھایا جس سے مدت قلیلہ میں ملوک سامانی کی حکومت جاتی رہی امیر نوح کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ابو الحرث منصور سریر حکومت پر متمکن ہوا اراکین دولت اور امراء سلطنت نے بالاتفاق گردن اطاعت جھکا دی بکتوزون ممالک محروسہ کا نظم ونسق کرنے لگا۔ قلمدان وزارت ابو طاہر محمد بن ابراہیم کو سپرد ہوا ایلک خاں بادشاہ ترک کو امیر نوح کی وفات سے فائدہ اٹھانے اور ملک گیری کرنے کا شوق چرّایا۔ فوجیں آراستہ کر کے سمرقند کیجانب بڑھا اور اُسی مقام سے فایق کو ملا کر بخارا کیجانب روانہ کیا۔ امیر منصور کو اس خبر سے بیحد تشویش پیدا ہوئی جب کچھ بن نہ آئی تو بخارا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور نہر کو عبور کر کے دم لیا۔ فایق بلا مزاحمت بخارا میں داخل ہوا اراکین شہر کو مجتمع کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر منصور کیخدمت کو حاضر ہوا ہوں وہ میرے ولی نعمت ہیں بخارا کیوں چھوڑ کر چلے گئے اور چند عمائدین ومشائخین بخارا کو یہ پیام لیکر امیر منصور کیخدمت میں بھیجا بخارا واپس آنے کی درخواست کی امیر منصور نے فایق سے عہد وپیمان لیکر بخارا کیجانب مراجعت کی۔ بخارا میں یہ دن بہت بڑی خوشی کا تھا۔ ہر کہ ومہ کی باچھیں کھلی پڑتی تھیں۔ الغرض امیر منصور کی مراجعت کے بعد فایق نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی سلطنت وحکومت کا نظم ونسق کرنے لگا۔ بکتوزون کو خراسان کی سند حکومت دیکر بخارا سے دور پھینکدیا۔ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں سبکتگین کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔ اسکے لڑکوں اسمٰعیل اور محمود میں خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی اسی زمانہ میں بکتوزون وارد خراسان ہوا اور قبضہ کر کے حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم اور بکتوزون

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ بکتوزون جن دنوں محمود بن سبکتگین اپنے بھائی اسماعیل کے جنگ میں مصروف تھا وارد خراسان ہوا اور قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔

ابوالقاسم بن سیمجور برادر ابو علی اپنے بھتیجے ابوالحسن بن ابو علی کے ہمراہ جرجان چلا گیا تھا اور دونوں چچا و بھتیجہ نے جرجان میں معز الدولہ کے پاس قیام اختیار کیا تھا پس جب معز الدولہ مر گیا تو ان دونوں نے اسکے بیٹے مجد الدولہ کی خدمت میں رہنا شروع کیا رفتہ رفتہ ابوالقاسم کے پاس اسکے بھائی ابو علی کے رفقاء اور امراء آکر مجتمع ہو گئے۔ فایق نے بخارا سے ابوالقاسم کو لکھنا شروع کیا کہ تم بکتوزون پر فوجکشی کرو، خراسان پر قبضہ کر لو اور اسکو خراسان سے حرف غلط کی طرح نکال باہر کرو۔ پہلے تو ابوالقاسم کو کچھ پس و پیش ہوا مگر فایق کے بار بار تحریک کرنے سے ابوالقاسم کو بھی جوش پیدا ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے جرجان سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ایک فوج کو اسفراین کے سر کرنے کو بھیجا پس اس فوج نے بکتوزون کے عمال کے قبضہ سے اسفراین کو نکال لیا۔ بعد اسکے بکتوزون اور ابوالقاسم میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور بالآخر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور رشتہ دامادی بھی قایم ہو گیا۔ بکتوزون نیشاپور واپس آیا۔

محمود کا نیشاپور پر قبضہ

محمود بن سبکتگین نے اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر غزنی پر قبضہ حاصل کر کے بلخ کی جانب معاودت کی۔ محمود جب یہاں پہنچا تو رنگ ہی دوسرا تھا خراساں کی کرسی حکومت پر بکتوزون متمکن تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں محمود نے امیر منصور بن نوح کی خدمت میں عرضیہ روانہ کیا اپنے تعلقات فرمانبرداری اور خیر خواہی کو ظاہر کر کے حکومت خراسان کی درخواست کی امیر منصور نے حکومت خراسان کے دینے سے انکار کر دیا اور بجائے خراسان کے ترمذ، بلخ اور علاوہ انکے دیگر بلاد صوبہ بست کی سند حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ محمود اس سے راضی نہ ہوا۔ دوبارہ درخواست بھیجی

امیر منصور نے نامنظور کردی اس سے محمود کو سخت قلق وصدمہ ہوا فوجیں آراستہ کر کے نیشاپور کیجانب قدم بڑھایا بکتوزون کو اسکی خبر لگ گئی نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا محمود نے ۳۸۸ھ میں قبضہ کرلیا۔ امیر منصور کو اس واقعہ سے سخت برہمی پیدا ہوئی بخارا سے نیشاپور کیجانب محمود کے زیر کرنے کو روانہ ہوا۔ محمود اسکی آمد کی خبر پاکر مروالرود چلا گیا اور وہیں بانتظار واقعات آئندہ مقیم ہوا۔

عبدالملک کی امارت جسوقت امیر منصور نے بخارا سے خراسان کیجانب محمود بن سبکتگین کو نیشاپور سے نکال باہر کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ بکتوزون نے یہ خبر پاکر امیر منصور کیخدمت میں شرف حضوری حاصل کیا چونکہ امیر منصور نے خلاف امید بکتوزون کی عزت وتوقیر نہ کی اسوجہ سے بکتوزون کو کشیدگی پیدا ہوئی۔ فایق سے امیر منصور کی بے توجہی کی شکایت کی۔ فایق نے اس سے دوچند شکوہ کا دفتر کھولدیا بعد ازاں دونوں نے متفق ہوکر یہ رائے قایم کی کہ امیر منصور کو معزول کر دینا چاہیئے اور بجائے اسکے عبدالملک ابن امیر نوح کو امیر بنانا زیادہ موزوں ہوگا۔ سرداران لشکر میں سے بھی ایک گروہ اس رائے سے متفق ہوگیا چنانچہ بکتوزون اور فایق نے بحیلہ مشورہ امیر منصور کو بلا کر گرفتار کرلیا اور آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں یہ واقعہ اوایل ۳۸۹ھ کا ہے بیس مہینے اس نے حکومت کی۔

امیر منصور کی گرفتاری کے بعد عبدالملک کو قبائے حکومت زیب تن کرکے کرسی امارت پر متمکن کیا محمود کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے فایق اور بکتوزون کو اس فعل زشت پر نفرین کی اور ملک گیری کی طمع میں ان دونوں اقاکشوں کیطرف روانہ ہوا

محمود کا خراسان پر قبضہ محمود بن سبکتگین نے فوجیں آراستہ کرکے فایق اور بکتوزون پر چڑھائی کی ان دونوں کے ہمراہ عبدالملک نوعمر امیر بھی تھا جسکو ان لوگوں نے کرسی حکومت پر متمکن کیا تھا چنانچہ فایق اور بکتوزون بھی محمود کی خبر سنکر

مقابلہ کے قصد سے نکلے ۳۹۰ھ میں دونوں حریف کا مقام مرو میں مقابلہ ہوا محمود نے بزور تیغ ان لوگوں کو نیچا دکھایا ایک دوسرے سے جدا ہوکر بھاگ نکلا عبدالملک بحال پریشان بخارا پہنچا فایق اسکے ہمراہ تھا، بکتوزون نے نیشاپور میں جاکر دم لیا اور ابوالقاسم بن سیمجور نے قہستان (کوہستان) میں پناہ لی۔

محمود نے فتحیابی کے بعد بقصد تعاقب بکتوزون نیشاپور کا قصد کیا کوچ و قیام کرتا ہوا طوس پہنچا بکتوزون اسکی آمد کی خبر پاکر جرجان بھاگ گیا محمود نے اسکے تعاقب پر ارسلان حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو روانہ کیا جو جرجان تک بکتوزون کا تعاقب کرکے واپس آیا محمود نے اسکو طوس کی حکومت پر مامور کرکے ہرات کیطرف کوچ کیا۔ بکتوزون کو موقع مل گیا نیشاپور پر پہنچکر قبضہ کرلیا محمود پہ سنکر لوٹ پڑا بکتوزون نیشاپور چھوڑکر بھاگ گیا مرو ہوکر گزرا اور اسکو تاخت و تاراج کرکے بخارا جا پہنچا۔

محمود نے ان کامیابیوں کے بعد خراسان کی حکومت پر اپنے قدم جما دیئے۔ ملوک سامانی کی حکومت و سلطنت کو زایل کرکے خلیفہ قادر باللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور اسکی خدمت میں سند حکومت کی درخواست بھیجی پس خلافت مآب نے سند حکومت معہ خلعت فاخرہ روانہ فرمائی محمود نے خراسان کے عمدہ سپہ سالاری پر اپنے بھائی نصر کو مامور کرکے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکمدیا اور بلخ چلا آیا جہاں پر کہ اسکے باپ کا دارالحکومت تھا۔ خراسان کے اطراف و جوانب کے امراء آل فریغون جوجرجان میں حکمراں تھے اور شاہ غرسیاں (غرشستان) بنو مامون حکمرانان خوارزم نے اطاعت کی گردن جھکادی۔

ملوک سامانی کا زوال جسوقت محمود نے خراسان پر قبضہ کرلیا اور امیر عبدالملک بھاگ کر بخارا پہنچا فایق اور بکتوزون وغیرہما امراء بعد چندے بخارا میں مجتمع ہوئے اور متفق ہوکر محمود پر خراسان میں حملہ کرنے کی غرض سے فوجیں فراہم کرنے لگے اس اثنا میں فایق

ماہ شعبان سنہ مذکور میں مرگیا جس سے ان لوگوں میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہوگیا اور انکے کاموں میں ضعف محسوس ہوا کیونکہ یہی ان لوگوں کا پیشوا اور امیر نوح بن نصر کے سربرآوردہ موالی سے تھا۔ ایلک خاں ترکی کو اسکی خبر لگی تو اسکو بھی ملک گیری کی طمع دامنگیر ہوئی جیسا کہ اسکے پہلے بغراخاں ترکی کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوگئی تھی چنانچہ ترکوں کو مرتب و مسلح کر کے باظہار اس امر کے کہ میں امیر عبدالملک کے دشمنوں کو زیر اور دور کرنے کو آتا ہوں بخارا کیطرف روانہ ہوا عبدالملک اور اسکے امراء اس فقرہ میں آگئے اور مطمین ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھے رہے جب ایلک خاں بخارا کے قریب پہنچا تو بکتوزون وغیرہ اراکین دولت ملنے کو آئے ایلک خاں نے سبھوں کو گرفتار کرلیا اور دسویں ذی القعدہ کو بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کرلیا عبدالملک بخوف خان روپوش ہوگیا۔ ایلک خان نے جاسوسوں کے ذریعہ سے سراغ لگا کر گرفتار کرلیا اور پابزنجیر جیل میں ڈالدیا۔ چنانچہ اسی حالت میں مرگیا۔

عبدالملک کے ساتھ اسکا بھائی ابوالحرث منصور امیر معزول، ابو ابراہیم اسماعیل ابو یعقوب پسران امیر نوح اور اسکے چچا ابوزکریا ابو سلیمان اور ابوصالح فاری وغیرہم شاہزادگان ملوک سامانی بھی قید کر دیے گئے تھے۔

عبدالملک کی وفات سے ملوک سامانی کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا جسکا رقبہ حکومت حدود حلوان سے بلاد ترک اور ماوراءالنہر تک پھیلا ہوا تھا۔ دول اسلامیہ میں اسکا رتبہ بہت بڑا تھا۔ سیاست و ملکداری میں یہ حکومت اول درجہ کی تھی۔

اسماعیل سامانی کی آخری کوشش ابو ابراہیم اسماعیل بن نوح تھوڑے دنوں بعد ۳۹۰ھ میں اس عورت کے لباس میں جو اسکی خدمت میں آیا جایا کرتی تھی قید خانہ سے نکلکر بخارا میں روپوش ہوگیا جب جستجو کرنے والے جستجو کر کے بیٹھ گئے تو ابراہیم بخارا سے نکلکر خوارزم پہنچا۔ "المنتصر" کا لقب اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ

باقی ماندہ فوج اور سامانی سپہ سالار بھی آملے۔ قابوس تو خود نہیں آیا لیکن اپنے ایک لشکر اپنے بیٹوں منوچہر اور دارا کے ساتھ بھیجدیا۔ ابو ابراہیم نے شوال ۳۹۱ھ میں نیشاپور میں داخل ہو کر خراج وصول کرلیا۔ محمود نے اس خبر سے مطلع ہو کر التونتاش حاجب کبیر والی ہرات کو بسرافسری فوج جوار روک تھام کی غرض سے روانہ کیا دونوں حریف میں دو دو ہاتھ چل گئے ابو ابراہیم شکست کھا کر ابیورد کیجانب بھاگا جرجان کا قصد کیا۔ قابوس نے روکدیا سرخس چلا گیا اور اسپر قبضہ حاصل کرکے خراج وصول کرنے لگا یہ واقعہ ربیع الاول ۳۹۲ھ کا ہے، محمود نے ایک دوسری فوج بسر کردگی منصور بن سبکتگین روانہ کی۔ ماہ ربیع الثانی میں قریب نیشاپور صف آرائی ہوئی ابو ابراہیم شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا ابو القاسم بن سیمجور معہ چند سرداران لشکر کے گرفتار ہوگیا منصور نے ان سبھوں کو غزنی روانہ کردیا ابو ابراہیم اس شکست کے بعد ترکوں میں چلا گیا جو اطراف بخارا میں سکونت پذیر تھے چونکہ ان لوگوں کو سامانی ملوک کیطرف پہلے سے میلان طبع تھا اسوجہ سے یہ لوگ اسکی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے، چنانچہ ابو ابراہیم انکو اپنے رکاب میں لئے ہوئے ماہ شوال ۳۹۳ھ میں ایلک خاں کیجانب بڑھا۔ مضافات سمرقند میں مقابلہ ہوا۔ ایلک خاں کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی ترکان غز نے اسکے لشکرگاہ اور مال واسباب پر قبضہ کرلیا۔ سرداران لشکر میں سے بھی کچھ لوگ گرفتار ہوگئے۔ جنکو ترکان غز اپنے ہمراہ لئے ہوئے اپنے وطن کیجانب لوٹے ترکان غز نے اپنے مسکن وماوا میں پہنچکر اس خیال سے کہ ایلک خاں سے مراسم اتحاد پیدا ہوجائیں قیدیان ایلک خاں کو چھوڑ دینے کا مشورہ کرنے لگے ابو ابراہیم کو اس کا احساس ہوگیا خائف ہو کر نکل کھڑا ہوا نہر کو عبور کرکے آمل الشط پہنچا۔ امرار مرد، بسطام اور خوارزم سے امداد اور پناہ گزیں ہونے کی

درخواست کی سبھوں نے انکاری جواب دیا چار ناچار پھر بخارا کیجانب مراجعت کی اور بحکم ہرکہ بہ تنگ آید بجنگ آید، ایلک خاں سے لڑ پڑا مگر شکست کھا کر دبوسیہ چلا آیا اور فوجیں فراہم کر کے پھر لوٹ پڑا۔ اس مرتبہ بھی کھیت لشکر بخارا کے ہاتھ رہا ابوابراہیم پسپا ہو کر لوٹ آیا۔ بعد اسکے ایک گروہ نوجوانان سمرقند کا آگیا اور اسکے ہمراہیوں میں آکر داخل ہوگیا۔ ایلک خاں کو اسکی خبر لگ گئی لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان ۳۹۴ھ میں فوجکشی کر دی اطراف سمرقند میں ابوابراہیم سے مڈبھیڑ ہوئی اس جنگ میں کامیابی کا سہرا ابوابراہیم کے سر پر باندھا گیا ایلک خاں ہزیمت اٹھا کر بلاد ترک کیطرف واپس آیا اور فوجیں فراہم کر کے پھر بلغار کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ قبایل ترک ابوابراہیم سے رخصت ہو کر اپنے اپنے وطن چلے آئے تھے۔ ابوابراہیم کے پاس تھوڑے سے آدمی رہگئے تھے مگر پھر بھی وہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا اطراف مردسیہ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ایلک خاں نے پہلے ہی حملہ میں ابوابراہیم کو شکست دیدی اسکے ہمراہی منتشر و متفرق ہوگئے۔ معدودے چند آدمیوں کو لئے ہوئے نہر کو جرجان کیجانب عبور کیا اور اسکو تاخت و تاراج کرتا ہوا مرو کیطرف چلا ایک تنگ و دشوار گذار راہ سے راغول کے پل پر گذرتا ہوا بسطام کیجانب قدم بڑھایا۔ محمود کا لشکر ارسلان صاحب والی طوس کی ماتحتی میں اسکے تعاقب میں تھا۔ اسوقت قابوس بھی اسکا مخالف ہوگیا تھا ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج بہمراہی اکراد شاہجہانیہ بسطام بھیجدی جس سے ابوابراہیم کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بسطام سے ماوراء النہر کیطرف مراجعت کی روزانہ سفر اور جنگ سے اسکے ہمراہیوں پر ماندگی اور ملال زیادہ غالب ہوگیا تھا۔ انہوں نے رفاقت ترک کر دی طرہ اس پر یہ ہوا کہ انھیں لوگوں نے ایلک خاں کے سرداروں کو ابوابراہیم کا پتہ بھی بتلا دیا۔ پھر کیا تھا ایلک خاں کی فوج نے پہنچکر محاصرہ

کرلیا تھوڑی دیر تک ہاتھ پاؤں مارتا رہا پھر کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور عرب کے ایک گروہ میں جا کر دم لیا عرب کا یہ گروہ زیر حمایت علم حکومت محمود بن سبکتگین ایک گاؤں میں آباد تھا۔ ابن بہیج نامی ایک شخص انکا سردار تھا۔ محمود نے انکو بہت دنوں پہلے ابو ابراہیم کی گرفتاری کی ہدایت و تاکید کی تھی۔ پس جب ابو ابراہیم اُسکے پاس پہنچا تو اُن لوگوں نے اسکو اپنے پاس ٹھہرایا۔ اور رات کیوقت اسیر دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۹۵ھ کا ہے اسی زمانہ سے ملوک سامانی کی سلطنت و حکومت منقرض ہو جاتی ہے اور انکے آثار دولت نیست و نابود ہو جاتے ہیں گویا کہ نہ تھے۔ والبقاء اللہ وحدہ۔

اخبار دولت بنو سبکتگین ملوک غزنی، خراسان، ماوراالنہر اور بلاد ہندوستان کی فتوحات

بنو سبکتگین کی دولت و حکومت درحقیقت ملوک سامانی کی ایک شاخ ہے اور اُسی سے اُس دولت و حکومت کا درخت پیدا اور سرسبز و شاداب ہوا۔ اس دولت و حکومت کا اقتدار اور جاہ و جلال بیحد بڑھا۔ ملوک سامانی جن ممالک اور بلاد ماوراالنہر، خراسان عراق عجم اور بلاد ترک پر قابض تھے انپر بنو سبکتگین نے بھی قبضہ حاصل کیا علاوہ اسکے ہندوستان میں بھی اُن کا اسقدر اثر اور اقتدار ہوا کہ عظیم الشان سلاطین میں شمار کیے گئے

اس حکومت کا آغاز غزنہ (غزنی) سے ہوتا ہے۔ سبکتگین جو اس دولت و حکومت کا مورث اعلیٰ ہے۔ بنو تبکین کا آزاد غلام تھا اور تبکین ملوک سامانی کیخدمت کرتا تھا اور اُنکا آزاد غلام تھا۔ جسوقت تبکین زمانہ حکومت امیر سعید منصور بن نوح میں بخارا آیا تھا اُسوقت سبکتگین بھی اسکے ہمراہ تھا اور اُسکے دربار میں عہدہ حجابت پر مامور تھا۔ چندے بخارا میں قیام کرنے کے بعد امیر منصور نے تبکین کو غزنی کی گورنری مرحمت فرمائی چنانچہ سبکتگین اپنے آقا رنامدار ابو اسحاق بن تبکین کیساتھ غزنی کیطرف واپس ہوا غزنی میں پہنچکر

تبکین مرگیا۔ تبکین لاولد تھا۔ سب امیروں اور سرداروں نے متفق ہو کر سبکتگین کو بجائے تبکین کے اپنا امیر بنایا اس اثناء میں امیر سعید منصور بن نوح نے وفات پائی اسکا بیٹا ابو القاسم نوح سریر حکومت پر متمکن ہوا ابو الحسن عتبی وزیر اعظم مقرر کیا گیا نیشا پور کی گورنری ابو الحسن محمد بن سیمجور کو دیگئی۔ چونکہ سبکتگین اطاعت اور تعمیل کا خوگیر تھا اور علی العموم کل امراء دولت سامانیہ اور بالخصوص ابو الحسن وغیرہ اس سے راضی رہتے تھے اسوجہ سے ان لوگوں نے سبکتگین کی تقرری میں دم نہ مارا زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ملوک سامانیہ پر ترکوں کے ہاتھوں ادبار ونکبت کی گھٹا چھا گئی۔ بقرا خان نے امیر نوح سے بخارا کو چھین لیا پھر بعد چندے امیر نوح اپنی کرسی حکومت بخارا میں واپس آیا اور ابو الحسن محمد بن سیمجور مرگیا بجائے اسکے خراسان ونیشا پور کی حکومت پر اسکا بیٹا ابو علی مامور کیا گیا۔ یہ بھی ترکوں کی تقلید کر کے امیر نوح کی حکومت کو ملیامیٹ کرنے لگا پس جب امیر نوح اپنے دار الحکومت بخارا میں آگیا اور اسکے قدم حکومت وسلطنت کے زینہ پر جم گئے تو ابو علی نے حسب عادت قدیمہ خراسان میں بغاوت پھیلائی امیر نوح نے ابو منصور سبکتگین کو ابو علی کے مقابلہ میں اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ سبکتگین نے بخارا میں حاضر ہو کر نہایت حسن وخوبی سے حکومت وسلطنت کا نظم ونسق کیا۔ بغاوت فرو کر دی جس سے امیر نوح اور نیز ہوا خواہان دولت سامانیہ کی آنکھوں میں اسکی عزت دوبالا ہوگئی امیر نوح نے اس خدمت کے صلہ میں سبکتگین کو خراسان کی گورنری مرحمت کی چنانچہ سبکتگین نے خراسان میں پہنچکر کمال مردانگی سے ابو علی کو نکال باہر کر کے قبضہ کر لیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس نے سامانیہ حکومت کو بھی دبالیا بعد چندے بخارا وماوراء النہر پر قبضہ کر کے انکی دولت وحکومت کے آثار نیست ونابود کر دیئے اور انکی بیخ جانشینی کا پورا پورا حق ادا کیا بعدہ اسکے وراثتہً اسکے لڑکوں نے حکومت کی۔ ان ممالک میں انکی حکومت ودولت کا سلسلہ برابر جاری رہا تا آنکہ تاتاری ترکوں کا ظہور ہوا اور شرق سے غرب تک کے حکمرانان بنو سلجوق مالک ہوگئے

پس انھوں نے اُن ممالک کو اُنکے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ آیندہ تحریر کیا جائے گا بالفعل ہم سبکتگین کے جہاد کے حالات جو اس نے قبل گورنری خراسان ہندوستان پر کئے تھے احاطہ تحریر میں لاتے ہیں بعد ازاں ان کے حالات لکھینگے۔

فتح بُست بست صوبہ سجستان کے ملحقات سے تھا اور اسی گورنری میں وہ شامل تھا جسوقت بوجہ زوال حکومت بنو صفاران صوبجات کا انتظام درہم دبرہم ہوا اور گورنران صوبجات نے ہر چارطرف سے بغاوت اور رخنہ اندازی شروع کردی اُسوقت امیر طغان نے جو بست کا حکمراں تھا بست پر خود سر حکومت کا اعلان کردیا بعد چندے دوسرے امیر نے جسکا نام بوتور تھا بُست کو طغان سے چھین لیا طغان بحال پریشان سبکتگین کے پاس پہونچا امداد کی درخواست کی آیندہ اطاعت اور فرماں برداری کا اقرار کیا۔ اور امداد کے معاوضہ میں زرنقد بھی دینے کو کہا۔ چنانچہ سبکتگین اپنی فوج آراستہ کرکے بُست کیطرف روانہ ہوا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کیا۔ وزیر ابو الفتح علی بن محمد لبتی شاعر کو اپنے دربار میں طلب کرکے اپنا کاتب (سکرٹری) بنایا۔ بعد اسکے یہی محمود سبکتگین کا بھی سکرٹری رہا۔

مہم بست سے فراغت پاکر سبکتگین نے قصدار کا قصد کیا۔ والی قصدار بھی اسکی ماتحتی میں تھا لیکن بوجہ دشواری راہ باغی ہوگیا تھا۔ سبکتگین چند سواروں کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے قصدار میں داخل ہوا اور اُسکے حکمران گرفتار کرلیا والی قصدار نے عذرخواہی کی آیندہ اطاعت اور خراج دینے کا اقرار کیا۔ سبکتگین نے اسکو حکومت قصدار پر دوبارہ مامور کردیا۔

ہندوستان پر جہاد بُست اور قصدار کی فتحیابی کے بعد سبکتگین نے ہندوستان پر جہاد کی طیاری کی اور فوجیں آراستہ کرکے ہندوستان کے قلعات کو بزور تیغ مفتوح کیا جسکی طرف اسوقت تک مسلمانوں کا خیال تک نہ گیا تھا۔ اور بعد فتح حاصل کرنے کے غزنی واپس چلا گیا۔

راجہ جیپال نے اِن خبروں سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں ہاتھیوں کا بہت بڑا لشکر جمع کیا اور انکو کافی طور سے مسلح و مرتب کر کے ممالک اسلامیہ کیطرف روانہ ہوا ہاتھیوں کے لشکر کو حسب دستور آگے بڑھایا کوچ وقیام کرتا ہوا سرحد بلاد اسلامیہ میں داخل ہوا اور تاخت وتاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ سبکتگین کو اسکی خبر لگی تو اُس نے غزنی سے عساکر اسلام لیکر راجہ جیپال پر حملہ کیا سبکتگین کے لشکر میں مجاہدین کا ایک گروہ تھا۔ دونوں حریف کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی ہزارہا کفار کھیت رہے راجہ جیپال گرفتار کرلیا گیا ڈھائی لاکھ روپیہ اور پچاس زنجیر فیل زر فدیہ دیکر اپنے کو قید سے رہا کرایا اور تا ادائگی زر فدیہ اپنی قوم کے چند لوگوں کو سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا سبکتگین نے چند لوگوں کو فدیہ وصول کرنے کی غرض سے راجہ جیپال کے ہمراہ کردیا۔ راجہ جیپال نے ان لوگوں کے ساتھ اثنار راہ میں بدعہدی کی اور ان کو بعوض اُن لوگوں کے جنکو یہ سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا تھا گرفتار کرلیا۔ سبکتگین کو اسکی خبر لگی تو وہ آگ بگولا ہوگیا طیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے سامان جنگ وسفر درست کرکے بقصد ہندوستان روانہ ہوا اثنار راہ میں ہندوستان کے جتنے شہر ملے سبھوں کو لوٹتا اور جماعت کفار کو منتشر و پریشان کرتا ہوا قلعہ ملتان پر پہونچا اور اسکو بزور تیغ مفتوح کرکے منہدم کردیا۔

قلعہ ملتان ہندوستان کا سرحدی قلعہ غزنی سے ملا ہوا تھا راجہ جیپال کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی فوجیں مرتب کرکے سبکتگین پر حملہ آور ہوا دونوں حریف میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں بالآخر راجہ جیپال کو ہزیمت ہوئی ہزارہا آدمی اسکے ہمراہیوں میں سے مارے گئے ساری شان وشوکت خاک میں ملگئی۔ اس لڑائی کے بعد ہندوؤں کو پھر جرات اپنے ملک سے نکلکر لڑنے کی نہیں ہوئی اور نہ راجگان ہندوستان میں سے کسیکا کوئی اثر قایم ہوا۔

سبکتگین اس کامیابی وجہاد سے فارغ ہوکر اپنے آقائے نامدار امیر نوح کی امداد کیجانب متوجہ ہوا جیسا کہ آیندہ تم پڑھو گے۔

خراسان کی گورنری ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ جسوقت امیر نوح کا ستارہ اقبال بخارا میں ترکوں کے ہاتھوں زوال پذیر ہوا اور بخارا پر بغراخاں ترکی بادشاہ نے قبضہ کرلیا تو امیر نوح نہر کو عبور کرکے آمل الشط پہنچا ابن سیمجور والی خراسان اور فایق گورنر بلخ سے امداد واعانت کا خواستگار رہا ان دونوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ امیر نوح انھیں پریشانیوں میں مبتلا تھا کہ اسکو بخارا سے بغراخاں کے واپس ہونے کی خبر لگی کمال مسرت اور مستعدی سے ڈبل کوچ کرتا ہوا بخارا پہنچگیا اور کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا اتنے میں بغراخاں کا انتقال ہوگیا امیر نوح کا قدم حکومت وسلطنت پر جم گیا۔ ابوعلی اور فایق کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی اور اپنی بابت انکو خطرہ پیدا ہو چلا۔ فایق نے یہ غلطی کی کہ مبارکباد وتہنیت کو بلا اجازت امارت پناہ بخارا روانہ ہوگیا۔ امیر نوح نے اپنے غلاموں اور سوالی کو اسکے روک تھام اور گوشمالی پر بھیجدیا جنھوں نے فایق سے جنگ کی اور بلخ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا۔ فایق بحال پریشان ابوعلی بن سیمجور کے پاس پہنچا اور اسکی پشت گرمی سے امیر نوح کی مخالفت پر کمر باندھی۔ یہ واقعات ۳۸۳ھ کے ہیں امیر نوح نے سبکتگین کو ان حالات سے مطلع کیا اور ان دونوں باغیوں کے مقابلہ میں امداد کو بلابھیجا۔ اس خدمت کے صلہ میں صوبہ خراسان کی گورنری مرحمت کی سبکتگین اندنوں ہندوستان پر جہاد کر رہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں بایں ہمہ سبکتگین جیوں ہی تیوں ہندوستان کے مہم سے فارغ ہوکر امیر نوح کیخدمت میں حاضر ہوا اور باغیان دولت کو نیچا دیکھایا۔ ان واقعات میں سبکتگین کا ہونہار بیٹا محمود بھی شریک تھا۔

امیر نوح نے ان مہمات سے کامیابی کیساتھ فراغت حاصل کرکے گورنری نیشاپور اور سپہ سالاری خراسان پر محمود کو مامور کرکے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور سیف الدولہ

کا خطاب دیا۔ اسکے باپ سبکتگین کو ہرات میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور ناصر الدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا اور خود بدولت بخارا واپس آیا۔

جنگ نیشاپور امیر نوح کی واپسی بخارا کے بعد ابو علی بن سیمجور اور فایق کو یہ طمع دامنگیر ہوئی کہ خراسان کو سبکتگین اور اُسکے بیٹے محمود کے قبضہ سے نکال لینا چاہئے چنانچہ ان دونوں نے متفق ہو کر محمود بن سبکتگین پر بمقام نیشاپور ۳۸۵ھ میں حملہ کیا اور قبل اسکے کہ اسکے باپ سبکتگین کی امدادی فوج آئے لڑائی چھیڑ دی۔ محمود کی فوج کم تھی شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس ہرات چلا گیا۔ ابو علی نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔

سبکتگین نے محمود کی شکست سے برہم ہو کر ابو علی پر فوجکشی کر دی۔ طوس میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا کھیت سبکتگین کے ہاتھ رہا ابو علی اور فایق کو ہزیمت ہوئی امل الشط میں جا کر پناہ گزیں ہوئے۔ ابو علی نے امیر نوح کیخدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا امیر نوح نے فایق کی ترک رفاقت کی شرط پر ابو علی کی تقصیر معاف کی اور اسکو دارالحکومت بخارا میں طلب کر کے قید کر دیا پھر قید سے نکالکر سبکتگین کے پاس بھیجدیا سبکتگین نے بھی قید کر دیا۔ باقی رہا فایق وہ بادشاہ ترک ایلک خاں کے پاس کاشغر چلا گیا۔ ایلک خاں نے امیر نوح سے فایق کی سفارش کی امیر نوح نے اسکی سفارش پر فایق کو سمرقند کی حکومت پر متعین کیا جیسا کہ یہ واقعات ملوک سامانیہ کے حالات کے ضمن میں لکھے گئے ہیں۔

ابو قاسم برادر ابو علی اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر بروز جنگ سبکتگین کے پاس چلا آیا تھا چنانچہ ایک مدت تک اسکی خدمت میں مقیم رہا پھر اس سے باغی ہو کر نیشاپور پر چڑھ آیا محمود کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے ابو القاسم کی گوشمالی کو بڑھا ابو القاسم اُسکی آمد کی خبر سنکر فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور اُسکے پاس قیام اختیار کیا۔ سبکتگین نے خراسان اور اسکے کُل صوبہ پر قبضہ کر لیا۔

سبکتگین و ایلک خاں | شہاب الدولہ ہارون بن سلیمان الملک معروف بہ بقراخان

حکمران کاشغر، شاغور اور ام ترک کے بعد ایلک خاں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اسکو بھی امیر نوح کے مقبوضات پر دست درازی کی طمع غالب ہوئی جیسا کہ اُسکے باپ بقراخاں کو ہوس ہوئی تھی چنانچہ اس نے پہلے آہستہ آہستہ امیر نوح کے مقبوضات کیطرف قدم بڑھایا بعد ازاں حملہ کی طیاری کر دی امیر نوح نے خراسان میں سبکتگین کو لکھ بھیجا اور ایلک خاں کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا حکم دیا چنانچہ سبکتگین نے فوجیں آراستہ کر کے نہر کو عبور کیا مابین نسف و کشف پہنچکر پڑاؤ کر دیا۔ تا آنکہ اسکا بیٹا محمود بھی ہر چہار طرف سے فوجیں لیکر آپہنچا اسی مقام پر ابو علی بن سیمجور پابزنجیر امیر نوح کا بھیجا ہوا سبکتگین کے پاس آیا تھا۔

ایلک خاں بھی ترکوں کو مجتمع کر کے آیا ہوا تھا۔ سبکتگین نے امیر نوح کو ایلک خاں کے جنگ پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ طیار نہ ہوا اپنے سپہ سالاروں اور کل لشکر کے بھیجنے پر اکتفا کیا سبکتگین نے بیحد منت کی اپنے بھائی بغراجق اور اپنے بیٹے محمود کو امیر نوح کو جنگ ایلک خاں پر آمادہ کرنے کو بھیجا وزیر السلطنت وزیر بن عزیز بخوف جنگ بھاگ گیا۔ امیر نوح ہمت ہار کر بیٹھ رہا بمجبوری ان لوگوں نے اسکو بحالہ چھوڑ دیا اس سے سبکتگین کے حوصلہ پست ہو گئے۔ ایلک خاں سے مصالحت کی گفتگو شروع کر دی۔ ابو القاسم کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ایلک خاں کے پاس روانہ کیا مگر پھر اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر کے ابو علی اور اُسکے ہمراہیوں کے ساتھ قید کر دیا۔

مصالحت کے بعد سبکتگین نے طوس سے بلخ کیجانب مراجعت کی یہاں پہنچکر اس کو ان لوگوں کے مارے جانے کی خبر لگی۔ مامون بن محمد والی جرجانیہ کی موت کی خبر بھی آئی خوارزم میں اسکے سپہ سالار نے بحیلہ دعوت اسکو قتل کیا تھا۔ اسکے بعد ہی امیر نوح کی موت کی خبر مسموع ہوئی کہ نصف رجب ۳۸۷ھ میں اُس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

سبکتگین اور فخر الدولہ ابوعلی بن سیمجور اور فائق سبکتگین سے شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا تھا۔ پھر جب ابوالقاسم نے خراسان میں سر اٹھایا اور محمود بن سبکتگین معہ اپنے چچا بغراجق کے اسکی سرکوبی کو روانہ ہوا اسکے رکاب میں ابونصر بن محمود حاجب بھی تھا اسوقت یہ بھی فخر الدولہ کے پاس بھاگ گیا اور اسکے زیر حمایت اوہین قومس اور دامغان میں قیام اختیار کیا سبکتگین نے طوس میں پڑاؤ کر دیا۔ بعدازاں اس سے اور فخر الدولہ بن بویہ والی رے سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے ایک نے دوسرے کو ہدیہ بھیجا یہ آخری ہدیہ تھا جو سبکتگین کیطرف سے عبداللہ کاتب لیکر فخر الدولہ کے پاس آیا تھا۔

بعد چندے فخر الدولہ تک لوگوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ سبکتگین لشکر آرائی اور فوجکشی کی فکر میں ہے۔ فخر الدولہ نے ایک عتاب آمیز پیام سبکتگین کے پاس بھیجا ہنوز جواب آنے نہ پایا تھا کہ دونوں کی قوتیں جواب دے گئیں۔

سبکتگین کی وفات اسماعیل کی حکومت ہرگاہ سبکتگین نے ایلک خاں کے مہم سے فارغ ہو کر بلخ کیجانب مراجعت کی اور تھوڑے ہی دنوں وہاں قیام کیا تھا کہ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا بلخ سے غزنی کیجانب مراجعت کی اثناء راہ میں حکومت خراسان و غزنی کے بیسویں سال ماہ شعبان ۳۸۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ غزنی میں مدفون ہوا، عادل نیک سیرت، عہد و پیمان کا پابند ایفاء وعدہ کا پکا اور کثیر الجہاد تھا۔

سبکتگین کے بعد اسکے لشکر نے اسکے بیٹے اسماعیل کی امارت کی بیعت کی اور یہی ولیعہد بھی تھا مگر محمود سے عمر میں کم تھا پس اس نے داد و دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع کر لیا غزنی کی حکومت اسکی مسلم ہو گئی۔

محمود اور اسماعیل چونکہ اسماعیل ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں کی آنکھوں میں حقیر معلوم ہوا ان لوگوں نے اسکو دبا لیا اور انعام و صلہ کی اسقدر بھرمار ہوئی کہ اسکے باپ سبکتگین کا خزانہ خالی ہو گیا۔ اسکا بھائی محمود ان دنوں نیشاپور میں تھا اس نے

تحریک کی کہ مجھے صوبہ بلخ وغیرہ کی نگرانی کی سند دیجائے اسماعیل نے انکاری جواب دیا جس سے دونوں بھائیوں میں نفاق کی بنیاد پڑ گئی - ابوالحرب گورنر جرجان نے دونوں بھائیوں میں مصالحت کی کوشش کی لیکن اسماعیل نے اپنی نوعمری اور نا تجربہ کاری سے نہ مانا - نتیجہ یہ ہوا کہ محمود نے بقصد اسماعیل ہرات کیجانب کوچ کیا - ہرات میں اسکا چچا بغراجق حکمرانی کر رہا تھا - اسماعیل کے حالات سنکر محمود کا ہم آہنگ ہوگیا - بعد ازاں محمود نے ہرات سے بُست کیطرف قدم بڑھایا یہاں پر اسکا دوسرا بھائی نصر تھا - محمود نے اسکو بھی اپنی جانب مایل کر لیا - چنانچہ محمود بغراجق اور نصر سب کے سب متفق ہو کر غزنی کیطرف بڑھے یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ قبل ان واقعات کے اسماعیل کے امراء دولت نے محمود کو طلبی کے خطوط لکھے تھے اور اطاعت و فرماں برداری کا وعدہ کیا تھا - الغرض محمود کوچ و قیام کرتا ہوا غزنی کے قریب پہنچ گیا - اسماعیل بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابلہ پر آگیا غزنی کے باہر ایک میدان میں دونوں بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی - سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کی فوج میدان جنگ سے گھو شکست کھا گئی - اسماعیل نے قلعہ غزنی میں جا کر پناہ لی اور دروازے بند کر لئے - محمود نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ پر محاصرہ ڈالدیا تاآنکہ اسماعیل نے طول حصار سے تنگ آ کے امن حاصل کی اور قلعہ کا دروازہ کھولدیا محمود نے اسکی عزت کی اور اپنی حکومت و سلطنت میں اسکو شریک بنایا -

یہ واقعہ اسماعیل کی حکومت کے ساتویں مہینہ واقع ہوا - اسی وقت سے محمود کے قدم حکومت و سلطنت پر جم جاتے ہیں اور اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتا ہے - حالانکہ قبل اسکے کسی نے اپنے کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا تھا الغرض اسماعیل کے مہم سے فارغ ہو کر بلخ کیجانب کوچ کیا -

محمود کا خراسان پر قبضہ جسوقت ابوالحرث منصور بعد امیر نوح کے سریر حکومت پر متمکن ہوا - قلمدان وزارت محمود بن ابراہیم کو سپرد کیا گیا - اور فایق نے امیر ابوالحرث منصور

کی کم عمری کیوجہ سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ عبداللہ بن عزیز جسوقت محمود بن ابراہیم وارد بخارا ہوا تھا اسی زمانے میں اسوجہ سے کہ اس نے امیر نوح کو ایلک خاں کے جنگ پر اُبھارا تھا بخارا چھوڑ کر بھاگ گیا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا پس جب امیر نوح نے انتقال کیا اور اسکا بیٹا منصور حکمران ہوا تو عزیز نے ابو منصور محمد بن حسین کو سپہ سالاری لشکر خراسان کی طمع دی اور اسکو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ایلک خاں کے پاس گیا اور امیر منصور کی زیادتیوں کی شکایت کی ایلک خاں ان دونوں کے ساتھ ساتھ باظہار سمرقند روانہ ہوا۔ پھر ابو منصور اور ابن عزیز کو گرفتار کرکے فایق کو بلا بھیجا اور اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر بخارا کیطرف بڑھنے کا حکم دیا۔ امیر ابوالحرث منصور نے اسکی آمد کی خبر پاکر بخارا چھوڑ دیا اور فایق نے بخارا پر قبضہ حاصل کرلیا اور ایلک خاں نے اپنی کرسی حکومت کی طرف مراجعت کی۔

فایق نے بخارا پر قبضہ حاصل کرنے اور ایلک خاں کی مراجعت کے بعد ابوالحرث منصور کو بخارا میں بلا لیا جب وہ بخارا میں وارد ہوا تو فایق نے استقبال کیا کرسی حکومت پر لا کر بٹھایا اور اُسکی حکومت و دولت کا نظم ونسق کرنے لگا۔ بکتوزون حاجب اکبر کو مصلحتاً خراسان کی سند حکومت دیکر دارالحکومت بخارا سے نکال باہر کیا اور سنان الدولہ کا مبارک خطاب دیا۔

بکتوزون اور فایق میں ایکمدت سے چشمک چلی آتی تھی ابوالحرث منصور نے دونوں میں مصالحت کرادی چنانچہ بکتوزون اپنے فرایض منصبی ادا کرنے لگا پھر ابوالقاسم بن سیمجور نے اسپر فوجکشی۔ دونوں میں معرکہ آرائیاں ہوئیں جسکا ذکر اوپر ہو چکا۔

اس اثناء میں محمود اپنے بھائی اسمٰعیل کی مہم سے فارغ ہوکر بلخ میں آیا اور امیر ابوالحرث منصور کیخدمت میں ہدایا و تحائف بھیجے۔ امیر منصور نے بلخ، ترمذ، ہرات اور بست کی گورنری مرحمت کی اور نیشاپور کی سند حکومت دینے سے انکار کیا محمود نے

اپنے معتمد علیہ ابوالحسن حموی کی معرفت دوبارہ درخواست بھیجی ۔ امیر ابوالحرث منصور نے ابوالحسن کو اپنی وزارت کیلئے منتخب کرلیا ۔ ابوالحسن عہدہ وزارت پاکر اپنے ولی نعمت کو پیام پہنچانے نہ گیا ۔ محمود کو اس سے برہمی پیدا ہوئی نیشاپور کیطرف بڑھا ۔ بکتوزون یہ خبر پاکر بھاگ گیا ۔ امیر منصور اس سے مطلع ہوکر کمر ہمت باندھ کر نیشاپور کیطرف چلا محمود نیشاپور سے نکلکر مروالرود چلا گیا ۔

اس واقعہ کے بعد بکتوزون اور فایق نے مجتمع ہوکر ابوالحرث منصور کو معزول کر دیا آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور اُسکے بھائی عبدالملک کو امارت وحکومت کی کرسی پر جلوہ افروز کیا ۔ محمود نے بکتوزون اور فایق کو اس فعل زشت پر لعن طعن کی اور عتاب آمیز خط روانہ کیا پھر اسپر بھی جب اسکے دل کو تشفی نہوئی تو فوجیں آراستہ کرکے فایق اور بکتوزون کی سرکوبی کو چلا ۔ فایق اور بکتوزون بھی بغرض مقابلہ مرو میں آکر صف آرا ہوئے ۔ انکے ساتھ ان کا نوعمر امیر عبدالملک بھی تھا ۔ دونوں حریف میں معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر محمود نے اُن لوگوں کو ہزیمت دی عبدالملک نے بخارا میں جاکر دم لیا ۔ بکتوزون نیشاپور بھاگ گیا ۔ ابوالقاسم بن سیمجور بھی انہیں لوگوں کیساتھ تھا اس نے قہستان میں جاکر پناہ لی ۔ محمود نے خراسان پر قبضہ کرلیا ۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے ۔

بعد اسکے محمود نے طوس کیجانب قدم بڑھایا بکتوزون (توزن بیگ) جرجان بھاگ گیا محمود نے اسکے تعاقب پر ارسلان حاجب کو مامور کیا پس ارسلان حاجب نے اسکو اطراف خراسان سے بھی نکال باہر کیا ۔ محمود نے اس خدمت کے صلہ میں ارسلان حاجب کو طوس کی گورنری پر مامور کرکے صوبہ ہرات کے جانب پرتال کو روانہ ہوا ۔ بکتوزون کو موقع ملگیا محمود کے روانہ ہوتے ہی نیشاپور میں آگیا اور قبضہ کرلیا ۔ محمود کو اس کی خبر لگی تو اُس نے فوراً ہی مراجعت کی بکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا محمود نے اپنے بھائی نصیر بن سبکتگین کو سپہ سالاری لشکر خراسان پر مامور کرکے نیشاپور میں قیام کرنیکا حکم دیا

اور خود اپنے باپ کے دارالحکومت بلخ کیطرف چلا آیا اور اسکو اپنا پایہ تخت بنایا۔

پھر اپنے بھائی اسماعیل بن سبکتگین سے مشکوک ہوکر کسی قلعہ میں قید کردیا۔ گزارہ کیلئے کافی وظیفہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں خلافت مآب القادر باللہ عباسی کی خلافت کی بیعت کی اسکے نام کے خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے دارالخلافت بغداد سے بیش بہا خلعت اور پھریرے حسب دستور روانہ کئے اور "امین الملتہ یمین الدولہ" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ محمود کو اسی وقت سے مطلق العنانی حکومت حاصل ہوجاتی ہے اور اسکا غلغلہ اقبال اطراف عالم میں پھیل جاتا ہے خراسان کی حکومت پر اسکے قدم جم جاتے ہیں اور آیندہ ہر سال ہندوستان پر جہاد کرتا رہتا ہے۔

خلف کی پیشقدمی اور محمود کی مقاومت

خلف بن احمد والی سجستان ملوک سامانی کا باجگذار تھا لیکن جس وقت سامانی تاجدار بغاوت و فتنہ کیوجہ سے خلف بن احمد کیجانب سے غافل ہوگیا اسوقت اس نے استقلال کے ساتھ اپنے قدم حکومت پر جما دیئے اور خودسری کا ڈنکا بجادیا پس امیر سبکتگین راجگان ہند پر جہاد کرنے کو گیا خلف بن احمد نے اس موقع کو غنیمت شمار کرکے صوبہ بست پر فوجیں بھیجدیں چنانچہ اس فوج نے صوبہ بست پر قبضہ کرکے خراج وصول کرلیا۔ پھر جب امیر سبکتگین نے ہندوستان کے جہاد سے فارغ ہوکر معاودت کی تو خلف ابن احمد نے معذرت کی تحایف پیش کیئے آیندہ اطاعت کا اقرار کیا امیر سبکتگین نے اسکی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا مزید اطمینان کے لیئے بطور ضمانت خلف ابن احمد کے خاص اعزہ کو اپنی حراست میں لے لیا۔

اسکے بعد امیر سبکتگین معہ ابوعلی بن سیمجور کے جو کہ اسکے قید میں تھا خراسان کیطرف ایلک خان کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور جب اس سے امیر سبکتگین کو فراغت حاصل ہوئی تو خلف ابن احمد کی ریشہ دوانی و فتنہ کے استیصال کی غرض سے فوج کو سجستان پر حملہ کرنے کی طیاری کا حکم دیا اتفاق وقت سے سبکتگین کا پیام اجل آگیا جس سے سبکتگین کا ارادہ پورا نہوا اور خلف کو

پھر موقع ملگیا سانپے بیٹے طاہر کو قہستان اور بوسنج پر قبضہ کرنے کو بھیجدیا چنانچہ طاہر نے اِن دونوں مقامات پر قبضہ کرلیا۔ قہستان اور بوسنج بغراجق کی جاگیر میں تھا اور وہی اُنپر حکومت کر رہا تھا۔ اتنے میں محمود کو خراسان کی مہم اور اندرونی جھگڑوں سے فرصت ملگئی اپنے چچا بغراجق کو لکھ بھیجا کہ قہستان اور بوسنج کو طاہر بن خلف کے قبضہ سے نکال لو چنانچہ بغراجق نے طاہر پر فوجکشی کی اور اسکو ہزیمت دیکر تھوڑی دور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ طاہر نے پلٹ کر ایسا حملہ کیا جس سے بغراجق کے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے اثناء دار و گیر میں بغراجق مارا گیا۔

محمود کو اس واقعہ جانفرسا کے استماع سے بیحد صدمہ ہوا فوجیں مرتب کرکے ۳۹۰ھ میں خلف بن احمد پر چڑہائی کردی۔ خلف ایک مضبوط و مستحکم قلعہ میں قلعہ نشین ہوگیا محمود نے ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈالکر لڑائی چھیڑدی۔ خلف نے تنگ آکے اطاعت کی گردن جھکادی ایک لاکھ دینار دیکر مصالحت کرلی محمود نے محاصرہ اُٹھالیا۔

محمود کی فتوحات ہند بعد اسکے جب محمود کو اندرونی مخالفت اور ریشہ دوانی سے ایک گونہ فراغت حاصل ہوگئی تو اُس نے ہندوستان پر حملہ کی طیاری کی۔ بارہ ہزار سوار تیس ہزار پیادوں میں سے پندرہ ہزار جوان منتخب کئے اور انکو آراستہ و مرتب کرکے ہندوستان پر راجہ جیپال سے جنگ کرنے کی غرض سے چڑہائی کی۔ راجہ جیپال بھی یہ خبر پاکر فوجیں آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد راجہ جیپال کو ہزیمت ہوئی

ف محمود نے شوال ۳۹۱ھ مطابق ۱۰۰۰ء میں غزنی سے ہندوستان پر فوجکشی کی تھی روز دوشنبہ آٹھویں محرم ۳۹۲ھ مطابق ۱۰۰۱ء میں بمقام پشاور لڑائی ہوئی۔ راجہ جیپال کے رکاب میں بارہ ہزار سوار تیس ہزار پیادے اور تین سو زنجیر فیل تھے جسوقت نصف النہار رہوا ہندوستانی لشکر کو ہزیمت ہوئی پانچہزار ہندو مارے گئے راجہ جیپال معہ اپنے پندرہ اعزہ و اقارب خاص کے گرفتار کرلیا گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷۰ و ۱۷ مطبوعہ مصر و تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴۔

راجہ جیپال معہ اپنے بھائیوں اور لڑکوں کے گرفتار کرلیا گیا۔ راجہ جیپال اور اس کے دوسرے اعزہ کے اسباب میں سے جو قید کرلیے گئے تھے کئی مرصع حمایل جسکو مالا کہتے ہیں غنیمت میں ہاتھ آئے اسمیں سے ایک ایک کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ علاوہ انکے پانچہزار ہندو لونڈی غلام بنائے گئے یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے۔

اس فتح وکامیابی کے بعد محمود نے ہندوستان کے دوسرے شہروں کیطرف قدم بڑھایا۔ یہ بلاد خراسان کے صوبہ سے زیادہ وسیع اور زرخیز تھے چنانچہ اسکو بھی بزور تیغ فتح کرلیا۔

بعد اس کے راجہ جیپال نے پچاس زنجیر فیل اپنے فدیہ میں دیکر اپنے کو قید سے رہا کرایا اور تا ادیگی فدیہ مذکور اپنے بیٹے اور پوتے کو سلطان محمود کے پاس چھوڑ آیا۔ چنانچہ اپنے راج دہانی (دارالسلطنت) میں پہنچکر فدیہ مذکور بھیجدیا اور بار سلطنت سے اپنے کو سبکدوش کرلیا[1]۔

ہنوز محمود نے غزنی کیجانب مراجعت کرنے کا قصد نہ کیا تھا کہ یہ خبر مسموع ہوئی کہ ہندوؤں کا جم غفیر بغرض فساد ومزاحمت لشکر اسلام پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپا ہوا ہے محمود نے فوج کو طیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے قلعہ دہند (بھٹنڈہ) پر جہاں کہ ہندوؤں کا گروہ کثیر لشکر اسلام کے روک ٹوک کو مجتمع تھا محاصرہ ڈالدیا۔ راجپوتوں کی مردانگی نے کچھ بھی نفع نہ پہنچایا۔ معدودے چند ہزار خرابی ودقت لبسیار جانبر ہوئے باقی سب کے سب کھیت رہے محمود نے مظفر ومنصور دارالسلطنت غزنی کی جانب معاودت کی۔

---

[1] راجہ جیپال قوم کا برہمن تمام پنجاب کا معہ کشمیر، ملتان اور سرہند کا خودمختار حکمراں تھا اور بغرض مدافعت، مزاحمت حکام اسلام وحفاظت بلاد سرحدی ہندوستان قلعہ بھٹنڈہ میں جاکر مقیم ہوا۔ بیٹھے بٹھائے یہ سودا سر میں سمایا کہ والی افغانستان پر حملہ آور ہوکر راجگان ہندوستان میں خاص امتیاز حاصل

سجستان پر محمود کا قبضہ سنہ ۳۹۰ھ میں محمود کی واپسی و مصالحت کے بعد خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو عنان حکومت حوالہ کر دی اور خود اس خیال سے کہ میر الملک آئندہ محمود کے سیلاب فتوحات سے محفوظ رہے باظہار ترک دنیا گوشہ نشین ہو گیا۔ پس جب سلطان محمود ایک مدت مدید تک ان ممالک سے بوجہ جہاد ہندوستان غیر حاضر رہا تو خلف نے اپنے بیٹے طاہر سے عنان حکومت واپس لینے کی کوشش کی طاہر نے حیلہ و حوالہ سے کام لینا شروع کیا اور بات بات میں نافرمانی کرنے لگا تب خلف نے اپنے کو بیمار بنایا اور وصیت کرنے و ذخایر مخفیہ کو بتانے کی غرض سے طاہر کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ طاہر بے خوف و ہراس حاضر ہوا خلف نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا بعد چندے قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس واقعہ سے خلف کے سپہ سالاروں کو خطرہ پیدا ہوا اور اسکی طرف سے سب بددل ہو گئے۔ محمود سے خط و کتابت شروع کی اور باظہار اطاعت محمود کے نام کا خطبہ سجستان میں پڑھنے لگے۔ یہ واقعہ سنہ ۳۹۳ھ کا ہے۔

محمود ان سپہ سالاروں کی طلبی پر خلف کیطرف روانہ ہوا خلف ایک مضبوط و مستحکم قلعہ طاق نامی میں قلعہ بند ہو گیا۔ یہ قلعہ نہایت پائدار اور مضبوط بنا ہوا تھا ہر چہار طرف سے اسکو

حملہ کرنا چاہئے چنانچہ ہر چہار طرف سے فوجیں فراہم کر کے بلاد اسلامیہ میں گھس پڑا۔ سبکتگین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ بھی اپنی فوج کو مجتمع کر کے مقابلہ پر آیا۔ سرحد ملتان پر دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ راجہ جیپال کو ہزیمت ہوئی۔ یہ پہلی شکست تھی بعدہ جب اس نے بدعہدی کی تو پھر سبکتگین نے سرحد پشاور پر اس پر حملہ کیا اس مرتبہ اس فوج میں دہلی، قنوج، کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کی فوجیں بھی بغرض امداد شامل تھیں راجہ جیپال کو اس مرتبہ بھی شکست نصیب ہوئی۔ تیسرے بار محمود نے شکست دی۔ راجہ جیپال اس شکست سے ایسا برداشتہ خاطر ہوا کہ سلطنت اپنے بیٹے انند پال کو حوالہ کر دی اور اپنے کو جلتی ہوئی آگ میں ڈال کر نیست و نابود کر دیا یہ واقعہ سنہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۷۱ و تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴ —

سات فصلیں سربفلک گھیرے ہوئے تھیں اور فصیلوں کو ایک عمیق خندق محیط تھی۔ صرف ایک راستہ تھا جس پر پل بنا ہوا تھا۔ خلف نے محمود کی آمد پر اس پل کو توڑ ڈالا۔ محمود نے قلعہ پر پہنچکر محاصرہ ڈالا مدتوں محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لشکریوں کو حکم دیا کہ گرد و نواح کے درختوں کو کاٹ کر خندق کو پُر کر دو اور جب وہ پُر ہو گیا تو ہاتھیوں کو بڑھانے کا اشارہ کیا چنانچہ ایک ہاتھی جو سب سے بڑا تھا خندق کو عبور کر کے دروازہ قلعہ پر پہنچا اور دروازہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ پھر کیا تھا محمود کا لشکر قلعہ میں داخل ہونے کو بڑھا قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ اہل قلعہ ایک فصیل سے دوسرے فصیل میں جا کر پناہ لیتے تھے اور فتحمند گروہ انکو برابر پسپا کرتا جاتا تھا باہر سے یہ تیر باری کر رہے تھے اور اندر سے قلعہ والے پتھر اور تیر کا مینھ برسا رہے تھے خلف نے اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب قلعہ چھنا چاہتا ہے امن کی درخواست کی محمود نے اُسکو امن دیدی لڑائی موقوف ہو گئی قلعہ پر بھی محمود کا قبضہ ہو گیا خلف نے قلعہ کے ذخایر کی کنجیاں محمود کو حوالہ کر دیں جس سے محمود کی آنکھوں میں خلف کی قدر و منزلت دوبالا ہو گئی۔ محمود نے کمال عنایت سے ارشاد کیا خلف جہاں تم پسند کرو وہاں قیام کر سکتے ہو۔ خلف نے جرجان کو پسند کیا محمود نے عزت و احترام کے ساتھ خلف کو جُرجان روانہ کر دیا۔ چنانچہ خلف تقریباً چار برس تک جرجان میں مقیم رہا۔ پھر کسی نے محمود سے یہ جڑ دیا کہ خلف کو ایلک خاں کیساتھ مراسم اتحاد پیدا ہو گئے ہیں اور وہ اُسکو مخالفت پر اکسا رہا ہے۔ پس محمود نے خلف کو جرجان سے قردین میں منتقل کر دیا جہاں پر اُس نے ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔ محمود نے خلف کا متروکہ اسکے بیٹے ابو حفص عمر کو حوالہ کر دیا۔

خلف نیک سیرت، علم دوست، ذی علم، علما کا قدردان اور انکے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنیوالا شخص تھا۔ اس نے ایک تفسیر قرآن مجید کی لکھی تھی اپنے تمام ممالک محروسہ کے علما کو جمع کیا تھا بیس ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔ خلف نے اس تفسیر کو مدرسہ

نیشاپور میں رکھوادیا تھا۔

الغرض محمود نے کامیابی کے بعد سجستان کی حکومت پر اپنے باپ کے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار قنجی نامی کو مامور کر کے غزنی کیجانب مراجعت کی۔

بعد چندے سجستان کے مفسدہ پردازوں اور بدمعاشوں نے مجتمع ہوکر احمد نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنایا اور سجستان میں علم بغاوت بلند کیا محمود نے دس ہزار کی جمیعت سے اس بغاوت کو فرو کرنیکی غرض سے سجستان کیطرف کوچ کیا اس مہم میں اسکا بھائی ابوالمظفر نصر سپہ سالار افواج شاہی، التونتاش حاجب (لارڈ چمبرلین) اور لشت پناہ عرب ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم طائی بھی شریک تھا۔ محمود نے سجستان میں پہنچکر باغیوں پر محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ اسکو دوبارہ مفتوح کرکے اپنے بھائی سپہ سالار افواج نصر بن سبکتگین کو گورنر مقرر کیا اور اس صوبہ کو نیشاپور کے صوبہ سے جسکی گورنری پر نصر پہلے سے تھا ملحق کردیا۔ نصر نے اپنی جانب سے اپنے وزیر ابومنصور نصر بن اسحاق کو مامور کیا۔ بعدہٗ محمود نے بقصد جہاد ہندوستان بلخ کیجانب مراجعت کی ہکذا ساق خبر السلطان محمود مع خلف بن احمد وخبر سجستان عند العتبی واما عند ابن الاثیر فقد ذکر فی اخبار دولۃ بنی الصفار۔

جنگ بھٹنیر وملتان جب محمود کو اندرونی مخالفوں اور حریفوں کی ریشہ دوانی سے فراغت ہوگئی اور اسکو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا تو وہ پھر ہندوستان پر جہاد کرنے یا یوں کہئے کہ اس مہم کو تمام کرنے پر طیار ہوا جسکی بنیاد اسکے باپ سبکتگین نے ڈالی تھی اور جسکا بانی مبانی راجہ جیپال ہوا تھا۔

بھاطیہ (بھٹنیر یا بھیرہ) ہندوستان کی ایک ریاست تھی جسکے حدود ملتان سے ملے ہوئے تھے اس ریاست کا دارالحکومت بھٹنیر میں تھا بھٹنیر کا نہایت مستحکم اور مضبوط شہر پناہ تھا اور شہر کے اندر قلعہ تھا ہر چہار طرف سے اس شہر کو سربفلک شہر پناہ کی دیواریں گھیرے ہوئے تھیں شہر پناہ کے باہر عمیق خندق تھی جسکا عبور کرنا نہایت دشوار تھا۔

قلعہ میں جنگ آوروں کا عظیم لشکر ہر وقت موجود رہتا تھا آلات حرب اور سامان جنگ بھی کافی طور سے تھا اسکے حکمران کا نام راجہ بجے راؤ تھا۔ محمود نے دریائے جیحوں کو عبور کرکے بھٹیر پر حملہ کیا۱۔ راجہ بجے راؤ بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے بھٹیر سے باہر آیا دونوں حریف نے صف آرائی کی تین روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی چوتھے روز راجہ بجے راؤ کو ہزیمت ہوئی۔ لشکر اسلام ہزیمت خوردہ فریق کا دروازہ شہر تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ راجہ بجے راؤ نے شہر پناہ مین داخل ہو کر دروازے بند کرا دیئے عساکر اسلام نے محاصرہ ڈالدیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ لوٹ مار اور قتل و غارتگری حد سے متجاوز ہو گئی محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو خس و خاشاک اور لکڑیون سے خندق کے پاٹنے کا حکم دیا اور بقیہ حصہ لشکر کو مقابلہ پر رکھا۔ راجہ بجے راؤ کو اس سے تشویش پیدا ہوئی رات کے وقت مع اپنے چند خاص ملازمون اور مصاحبون کے محاصرہ سے نکلکر پہاڑ کی چوٹیوں پر چلا گیا اور اسکی ایک تنگ و دشوار گذار گھاٹی میں روپوش ہو گیا۔ سلطان محمود اس سے مطلع ہوا ایک دستہ فوج راجہ بجے راؤ کی گرفتاری اور تعاقب پر روانہ کیا۔ دلیران اسلام سراغ لگاتے ہوئے اس گھاٹی تک پہنچ گئے جہاں پر راجہ بجے راؤ روپوش تھا اور ہر چہار طرف سے گھیر کر قتل کرنا شروع کیا جب اسکے ہمرائیون کا کثیر حصہ کام آگیا تو راجہ بجے راؤ نے اس امر کا یقین کر کے کہ اب میری جانبری محال ہے کمر سے خنجر کھینچکر اپنا سینہ چاک کر ڈالا۔ غازیان اسلام سر اوتار کر اپنے سلطان کے پاس لائے سلطان فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے دار الحکومت بھٹیر مین داخل ہوا اور جبتک انتظام درست نہوا ٹھیرا رہا۔ واپسی کے وقت بغرض تعلیم و انتظام مملکت ایک ایسے شخص کو اپنا نائب مقرر کیا جو ارکان اسلام سے واقف اور ریاست مدن سے آگاہ تھا تاکہ نو مسلموں کو فرائض مذہبی کی تعلیم بھی دے اور شیرازہ حکومت کو درہم و برہم ہونے سے بھی محفوظ رکھے۔

نوٹ ۱۔ یہ حملہ ۳۹۵ھ میں ہوا تھا دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷۷ و تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴۔

غزنی آتے ہوئے اثناء راہ میں بکثرت بارش ہوئی راستہ کی دشواری کیچڑ پانی کی زیادتی اور نہروں دریاؤں کی طغیانی سے محمود کے لشکر کا حصہ کثیر ضایع ہو گیا۔[1]

فتح ملتان پھر محمود کو غزنی میں پہونچکر یہ خبر لگی کہ ابو الفتوح گورنر ملتان ملحد ہو گیا ہے اور اپنے صوبہ کے رہنے والوں کو بیدینی اور لامذہبی کی تعلیم دیتا ہے۔ محمود کو اسکی تاب کہاں تھی کہ الحاد کا نام سنتا اور خاموش رہجاتا لشکر آراستہ کرکے بقصد جہاد ملتان پر چڑھائی کردی۔ اور دریاؤں کو جیوں تیوں تو عبور کرلیا مگر دریاے سیحون کی طغیانی نے سلطان کو آگے بڑھنے سے روکدیا۔ سلطان محمود نے خشکی کے راستہ سے ملتان کا قصد کیا لیکن اسطرف راجہ انند پال ولد راجہ جیپال حکمران پنجاب کا ملک پڑتا تھا محمود نے راجہ انند پال سے اس کے ملک سے ملتان جانے کی اجازت طلب کی انند پال نے انکاری جواب دیا۔ محمود نے اپنے لشکر کو پہلے اسی پر جہاد کرنے کا حکمدیا چنانچہ قتل و غارتگری شروع ہو گئی۔ محمود کا لشکر راجہ انند پال کے ملک کو پامال کرتا ہوا سیلاب کیطرح بڑھا۔ راجہ انند پال کی فوج شکست کھاتے ہوئے بھاگی۔ راجہ انند پال حیران و پریشان ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاکر پناہ گزین ہوتا تھا اور شاہی لشکر پہونچکر وہاں سے بھی اسکو پریشان کرکے نکالدیتا تھا تا آنکہ دریاے چناب پر پہونچا جب محمود کا لشکر اسکا تعاقب یہاں تک کرتا چلا آیا تو راجہ انند پال گھبرا کر کشمیر چلا گیا۔ محمود نے پھر اسکا تعاقب نہ کیا۔ ملتان کیجانب چلا۔ ابو الفتوح نے یہ خبر پاکر اپنے مال و اسباب کو ہاتھیوں پر لدوا کر سراندیپ کیطرف روانہ کردیا اور خود ملتان چھوڑ کر روپوش ہو گیا۔ اہل ملتان نے شہر کی قلعہ بندی کرلی محمود نے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کردی تا آنکہ بزور تیغ مفتوح ہو گیا بعد فتحیابی محمود نے اہل ملتان سے

[1] بھٹنیر کی لڑائی میں دو سو اسی زنجیر فیل اور بیشمار مال و زر محمود کے ہاتھ لگا۔ قلعہ بھٹنیر کا میدان مقتولوں سے بھر گیا تھا قیدیوں کی وہ کثرت تھی کہ ہر شخص کے پاس پانچ پانچ چھ چھ لونڈی غلام موجود تھے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ و ضیا برنی

بوجہ الحاد اور تبدیل مذہب بیس ہزار درہم سرخ بطور جرمانہ و کفارہ وصول کیا۔

قلعہ گوالیار و کالنجر محمود نے ابو الفتوح کی گوشمالی کے بعد قلعہ گوالیر (گوالیار) پر فوج کشی کی اسکے حکمراں کا نام راجہ نندا تھا۔ اس قلعہ میں چھ سو بت خانے تھے محمود نے بزور تیغ اس قلعہ کو بھی مفتوح کیا بتوں کو توڑ ڈالا بت خانے جلا دیئے والی قلعہ نندائے بھاگ کر قلعہ کالنجر میں پناہ لی قلعہ کالنجر نہایت مستحکم اور وسیع قلعہ تھا اسمیں پانچ لاکھ فوج پانچ سو زنجیر فیل اور بیس ہزار مویشیاں رہا کرتی تھیں۔ برسوں کے صرف کے لئے غلہ وغیرہ موجود تھا۔ مگر راستہ ایسا دشوار گذار تھا کہ قلعہ تک فوج کا پہونچنا محال سمجھا جاتا تھا۔ قلعہ کے ارد گرد آٹھ آٹھ دس دس کوس کا جھاڑیوں کا گنجان جنگل تھا اور جنگل کے بعد قلعہ کے باہر ایک خندق نہایت گہرا تھا محمود کے حکم سے کاٹ کر راستہ بنایا گیا اور جب قلعہ کے قریب عمیق خندق نے مزاحمت کی تو یہ حکم دیا کہ جانوروں کی کھالوں میں مٹی بھر کر تقریباً بیس ہاتھ عریض اس عمیق خندق کو پاٹ دو عساکر اسلام نے اس حکم کی تعمیل نہایت مستعدی اور تیزی کی۔ محمود اپنی رکاب کی فوج کو لئے ہوئے خندق کو عبور کرتا ہوا قلعہ پر جا پہونچا اور محاصرہ کر لیا ایک ماہ تیرہ روز محاصرہ کئے رہا۔ نندا والی قلعہ روزانہ جنگ سے تنگ آ کے مصالحت کا پیام دے رہا تھا مگر محمود اپنے دھن میں تھا اس اثناء میں یہ خبر پہونچی کہ ایلک خاں کی وجہ سے صوبہ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے پس محمود نے راجہ نندا سے پچاس زنجیر فیل اور تین ہزار من چاندی پر مصالحت کر لی مصالحت کے بعد محمود نے راجہ نندا کو خلعت دی راجہ نندا نے خلعت کو زیب تن کیا اور پیٹی باندھی۔ چونکہ اس زمانہ کے ہندوؤں میں یہ دستور تھا کہ عہد و اقرار کے مضبوط کرنے کو اپنی چھوٹی انگلی کاٹ کر فریق ثانی کو دیا کرتے تھے اسوجہ سے اس پابندی کے لحاظ سے راجہ نندا نے بھی اپنی چھنگلی کاٹ کر محمود کے حوالہ کر دی محمود مال غنیمت لئے ہوئے خراسان کی جانب لوٹا حالانکہ اس مرتبہ ہندوؤں کے سر کرنے کا خیال اسکے دماغ میں

بھرا ہوا تھا۔

محمود اور ایلک خان جس وقت محمود نے صوبہ خراسان پر اور ایلک خاں نے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ایلک خاں نے محمود کو مبارک باد کا خط لکھا۔ تحائف بھیجے۔ محمود نے بھی رسم اتحاد بڑھانے کی غرض سے خط بھیجا ہدایا روانہ کئے۔ دونوں حکمرانوں کے درباروں میں شعراء آنے جانے لگے تہنیت کے قصائد لکھے اور صلے حاصل کئے۔ اسی زمانہ میں محمود نے سہیل بن محمد بن سلیمان صعلوکی امام فن حدیث کو معہ طغان جق والی سرخس بطور وفد ایلک خاں کے دربار میں معہ ہدیہ فاخرہ کے روانہ کیا اور ایلک خاں کی لڑکی سے عقد کا پیام دیا۔

اس ہدیہ میں یاقوت، مروارید اور مرجان کے قیمتی قیمتی مالے، سونے اور چاندی کے ظروف جن میں عنبر، کافور، عود اور دیگر خوشبو کی چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ ہدیہ کے آگے آگے جلو کی غرض سے ہاتھی تھے جن پر زربفت کی جھولیں اور نقری طلائی ہودے تھے ایلک خاں نے نہایت مسرت اور خوشی سے اس ہدیہ کو قبول کیا اہل وفد کی بیحد تعظیم و تکریم کی اور مخطوبہ (منگنیتی) کے ساتھ محمود کا عقد کر دیا۔ اس سے دونوں سلطانوں میں رشتہ اتحاد قائم اور مستحکم ہو گیا۔

لگانے بجھانے والوں کو یہ اتفاق کہاں گوارا ہو سکتا تھا لگانے بجھانے لگے تا آنکہ دونوں سلطانوں میں ایک گونہ کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ جب سلطان محمود نے ملتان پر فوج کشی کی اسوقت ایلک خاں کو موقع مل گیا اپنے سپہ سالار افواج سیاوش تگین کو جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی تھا خراسان پر قبضہ کرنے کو بھیجا اور اپنے بھائی جعفر تگین کو سیاوش تگین کی کمک پر مامور کیا۔ یہ واقعہ ۳۹۰ھ[1] کا ہے۔ پس

[1] کاتب کی غلطی ہے بجائے ۳۹۰ھ کے ۳۹۶ھ پڑھو کیونکہ محمود نے ۳۹۶ھ میں ملتان کا قصد کیا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو علاوہ اسکے فاضل ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۳۹۶ھ کے ذیل میں لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۰۔

سیاوش تکیں نے صوبہ بلخ پر قبضہ کر لیا اور انتظام کی غرض سے جعفر تکیں کو وہاں ٹھہرایا۔

ارسلان حاجب محمود کی طرف سے ہرات کا صوبہ دار تھا محمود نے روانگی ملتان کے وقت ارسلان کو ہدایت کر دی تھی کہ جس وقت کسی مخالفت و بغاوت کا احساس کرنا فوراً غزنی میں آجانا۔ ارسلان حاجب اس ہدایت کے مطابق جس وقت سیاوش تکین نے خراسان پر قبضہ کر لیا ہرات سے غزنی کے بچانے کو چلا آیا سیاوش تکین کو خاصہ موقع مل گیا ہرات پر بھی قبضہ حاصل کر کے قیام پذیر ہو گیا اور حسین بن نصر کو نیشاپور کی طرف روانہ کیا۔ حسین نے بھی نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ عمّال مقرر کئے خراج وصول کیا۔ اطمینان کے ساتھ رہنے لگا۔

رفتہ رفتہ اسکی خبر سلطان محمود کو ہندوستان میں پہونچی۔ بہ مجبوری غزنی کی جانب مراجعت[1] کی پہلے صوبہ بلخ کا قصد کیا جعفر تکین خوف زدہ ہو کر ترمذ کی طرف بھاگ گیا محمود نے بلخ میں داخل ہو کر قیام کر دیا۔ بعد اسکے ارسلان حاجب کو دس ہزار فوج کی جمعیت سے سیاوش تکین کی سرکوبی کو ہرات کی جانب روانہ کیا۔ سیاوش تکیں نے اس خبر سے مطلع ہو کر مرو کا راستہ لیا اثنار راہ میں ترکمانوں سے مڈبھیڑ ہو گئی سیاوش تکیں تاب مقاومت نہ لاسکا ہزیمت اُٹھا کر بھاگا بہت سے اسکے ہمراہی کھیت رہے ترکمانوں نے نہایت بیدردی اور سختی سے اس کے ہمراہیوں کو قتل کیا سیاوش تکیں نے ابیورد میں جاکر دم لیا پھر جب ابیورد میں بھی اسکو پناہ نہ ملی تو نسا چلا گیا۔ ارسلان حاجب سایہ کی طرح سے اسکے پیچھے پیچھے تھا تا آنکہ سیاوش تکیں جرجان پہونچا

[1] محمود اسوقت بھٹنڈہ میں تھا جسوقت ارسلان حاجب حاکم ہرات کے ایلچی نے حاضر ہو کر ایلک خاں کے لشکر کی پیشقدمی کی خبر دی محمود نے مہمات بھٹنڈہ راجہ سکھ پال معروف بہ نواسہ شاہ کو سپرد کر کے غزنی کی جانب مراجعت کی۔ سکھ پال ہندوستان کے کسی راجہ کا لڑکا تھا جو پشاور میں ابو علی سمجوری کے ہاتھ میں پڑ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۲۵۔

والی جرجان نے داخل ہونے سے روکدیا تب سیاوش تکین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گھنے جنگلوں کا راستہ لیا۔ اسوقت اسکے ہمراہیوں کا ایک گروہ کسی معین و مددگار کے نہ ہونے کی وجہ سے قابوس کے پاس جاکر پناہ گزیں ہوگیا بعد چندے سیاوش تکین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گنجان جنگل سے نکل کر نسا کی طرف معاودت کی اور ایک تنگ راستہ سے مرو کی جانب روانہ ہوا محمود تو اسکی جستجو ہی میں تھا جاسوسوں نے سیاوش تکین کی نقل و حرکت کی خبر دیدی جھٹ پٹ اسکی گرفتاری کو روانہ ہوا۔ سیاوش تکین یہ خبر پاکر بھاگ گیا نہر کو عبور کرکے ایلک خاں کے پاس پہونچا مگر اس کا بھائی مع ایک سو سرداروں کے گرفتار ہوکر غزنی لایا گیا۔

ایلک خاں نے محمود کی واپسی سے مطلع ہوکر اپنے بھائی جعفر تکیں کو چھ ہزار پیادوں کی جمعیت سے بلخ کی طرف روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ سلطان محمود سیاوش تکین کے تعاقب سے رک جائے لیکن اس ارادے میں ایلک خاں کو کامیابی نہ ہوئی محمود نے سیاوش تکیں کو خراسان سے نکال کر جعفر تکین کی طرف قدم بڑھایا لینے کے دینے پڑگئے۔ جعفر تکیں سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگا سلطان کے بھائی نصر بن سبکتگین سپہ سالار افواج خراسان ساحل جیحون تک تعاقب کرتا چلا گیا جس سے اسکا استیصال ہوگیا۔

ایلک خاں اپنے سپہ سالاروں کی ہزیمت سے خایف ہوکر اپنے چند معتمد علیہ کو بادشاہ ختن (چین[1]) قدر خاں بن بغراخاں کے پاس بھیجا امداد طلب کی۔ ایلک خاں اور بغراخاں باہم ایک دوسرے کا قریبی رشتہ دار تھا اور ان دونوں میں رشتہ مصاہرت (سسرال) کا بھی تعلق تھا۔ قدر خاں بذاتہ مع اپنے فوج[2] کے ایلک خاں کی کمک پر آیا۔ ایلک خاں نے گرد و نواح کے دہقانوں اور ماوراء النہر کے کاشتکاروں سے لشکر مرتب کرکے

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۵۔

[2] قدر خاں بادشاہ چین پانچہزار سواروں سے ایلک خاں کے مدد پر آیا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۲۵

قدر خاں کی پشت گرمی سے محمود کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا۔ پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریائے جیحوں کو عبور کر کے بلخ کی سرحد پر آپہونچا۔ محمود اس وقت طخارستان میں تھا اسکی آمد سے مطلع ہو کر بلخ میں آیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہوا ترکوں، خلجیوں، افغانیوں، غزنیوں اور اپنی فوج نظام کو مسلح و مرتب کر کے مقابلہ پر آیا بلخ سے نکل کر چھ کوس کے فاصلہ پر صف آرائی کی۔

محمود نے قلب لشکر کا اپنے بھائی نصر سپہ سالار افواج خراسان کو انچارج کیا تھا ابو نصر بن احمد فریغونی والی جرجان اور ابو عبداللہ بن محمد ابن ابراہیم طائی معہ تیر اندازان اکراد و عرب بھی قلب میں رکھا گیا تھا۔ میمنہ میں محمود کا حاجب کبیر ابو سعید تمر تاشی تھا۔ اور میسرہ میں ارسلاں حاجب۔ پانچسو زنجیر کو پیکر ہاتھیوں کا قلعہ بنایا گیا تھا۔ ایلک خاں کے میمنہ پر قدر خاں بادشاہ چین، میسرہ پر اسکا بھائی جعفر تگیں اور قلب لشکر میں خود ایلک خاں تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگا فریقین نے مرنے اور مارنے پر کمریں باندھ لیں سلطان محمود ایک خیمہ میں سر بسجدہ بہ کمال تضرع والحاح اللہ جل شانہ سے اپنی فتحیابی کی دعا کر رہا تھا دعا سے فارغ ہو کر سوار ہوا اور کوہ پیکر ہاتھیوں کو لیکر ایلک خاں کے قلب لشکر پر حملہ کیا ایلک خاں مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ شاہی لشکر نے دارو گیر شروع کر دی قتل و غارت کرتا ہوا نہر تک پہونچا۔ منہزم گروہ نے جیحوں تیوں دریا عبور کر کے اپنی جان بچائی۔ محمود مظفر و منصور غزنی کی طرف واپس ہوا۔ شعراء نے تہنیت کے قصاید لکھے یہ واقعہ ۳۹۸ھ کا ہے۔

سلطان محمود ترکوں اور ایلک خان کی رخنہ اندازی سے فارغ ہو کر پھر ہندوستان کی جانب متوجہ ہوا۔ نواسہ شاہ راجگان ہندوستان میں سے کسی کا بیٹا تھا۔ اور محمود کے

لے نواسہ شاہ کا نام سکھ پال تھا۔ یہ وہی شخص ہے جسکو وقت واپسی غزنی اپنے مقبوضات ہندوستان کا حاکم بنایا تھا۔ مترجم

ہاتھ پر ایمان لایا تھا۔ محمود نے اسکو چند قلعات کا جس کو اس نے فتح کیا تھا حاکم بنایا تھا۔ محمود کی واپسی پر مرتد ہو گیا۔ محمود کو اسکی خبر لگی تو وہ آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کر کے نواسہ شاہ کے سر پر آپہونچا۔ نواسہ شاہ بھاگ گیا محمود نے ان قلعات پر جو اسکے اور اس کے ہمراہیوں کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے غزنی کی جانب مراجعت کی یہ واقعہ بھی ۳۹۷ھ کا ہے۔

فتح بھیم نگر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ میں سلطان محمود نے پھر ہندوستان پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ فوجیں آراستہ کر کے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا دریائے ہند پر پہونچا راجہ انندپال ایک عظیم فوج لیکر مقابلہ پر آیا جسکا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ سلطان محمود نے نہایت استقلال و فروانگی سے جنگ کا آغاز کیا راجہ انندپال کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی سلطان محمود راجہ انندپال کے تعاقب میں قلعہ بھیم نگر تک بڑھتا چلا گیا۔

قلعہ بھیم نگر کو اب نگرکوٹ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ایک نہایت مستحکم قلعہ بالائے قلعہ بنا ہوا تھا ہندوستان والے اسکو اپنے بتوں کا خزانہ مقرر کئے ہوئے تھے تمام اطراف و جوانب ہندوستان سے قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات بنظر تقرب بت اس قلعہ میں آتے تھے سلطان نے اس کے محاصرہ کا حکم دیا۔ اہل قلعہ نے امن کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں سلطان کے حوالہ کر دیں سلطان نے ابو نصر فریغونی اور اپنے حاجب کبیر ابن تمرتاش اور واسع تگین کو مال و اسباب کی فراہمی اور روانگی پر مامور کیا۔ سات لاکھ دینار سرخ سات سو من ظروف زریں و سیمیں دو لاکھ من طلائے خالص بیس لاکھ من چاندی اور ہزارہا تھان دیبا اور ریشمی پارچہ جات ہاتھ آئے اسی قلعہ میں ایک مکان چاندی کا ملا تھا جسکا طول تیس ذراع اور عرض پندرہ ذراع کا تھا اور ایک شامیانہ اطلس اور دیبا کا ساٹھ گز لمبا تیس گز

۱؎ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ابو علی سجوری کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ واللہ اعلم۔

چوڑا برآمد ہوا تھا جسکی چوبیں سونے اور چاندی کی تھیں۔ سلطان محمود نے اس مال غنیمت کے حفاظت پر تابہردگان کو متعین کیا چنانچہ کمال احتیاط سے غزنی روانہ کردیا گیا۔

سلطان محمود نے غزنی میں پہونچکر اپنے دارالامارت کے صحن اس شامیانہ کو نصب کرایا۔ جواہرات کو چنوایا۔ اطراف و جوانب کے وفود دیکھنے اور مبارکباد دینے کو آئے۔ انہیں وفود میں طغاں برادر ایلک خاں کا سفیر تھا۔

سلطان محمود کا جرجان پر قبضہ

بنو فریغون زمانہ حکمرانی ملوک سامانیہ میں جرجان کی گورنری پر تھے اور اسی زمانہ سے برابر وراثۃً حکمرانی کرتے چلے آئے تھے داد و دہش میں ان لوگوں کو ایک قسم کی شہرت حاصل ہوگئی تھی۔ ابوالحرث احمد بن محمدان میں ایک سربرآوردہ شخص تھا۔ اور سبکتگیں نے اسکی لڑکی سے اپنے بیٹے محمود کا عقد کردیا تھا۔ اور محمود کی بہن کا نکاح ابوالحرث کے بیٹے ابو نصر کے ساتھ کیا گیا تھا اس تعلق سے دونوں حکمرانوں میں رشتہ مودت زیادہ مستحکم ہوگیا تھا۔ بعد اسکے ابوالحرث نے وفات پائی۔ سلطان محمود نے اسکے بیٹے ابو نصر کو بدستور جرجان کی گورنری پر بحال رکھا تاآنکہ ۴۰۱ھ میں اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا محمود نے جرجان کو اپنے ممالک محروسہ میں شامل کرلیا۔

جنگ ناردین

چوتھی صدی ہجری کے خاتمہ پر سلطان محمود نے ہندوستان پر بقصد جہاد پھر فوج کشی کی چنانچہ خوب پامال کیا ہندوستان کا حکمراں مقابلہ پر آیا لیکن جب اپنے کو کامیاب ہوتے نہ دیکھا مصالحت کا پیام دیا علاوہ زر نقد خراج سالانہ کے پچاس زنجیر فیل اور ایک ہزار سوار نذر کئے سلطان محمود نے مصالحت کرلی اور مال و اسباب مقررہ وصول کرکے غزنی کی جانب مراجعت کی۔

غور و قصران پر قبضہ

ممالک غوریہ غزنی کے حدود سے متصل تھے غوریوں کا شیوہ رہزنی اور ڈکیتی تھا آئے دن لوگوں کو قتل و غارت کرکے پہاڑوں میں چلے جاتے تھے

راستہ نہایت دشوار گزار تھا ایک مدت تک ان لوگوں نے اسی فساد اور کفر کی حالت پر بسر کی سلطان محمود کو انکا یہ فعل پسند نہ آیا چنانچہ ۴۰۱ھ میں اس فتنہ کے استیصال پر کمر باندھی فوجیں آراستہ کر کے غوریوں پر فوج کشی کر دی۔ اسکے مقدمۃ الجیش پر التونتاش حاجب والی ہرات اور ارسلاں حاجب والی طوس تھا کوچ و قیام کرتا ہوا شاہی لشکر دامن کوہ تک پہونچا۔ غوریوں نے بھی جنگ آوروں کو مجتمع کر لیا تھا گھمسان لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلطان محمود نے ایسا حملہ کیا جس سے غوری شکست کھا کر بھاگے محمود نے تعاقب کیا اور انکے ملک پر قبضہ کر لیا غوریوں نے اپنے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی سلطان محمود نے پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا تا آنکہ اہل قلعہ نے تنگ آ کر قلعہ کے دروازہ کھول دیئے سلطان محمود دس ہزار فوج کی جمعیت سے قلعہ میں داخل ہو کر غوری قلعہ چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے پھر وہ لوگ مجتمع ہو کر حملہ آور ہوئے سلطان محمود نے دوبارہ انکو ہزیمت دی اور نہایت سختی سے ان کو پامال کیا۔ ابن سوری کو معہ اسکے اعزہ و اقارب کے گرفتار کیا ان کے قلعوں پر قبضہ کر کے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ابن سوری کو اس سے اسقدر صدمہ ہوا کہ اس نے زہر کھا کر خودکشی کر لی۔

بعد اسکے ۴۰۲ھ میں سلطان محمود نے قصران پر چڑھائی کی۔ والی قصران سالانہ خراج بھیجا کرتا تھا۔ اس طرف کئی سال سے ایلک خاں کی پشت گرمی سے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا سلطان محمود نے غوریوں کی سرکوبی سے فارغ ہو کر قصران پر فوج کشی کر دی والی قصران یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پھر ہمت نہ پڑی۔ حاضر خدمت ہو کر عذر خواہی کی بیس زنجیر فیل بطور ہدیہ پیش کیا۔ سلطان محمود نے پندرہ ہزار درہم تاوان جنگ وصول کر کے غزنی کی جانب مراجعت کی۔

غرستان پر قبضہ بادشاہ غرستان کو عجمی یشار کے لقب سے یاد کرتے تھے جیسا کہ بادشاہ فارس کو کسریٰ کے لقب سے اور والی روم کو قیصر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے اسکے معنے ہیں "الملک الجلیل" یشار ابو نصر محمد بن اسماعیل بن اسد نے

غرستان پر قبضہ کر لیا تھا تا آنکہ اسکا بیٹا محمد سن شعور کو پہونچا اور اپنے باپ کو مغلوب کر دیا۔ ابو نصر بوجہ کبر سنی ترک سلطنت کرکے گوشہ نشین ہو گیا ان دنوں خراسان کی گورنری پر ابو علی بن سیمجور تھا۔ اور جب اس نے امیر نوح سے بغاوت کی اور اہل خراسان کو اپنے علم حکومت کی اطاعت کی طرف مائل کرنا چاہا انلوگوں نے اسوجہ سے کہ اسنے اپنے آقائے نعمت سے مخالفت کا اعلان کیا تھا اطاعت سے انکار کر دیا۔ ابو علی نے انکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ایک مدت تک اہل خراسان محاصرہ میں رہے امیر سبکتگین کو یہ امر ناگوار گذرا اندرونی مہمات سے فارغ ہو کر ابو علی کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا ایشار نے اس فتنہ میں امیر سبکتگین کا ہاتھ بٹایا اور اسکا شریک رہا۔ پس جب سلطان محمود نے صوبہ خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اطراف وجوانب کے حکمرانوں اور گورنروں کو اپنے علم حکومت کی اطاعت کو لکھا ان لوگوں نے بطیب خاطر منظور و قبول کر لیا۔

بعد اسکے سلطان محمود نے محمد بن ابی نصر کو کسی جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ محمد کسی وجہ سے نہ جا سکا۔ پس جب سلطان محمود نے جہاد سے مراجعت کی تو اپنے حاجب کبیر التونتاش کو بسر کردگی ایک فوج عظیم محمد بن ابی نصر کی جانب روانہ کیا ارسلان حاجب والی طوس کو ایشار والی غرستان کے روک تھام کی غرض سے اسکے پیچھے روانگی کا حکم دیا اور چونکہ ان بلاد کے حالات سے ابوالحسن منیعی واقفیت تام رکھتا تھا اسوجہ سے اسکو مرو الرود تک ان دونوں کے ساتھ جانیکی ہدایت کی ابو نصر نے یہ خبر پاکر ارسلان حاجب سے امن حاصل کر لی چنانچہ ارسلان حاجب معہ ابو نصر کے ہرات آیا باقی رہا اسکا بیٹا محمد وہ اس قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا جسکو ابو نصر نے زمانہ حکومت ابن سیمجور میں تعمیر کرایا تھا شاہی فوجیں زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہیں بالآخر بزور تیغ مفتوح کرکے محمد کو گرفتار کر لیا۔ اور پابزنجیر غزنی بھیجدیا۔ اسکا سارا مال [redacted] اسباب ضبط کر لیا گیا اور اسکے ارکین دولت پر جرمانہ کئے۔

ارسلان حاجب نے فتحیابی کے بعد قلعہ پر ایک امیر مقرر کرکے غزنی کی جانب مراجعت کی

محمد کے باپ ابو نصر کو ہرات سے طلب کر کے غزنی میں کمال احترام سے ٹھہرایا اس نے وہیں سنہ ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔

طغان خاں اور سلطان محمود کی مصالحت

ایلک خاں ہزیمت خراسان کے بعد سلطان محمود کی شوکت پھوٹی آنکھوں بھی دیکھنا پسند نہ کرتا تھا آئے دن اسی ادھیڑبن میں رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان محمود سے ہزیمت خراساں کا بدلہ لینا چاہئے مگر اسکا بھائی طغان خاں اس کے اس فعل سے بیحد ناراض اور بیزار تھا اس نے سلطان محمود کی خدمت میں معذرت کا پیام بھیجا اور اپنے بھائی کے افعال سے بیزاری کا اظہار کر کے مصالحت کی درخواست کی ایلک خاں یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے طغان خاں پر یلغار کر دیا مگر پھر مصالحت ہو گئی اسکے بعد ہی ایلک خاں کا سنہ ۴۰۳ھ میں انتقال ہو گیا بجائے اسکے اسکا بھائی طغان خاں سریر آرائے حکومت ہوا۔

طغان خاں نے سلطان محمود سے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ ہندوستان کے جہاد میں بشوق تمام مصروف رہئے میں ترکوں کی طرف بقصد جہاد بڑھتا ہوں سلطان محمود نے بطیب خاطر اس مراسلہ کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اسی زمانہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور امن و امان کی منادی پھر جاتی ہے۔

اس واقعہ کے بعد ترکوں کا جم غفیر چین کی طرف سے بقصد بلاد طغان خاں نکلا اس گروہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اسکے ساتھ ایک لاکھ خرگاہ تھے مسلمانوں کو اس سے بیحد خطرہ پیدا ہوا طغان خاں یہ خبر پا کر ایک لاکھ کی جمیعت سے مقابلہ پر آیا فریقین جی توڑ کر لڑے آخرالامر طغان خاں نے لشکر کفار کو ہزیمت دی تقریباً ایک لاکھ کفار کو تہ تیغ کیا اور اسی قدر کو گرفتار کیا۔ باقی ماندگان بادل ناخواستہ ہزیمت اوٹھا کر اپنے ملک کو واپس ہوئے۔

اسکے بعد ہی طغان خاں رہگرائے عدم ہوا۔ بجائے اسکے اسکا بھائی ارسلان خاں سنہ ۴۰۸ھ میں حکمراں ہوا۔ اس سے اور سلطان محمود سے رسم اتحاد اس درجہ بڑھی کہ ارسلان خاں

نے اپنی بیٹی کی سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود سے منگنی کی درخواست کی سلطان محمود نے اس درخواست کو منظور فرما لیا اور عقد کر کے اپنے بیٹے کو ہرات کی گورنری مرحمت فرمائی پس ۴۰۸ھ میں سلطان مسعود نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔

فتح ناردین موسم سرما کے تمام ہونے پر ۴۰۸ھ میں محمود نے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے اپنی فوج ظفر موج کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ سامان جنگ و سفر درست کر کے غزنی سے کوچ کیا حدود ہندوستان میں داخل ہو کر دو مہینہ کی مسافت کے بلاد کو فتح کرتا چلا گیا۔ مہاراجگان ہند ان فتوحات سے متاثر ہو کر یکجا ہوئے اور متفق ہو کر مقابلہ پر آئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سلطان محمود کو اس معرکہ میں بھی کامیابی عنایت کی۔ ناردین مفتوح ہو گیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزاروں کفار قید کر لئے گئے۔ اس شہر کے بت خانے میں ایک پتھر دستیاب ہوا جس پر خط ہندی کچھ منقوش تھا مترجموں نے گذارش کی کہ اس بت خانہ کو بنے ہوئے چالیس ہزار برس گذر چکے ہیں۔

سلطان محمود نے اس فتحیابی کے بعد دارالسلطنت غزنی کی جانب مراجعت کی۔ دارالحکومت میں پہونچکر خلیفہ قادر باللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے خراسان اور ان ممالک کی سند حکومت عطا ہو جو اسوقت میرے دائرہ حکومت میں ہیں۔

تھانیسر پر حملہ تھانیسر کا راجہ نہایت متعصب شخص تھا کفر و ضلالت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہاں پر ایک بت خانہ تھا جسکو ہنود (نعوذ باللہ) مکہ کے قائم مقام سمجھتے تھے۔ سلطان محمود اس خبر کو سنکر اُٹھ کھڑا ہوا فوجیں آراستہ کر کے دارالحکومت غزنی سے تھانیسر کی جانب روانہ کیا۔ اثنار راہ میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑی بڑی عمیق وادیاں ملیں جیوں تیوں انکو عبور کیا تو ایک نہر آڑے آگئی نہر کے کنارہ پر ایک سربفلک پہاڑ کھڑا ہوا تھا نہر کا دہانہ اس مقام پر ایسا تنگ اور چھوٹا ہو گیا تھا کہ معدودے چند لوگ پہاڑ کی چوٹی سے گروہ کثیر کو عبور سے روک سکتے تھے لشکر ظفر پیکر کی آمد کی خبر سنکر گرد و نواح کے کفار پہاڑ کی چوٹی پر آکر مجتمع ہو گئے

اور شاہی لشکر کو عبور سے روکنا چاہا سلطان محمود نے اپنی فوج کو تیر اندازی کا حکم دیا جس سے مزاحمت کرنے والے مصروف پیکار ہو گئے اور شاہی لشکر کا حصہ کثیر باطمینان تمام نہر کو عبور کر گیا کفار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لشکر اسلام نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں ہنگامہ قتل وغارت شروع ہو گیا۔ حریف کمال بے سروسامانی سے بھاگ نکلا سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا سلطان محمود نے فتحیابی کے ساتھ غزنی کی جانب معاودت فرمائی۔

بعد اسکے سلطان محمود نے سال آئندہ حسب دستور ہندوستان پر جہاد کیا۔ راہبروں نے راستہ بھولا دیا شاہی لشکر بہت بڑی جھیل میں پڑ گیا جس سے لشکر کا حصہ کثیر غرق ہو گیا خود سلطان محمود مدتوں پانی میں چلتا رہا بہزار خرابی و دقت بیاراس سے نجات پائی۔ اللہ اللہ کرکے خراسان کی جانب مراجعت کی۔

خوارزم پر قبضہ ابو العباس مامون بن محمد کے قبضہ اقتدار میں خوارزم اور جرجانیہ کی عنان حکومت تھی جن دنوں امیر نوح آمد میں تھا یہ اسکے خاص حاشیہ نشینوں میں سے تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو امیر نوح نے ان کو اسکے مقبوضات میں ملحق کرنا چاہا لیکن اس وجہ سے کہ اس سے اور ابو علی بن سیمجور سے مراسم اتحاد تھے اس شاہی عطیہ کو قبول نہ کیا پھر اسکے بعد اور واقعات جو ابو علی بن سیمجور کے ساتھ پیش آئے تھے اسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں رفتہ رفتہ کل مملکت خوارزم اسکے قبضہ اقتدار میں آگئی۔ بعدہ یہ مر گیا بجائے اسکے ابو الحسن علی تمکن ہوا پھر جب یہ بھی رہگرائے عدم ہوا تو بجائے اسکے اسکا بیٹا مامون سریر آرائے حکومت ہوا۔ اس نے سلطان محمود سے رشتہ مصاہرت قائم کیا۔ اپنی بہن کو سلطان کے نکاح میں دیا جس سے دونوں میں مراسم اتحاد مستحکم ہو گئے تاآنکہ اس نے وفات پائی تب بجائے اسکے ابو العباس مامون نے عنان فرمانروائی اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے سلطان کے پاس سلطان کی بہن سے منگنی کا پیام بھیجا سلطان نے منظور کر لیا اور عقد کر دیا۔

پھر جب سلطان محمود نے ابو العباس کے پاس سفارت بھیجی کہ تم میرے علم حکومت کی

اطاعت قبول کرلو اور میرے نام کا خطبہ اپنے جوامع کے منبروں پر پڑھاؤ ابوالعباس کے مشیروں نے اس سے اختلاف کیا اور کھلم کھلا کہدیا کہ اگر یمین الدولہ (سلطان محمود) کی اطاعت قبول کرلوگے تو ہم لوگ آپ کی اطاعت سے منحرف ہوجائینگے اور دولت وحکومت کا ساتھ نہ دینگے۔ ابوالعباس یہ سنکر خاموش ہوگیا سلطان محمود کی سفارت واپس آئی۔ گران کور باطنوں نے ابوالعباس کو دھوکا دیکر مارڈالا۔ اور اسکے بیٹے داود کی حکومت کی بیعت کرلی۔ پھر ان لوگوں کو اس معاملہ سے سلطان محمود کا خوف پیدا ہوا۔ آپس میں مشورہ کرکے مخالفت پر تل گئے تکین بخاری ان لوگوں کا پیشوا تھا۔ سلطان محمود کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی تو وہ لشکر آراستہ کرکے ان لوگوں کے سر پر آپہونچا۔ سلطان محمود کے لشکر کے مقدمۃ الجیش کا افسر اعلیٰ محمد ابن ابراہیم طائی تھا اس نے پہونچتے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ تا آنکہ سلطان محمود بھی معہ اپنی تازہ دم فوج پہونچ گیا اور کمال مردانگی سے حریف کو ہزیمت دی۔ دار وگیر قتل وغارت کا ہنگامہ نہایت سختی سے شروع ہوگیا۔ تکین بخاری کشتی پر سوار ہوکر بھاگا۔ ملاحوں نے دھوکا دیا اور سلطان محمود کے پاس لاکر حاضر کردیا۔ سلطان محمود نے اسکو معہ چند سپہ سالاروں کے جنہوں نے ماموں کو قتل کیا تھا سزائے موت کا حکم دیا جسکی تعمیل ماموں کے قبر پر کی گئی۔ باقی ماندگان کو غزنی بھیجدیا۔ پھر ان قیدیوں کو بعد چندے ہندوستان کی طرف اپنی فوج کے ہمراہ بھیجدیا اور سرحدی شہروں میں حفاظت کی غرض سے ٹھہرایا۔ ان کے وظیفے اور تنخواہیں مقرر کردیں۔

فتحیابی کے بعد خوارزم کی حکومت پر حاجب التونتاش کو مامور کرکے غزنی کی جانب مراجعت کی

فتح کشمیر، قنوج متھرا و مہابن سلطان محمود مہم خوارزم سے فارغ ہوکر غزنی میں آیا اور پھر غزنی سے روانہ ہوکر ایام سرما کو بُست میں منقضی کیا۔ اور وہاں کے نظم ونسق سے فراغ حاصل کرکے پھر واپس غزنی آیا مجاہدین کو فراہم اور لشکر اسلام کو آراستہ کرکے ۴۰۹ھ میں بقصد جہاد ہندوستان پر پھر چڑھائی کی صوبہ پنجاب کے کل بلاد ممالک محروسہ میں داخل ہوگئے تھے صرف کشمیر کا خطہ باقی رہ گیا تھا وہاں کی زمین کو مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی ٹاپوں

سے روندے جانے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بیس ہزار سوار آکر مجتمع ہوگئے جنمیں مجاہدین بھی تھے اور فوج نظام کے بھی جنگ آور تھے۔ سلطان نے ان کو مرتب اور مسلح کرکے ہندوستان کی جانب قدم بڑھایا۔ غزنی سے تین ماہ کا راستہ (بانوے ۹۲ منزلیں) طے کرکے ہندوستان کی سرزمین میں پہونچا۔ نہر جیحوں جہلم اور دوسرے پانچ دریاؤں کو عبور کرکے سرحد کشمیر پر آ اُترا راجہ کشمیر ہندوستان کے ممتاز راجاؤں سے تھا۔ راجگان ہند اسکی اطاعت وخدمت کا اعتراف کرتے تھے۔ سلطان محمود کی آمد کی خبر پاکر ہدایا وتحایف لیکر حاضر خدمت ہوا اور اسلامی علم حکومت کے آگے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ رہبری کا ذمہ دار ہوا اور شاہی مقدمۃ الجیش کے ساتھ ساتھ بیسویں رجب سنہ مذکور میں قلعہ مہابن کی جانب چلا۔ اثنار راہ میں جتنے مقامات ملتے گئے سب کے سب فتوحات سلطانیہ میں داخل وشامل ہوتے گئے تا آنکہ راجہ ہردت[1] کے قلعہ کے قریب پہونچا۔ راجہ ہردت نے حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اور مطیع ہوگیا سلطان محمود نے یہاں سے کوچ کرکے راجہ کلچند (کالی چند) کے قلعہ مہابن پر حملہ کیا۔ راجہ کلچند (کالی چند) اس سے مطیع ہوکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھاکر بھاگا آگے دریا حائل ہوگیا۔ عبور کا کوئی سامان نہ تھا تقریباً پچاس ہزار آدمی ڈوب کر مرگئے۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا از انجملہ ڈیڑھ سو زنجیر فیل اور قیمتی قیمتی اسباب تھے۔

سلطان محمود ان مہمات سے فارغ ہوکر متھرا کے سر کرنیکی طرف متوجہ ہوا باوجودیکہ متھرا پر راجہ دہلی کا قبضہ تھا مگر کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ سلطان محمود نے پہونچتے ہی قبضہ کرلیا یہ شہر نہایت آباد اور خوش منظر تھا۔ اس شہر کی کل عمارتیں سنگی تھیں شہر پناہ کے دو دروازہ دریا کی طرف تھے شہر ایک بلند مقام پر آباد تھا۔ اندرون شہر میں ایک ہزار قصر آسمان آساس تھے جو درحقیقت بتوں کے لئے تعمیر کئے گئے تھے۔ ان قصروں کے وسط میں ایک ایک بہت بڑا بت خانہ تھا جسمیں پانچ بت طلائے خالص کے پائے گئے جو طول میں پانچ

[1] راجہ ہردت قلعہ میرٹھ کا حاکم تھا۔ تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۹

پانچ ذراع تھے انکی آنکھیں یاقوت سرخ کی تھیں جنکی قیمت تخمینی اسوقت پچاس ہزار تھی۔ ایک اور بت کی آنکھوں میں یاقوت ازرق (نیلم) کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے جنکا وزن ساڑھے چار سو مثقال تھا اور جب اس بت کو توڑا تو اسکے صرف پاؤں سے چار ہزار چار سو مثقال اور پیٹ و سر وغیرہ سے اٹھانوے ہزار مثقال طلائے خالص برآمد ہوا علاوہ ان بڑے بتوں کے سو سے زیادہ چھوٹے بت ہاتھ لگے۔ جسکا بار سو اونٹوں کا تھا۔ سلطان نے ان بت خانوں کو منہدم کرا کے زمیں دوز کرا دیا۔

فتح متھرا سے فارغ ہوکر سلطان نے قنوج کا قصد کیا اثناء راہ میں جتنے قلعے ملے سبھوں کو ویران اور مسمار کرتا ہوا ماہ شعبان ۴۰۹ھ میں قنوج پہونچا۔ راجہ راجپال والی قنوج نے سلطان کی آمد کی خبر سنکر قنوج کو خیرآباد کہکر دریاے گنگ کو عبور کر آیا۔

گنگا اہل ہنود کے مذہب کے مطابق نہایت متبرک دریا ہے اپنے مردوں کو جلا کر انکی راکھ بخیال نجات اسمیں ڈالتے ہیں اور اسمیں غوطہ لگانے کو باعث نجات تصور کرتے ہیں۔

قنوج ایک ایسا مقام تھا۔ جسکی نسبت اہل ہنود یہ اعتقاد کئے تھے کہ کوئی غیر ہنود اسکو مفتوح نہ کر سکے گا اسمیں سات قلعہ تھے جو کہ لب دریا سر بفلک نہایت مستحکم بنے ہوئے تھے خاص شہر میں دس بت خانے تھے ہنود کا یہ اعتقاد و گمان تھا کہ اسکے تعمیر کو دو لاکھ یا تین لاکھ سال ہوئے اور اس زمانہ سے برابر اسکی پرستش ہوتی چلی آتی ہے جسوقت سلطان محمود قریب قنوج پہونچا۔ اہل قنوج نے شہر چھوڑ دیا۔ سلطان محمود نے گویا ایک ہی روز میں قنوج کو اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا۔

بعد اسکے سلطان محمود کا لشکر لنج کی طرف بڑھا جسکو اس زمانہ میں قلعہ براہمہ سے موسوم کرتے تھے۔ اہل قلعہ پندرہ روز تک لڑتے رہے۔ جب انکو اس امر کا احساس ہو گیا کہ سلطانی حملوں سے جانبری محال ہے تو انمیں سے اکثر نے اپنے کو بلندی قلعہ سے گرا کر ہلاک کر دیا اور بہتیروں نے اپنے آپ کو معہ زن و بچہ کے جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا اور بعض نے اپنے

ہاتھ سے اپنا سینہ چاک کر ڈالا باقی ماندگان گرفتار کر لئے گئے۔ سلطانی لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اسکے برجوں پر کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

اس قلعہ کے قریب راجہ چند پال کا قلعہ تھا۔ سلطان محمود نے اسپر بھی دھاوا کا حکم دیا چند پال یہ خبر پاکر بھاگ گیا۔ شاہی لشکر نے قلعہ میں داخل ہو کر مال و اسباب لوٹ لیا اور قلعہ کو ویران و خراب کر دیا۔

راجہ چند پال کے سر کرنے سے فارغ ہو کر موکب ہمایوں راجہ چندرائے کی سرکوبی کی طرف بڑھا۔ یہ راجگان ہند میں ممتاز شخص تھا اور اسکا قلعہ بھی مستحکم قلعات میں شمار کیا جاتا تھا راجہ جیپال جو ہندوستان کا بلحاظ اپنے ثروت کے بادشاہ ہند کہے جانے کا مستحق تھا مدتوں سے چندرائے کو اپنی حکومت و دولت کا مطیع بنانا چاہتا تھا لیکن چندرائے برابر انکار کرتا تھا۔ اس موقع پر چندرائے نے بہ مصلحت وقت اطاعت قبول پر آمادگی ظاہر کی۔ چونکہ یہ وقت ایسا آگیا تھا کہ راجہ جیپال اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتا تھا چندرائے کی کیا مدد کرتا۔ جیوں تیوں بذاتہ لشکر اسلام کے ہاتھوں سے اپنے کو صاف بچالے گیا۔ چندرائے نے تن تنہا شاہی لشکر کی مدافعت کی کوشش کی اور اس بھروسہ پر کہ میرا قلعہ نہایت مستحکم ہے کوئی شخص قبضہ نہ کر سکے گا مقابلہ پر آیا۔ بھیم پال نے دوستانہ سمجھایا اور لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کی ممانعت کی۔ چندرائے پر کچھ ایسا رعب غالب ہوا کہ وہ اور اسکے کل اعوان و انصار قلعہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے جو اس قلعہ کے پشت پر تھے۔ سلطان محمود نے قلعہ میں داخل ہو کر مال غنیمت کی فراہمی کا حکم دیا اور خود ایک دستہ فوج لے کر چندرائے کی تعاقب میں قتل و غارت کرتا ہوا روانہ ہوا۔ ہزارہا کفار لشکر اسلام کی تلوار آبدار کے نذر ہو گئے اور ہزارہا گرفتار و قید کر لئے گئے۔ غنیمت کی تعداد تین لاکھ دینار سرخ تین لاکھ دراہم تک پہونچ گئی تھی۔ علاوہ اسکے بیشمار جواہرات اور یاقوت ہاتھ آئے قیدیوں کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ غزنی میں ایک ایک غلام

دس دراہم سے دو دراہم تک فروخت ہوئے۔ چندرائے کا ایک ہاتھی ہندوستان میں مشہور اور بڑا تھا وہ شاہی خدام کے ہاتھ لگا۔ سلطان محمود نے اس ہاتھی کا نام خداداد رکھا۔

سلطان محمود کا جہاد اس مرتبہ چندرائے کے قلعہ سر ہونے پر موقوف ہو جاتا ہے اور سلطان محمود اپنے موکب ہمایوں کو لئے ہوئے غزنی کیجانب مراجعت کرتا ہے۔ چنانچہ غزنی میں پہنچکر سلطان محمود نے ایک بہت عظیم الشان جامع مسجد بنوائی ہندوستان سے سنگ مرمر و سنگ رخام لیجاکر اسکے بنیادوں میں لگایا۔ در و دیوار پر ہندوستان کے بت خانوں کے طلائی اور نقرئی پتھر جڑوائے نیشاپور کے کاریگروں کو طلب کر کے بنفس نفیس بنوانے میں مصروف ہوا مسجد کے گرد و پیش تین ہزار طلباء کے رہنے کے قابل مکانات بنوائے اور مقابلہ میں مدرسہ اور کتب خانہ تعمیر کرایا جسمیں متقدمین اور متاخرین کی کتابیں دور دراز ممالک سے لاکر رکھی گئیں بعد تکمیل تعمیر مدرسہ مدرسین اور طلباء کے لئے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں۔

اراکین دولت سپہ سالاران لشکر و امراء سلطنت نے بھی مسجد کے قریب بکثرت مکانات بنوائے جو بیرون شمار تھے۔ الغرض غزنی میں ان دنوں ایکہزار ہاتھی بضرورت سیاست و کار و بار سلطنت بندھے رہتے تھے۔

ہندوستان پر ایک اور جہاد سلطان محمود کی واپسی غزنی کے بعد راجہ نندا والی کالنجر نے راجہ قنوج کو ملامتانہ خط لکھا کہ تم بڑے بزدل ہو ترکوں کے ڈر سے شہر کو چھوڑ دیا اپنے دیوتاؤں کے ننگ و ناموس کا بھی کچھ خیال نہ کیا ملکشوں کی نذر کر کے اپنی جان بچائی"۔ راجہ قنوج نے سختی سے جواب دیا نندا کو غصہ آگیا فوجکشی کر دی دونوں راجاؤں میں سخت لڑائی ہوئی بالآخر میدان نندا کے ہاتھ رہا راجہ قنوج مارا گیا اسکا سارا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ فوجیں پامال کر دی گئیں۔ اس فتحیابی

نندا کا دل ہاتھوں بڑھ گیا حوصلے بلند ہوگئے۔ قرب وجوار کے ریاستوں کو اپنا مطیع بنالیا اور جن والیان ملک نے سلطان محمود کے مقابلہ میں زکیں اٹھائیں تھیں وہ سب کے سب اسکے پاس آ آ کے مجتمع ہوگئے اور اس نے اُن لوگوں سے وعدہ کرلیا کہ تمہارا گیا ہوا ملک میں تمکو ان ترکوں کے ہاتھوں سے واپس دلاؤنگا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر سلطان محمود کی گوش حق نیوش تک پہونچی فوراً تیاری کا حکم دیا اس مرتبہ بہت بڑی طیاری سے ہندوستان پر حملہ کیا۔

اثناء راہ میں افغانیوں کی سرکوبی کی۔ کفار ہند کا یہ ایک گروہ تھا جو پہاڑوں کے دروں اور چوٹیوں میں چھپا تھا جسکا کام رہزنی تھا آے دن مسافروں اور قافلوں کو لوٹ لیتا تھا۔ سلطان محمود نے انکے مساکن اور بلاد کیطرف قدم بڑھایا اور خوب خوب انکو پامال کیا بعدازاں دریائے گنگ کو عبور کرکے راجہ جیپال سے مڈبھیڑ ہوا ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد جیپال کو ہزیمت ہوئی۔ بہت سے ہمراہی گرفتار کرلیئے گئے راجہ جیپال زخمی ہوکر بھاگا پھر کچھ سوچ سمجھکر سلطان محمود سے امن طلب کی سلطان نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا راجہ جیپال نے اسکو منظور نہ کیا بادل ناخواستہ نندا والی کالنجر کیطرف روانہ ہوا اثناء راہ میں اسکے کسی ہمراہی نے مارڈالا۔

سلطان محمود کی ان پیہم کامیابیوں سے والیان ملک ہندوستان بیحد متاثر ہوئے چنانچہ انھوں نے اپنے اپنے قاصدوں کو شاہی دربار میں بھیجکر اطاعت وفرماں برداری کا عقیدت مندانہ اظہار کیا۔

بعد اسکے سلطانی موکب نے شہر ناری کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ شہر ہندوستان کا مستحکم تر شہر تھا لیکن شاہی رعب کا سکہ کچھ ایسا چل گیا تھا کہ اہل شہر موکب ہمایوں کی آمد کی خبر پاکر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان محمود نے ناری کو اسکے محافظوں سے خالی پایا مصلحت وقت کے لحاظ سے حکم دیا کہ زمین دوش کردیا جاوے۔ دس

قلعات اسکے قرب وجوار میں اور بھی تھے ان لوگوں نے خفیف سا مقابلہ کیا مگر ناکام رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار ہا مارے گئے اور سلطانی علم حکومت کا پھریرہ انکے برجوں پر کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگا۔

نندا (راجہ کالنجر) کو ان ایام میں موقع اچھا ہاتھ آگیا تھا ایک مقام میں جاکر قلعہ بندی کر لی تھی اس مقام کو اس نے عمدہ طور سے محفوظ کرلیا تھا ہر چہار طرف عمیق نہر کھدوا کر پانی بھروا دیا تھا جو کوسوں دلدل کیصورت میں پھیلا ہوا تھا چھبیس ہزار سوار ایک لاکھ اسی ہزار پیادے اور سات سو پچاس زنجیر فیل اسکے رکاب میں تھے۔ سلطان محمود شہر ناری کی مہم سے فارغ ہوکر نندا کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ عارضی قلعہ پر پہونچکر سلطان محمود نے ایک سرسری نظر سے دیکھا اور لشکر کو اسکے مقابلہ میں ایک ٹیلہ پر قیام کا حکمدیا اگلے دن سلطان نے حملہ کا حکمدیا نندا نے قلعہ سے نکلکر مقابلہ پر صف آرائی کی تمام دن شدت سے جنگ جاری رہی تا آنکہ رات کی تاریکی نے فریقین کو جنگ سے روک دیا۔ اس جنگ سے نندا پر کچھ ایسا رعب شاہی غالب ہوا کہ اپنا سارا مال واسباب وآلات حرب چھوڑ کر صبح ہونے سے پیشتر بھاگ گیا لشکر اسلام نے اسکو لوٹ لیا اور اسکی تعاقب میں نکلے۔ سراغ لگاتے لگاتے ایک جنگل میں جاکر گھیر لیا۔ پھر کیا تھا ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔ ہزار ہا مارے گئے سیکڑوں کو گرفتار کرلیا۔ نندا بدانہ بہزار خرابی اپنی جان بچاکر بھاگ گیا۔ سلطانی لشکر نے فتحمندی کے ساتھ دار الحکومت غزنی کیجانب مراجعت کی۔

فتح سومنات سومنات کا مندر ہنود کا بہت بڑا معبد تھا ہندوستان کے کل بت خانوں سے یہ زیادہ محترم اور معظم سمجھا جاتا تھا۔ یہ بتخانہ ایک مستحکم قلعہ میں جو کہ لب دریا تھا بنا ہوا تھا دریا کی لہریں وقت مدوجزر (جوار بھاٹا) بتخانہ تک آیا کرتی تھیں ہنود کا یہ اعتقاد تھا کہ دریا اس بت کی پابوسی کو آتا ہے۔

بت خانہ کی عمارت نہایت عظیم الشان اور وسیع تھی چھپن مرصع کھمبوں پر وہ عمارت قایم تھی۔ بت کا مجسمہ پتھر کا تراش کرکے بنایا گیا تھا جسکا طول پانچ گز کا تھا دو گز زمین میں گڑا ہوا اور تین گز باہر تھا۔ اس بت کی کوئی مشخص صورت نہ تھی۔ بت خانہ ایک تاریک مقام میں تھا قندیلوں میں جواہرات تھے جس سے وہ روشن رہتا تھا۔ بت کے قریب طلائی زنجیر میں ایک سو من وزن کا گھنٹا لٹکا ہوا تھا جو اوقات مقررہ معلومہ میں شب کے وقت بجایا جاتا تھا اسکی آواز سے پجاری برہمن بتوں کی عبادت کو آتے تھے۔ اس بڑے بت کے پاس بہت سے بت طلائی اور نقرئی رکھے ہوئے تھے۔ بتکدہ کے دروازوں پر زربفت کے پردے پڑے تھے جنکی جھالروں میں موتیاں اور جواہر لگے ہوئے تھے انمیں سے ہر ایک کی قیمت بیس بیس ہزار دینار تھی جس شب میں خسوف قمر (چندر گرہن) ہوتا تھا تمام ہندوستان کے ہنود سومنات کی زیارت کو جاتے تھے اور ایک عالم مجتمع ہو جاتا تھا جسکا شمار نہیں ہو سکتا۔ ہنود کا یہ اعتقاد تھا کہ روحیں بعد مفارقت بدن سومنات ہی میں آکر جمع ہوتی ہیں سومنات علی سبیل تناسخ جسکو جس بدن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ ہنود قیمتی قیمتی اسباب اور نفیس نفیس جواہر بطور نذر سومنات میں پیش کرتے تھے مجاوروں کو بیحد و بیشمار عمدہ و قیمتی مال و اسباب دیتے تھے۔ دس ہزار سے زیادہ آمدنی کی جائداد وقف تھی۔ باوجودیکہ سومنات دریائے گنگ سے دو سو کوس کے فاصلہ پر تھا مگر ہر روز سومنات کے غسل کو پانی لایا جاتا تھا دریائے گنگ بزعم ہنود جنت سے نکلا ہے اور اسمیں بہ نظر نجات اپنے مردوں کی ہڈیاں ڈالتے تھے۔ ایک ہزار برہمن پجاری روزانہ پرستش پر مامور تھے تین سو حجام جاتریوں کے سر اور داڑھی مونڈنے کو موجود رہتے تھے تین سو مرد اور پانچسو عورتیں گانے اور ناچنے کے لئے تھیں۔ ان سبھوں کی معقول معقول تنخواہیں مقرر تھیں۔

اس سے پیشتر سلطان محمود ہندوستان کے جب کسی قلعہ کو فتح کرتا یا کسی بت کو توڑتا تھا تو ہنود کہا کرتے تھے کہ سومنات ان لوگوں سے ناراض ہوگیا ہے اسوجہ سے یہ توڑے جاتے ہیں اور شکست کھاتے ہیں ورنہ سومنات محمود کو ابتک کب کا ہلاک کر ڈالتا۔ سلطان محمود کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی اُس بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کی غرض سے اور انکو انکے معبودان باطل کی بیکسی دکھلانے اور انکے دعوؤں کی تکذیب کے خیال سے بقصد جہاد حرکت کی چنانچہ ماہ شعبان ۴۱۶ھ میں مجاہدوں کیساتھ غزنی سے نکلا۔ نصف ماہ رمضان میں ملتان پہونچا۔ چونکہ ایک بہت بڑا بیابان جس میں پانی اور گھاس کا نام نہ تھا درپیش تھا اسوجہ سے سلطان نے حکم دیا کہ ہر شخص بقدر اپنی ضرورت کے پانی اور رسد لیلے علاوہ اسکے سلطان نے بہ نظر احتیاط بیس ہزار اونٹ پر پانی اور ہر ضروری چیزیں بار کرکے اپنے ہمراہ لیا۔ القصہ اس جانفرسا میدان سے گذر کر اجمیر میں موکب ہمایوں وارد ہوا راجہ اجمیر بخوف جنگ شہر چھوڑکر بھاگ گیا تھا لشکر اسلام نے شہر کو تاخت و تاراج کیا قلعہ کیطرف اسوجہ سے متوجہ نہوا کہ مہم سومنات درپیش تھی جو اس سے بدرجہا اہم تھی۔ اس اثناء میں چند قلعات پر گذر ہوا جو جنگ آزما مردوں اور آلات حرب و سامان جنگ سے بھرا ہوا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے سلطانی رعب انپر ایسا غالب کردیا کہ ان لوگوں نے بلاجدال و قتال اطاعت کی گردنیں جھکادیں قلعہ کی کنجیاں شاہی ملازموں کو حوالہ کردیں۔ لشکر اسلام ان قلعات پر قبضہ کرکے آگے بڑھا۔ نہروالہ (پٹن گجرات) میں پہونچکر پڑاؤ کیا بھیم راؤ والی شہر بخوف جنگ شہر خالی چھوڑکر بھاگ گیا تھا۔ سلطان محمود نے اس شہر سے بھی رسد و پانی کا ذخیرہ مہیا کرکے ہمراہ لیا اور سومنات کیجانب بڑھا۔ اثناء راہ میں بہت سے بتکدے بصورت قلعہ نظر آئے جنمیں بکثرت بت رکھے ہوئے تھے گویا یہ سومنات کے نقیب اور خدام تھے سلطان محمود نے ان بتخانوں کو ویران و مسمار کراکے بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ بعدازاں شاہی لشکر ایک کف دست میدان

میں پہونچا جس میں آب وگیاہ کا نام نہ تھا اس مقام پر بیس ہزار راجپوتوں کا سامنا ہوا یہ لوگ شاہی لشکر کے مقابلہ کرنے کی غرض سے مجتمع ہوئے تھے۔ سلطان محمود نے ان سے جنگ کرنے کو اپنی فوج کے ایک حصہ کو حکم دیا چنانچہ اس دستہ فوج نے پہنچکر جنگ چھیڑ دی اور انکو نیچا دکھا کر انکے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ پھر لشکر ظفر پیکر پٹن گجرات میں پہونچا یہ مقام سومنات سے دو منزل کے فاصلہ پر تھا سلطان محمود نے اسپر بھی قبضہ کرلیا جو مقابلہ پر آیا اسکو تہ تیغ کیا۔ نصف ذیقعدہ کو موکب ہمایوں نے سومنات پر پہونچکر پڑاؤ کیا۔ اہل سومنات قلعہ کی فصیلوں پر چڑھ کر لشکر اسلام کو دیکھ رہے تھے اور بآواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمکو یہاں اسواسطے لایا ہے کہ تم لوگوں کو ایک ہی دفعہ میں ہلاک کردے اور اسکا انتقام لے جو تم نے ہندوستان کے مہاتماؤں کیساتھ کیا ہے اور انکو توڑا ہے۔

الغرض صبح ہوتے ہی ہزبران اسلام پائیں قلعہ تک تکبیر کہتے ہوئے پہونچگئے اِدھر راجپوتوں اور پنڈ■ل کا لشکر فصیل قلعہ سے اوتر کر سومنات کے پاس استمداد کی درخواست پیش کرنے کو گیا اُدھر لشکر اسلام کمندوں اور سیڑھیوں کے ذریعہ سے قلعہ کے فصیل پر چڑھ گئے، سورما راجپوت مسلمان دلاوروں کی یہ شجاعت دیکھکر دنگ ہوگئے اور بحکم ہرکہ تنگ آید بجنگ آید مقابلہ اور مدافعت پر کمریں باندھ لیں، دن بھر نہایت شدت سے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا، جوں ہی رات نے اپنا سیاہ پھریرہ فضائے عالم میں اُڑایا دونوں حریف جنگ سے رُک گئے۔ رات امید وبیم میں گذر گئی۔ صبح ہوتے ہی لشکر اسلام نے تکبیر کہہ کر پھر لڑائی کا آغاز کیا اور نہایت سختی سے حملہ آور ہوئے، ہنود جوق جوق سومنات کے پاس جاتے اور اُس سے بغلگیر ہو کر گریہ وزاری کرتے ہوئے رخصت ہوتے اور میدان جنگ میں جاتے تھے۔ بہادران اسلام کمال جدوجہد سے حملہ پر حملہ کرتے رہے، یہانتک کہ رات نے بیچ بچاؤ کردیا۔ اور یہ دن بھی اسی حالت سے ختم ہوگیا۔ تیسرے دن باوجودیکہ پرم دیو اور داشلیم

کی امدادی فوجیں آگئی تھیں جس سے اہل سومنات کو بہت بڑی تقویت اور طمانیت حاصل ہو گئی تھی مگر نبرد آزمایان اسلام کے پُرزور حملوں نے سورما راجپوتوں کو ہزیمت دے ہی دی نہایت ابتری کیساتھ پسپا ہوئے پچاس ہزار کھیت رہے باقی ماندگان کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلے اسلامی بہادروں نے تعاقب کیا قتل وغارتگری کا سیلاب بڑھا ہزاروں دریا میں ڈوب کر مر گئے بہتیروں کو اسلامی دلاوروں نے تلوار کے گھاٹ اتارا۔ قلعہ پر کامیابی کیساتھ سلطانی قبضہ ہو گیا۔

اس خداداد کامیابی کے بعد سلطان محمود نے راجہ پرم دیو والی نہروالہ کے سَر کرنے کیطرف عنان عزیمت اٹھائی۔ راجہ پرم دیو وہی شخص ہے جس نے جنگ سومنات میں مذہبی اور قومی جوش سے ہندوؤں کی کمک پر فوجیں روانہ کی تھیں تسخیر سومنات کے بعد نہروالہ چھوڑ کر قلعہ کندیھ میں جا کر پناہ گزیں ہوا تھا۔ یہ قلعہ ایسے مقام پر تھا جو تین طرف سے دریا سے گھرا ہوا تھا چوتھی جانب خشکی تھی لیکن ایک عمیق نہر اس سمت کی محافظت کر رہی تھی۔ سومنات سے یہ مقام سانٹھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ سلطان محمود نے خشکی کیجانب سے اس قلعہ پر فوجکشی کی قریب قلعہ پہونچکر دیکھا کہ ہر چہار طرف سے دریا لہریں مار رہا ہے۔ بیحد متردد ہوا، نہ کشتیاں تھیں اور نہ پل، اسی حیص بیص میں پڑاؤ کر دیا۔ حُسن اتفاق سے دو شکاری ملاح نظر پڑے جو مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے ملازمان شاہی اُنکو دربار سلطانی میں پکڑ لائے دریافت کرنے پر اُن لوگوں نے ایک مقام کو بتلایا کہ یہاں سے عبور کر جانا ممکن ہے لیکن اثنار عبور میں اگر ذرا بھی ہوا تیز چلی تو سب کے سب گرداب ہلاکت میں پڑ جائیں گے، سلطان محمود یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بسم اللہ مجریہا ومرسہا کہکر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈالدیا۔ نبرد آزمایان اسلام نے بھی باگیں اٹھالیں اور بات کی بات میں دریا عبور کر گئے۔ راجہ پرم دیو اس جرات ودلیری سے اسقدر متاثر ہوا کہ بہ تبدیل لباس قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا، بلا جدال قتال قلعہ پر سلطانی قبضہ ہو گیا۔

بعد اسکے والی منصورہ کے مرتد ہونے کی خبر دربار سلطانی میں پہنچی، فوراً تیاری کا حکم دیدیا والی منصورہ نے موکب ہمایوں کی آمد کی خبر سنکر براہ دریا بھاگ جانے کی کوشش کی سلطان محمود کو اس امر کا خطرہ پہلے ہی سے ہو گیا تھا اور اس نے دریا کے راستہ کی ناکہ بندی کر لی تھی جوں ہی والی منصورہ نظر پڑا کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا۔ ایک گروہ کثیر کام آیا والی منصورہ نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔

والی منصورہ کی سرکوبی سے فارغ ہو کر سلطان محمود نے بھاطیہ (بھٹنیر) کی طرف رخ کیا بھٹنیر والوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں، سلطان محمود نے ان لوگوں پر جزیہ قایم کر کے مظفر ومنصور ماہ صفر ۴۱۷ھ میں غزنی کی جانب معاودت فرمائی۔

قابوس کی سرگذشت ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۳۱۷ھ میں امرائے بنو بویہ نے طبرستان اور جرجان کو قابوس کے قبضۂ اقتدار سے نکالکر اپنے دائرہ حکومت میں شامل و داخل کر لیا تھا، قابوس بحال پریشان امیر نوح بن منصور کی خدمت میں بتوسط ابو العباس گورنر خراسان بطور وفد حاضر ہوا، امیر نوح اور اُسکے گورنر ابو العباس نے امداد کا وعدہ کیا مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ اٹھارہ برس کا زمانہ منقضی ہو گیا اور وعدہ وفا نہوا۔ اتنے میں امیر سبکتگین کا دور حکومت آ گیا، قابوس نے اس سے بھی اپنی سرگذشت کہہ سنائی، اس نے بھی وعدہ تو کر لیا مگر بنو سیمجور کی مہم نے ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دیں کہ جس سے امیر سبکتگین اپنا وعدہ وفا نہ کر سکا۔ اور داعی اجل کو لبیک کہکر سفر آخرت اختیار کیا۔ سلطان محمود سر پر آرائے حکومت ہوا اسکو خانہ جنگیوں نے مہلت نہ دی۔ قابوس ہنوز ساحل مقصود پر نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابو القاسم بن سیمجور نے فخر الدولہ بویہ کے مرنے کے بعد جرجان کے صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ قابوس کی رہی سہی امید بھی منقطع ہو گئی، گھبرا کر اہل دیلم اور جبل سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اہل دیلم و جبل کی کمک سے صوبہ طبرستان و جرجان پر قابوس کا قبضہ ہو گیا اور یہ اس صوبہ کا حکمراں تسلیم کیا گیا جیسا کہ دیلم و جبل کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

نصر بن حسن فیرزان، ماکان بن کالی کا چچازاد بھائی صوبجات طبرستان و جرجان پر دانت لگائے تھا قابوس سے اکثر چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا، اتفاقی اسباب سے بنو بویہ نے اسکو گرفتار کرا کے رے کے جیل میں ڈال دیا، اب کیا تھا کوئی رقیب و حریف باقی نہ رہا صوبجات طبرستان و جرجان پر قابوس کی حکومت مستقل طور سے قایم ہوگئی۔ قابوس نے بنظر مآل اندیشی سلطان محمود کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تاکہ آئندہ خطرات سے محفوظ و مامون ہو جائے۔ الغرض اس طور سے کل دیار دیلم میں سلطانی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

رے پر قبضہ مجد الدولہ بن فخر الدولہ کی پچاس بیویاں تھیں جن سے تیس ۳۰ اولاد پیدا ہوئی تھیں شب و روز انھیں عورتوں میں پڑا رہتا تھا جب انکی صحبت سے دل اکتا جاتا تھا تو قصص و حکایات کی کتابیں دیکھتا اور کتابت کرتا تھا یہ شغلہ صرف دل بہلانے کا تھا عنان حکومت ایک لونڈی کے ہاتھ میں تھی جسکو مجد الدولہ کی محبوبہ ہونیکا فخر حاصل تھا، وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کی مالک تھی، اس لونڈی کے مرجانے پر رہا سہا انتظام بھی جاتا رہا سارا کارخانہ درہم و برہم ہوگیا، اعیان دولت نے مجتمع ہوکر بالاتفاق سلطان محمود کی خدمتمیں مجد الدولہ کی بدنظمی و لاپروائی کی شکایت لکھی اور رے پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی سلطان محمود نے اس خیال سے کہ مبادا اور کوئی حریف قابض نہ ہو جائے رے پر قبضہ کر لینے کی غرض سے ایک فوج بھیجدی جسکا افسر اعلیٰ اسکا حاجب (لارڈ چمبرلین) تھا۔ اور یہ ہدایت کر دی کہ بنظر انتظام امور سلطنت مجد الدولہ کو معہ اسکے بیٹے ابودلف کے فوراً گرفتار کر لینا۔

رے پر موکب ہمایوں کے قبضہ کر لینے کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الاول ۴۲۰ھ میں دارالسلطنت غزنی سے رے کیجانب روانہ ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا تھوڑے دنوں بعد رے پہنچا۔ اہل رے نے نہایت گرمجوشی سے اپنے نئے حکمراں کا استقبال کیا، سلطان محمود بھوں سے بخندہ پیشانی ملا بنظر انتظام و مصلحت وقت مجد الدولہ کو گرفتار کر کے خراسان میں نظر بند کیا اور اسکے مال و اسباب کی ضبطی کا حکم دیا۔ فہرست مرتب کیگئی ایک کرور دینار سرخ، پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات،

چھ ہزار تھان قیمتی قیمتی پارچہ، بیشمار آلات حرب خزانہ اور توشہ خانہ سے برآمد ہوئے۔
مہم رے سے فارغ ہو کر قزوین کیجانب متوجہ ہوا اور اُسکے قلعات پر قبضہ حاصل کرکے شہر ساوہ اور اوہ کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کرلیا، مجد الدولہ کے فرقہ باطنیہ کے کل اصحاب کو چن چن کر قتل کیا، معتزلیوں کو گرفتار کرا کے خراسان کیطرف جلا وطنی کا حکم دیا، فلسفہ، اعتزال اور نجوم کے کتب خانوں میں آگ لگادی۔ سارا ذخیرہ کفر والحاد کا جلکر خاک وسیاہ ہوگیا۔ علاوہ انکے اور علوم وفنون کی کتابوں کو جو ایک سو اونٹوں کی بار تھیں اپنے دار السلطنت غزنی میں اٹھا لیگیا۔
منوچہر بن قابوس شہر چھوڑ کر ایک پہاڑی قلعہ میں جاکر قلعہ بند ہوگیا تھا، راستہ نہایت دشوار گذار تھا سلطان محمود نے اس راستہ کو جیوں تیوں طے کرکے قلعہ پر پہنچکر محاصرہ ڈالدیا منوچہر قلعہ کی کھڑکی سے نکلکر جنگل میں جا چھپا اور وہیں سے پانچ لاکھ دینار سالانہ پر مصالحت کا پیام دیا، جسکو سلطان محمود نے قبولیت کا درجہ عنایت کیا، منوچہر اپنے قلعہ میں واپس آیا اُسکے بعد محمود نے نیشاپور کیجانب مراجعت کی۔
اس واقعہ کے بعد ہی منوچہر کی زندگی کا بھی خاتمہ ہوگیا بجائے اسکے اسکا بیٹا انوشیرواں سریر آرائے حکومت ہوا سلطان محمود نے اس جانشینی کو تسلیم کیا۔ اور بدستور خراج مقررہ قایم رکھا، غرض رفتہ رفتہ بلاد جبلیہ میں حدود آرمینیہ تک سلطان محمود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ زنجان اور ابہر باقی رہ گئے تھے۔ جو ابراہیم سالار بن مرزبان کے قبضہ اقتدار میں تھے (ابراہیم سالار دہشودان بن محمد بن مسافر دیلمی کے پس ماندگان سے تھا) مسعود بن سلطان محمود نے اُن شہروں پر قبضہ کرلیا۔ اب صرف شہر زور باقی رہ گیا۔ جسکو سلطان محمود نے اپنے علم حکومت کے اقتدار میں لیکر سالانہ خراج مقرر کیا اور اُسکو بدستور اُنھیں کے قبضہ میں رہنے دیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جائے گا۔
صوبہ اصفہان اسوقت تک علاء الدین بن کاکویہ کے زیر اثر حکومت تھا علاء الدین نے سلطان محمود کے ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر اطاعت کی گردن جھکادی اور سلطان محمود کے

نام کا خطبہ اپنے ممالک محروسہ میں پڑھے جانے کا حکم دیدیا۔ اور اطلاعی عرضداشت بارگاہ سلطانی میں بھیجدی۔

علاء الدین کا یہ فعل محض ظاہر داری پر مبنی تھا۔ چنانچہ اسکے تھوڑے دنوں بعد ریشہ دوانی شروع کردی۔ سلطان محمود تک اسکی خبر ہوگئی فوراً خراسان کیجانب معاودت کی اپنے بیٹے مسعود کو رے کا گورنر مقرر کر کے اصفہان کیطرف رُخ کیا، علاء الدین نے حیلہ وحوالہ سے کام لینا چاہا مگر ایک بھی پیش نہ گئی سلطان محمود نے اصفہان پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اور اپنے ممالک محروسہ میں اسکی الحاق کا اعلان کردیا۔

شاہزادہ مسعود رے میں چند دنوں حکومت کر کے اپنے ایک مصاحب کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے غزنی کی طرف واپس ہوا۔ اہل رے کو موقع ملگیا، علم بغاوت بلند کردیا مار دھاڑ شروع ہوگئی، مسعود کے نائب کو قتل کر کے خود مختار حاکم بن بیٹھے۔ مسعود ان واقعات سے مطلع ہوا آگ بگولا ہو کر رے کیجانب لوٹا۔ اہل رے مقابلہ پر آئے لیکن مسعود کے پرزور حملوں نے انکو نیچا دکھا دیا نہایت بیرحمی سے پامال کئے گئے۔

بخارا پر قبضہ: ۳۹۰ھ میں ملوک سامانیہ کے کمزور ہوجانے پر ایلک خان بادشاہ ترک والی ترکستان نے بخارا کو اپنے مقبوضات میں ملحق کر کے اپنی جانب سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کردیا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

بخارا کے گرد ونواح میں غز (تاتاریوں) کا ایک گروہ خانہ بدوش رہا کرتا تھا جن کا کام صرف لوٹ مار اور غارتگری تھا ارسلان بن سلجوق (سلطان طغرلبک کا چچا) ان لوگوں کا پشت پناہ اور حامی تھا۔ ان لوگوں نے تبدیلی حکومت کیوجہ سے ہاتھ پاؤں نکالے۔ لوٹ مار شروع کردی علی تکین برادر ایلک خاں کو موقع ملگیا، لبسا ہزش ارسلان بن سیجور بخارا پر قبضہ کرلیا، ایلک خان کو یہ امر ناگوار گزرا، فوجیں آراستہ کر کے علی تکین پر چڑھائی کردی، علی تکین اور ارسلان بن سیجور مقابلہ پر آئے باہم لڑائی ہوئی بالآخر ایلک خان کو ہزیمت ہوئی اور علی تکین کا قدم حکومت بخارا پر استحکام کیساتھ جم گیا۔

ایلک خاں کو ہزیمت دینے سے علی تکین کے خیالات ملک گیری ذرا وسیع ہوئے سلطان محمود سے چھیڑ چھاڑ شروع کی، اسکے قاصدوں سے جو بادشاہ ترک کے یہاں آیا جایا کرتے تھے تعرض کرنے لگا، سلطان محمود کو اسکی خبر لگی، اسوجہ سے اور نیز بخیال اس امر کے کہ آیندہ قافلہ کی آمد و رفت میں دقت نہو علی تکین کو ہوش میں لانیکی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا، فوجیں آراستہ کیں، سامان جنگ درست و مہیا کیا، ۲۰ ۴ھ میں بلخ سے روانہ ہوکر نہر کو بخارا کیطرف عبور کیا علی تکین پر ایسا خوف غالب ہوا کہ بخارا چھوڑ کر ایلک خاں کے پاس چلا گیا، سلطان محمود نے بخارا میں داخل ہوکر اُسپر اور نیز اُس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند والوں پر خراج مقرر کیا تاتاریوں اور ارسلان بن سلجوق کو بخارا سے جلا وطن ہو جانے کا حکم دیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان کے کسی قلعہ میں بھیجدیا بعد اسکے تاتاریوں کے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کیطرف سلطان محمود نے توجہ کی اور خوب خوب پامال کیا تا آنکہ تاتاریوں کا گروہ منتشر ہوگیا اور سلطان محمود نے خراسان کیجانب مراجعت کی

تاتاریوں کی گوشمالی

جس زمانے میں سلطان محمود نے ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان بھیجدیا تھا۔ اور اُسکے قبائل اطراف و جوانب بخارا میں جلا وطن ہوکر منتشر ہوگئے اسی زمانہ میں تاتاریوں نے نہر جیحون کو خراسان کیجانب عبور کیا، خراسان کے عمال ان تاتاریوں کے ہتکنڈے سے واقف تھے اُبھرنے ندیا اُنکا مال و اسباب جہاں تہاں پاتے ضبط کر لیتے اور اُنکی اولاد سے جبراً خدمت لیتے تھے مجبوراً اُنھیں سے ایک گروہ جنکے خیمونکی تعداد دو ہزار سے زیادہ تھی کرمان چلا آیا۔ پھر کرمان سے اصفہان کیجانب بڑھا۔ یہ گروہ اپنے کو عراقیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا، دوسرا گروہ کوہ بلخان میں قریب خوارزم قدیم جاکر سکونت پذیر ہوا۔ ان دونوں تاتاری گروہونکا گزر جن شہروں سے ہوا لوٹ مار اور غارتگری کا آماجگاہ بن گیا۔

سلطان محمود نے ان واقعات سے مطلع ہوکر علاء الدولہ گورنر رے کو ان تاتاریونکی سرکوبی کو لکھا جو اصفہان میں خیمے ڈالے ہوئے تھے چنانچہ علاء الدولہ فوجیں آراستہ کر کے تاتاریوں پر آپڑا سخت اور خونریز جنگ کے بعد علاء الدولہ کو ہزیمت ہوئی، تاتاریوں نے بخیال خوف سلطان محمود اصفہان

چھوڑ دیا آذر بائیجان میں جا کر پڑا و کیا، اثنا راہ میں قصبات اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتے گئے۔
وہشوودان والی آذر بائیجان انلوگوں سے تاب مقاومت نہ لاسکا بلاطفت پیش آیا اتحاد کے مراسم بڑھائے جس سے وہشوودان کو بہت بڑی یہ کامیابی حاصل ہوئی کہ اسکے مقبوضات ان لوٹیروں کے تاخت و تاراج سے محفوظ رہے۔ ان دنوں بوقا، کوکاش، منصور اور دانا وغیرہم ان تاتاریوں کے سردار اور افسر تھے۔

خوارزم قدیم کے قرب میں جو گروہ تاتاریوں کا جا کر جاگزیں ہوا وہ بھی غارتگری میں اپنے بھائیوں سے کم نہ نکلا، جس طرف اسکا گزر ہوتا تھا زمین پناہ مانگتی تھی۔ انکی سرکوبی پر بارگاہ سلطانی سے ارسلان حاجب گورنر طوس مامور کیا گیا۔ ارسلان حاجب ایکمدت دراز تک شاہی حکم کے تعمیل میں تاتاریونکے پیچھے مارا پھرا مگر ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی تب سلطان محمود کمر ہمت باندھکر انکے پیچھے پڑا اور مار پیٹ کر ان لوگونکو اطراف خراسان میں منتشر و متفرق کر دیا، بعضوں کو ان میں سے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اسوقت انکے امراء کوکاش، بوقا، قزل، یغمر اور ناصغلی وغیرہ تھے۔

سلطان محمود کی وفات کے بعد اسکے بیٹے مسعود نے بھی انکو اپنی خدمت میں رکھا۔ چنانچہ یہ لوگ سلطان مسعود کے رکاب میں غزنی سے خراسان میں آئے۔ ان ترکمانوں میں سے جو کوہ بلخان میں قریب خوارزم باقی رہگئے تھے انھوں نے شہروں میں آباد ہونے کی درخواست کی سلطان مسعود نے تاج و حکومت کی فرمانبرداری کی شرط پر بیرون شہر میدانوں میں آباد ہونے کی اجازت دی۔

اسکے بعد احمد نیال گورنر ہند نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا سلطان مسعود اسکی سرکوبی کو روانہ ہوا اور خراسان کی حکومت پر تاش نامی اپنے ایک سردار کو مامور کیا ترکمانوں نے میدان خالی پاکر پھر دھندمچائی۔ دیہاتوں اور قصبات کو ویران و تباہ کرنے لگے تاش نے انکی گوشمالی پر کمر باندھی اور انپر حملہ کر کے انکے سردار یغمر کو اثناء دارو گیر میں قتل کر ڈالا۔ سلطان مسعود نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک فوج کو انکی جلاوطنی اور سرکوبی پر مامور کیا۔ اس فوج نے انکے سر و پر پہنچکر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا مجبوراً ان ترکمانوں نے بقصد آذربیجان عراقیہ میں ملجانے کی غرض سے رے کیطرف قدم بڑھایا جیسا کہ اوپر

ہم بیان کر آئے ہیں۔ ابتداءً انہوں نے دامغان پر قبضہ حاصل کیا پھر اسکو تاخت و تاراج کر کے سمنان کو لوٹا۔ مشکویہ اور کل اطراف رے کو قتل و غارت سے ایک خوفناک منظر بنا دیا غرضکہ جسطرف سے ہو کر گزرے دیہات کے دیہات قصبات کے قصبات ویران ہو گئے۔ قاش والی خراسان اور ابو سہیل حمدانی والی رے نے فوجیں فراہم کیں اور انکی سرکوبی کو نکلے۔ ایک طرف سے قاش اپنی فوج کو لیکر ترکمانوں کیطرف بڑھا جنگی ہاتھی کوہ صفت دائیں بائیں تھے ترکمانوں نے سرکف مقابلہ کیا اور اسکی فوج کو پسپا کر کے رے کیجانب قدم بڑھایا۔ رے میں پہنچکر ابو سہیل حمدانی سے مقابلہ ہوا۔ ابو سہیل کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی بھاگ کر قلعہ طبول میں پناہ گزین ہوا ترکمانوں نے رے کو جی کھول کر لوٹنا شروع کیا اس اثنا میں شاہی لشکر جرجان سے آ پہنچا اور اس نے اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام پر کمر ہمت باندھی نہایت سختی سے جدال و قتال کا ہنگامہ گرم کیا۔ سیکڑوں ترکمان قتل و قید کر لئے گئے۔ باقی ماندگان نے اس غرض سے کہ عراقیہ میں جا کر شامل ہو جائیں آذربیجان کا راستہ لیا۔

رے سے ترکمانوں کی روانگی کے بعد علاء الدین بن کاکویہ اصفہان میں آیا اور ابو سہیل سے سلطان مسعود کی فرمانبرداری کی بیعت لینے کا مسئلہ پیش کیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ معاملہ طے نہ ہو سکا۔ اس اثنا میں ترکمانوں نے آذربیجان کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ وہشودان نے ایک فوج کثیر فراہم کر کے ترکمانوں پر چڑھائی کی اہل آذربیجان نے بھی مجتمع ہو کر دوسرے جانب سے حملہ کیا۔ ایک گروہ کثیر تیغ اجل کے نذر ہوا باقی ماندگان نے نیال اور اس کے بھائی طغرلبک کے خوف سے آذربیجان کو چھوڑ کر مابین موصل اور دیار بکر پھیل گئے اور ان دونوں شہروں پر قبضہ حاصل کر کے اسکے اطراف و جوانب کو اپنی تاخت و تاراج کا جولانگاہ بنا لیا۔ جیسا کہ قرواش والی موصل اور ابن مروان والی دیار بکر کے حالات میں ان واقعات کو ہم لکھ آئے ہیں۔

ارسلان بن سلجوق کے تفصیلی حالات میں رے اور آذربیجان کے واقعات کو ہم نے اختصاراً بیان کیا ہے کیونکہ دیلمیوں کی حکومت کے ضمن میں اسکو ہم تحریر کرینگے۔

طغرلبک معہ اپنے برادران حقیقی داؤد، بیغو اور برادر اخیافی نیال (جو اسلام لانے کے بعد

ابراہیم کے نام سے موسوم ہوا) عساکر اسلامیہ سے شکست کھا کر بھاگا مدتوں ادھر ادھر مارا مارا پھرا بالآخر سلجوق کے بعد ماوراء النہر میں قیام پذیر ہوا۔ تگین والی بخارا سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ تگین کو ان پر فتحیابی حاصل ہوئی پس یہ سب دریائے جیحوں کو عبور کر کے خوارزم و خراسان کی جانب چلے گئے۔ خوارزم و خراسان میں پہنچکر یہ لوگ ملک و دولت کے مالک ہوئے جس کا تذکرہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

فتح نرسی

سلطان محمود نے اپنے خدام دولت سے احمد نیال تگین کو ہندوستان کی گورنری پر مامور کیا تھا پس احمد نیال تگین نے سنہ ۴۲۱ھ میں شہر نرسی پر جو کہ ہندوستان کا بہت بڑا شہر تھا ایکہزار فوج لیکر چڑھائی کی۔ پہلے اسکے اطراف و جوانب کو اسکی حمایت کرنے والوں سے صاف و پاک کر کے اسپر متصرف ہوا بعد ازاں شہر کیطرف قدم بڑھایا چنانچہ شہر میں ایک جانب سے بزور تیغ داخل ہوا ایک دن کامل لوٹ مار کا بازار گرم رہا قتل و غارتگری مباح کر دی۔ شام ہوئی تو شہر سے نکلکر ایک کھلے میدان میں رات گذرانی صبح کو مال غنیمت باہم تقسیم کر کے شہر پر دوبارہ حملہ کرنے کا قصد کیا اہل شہر کو اسکی خبر لگ گئی مدافعت کی غرض سے مجتمع ہو گئے احمد نیال نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اپنے شہر کیجانب مراجعت کر دی۔

سلطان محمود کی وفات محمد کی تخت نشینی

واقعات بالا کے ختم ہوتے ہی سلطان محمود کا جام حیات لبریز ہو گیا چنانچہ سنہ ۴۲۱ھ (مقام غزنی بعارضہ سوء مزاج کبد داعی اجل کو لبیک کہکر راہی ملک جاودانی ہوا (ساٹھ مرحلے عمر کے طے کئے)

سلطان محمود بہت بڑا عالی حوصلہ بادشاہ تھا۔ اکثر ممالک اسلامیہ پر متصرف و قابض ہوا۔ علما کی عزت کرتا تھا اور ان سے باحترام و اکرام پیش آتا تھا۔ دور دراز ممالک سے اہل علم اسکی بارگاہ حکومت میں آتے تھے۔ عادل اور نیک نفس تھا رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اور انکو طرح طرح کے احسانات سے اپنا ممنون بناتا جہاد کا بیحد شایق تھا۔ اسکی فتوحات کی داستانیں

نوٹ ۱؎ ۲۳ ربیع الآخر یوم پنجشنبہ کا یہ واقعہ ہے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۵۔

مشہور ہیں۔ جنکو تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

جسوقت یہ عادل بادشاہ مرض الموت میں مبتلا ہوا اپنے بیٹے محمد کو حکومت وسلطنت کی وصیت کی۔ یہ اسوقت بلخ میں تھا۔ مسعود سے گویہ چھوٹا تھا لیکن سلطان محمود کی آنکھوں میں یہی زیادہ محبوب وپسندیدہ تھا۔ مسعود پر محمود کی وہ نظر ہی نہیں پڑتی تھی جو محمد پر تھی۔

الغرض سلطان محمود کی وفات کے بعد اراکین دولت نے محمد کو سلطان محمود کی وصیت کی خبر دی اور عبائے حکومت وسلطنت کو زیب تن کرنے پر آمادہ وطیار کیا۔ ہندوستان کے شہروں اور نیز نیشاپور میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محمد یہ خبر پاکر بلخ سے غزنی کی جانب روانہ ہوا چالیس روز بعد غزنی میں داخل ہوا۔ شاہی افواج نے حاضر ہوکر سلامی اتاری سرداروں نے اطاعت وفرمانبرداری کا حلف لیا۔ اور سلطان محمد نے انعامات تقسیم کیے۔

کلام مترجم

محمود کا نسب مورخ ابن خلدون نے سلطان محمود کی کشورستانی اور حکمرانی کی داستانیں بہ خوبی سے اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں کہ کوئی اہم واقعہ فروگذاشت نہیں ہونے پایا لیکن خاندانی حالت اور نیز دوسرے واقعات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی۔ میں انکو تاریکی سے نکالکر ذرا روشنی میں لانا چاہتا ہوں۔

سلطان محمود حکومت فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا۔ ابوالقاسم حمادی نے تاریخ مجدول میں لکھا ہے کہ امیر سبکتگین (محمود کا باپ) بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا جسوقت زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ میں یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکان میں مارا گیا اسکے اہل وعیال اور خاندان والے ترکستان میں بحال پریشان چلے آئے اور حسب ضرورت واقتضائے زمانہ ان سے اور ترکوں سے باہم رشتہ داریاں اور قرابت ہوگئی دوچار پشت کے بعد علم ودولت مفقود ہونے کی وجہ سے ترک کے نام سے مشہور ہوگئے ایک مدت تک انکے عالیشان مکانات ان اطراف میں انکے بزرگوں کے نام کو زندہ کر رہے تھے اسکا سلسلہ نسب

ؔ دیکھو طبقات ناصری صفحہ ۶ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۴ء۔

یزدجرد تک اس طور سے پہنچتا ہے۔

محمود بن سبکتگین بن جوق قرابجکم بن قرا ارسلان بن قراملت بن قرانعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ فارس۔

ابوالفضل حسن بیہقی نے تاریخ ناصری میں بروایت سلطان محمود تحریر کیا ہے کہ سلطان محمود نے اپنے باپ امیر سبکتگین سے روایت کی ہے کہ سبکتگین کے باپ کو قرابجکم کہتے تھے اصلی نام جوق تھا غوغا اور بحکم لغت ترکی میں متحد المعنی ہیں قرابجکم کے معنی سیاہ غوغا ہیں ترکستان میں جہاں کہیں جوق کا نام ترک سُن پاتے تھے اسکی شجاعت و مردانگی کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوتے تھے اِس وجہ سے اسکا نام قرابجکم رکھ چھوڑا تھا۔

تاریخ[1] منہاج السراج جرجانی میں لکھا ہے کہ نصر حاجی نامی ایک سوداگر نے امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا میں لاکر امیر الپتگین کے ہاتھ فروخت کیا امیر الپتگین سبکتگین کو دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ یہ بڑا ہونہار لڑکا ہے اسکی بلند پیشانی سے باوجود خردی کے آثار بزرگی کے نمایاں ہیں اپنے پیشگاہ میں رکھ لیا تھوڑے دنوں بعد ہشیاری سے لشکر غزنی کی سرداری پر مامور کیا گیا رفتہ رفتہ الپتگین کی تاک کا بال ہوگیا سیاہ و سفید کرنے کا مالک بن گیا۔

سبکتگین درحقیقت غلام نہ تھا بلکہ یزدجرد بادشاہ فارس کی نسل سے تھا جس وقت یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکان میں عہد خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ میں مارا گیا اُس کی اولاد اور خاندان والے ترکستان میں جاکر روپوش ہوئے اور ترکوں سے حسب ضرورت رشتہ قرابت پیدا کیا دولت و حکومت تو پہلے ہی ہاتھ سے نکل چکی تھی علم بھی جاتا رہا دو چار نسلوں کے بعد ترک کہلائے جانے لگے۔ سلسلہ نسب اسطرح پر ہے۔

محمود بن سبکتگین بن جوق قرابجکم بن قرا ارسلان بن قراملت بن قرانعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ فارس ؎۔

بہت بڑی اور قوی دلیل محمود کے غلام نہ ہونے کی یہ ہے کہ انگریزی مورخون نے اس کو غلاموں کے

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۱۸۔

سلسلہ حکومت میں نہیں لکھا انکو کوئی ایسی ہمدردی اسکے ساتھ نہیں تھی کہ جس سے یہ محمود کو سلسلہ حکمرانان غلامان سے علیحدہ لکھنے پر مجبور ہوتے۔

عربی تاریخیں صرف اسقدر لکھکر خاموش ہوجاتی ہیں کہ محمود کا باپ سبکتگین، امیر البتگین کا مملوک تھا یہ عبارت اجمال کے درجہ سے ہرگز متجاوز نہیں ہے اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سبکتگین کس ملک سے کس زمانہ میں اور کس جہاد میں غازیان اسلام کے ہاتھ آیا۔ اور جب یہ امر پایۂ ثبوت تک نہ پہنچ سکا تو محمود کو غلام کہنا نہایت دیدہ دلیری اور ناانصافی ہے۔

قرون سابقہ میں دو ہی طریقہ غلامی کے تھے ایک یہ کہ جہاد کے ذریعہ سے جو لوگ کفرستان سے قید ہوکر آتے تھے اور غازیان اسلام انکو بضرورت خرید و فروخت کر لیا کرتے تھے دوسرے یہ کہ غیر اور اجنبی ممالک سے اکثر سیاح یا مسافر تجارت پیشہ اصحاب اکا دکا چلنے والوں کو پکڑ لاتے تھے اور اُن کو ممالک اسلامیہ میں سر بازار فروخت کیا کرتے تھے۔ اول الذکر اصلی اور واقعی غلام کہے جانے کے مستحق ہیں غلامی کی دوسری صورت نام کی غلامی ہے۔ ورنہ یوسف علیہ السلام بھی اسی آخری صورت میں داخل ہوئے جاتے ہیں، ہاجرہ علیہا السلام کون تھیں اور کسطرح ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ آئیں؟ حسینی سادات کی ماں کہاں کی تھیں؟ اور کیونکر حسین علیہ السلام کے ہاتھ لگیں؟ ام المومنین ماریہ بنت شمعون قبطیہ کون تھیں؟ اور کہاں سے آئی تھیں؟ زید بن حارثہ قبائل یمن کے کسی قبیلہ سے تھے جسکو زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن منسوب تھیں اس غلامی کی کراہت رفع کرنے کی غرض سے آپ نے اس تزویج کو مناسب سمجھا تھا۔

اِن سب واقعات سے قطع نظر کر لینے پر یہ امر ذہن نشین ہوتا ہے کہ اُن دنوں بردہ فروشی کا بازار گرم تھا، اور یزدجرد بادشاہ فارس کے خاندان کی تباہی و بربادی پورے طور سے ہو چکی تھی ممکن ہے کہ کسی شخص نے سبکتگین کو گرفتار کرکے امیر البتگین کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو یا یہ کہ خود امیر البتگین نے سبکتگین کو آوارہ و پریشان پاکر پرورش و پرداخت کی ہو۔ غالباً اسی وجہ سے عربی مورخ سبکتگین کو امیر البتگین کا مملوک لکھتے آئے ورنہ کوئی وجہ غلامی کی نہیں ہے۔ اس سے امیر سبکتگین کے خاندانی

دامن عزت پر دھبہ نہیں لگ سکتا۔

فردوسی شاعر نے شاہنامہ میں سلطان محمود پر جو چوٹ کی ہے اس سے بھی محمود پر غلامی کا دھبہ نہیں لگ سکتا۔ فردوسی شاعر تھا، نساب اور مورخ نہ تھا۔ اسکا شاہنامہ بھی تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک داستان ہے۔ شعراء کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب انکو خلاف توقع کامیابی نہیں ہوتی تو امراء اور رؤسا اور سلاطین عظام کی ہجو پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ فردوسی کو بھی اسی امر نے محمود کی ہجو پر آمادہ کیا ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا مملوک ہے نہ مالک۔ حقیقت میں غلامی کوئی چیز نہیں ہے ایک اعتباری امر ہے کل بنی نوع انسان ایک ہیں اور اسلام نے تو حریت و عبدیت کا پردہ ہی اٹھا دیا ہے کل مومن اخوۃ اسکے بہت بڑے اور مضبوط اصول سے ہے۔

ولادت تعلیم و تربیت دسویں محرم ۳۶۱[1]ھ شب پنجشنبہ میں امیر سبکتگین کی حکومت کے ساتویں سال مقام غزنی میں محمود پیدا ہوا۔

تاریخ منہاج السراج جرجانی میں لکھا ہے کہ جس شب میں محمود پیدا ہوا اسی شب میں چند ساعت پیشتر امیر سبکتگین نے خواب دیکھا تھا کہ مکان کے آتشدان سے ایک درخت عظیم پیدا ہوا ہے کہ جسکے سایہ میں ایک عالم بیٹھ سکتا ہے۔ فوراً آنکھیں کھل گئیں تعبیر کی فکر میں تھا کہ محلسرائے شاہی سے یہ خبر آئی کہ مشکوئے معلی میں شاہزادہ بلند اقبال پیدا ہوا ہے امیر سبکتگین نے اس مولود مسعود کا نام محمود رکھا۔ زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ یہ محمود الابتداء مسعود الانتہا ظاہر ہوا۔

محمود کے عہد طفلی کے حالات کچھ ایسے تاریکی میں پڑے ہیں کہ جن سے کوئی نتیجہ خیز امر معلوم نہیں ہوتا اسوجہ سے اسکے تعلیم و تربیت کے واقعات، علم و فضل کے حاصل کرنیکے حالات بالتفصیل لکھنا ذرا دشوار نظر آتا ہے۔ محمود جسطرح کشورستاں ملک گیر اور ایک نامور فاتح تھا اسیطرح علم و فضل میں بھی یکتائے زمانہ تھا۔ مؤلف جواہر مضیہ نے جو فقہائے حنفیہ کے حالات کی ایک مستند اور مضبوط کتاب ہے محمود کو فقہاء میں شمار کیا ہے۔ علاوہ بریں خود اسکی تصنیف کی ہوئی فقہ کی ایک کتاب موجود ہے

[1] دیکھو تاریخ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۸۶ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ مصر۔

غزنی میں اس نے ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی تھی جسکے ساتھ ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا نایاب نایاب کتابیں کمال جستجو سے مہیا کی گئی تھیں اسی کتب خانہ میں عجائب خانہ بھی تھا زمانہ کی نادر و نادر چیزیں اسمیں موجود تھیں ملک کے جو بڑے بڑے مشاہیر علم و فن تھے وہ سب اُسکے درباری تھے۔ امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی نے اپنی کتاب مغیث الخلق فی اختیار الاحق میں لکھا ہے کہ سلطان محمود علم حدیث کا بیحد شایق تھا۔ سب کیوقت اُسکے دربار میں علماء احادیث جمع ہوتے اور احادیث کی سماعت و قرات کرتے تھے۔ محمود بھی ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا حدیثیں سُنا کرتا جسکو نہ سمجھتا انکے معانی دریافت کرتا جاتا تھا۔ مذہبًا پہلے حنفی تھا بعد کو شافعی المذہب ہوگیا تھا۔ علامہ قفال مزوری نے مذاق اور لطیفہ کے پیرایہ میں تبدیل مذہب کی تحریک کی تھی فمن شاء الاطلاع علیھا فلیرجع الی ابن خلکان۔

محمود کے سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کی شاہانہ فتوحات اور معرکہ آرائیوں کی دلچسپ داستان تم اوپر پڑھ آئے ہو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ زمانہ شاہزادگی میں جو نمایاں کام اس سے سرزد ہوئے جس سے اسکی مردانگی اور دلاوری کا کافی ثبوت ملتا ہے وہ ملتان کی لڑائی ہے یہی سبب تھا کہ اسکو باپ کی زندگی ہی میں امیر نوح سامانی کے دربار سے سیف الدولہ کا خطاب ملگیا تھا امیر سبکتگین کے زمانہ حکومت میں راجہ جیپال والی لاہور و ملتان نے اسلامی شہروں پر جو اُسکے سرحد مملکت سے ملے ہوئے تھے تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا امیر سبکتگین کو اسکی اطلاع ہوئی تو اُس نے لشکر فراہم کرکے راجہ جیپال کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کیا۔ اس مہم میں اسکا ہونہار بیٹا محمود بھی ہمرکاب تھا۔ محمود نے موقع جنگ میں بہت بڑے نمایاں کام کئے جس سے اسکی ہر دلعزیزی اور مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا۔

علمی صحبت محمود چھبیس برس کی عمر میں امیر سبکتگین کی وفات کے بعد ۳۸۷ھ میں سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ اُس نے اپنے زمانہ حکومت میں اسقدر اہل علم و فضل کو جمع کیا تھا کہ اس

۱ و ۲ تاریخ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۸۶ + ۳ تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۹۔

زمانہ کے اسلامی سلاطین کو شاید و باید یہ عزت نصیب ہوئی ہو۔ مقامات ابو نصر مشکاتی اور مجلدات ابو الفضل اس پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں ایسے عالی حوصلہ بلند خیال سلطان کی طرف بخل کی نسبت کرنا نہایت بے انصافی ہے اگر وہ داد و دہش میں کوتاہ دست ہوتا تو اسکا دربار علماء و فضلاء شعراء اور اہل علم و کمال سے خالی نظر آتا ابو ریحان بیرونی جسکو متعدد علوم و فنون میں ید طولیٰ حاصل تھا اور ابو علی سینا کا ہمپایہ و ہمسر تھا۔ محمود ہی کے خوانِ کرم سے بہرہ ور ہوتا تھا۔ محمود نے ابو علی سینا کو بھی اپنے خوان کرم پر دعوت دی تھی مگر کسی وجہ سے وہ بہرہ یاب نہیں ہو سکا۔ شاعری کا ایک مستقل محکمہ قائم تھا۔ عنصری، عسجدی، اسدی، عضاری، فردوسی، فرخی اور منوچہری محمود ہی کے آسمان سخن کے سبعہ سیارہ تھے۔

الزامات کی تردید منجملہ ان الزامات کے جو محمود کے دامن عزت پر لگائے جاتے ہیں ایک الزام شراب خواری کا ہے جسکو مؤلف شعر العجم کے پاکیزہ خیالات کا نو تصنیف واقعہ کہنا چاہیئے حالانکہ محمود کی صحبتیں سلاطین عشرت پسند کیطرح مے و جام سے آراستہ نہیں کیجاتی تھیں اس کی صحبت دنیا وی کثافتوں، گویوں، لونڈیوں اور مسخروں سے بالکل مبرا تھی۔ میں نے عرب کے سوا اسکی سوانح غیر قوموں کی زبانوں سے بھی سنی ہے کسی مورخ نے شراب خواری اور فسق و فجور کی نسبت اسکی طرف نہیں کی۔ صاحب شعر العجم نے محمود کی شراب خواری اور بدمستی کا ایک حیرت خیز واقعہ لکھکر اسکے دامن عزت پر بدنما دھبہ ڈالا ہے۔ غیر قوم کے متعصب مورخوں نے بھی اس پر شراب خواری کا الزام نہیں لگایا۔ بلکہ متقی، پرہیزگار، علم و فضل کا قدردان، عہد و اقرار کا پابند اور اسلام کا ایک جوشیلا سپاہی لکھا ہے۔

شعر العجم حصہ اول صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے" سلطان محمود کو ایاز سے جو محبت تھی اگرچہ حد سے متجاوز تھی لیکن ہوس کا شائبہ نہ تھا ایک دن بزم عیش میں بادہ و جام کا دور تھا محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پیکر بدمست ہو گیا، اسی حالت میں ایاز پر نظر پڑی، اسکی شکن در شکن زلفیں چہرہ پر بکھری ہوئی تھیں، محمود نے بے اختیار اسکے گلے میں ہاتھ ڈالدئے لیکن فوراً سنبھل گیا اور

جوش تقویٰ میں آکر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھدے ایاز نے فوراً حکم کی تعمیل کی"

اس عبارت سے چند باتیں ایسی مستنبط ہوتی ہیں جسکا درحقیقت کوئی وجود خارج میں نہ تھا بلکہ محض ذہنی اور تصنیف کردہ ایک مضحکہ خیز واقعہ ہے۔

ایک یہ ہے کہ محمود کی مجلس میں روزانہ بادۂ وجام کا دور چلا کرتا تھا اور اُسکو مے نوشی کی عادت بد پڑی ہوئی تھی جیسا کہ فقرہ" محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پیکر بدمست ہوگیا سے مستفاد ہوتا ہے

دوسرے یہ کہ اُسی حالت بدمستی میں ایاز پر نظر پڑی اور اُسکی شکن در شکن زلفیں چہرہ پر بکھری ہوئی دیکھ کر محمود کا دل قابو سے نکل گیا اور ہوا وہوس کا شکار ہو کر ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈالدئے۔ استغفراللہ کیا بے بنیاد الزام ہے جسکے تصور کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ محمود، شرابخواری، اور اُسپر طرہ یہ کہ ارتکاب خلاف وضع فطرت کی طرف میلان۔ عام قاعدہ ہے کہ انسان جن افعال کے ارتکاب کا حالت ہوش میں عادی اور خوگیر ہوتا ہے انھیں افعال کیجانب اسکو بدمستی اور نشہ کے وقت تحریک پیدا ہوتی ہے فرق اسقدر رہوتا ہے کہ حالت ہوش میں معمولی تحریک ہوتی ہے اور بدمستی اور نشہ میں قوی اور پوری تحریک بلا کسی حجاب کے ہوتی ہے محمود کو اگر کبھی (نامردوں) لونڈوں سے میل جول رہا ہوتا تو حالت بدمستی میں ضرور ایاز کی صورت پر نظر پڑتی ہی اسکو ہوا وہوس کی تحریک پیدا ہوتی اور ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈالدیتا

تیسرے یہ کہ حالت بدمستی میں محمود سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آکر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھدے جسکی تعمیل ایاز نے فوراً کی۔

امر اول کے ثبوت کے لئے مؤلف شعرالعجم، یا کسی اور مورخ کا صرف لکھدینا کافی نہوگا جو صدیوں بعد پیدا ہوا ہو بلکہ ایسی روایات کے پیش کرنے کیلئے یہ لازم ہوگا انکے راوی محمود کے زمانہ میں اور اُسکے بزم عیش میں شریک لطف صحبت رہے ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مؤلف شعرالعجم نے یہ روایت کہاں سے لی ہے اور اسکا راوی کون ہے؟ مؤلف شعرالعجم نے کسی کتاب معروف ومستند کا کیا مجہول الحال کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ کسی راوی کیطرف اس واقعہ کی روایت کو منسوب کیا ہے۔ ایسی حالت میں اس واقعہ مجہولہ پر جسقدر صداقت اور راست بیانی کی روشنی پڑتی ہے وہ ارباب عقل ودانش اور اصحاب تواریخ

پر ظاہر ہے۔ عربی، فارسی، انگریزی کی تاریخیں پڑھ ڈالئے کہیں بھی یہ نہ پائیے گا کہ محمود مئے نوشی کا عادی تھا یا اسکی صحبت میں بادہ و جام کا دور چلا کرتا تھا اور جب یہ امر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا تو معمول سے زیادہ پیکر بدست ہو جانا چہ معنی دارد۔ اِنْ هٰذَا اِلَّا افْتِرَاءٌ مُّبِيْنٌ۔

امر دوم کا وجود یا عدم وجود امر اول کے ثبوت یا عدم ثبوت پر مبنی ہے اور جبکہ امر اول ثابت نہ ہو سکا تو امر دوم کا بھی وجود خارج میں متحقق نہوا۔ وَهٰذَا هُوَ الْمَقْصُوْد۔

امر سوم عجیب مضحکہ خیز ہے۔ حالت بدمستی میں محمود کا سنبھل جانا، جوش تقویٰ میں آکر خلاف شرع حرکت کا احساس کرنا اور ایاز کی زلفوں کے کاٹنے کا حکم دینا بالکل خلاف قیاس اور دور از عقل واقعہ ہے۔ محمود دو حال سے خالی نہ تھا یا یہ کہ وہ ایک متقی پرہیزگار مسلمان تھا یا یہ کہ اسکو تقوی سے کوئی سروکار نہ تھا برتقدیر اول اسکے بزم عیش میں بادہ و جام کا دور چلنا محالات سے ہے۔ متقی مسلمان کو بادہ پیمائی سے کیا تعلق ہے؟ برتقدیر ثانی حالت بدمستی میں جوش تقویٰ کا آنا ایسی حیرت انگیز روایت ہے جو بادہ خواروں یا مجذوبونکی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ تقویٰ اللہ اور شرابخواری سبحان اللہ، کیا اجتماع الضدین ہے۔ شاید مؤلف شعر العجم نے تقویٰ کے اور کچھ معنی لئے ہیں۔

بلفرض محال اگر محمود کو بحالت بدمستی جوش تقویٰ پیدا ہی ہو گیا تھا تو شراب نوشی ترک کر دیتا جو ام الخبائث کہلاتی ہے یا اپنے ہاتھ کٹوا ڈالتا غریب ایاز کی زلفوں نے کیا کیا تھا۔ جو کچھ خلاف شرع حرکت سرزد ہوئی وہ شراب کی وجہ سے یا اسکی طبیعت کے جوش کے سبب سے۔ ایاز کی زلفوں کے کاٹنے کا حکم دینا سراسر بے انصافی اور ظلم ہے۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے "سلطان محمود غزنوی بادشاہے بود کہ باصناف سعادت دینی و دنیاوی فائز گردیدہ وصیت عدالت و جہانبانی و آوازہ شجاعت و کشورستانی از ایوان کیوان در گزرانیدہ و بمیامن اجتہاد درام غزا اعلام اسلام مرتفع ساختہ و اساس ارباب ظلام برانداختہ" اسٹینلی لین پول میڈول انڈیا (چیپٹر دوم صفحہ ۱۴ لغایت ۲۳) میں لکھتا ہے "محمود میں اسکے باپ کیطرح چستی، چالاکی، مستعدی، مردانگی کی کل صفتیں موجود تھیں مزید براں ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ وہ کسیوقت اپنے کو بیکار نہیں رکھتا تھا اسکے

خیالات عالی ترقی کے حوصلہ غیر محدود تھی مزاج جوشیلا تھا۔ اسلامی جوش اسکے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہی صفت اسکی کل صفات کی محرک اور انہیں برقی قوت پیدا کرنے والی تھی۔ وہ ایک نہایت پرجوش مسلمان تھا دشمنان اسلام اور کفار کی لڑائیوں کیحالت میں بھی جسوقت اسکو فرصت ملجاتی تھی تو تزکیہ نفس کے خیال سے قرآن مجید لکھا کرتا تھا گویا وہ اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی بیکار اور ضایع نہیں جانے دیتا تھا

دربار خلافت بغداد سے اس کو غزنی اور خراسان کی سند امارت بھی عطا ہوئی تھی اس خوشی اور کامیابی پر اُس نے یہ تدبیر کی کہ ہر سال کفار ہند پر جہاد کرونگا۔ جس کا ایفاء تا زندگی کرتا رہا۔

محمود ظالم نہ تھا، وہ بلاوجہ خونریزی سے نفرت کرتا تھا۔ اپنے عہد وپیمان کا پابند تھا بدعہدی کے قریب نہ جاتا تھا۔

محمود جسطرح مسلمانوں میں سچائی، خداترسی یا پرجوش مسلمان ہونیکا نمونہ تھا ویسا ہی علم وفضل کی قدر دانی میں اپنا آپ نظیر تھا۔ اسکا دربار علماء، فضلاء، اہل کمال سے بھرا رہتا تھا اگر نپولین نے پیرس کی آراستگی اپنے ممالک مقبوضہ کے نامی نامی صناعوں اور کاریگران کی بنائی ہوئی چیزوں سے کی تھی تو محمود نے اس سے کہیں زیادہ تعریف کا یہ کام کیا کہ اس نے اپنے دربار میں تمام دنیا کے صناع اور اہل کمال کو لاکر جمع کر دیا تھا۔ علماء، فضلاء، شعراء اور ہر فن کے اہل کمال سے اسکے دربار کو رونق دگیئی تھی۔ بیرونی ریاضی، تاریخ اور سنسکرت کا بہت بڑا عالم تھا، فاریابی فلسفہ کا گویا معلم ثانی تھا بیہقی، عتبی، عنصری، فرخی، عسجدی اور فردوسی نامی نامی شعراء اسکے یمین و یسار کے مصاحب تھے جنپر وہ بیحد مہربان رہتا تھا۔

اگر محمود کو میں مال ودولت کا جمع کرنیوالا اور حریص وزردوست کہتا ہوں تو اس کہنے پر مجھکو ضرور مجبور ہونا پڑے گا کہ وہ مال ودولت اور روپیوں کے خرچ کرنے کے مصارف سے بھی بخوبی واقف تھا وہ مال وزر کے خرچ کرنے کے مواقع خوب جانتا تھا وہ یہ جانتا تھا کہ کس موقع پر کسقدر روپیہ صرف کرنا چاہیئے۔

محمود ہرگز غیر مہذب وغیر تربیت یافتہ نہ تھا، وہ بہت بڑا سپاہی اور بیحد دلیر شخص تھا، وہ

دماغی اور بدنی محنتوں سے تھکتا نہ تھا۔ قدرت نے اسکو ان تھک طبیعت دی تھی وہ اپنی رعایا کی بہبودی، خوشحالی کی فکر میں رہتا تھا اور ان میں انصاف وعدل قایم رکھنے کی تکلیفیں اٹھاتا تھا۔

محمود کا وزیر السلطنت لکھتا ہے کہ محمود ایک بادشاہ انصاف پسند، منصف مزاج، ذی علم، علم دوست، رحیم، رقیق القلب، اور نہایت سچا مسلمان تھا۔ اسکا ظاہر و باطن یکساں تھا ظاہر داری اور تصنع سے بالکل علیحدہ تھا۔ وہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے صلوٰۃ ادا کرتا تھا۔ انتہی

شاہنامہ اور محمود منجملہ ان الزامات کے جو بدنمائی کے ساتھ سلطان محمود کے دامن خوبی پر لگائے جاتے ہیں ایک یہ واقعہ ہے کہ فردوسی[1] نے سلطان محمود کی فرمایش سے شاہنامہ تصنیف کیا تھا اور سلطان محمود نے ہر شعر کے صلہ میں ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جب شاہنامہ طیار ہوا تو بجائے اشرفیوں کے روپئے دلوائے یہ روایت جسقدر مشہور ہے اسیقدر بے اصل اور غلط بھی ہے۔ واقعات کو ترتیب دینے سے روز روشن کی طرح اس روایت کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

اولاً فردوسی کو شاعری کا مذاق ابتدا ہی سے تھا ساتھ ہی اسکے شاہان ایران کا ہم قوم یعنی مجوسی النسل بھی تھا اس نے اپنے صناد یدعجم کا نام زندہ رکھنے کی غرض سے اور اپنے مذاق طبیعت کے اقتضار سے شاہنامہ کے تصنیف کی بناڈالی جیساکہ دیباچہ میں لکھتا ہے۔

همی خواهم از دادگر یک خدائے — کہ چنداں بمانم بہ گیتی بجائے
کہ ایں نامۂ شہریاران پیش — بہ پیوندم از خوب گفتار خویش
بسے رنج بردم دریں سال سی — عجم زندہ کردم بدیں پارسی
ہمہ مردہ از روزگار دراز — شد از گفت من نام شاں زندہ باز
چو عیسی من ایں مردگاں راتمام — سراسر ہمہ زندہ کردم بنام

ثانیاً فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد اپنے وطن طوس میں ڈالی تھی اور معتد بہ حصہ وہیں

---

[1] فردوسی شاعر مصنف شاہنامہ بھی سلطان محمود کے دربار کا ایک شاعر تھا۔ اسکا نام حسن بن اسحاق تھا، خاص طوس یا اسکے قریب کے کسی گانوں کا رہنے والا تھا۔ مترجم۔

لکھا گیا۔ میرے اس دعوی کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بناڈالی اسوقت اسکو شاہان فارس کے تاریخی سرمایہ کی ضرورت محسوس ہوئی حسن اتفاق یہ کہ فردوسی ہی کے وطن میں ایک شخص کے پاس یہ سرمایہ موجود تھا اور وہ فردوسی کا دوست بھی تھا۔ اسنے فردوسی کے ارادہ سے مطلع ہوکر سارا سرمایہ تاریخ کا فردوسی کو لاکر دیدیا۔ چنانچہ فردوسی اس واقعہ کو دیباچہ میں اس طور سے بیان کرتا ہے۔

بہ شہرم یکے مہرباں دوست بود　　　تو گفتی کہ بامن بیک پوست بود
مرا گفت خوب آمد ایں رائے تو　　　بہ نیکی خرآمد مگر پائے تو
نوشتہ من ایں نامۂ پہلوی　　　بہ پیشِ تو آرم مگر نغنوی
شنو ایں نامۂ خسرواں بازگوے　　　بدیں جوے زومیہماں آبروے
چو آورد ایں نامہ نزدیک من　　　برافروخت ایں جان تاریک من

ثالثاً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شاہنامہ کی بنیاد ۳۶۵ھ میں ڈالی گئی تھی۔ اگرچہ اسکا بین ثبوت کہیں سے نہیں ملتا لیکن خاتمہ کے شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہنامہ کی تصنیف ۴۰۰ھ میں تکمیل کو پہونچی۔ جیساکہ خود فردوسی تصریح کرتا ہے۔

زہجرت شدہ پنج ہشتاد بار　　　کہ گفتم من ایں نامۂ شہریار

پانچ کو اسی میں ضرب دینے سے چارسو ہوتے ہیں۔ پھر ساتھ ہی اسکے اسکی بھی تصریح کرتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں پینتیس سال صرف ہوئے۔

سی و پنج سال از سرائے سپنج　　　بسے رنج بردم بامید گنج

چارسو سے پینتیس کو تفریق کرنے سے ۳۶۵ باقی رہجاتے ہیں۔ بس یہی ۳۶۵ھ شاہنامہ کے آغاز تصنیف کا زمانہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ اور سلطان محمود ۳۸۷ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس بنا پر سلطان محمود کی تخت نشینی سے بائیس سال پیشتر شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد پڑ چکی تھی لہٰذا یہ کہنا کہ شاہنامہ سلطان محمود کی فرمائش سے تصنیف کیا گیا محض لغو اور بے بنیاد ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ فردوسی

نے سلطان محمود کے سریر آرا ہونے کے بعد بہ نظر قدر افزائی شاہنامہ کو شاہی دربار میں پیش کیا ہو میں اسکو تسلیم کرتا ہوں جیسا کہ تیسرے دفتر کے دیکھنے سے اسکی تائید ہوتی ہے جہاں پر فردوسی نے دقیقی کے اشعار نقل کئے ہیں اسکے خاتمہ پر تحریر کرتا ہے۔

من ایں نامہ فرخ گرفتم بہ فال | ہمی رنج بردم بہ بسیار سال
ندیدم سرافراز بخشندۂ | بہ گاہ کیاں بر نشینندۂ
سخن را نگہداشتم سال بیست | بداں تا سزاوار ایں گنج کیست
جہاندار محمود با فر وجود | کہ اورا کند ماہ و کیواں سجود

ان اشعار سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود کے دربار میں پہنچنے سے بیس سال پیشتر شاہنامہ کی بنیادی پتھر رکھدیا گیا اور اس عمارت کا زیادہ حصہ تعمیر ہو چکا تھا کیونکہ پینتیس ہی سال زمانہ تصنیف ہے پھر جب اس واقعہ کی خود فردوسی کے کلام سے تردید ہوگئی تو میں اس امر کی تردید سے باز نہیں آسکتا کہ سلطان محمود نے فردوسی کے اعجاز بیانی کی قدر نہ کی اور فردوسی کے شیعہ ہونے سے اشرفیوں کے بجائے روپئے دلوائے یہ علمی تاریخ کا ایک نہایت ناگوار واقعہ ہے۔

میں اس واقعہ کو سلطان محمود کیطرف منسوب کرنے پر طیار نہیں ہوں۔ محمود کے دربار میں ہندو، عیسائی، یہودی ہر ملت و مذہب کے اہل کمال موجود تھے۔ بہت سے شیعی علماء و فضلاء بھی اسکے خوانِ کرم سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ابوریحان بیرونی کھلم کھلا شیعہ تھا خود محمود نے فرمان بھیجکر اسکو بلا بھیجا تھا انھیں واقعات کے ضمن میں مختلف طریقوں سے ایک رنگ آمیزی یہ بھی کیجاتی ہے کہ سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد جب اسکو اپنے خود کردہ فعل پر ندامت ہوئی تو ساٹھ ہزار اشرفیاں فردوسی کے پاس روانہ کیں فردوسی اُسوقت طوس میں تھا لیکن اتفاق سے اِدھر شہر کے ایک دروازہ سے جسکا نام رودبار تھا صلہ پہنچا اُدھر دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ نکلا۔

فردوسی کی صرف ایک لڑکی تھی۔ اولاد ذکور کوئی نہ تھی۔ شاہی صلہ اسکی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس بلند ہمت لڑکی نے اس خیال سے کہ میرا باپ اسی حسرت میں مرا ہے صلہ کو قبول نہ کیا۔

سلطان محمود کو اطلاع دیگئی حکم دیا کہ اشرفیاں واپس نہ لائی جائیں بلکہ اس سے فردوسی کے نام پر ایک کاروان سرائے بنا دیجائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس واقعہ کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ محض بے بنیاد قصہ ہے۔ جسطرح سکندر نامہ میں دارا کا مدمقابل بجائے سکندر رومی کے سکندر ذوالقرنین قرار دیا گیا اور سکندر ذوالقرنین کے سارے واقعات سکندر رومی کیطرف منسوب کر دئے گئے ہیں اسیطرح لبید شاعر اور امیر معاویہ کا واقعہ سلطان محمود اور فردوسی کے گلے مینڈھ دیا گیا ہے۔

لبید عامری عرب جاہلیت کا ایک نامور شاعر تھا جسکا قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں تھا کہ جسکو دعویٰ سخنوری ہو میدان میں آئے۔ بعد فتح مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں قبیلہ عامر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کا سردار ہوکر حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہوکر خدمت مبارک میں رہنے لگا۔ پھر جب آفتاب رسالت غروب ہوگیا۔ تو مدینہ سے کوفہ چلا آیا۔ عہد فاروقی[1] میں جہاں اور شعرا کی تنخواہیں مقرر ہوئیں لبید کی بھی تنخواہ تین سو درہم ماہانہ مقرر ہوگئی ذوالنورین عثمان کا دور خلافت آیا تو انھوں نے وظیفہ سابق پر سو درہم اضافہ کر دیئے۔ مرتضوی خلافت میں سو کا اور اضافہ ہوا غرضکہ عہد خلافت خلیفہ چہارم میں لبید کو پانچسو درہم ملتے رہے۔ جب علی مرتضیٰ کے بعد معاویہ امیر شام نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انھوں نے وہ رقم لبید کو بھیجی جو ذوالنورین عثمان کے زمانہ میں ملا کرتی تھی۔ لبید نے واپس کر دیا۔ معاویہ یہ سمجھے کہ مقررہ وظیفہ کم کر دینے کی وجہ سے لبید نے واپس کیا ہے۔ بجائے پانچسو درہم کے چھ سو بھیجے لیکن یہ رقم اُس وقت پہنچی جبکہ لبید شاعر کا انتقال ہوچکا تھا اور جنازہ دفن کیلئے مدفن کیطرف جارہا تھا۔ لبید نے کوئی اولاد ذکور نہیں چھوڑی تھی۔ صرف ایک لڑکی تھی۔ یہ شاہی وظیفہ اس لڑکی کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اسکی عالی ظرفی بلند ہمتی نے اسکو گوارا نہ کیا کہ جس چیز کو اُسکے باپ نے جیتے جی ہاتھ نہ لگایا ہو

[1] عمر فاروق نے اپنے عہد خلافت میں عشقیہ مضامین لکھنے کی ممانعت کر دی تھی۔ جو عام طور سے شعرائے عرب کا دستور اور ذریعہ معاش تھا۔ اسکے صلہ میں حسب حیثیت اُنکی تنخواہیں مقرر کیں تھیں۔

اور رد کردیا ہو۔ اُس کی اڑکی بسر و چشم قبول کرے اور اس سے فایدہ اُٹھائے۔ چونکہ صورت واقعہ کی دلچسپ تھی اسوجہ سے فارسی کے تذکرہ نولیسوں نے خال و خد درست کر کے اور رنگ و روغن لگاکر اس تصویر کو فردوسی کے ایوان عزت میں نصب کردیا۔ میں اس واقعہ کی اسوجہ سے اور بھی تردید کرتا ہوں کہ سبب (یعنی بجائے اشرفیوں کے روپیے دینا) ایک اور اسباب و دلائل مختلف متضاد بیان کئے جاتے ہیں۔ اور جب اسباب و دلائل باہم مختلف و متضاد ہوئے تو بحکم اذا تعارضا تساقطا (جب دو دلائل باہم ایک دوسرے کے مخالف و معارض ہوں تو دونوں دلیلیں ساقط ہوجائینگی) کوئی سبب بجائے اشرفیوں کے روپیے دینے کا باقی نرہا و اذا فات السبب فات المسبب (اور جب سبب نہیں رہتا ہے تو مسبب بھی جاتا رہتا ہے) علاوہ بریں سوائے فارسی تذکرہ نولیسوں کے کتب تواریخ عربیہ میں کہیں اسکا نام ونشان تک نہیں ہے۔

دیباچہ نولیسوں نے جنکو واقعات کے خلط ملط کر دینے کا خاص ملکہ حاصل ہے ایک طرفہ تماشا یہ کیا ہے کہ سلطان محمود اور خلیفہ بغداد میں جو خط و کتابت سمرقند کی بابت ہوئی تھی اسکو کھینچ تان کے فردوسی اور محمود سے متعلق کردیا ہے ہ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود نے ایک بار خلیفہ عباسی قادر باللہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ چونکہ اکثر بلاد خراسان میرے قبضہ تصرف میں ہیں اور فلاں فلاں شہروں پر خلافت مآب قابض و متصرف ہیں۔ بنظر سہولت انتظام مملکت غلامان دولت ان شہروں کو اس خانہ زاد کو عنایت فرمائیں۔ خلیفہ عباسی نے اس درخواست کو منظور فرماکے فرمان شاہی بھیجدیا۔ دوبارہ سلطان محمود نے اسی قسم کی درخواست سمرقند کی بابت بھیجی خلیفہ عباسی درخواست دیکھتے ہی برہم ہوگیا لکھ بھیجا کہ "معاذاللہ میں اس درخواست کو منظور نہ کرونگا۔ اور اگر تم بغیر اجازت میرے اس طرف قدم بڑھاؤگے تو میں تمپر دنیا کو تنگ کردونگا" سلطان محمود کے تیور اس جواب سے چڑھ گئے۔ ایلچی سے ترشرو ہوکر بولا "جا خلیفہ سے کہدے کہ سمرقند کے نہ دینے کا خمیازہ بُرا ہوگا۔ کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں ایکہزار فیل لیکر دار الخلافت بغداد پر چڑھ آؤں اور اُسکو ویران کر کے اسکی خاک ہاتھیوں پر بار کرکے

غزنی لاؤں"۔ ایک مدت کے بعد دربار خلافت سے ایلچی واپس آیا اور سلطان محمود کو ایک خط سربمہر دیا۔ خواجہ ابونصر زوزنی نے خط کھولا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد۔ الف، لام، میم لکھا ہوا تھا اور آخر میں الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد اجمعین تحریر تھا۔ سوائے اسکے اور کچھ نہیں لکھا تھا۔ سلطان محمود اور اُسکے درباری امراء، وزراء، کاتب دنگ ہو گئے کسی کی فہم کی رسائی نہ ہوئی۔ ابوبکر قہستانی نے جو ہنوز کسی امتیازی درجہ پر نہیں پہنچا تھا عرض کی "کہ چونکہ سلطان نے بغداد کی پامالی کی دھمکی دی تھی خلیفہ عباسی نے سورہ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل کیطرف جواب میں اشارہ کیا ہے کہ جو حال اللہ تعالیٰ نے ابرھہ اصحاب فیل کا کیا تھا وہی نتیجہ بغداد پر ہاتھی کی فوجکشی سے تمہارا دیکھنے میں آئیگا"۔ سلطان محمود اس جواب سے بیحد متاثر ہوا معذرت کا عریضہ لکھا اور تحائف وہدایا کے ساتھ ایلچی کو رخصت کیا۔

دیباچہ نویسوں نے اس واقعہ کو کاٹ چھانٹ کر یوں لکھا ہے کہ "فردوسی غزنی سے نکل کر بحال پریشانی ماژندران ہوتا ہوا بغداد گیا۔ خلیفہ عباسی بڑی عزت وقدر سے پیش آیا۔ فردوسی نے عربی میں قصیدہ لکھکر پیش کیا اور اہل بغداد کی فرمائش سے یوسف زلیخا لکھی۔ سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی تو خلیفہ عباسی کو لکھ بھیجا کہ فردوسی کو فوراً یہاں بھیجدیجئے ورنہ بغداد کو ہاتھیوں کے پاؤں سے پائمال کر ڈالونگا دربار خلافت سے خط میں صرف تین حروف الف، لام، میم لکھکر آئے مطلب یہ تھا کہ تمہاری اس گستاخی کا نتیجہ وہی ہوگا جو اصحاب فیل کا ہوا تھا۔ لیکن یہ تمام بے سروپا خرخرافات قصے ہیں۔ خوش اعتقادی اسکو کہتے ہیں کہ جو واقعہ دلچسپ نظر آیا اپنے ممدوح ومعتقد علیہ سے منسوب کر دیا۔

وزراء محمود سلطان محمود کے عہد حکومت میں تین اشخاص عہدہ وزارت سے ممتاز ہوئے سب سے پہلے ابوالعباس فضل ابن احمد اسفراینی قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ یہ ابتداً اس خاندان حکومت سامانی کا میر منشی تھا۔ جب ملوک سامانیہ کا آفتاب اقبال زوال پذیر ہوا۔ تو امیر سبکتگین کے دربار میں عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ سبکتگین کے بعد سلطان محمود نے اسکو اس عہدہ پر بحال رکھا۔ علوم وفنون عربیہ سے محض ناواقف تھا، لیکن مہمات سلطنت وسیاست میں خداداد ملکہ رکھتا تھا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے

کہ اسکی ناواقفیت کی وجہ سے سلطان محمود نے شاہی دفاتر میں زبان فارسی جاری ورائج کی اور فرامین واحکام بجائے عربی فارسی میں تحریر کئے جانے کا حکمدیا۔ دس برس وزارت کرنے کے بعد معزول کیا گیا۔ اسکے بعد احمد بن حسن میمندی وزیر مقرر ہوا۔ یہ سلطان محمود کا رضاعی بھائی اور ہمسبق تھا۔ اسکا باپ حسن عہد حکومت امیر سبکتگین میں بُست میں مالگذاری وصول کرنے پر مامور تھا لیکن امیر سبکتگین نے بد دیانتی کے الزام میں ماخوذ کرکے جیل میں ڈالدیا تھا۔ عوام الناس میں جو مشہور ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے دربار میں رتبہ وزارت پر تھا محض غلط ہے۔

احمد بن حسن میمندی نہایت تیز فہم، منتظم اور خوشخط تھا۔ ابتدا میں محکمہ کتابت (سکرٹری) کا افسر اعلیٰ تھا۔ چند دنوں بعد سلطانی توجہات کیوجہ سے صوبہ خراسان کا حاکم خراج (ممبر بورڈ آف ریونیو) مقرر ہوا جسکو کمال خوبی سے انجام دیا اس سے سلطان محمود کی آنکھوں میں بیحد عزیز ہو گیا۔ پھر جب فضل ابن احمد کیطرف سے سلطان محمود کو کشیدگی پیدا ہوئی تو قلمدان وزارت احمد بن حسن میمندی کے سپرد کر دیا گیا۔ اٹھارہ سال وزارت کی۔ سپہ سالار امیر التونتاش اور امیر علی خویشاوند کی ریشہ دوانی کیوجہ سے سلطان محمود نے معزول کرکے قلعہ کالنجر میں قید کر دیا۔ تیرہ سال قید کی مصیبتیں جھیل کر آخر عہد حکومت سلطان مسعود میں رہائی پائی اور دوبارہ رتبہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ اور ۴۲۴ھ میں انتقال کر گیا۔

سلطان محمود نے احمد بن حسن میمندی کی معزولی کے بعد حسن بن محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اور وہی آخری عہد حکومت سلطان تک عہدہ وزارت پر مامور رہا حبیب السیر میں ان وزراء کے حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں۔

سلطان محمود نے اپنی وفات کے وقت سات اولاد ذکور چھوڑے۔ محمد، نصر، مسعود، محمود، اسماعیل، ابراہیم، اور عبدالرشید، انمیں سے محمد، مسعود، اور عبدالرشید، سریر آرائے حکومت ہوئے جیسا کہ تم آئندہ انکی داستانیں مورخ ابن خلدون کی زبان قلم سے سنوگے۔ انتہٰی کلام مترجم۔

سلطان مسعود کی حکومت | سلطان محمود کے وفات کے وقت سلطان محمود کا بڑا بیٹا مسعود

ملہ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۳۸۔

اصفہان میں تھا، باپ کے مرنے کی خبر پاکر اصفہان میں ایک اپنے امیر لشکر کو اپنا نائب مقرر کرکے
خراسان کیجانب روانہ ہوا۔ جوں ہی مسعود نے اصفہان سے کوچ کیا اہل اصفہان نے بغاوت کا
جھنڈا بلند کر دیا۔ اور اسکے لشکر کو نیچا دکھا کر اسکے نائب کو قتل کر ڈالا مسعود اس خبر بد کو سنکر بوٹ
کھڑا ہوا، اصفہان والے قلعہ بند ہو گئے، مسعود نے محاصرہ ڈالدیا، اور بزور تیغ اسکو فتح کرکے اپنی
حکومت وامارت کا دوبارہ سکہ چلایا، نظم ونسق سے فراغت حاصل کرکے پھر ایک شخص کو اپنی
جانب سے بطور گورنر کے مقرر کیا، اور اصفہان سے کوچ کرکے رے ہوتا ہوا نیشاپور پہنچا، اپنے
بھائی سلطان محمد کو اپنے آنے کی خبر دی اور یہ لکھ بھیجا کہ میں تم سے حکومت وسلطنت کی بابت
جھگڑا نہیں کیا چاہتا۔ صرف طبرستان بلاد جبل اور اصفہان کی فتوحات پر میں اکتفا کرونگا جنکو
میں نے بزور تیغ فتح کیا ہے، تمہارے مقبوضات کیطرف جسکو پدر بزرگوار تمکو دے گئے ہیں نظر
تک نہ اٹھاؤنگا۔ مگر تم اس امر کو منظور کرلو کہ خطبہ میں میرا نام تمہارے نام سے پہلے پڑھا جائے،
سلطان محمد نے اس درخواست کو قبولیت کی نظروں سے نہ دیکھا، فوجیں فراہم کرکے مسعود کیجانب
روانہ ہوا۔

چونکہ مسعود میں مردانگی، دلیری، قوت، ہمت کا جوہر اللہ تعالیٰ نے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا
علاوہ بریں سلطان محمد سے عمر میں بڑا بھی تھا اس وجہ سے فوج کا زیادہ حصہ مسعود کیجانب مائل تھا
امیر التونتاش والی خوارزم نے جو سلطان محمود کے مصاحبوں سے تھا سلطان محمد سے کہلا بھیجا
کہ "آپ مسعود کی مخالفت پر کمر نہ باندھیں۔ خانہ جنگی کا نتیجہ برا ہوتا ہے"، سلطان محمد نے اسپر کچھ
توجہ نہ کی، کوچ وقیام کرتا ہوا پہلی رمضان ۴۲۱ھ کو نکیتاباد (نکبت آباد) پہنچا، فوج کو قیام کا
حکم دیا، سلطنت کے کاروبار کو چھوڑ کر لہو ولعب یا سیر وتماشا میں مصروف ہوگیا، فوج والے
تو پہلے ہی سے بد دل تھے، اور نکمے کو ٹہلنے کا بہانہ ہوگیا، ساری فوج سلطان محمد کی معزولی
پر تل گئی اور مسعود کی حکومت کیجانب مائل ہوگئی، چنانچہ سلطان محمد کو گرفتار کرکے نکیتاباد (نکبت آباد)
کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ سب کے پہلے اس مہم کے انجام دہی پر سلطان محمد کا چچا یوسف بن

سبکتگین اور امیر علی خشاوند جو سلطان محمود کا ممتاز مصاحب تھا آمادہ و طیار ہوا۔ انھیں دونوں نے فوج کو سلطان محمد کی مخالفت پر ابھارا اور پھر اسکو نظر بند کر کے مسعود کو اس واقعہ کی خبر دی اور مع فوج کے خدمت میں حاضر ہونے کو روانہ ہوئے، مقام ہرا میں مسعود سے ملاقات ہوئی سلطان مسعود نے عبائے حکومت زیب بدن کی اپنے چچا یوسف بن سبکتگین، امیر علی خشاوند کو مع ان لوگوں کے جنھوں نے سلطان محمد کی مخالفت پر کمریں باندھی تھیں گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا یہ مہینہ ذوالقعدہ کا تھا اور ۴۲۱ھ کا دور ختم ہو رہا تھا۔

وزیر السلطنت ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی ۴۱۶ھ سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا سلطان محمود نے امیر التونتاش وغیرہ کے لگانے بجھانے سے ناراض ہو کر پانچہزار دینار سرخ جرمانہ کیا تھا اور قید کی سزا دی تھی۔ سلطان مسعود سریر حکومت پر قدم رکھتے ہی ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی کو قید کی مصیبتوں سے رہائی دیکر دوبارہ عہدۂ وزارت سے ممتاز کیا، ۴۲۲ھ کا نصف اول گذر چکا تھا کہ دارالحکومت غزنی میں باکر و فر مع اپنے حشم و خدم کے پہنچا۔ اہل غزنی نے نہایت تپاک سے اپنے جدید سلطان کا خیر تقدم کیا۔ اطراف و جوانب کے امراء و سلاطین کے سفراء حاضر ہوئے، نذریں گذرانیں، خراسان، غزنی، ہندوستان، سندھ، سجستان، کرمان، مکران بخارا، اصفہان اور بلاد جبل میں سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور ان ممالک کا فرمانروا تسلیم کیا گیا۔

علاء الدولہ اور سلطان مسعود جسوقت سلطان محمود نے صوبہ اصفہان کو مجد الدولہ ابن بویہ سے چھین کر اپنے بیٹے مسعود کو سپرد کیا اور مسعود کے ساتھ علاء الدولہ بن کاکویہ کو اصفہان میں رہنے کا حکم دیا اُسوقت مجد الدولہ اصفہان سے نکلکر قلعہ قصران میں جاکر قلعہ بند ہو گیا تھا۔

مسعود مع علاء الدولہ کے اصفہان میں رہنے لگا، بعد چندے علاء الدولہ کو اصفہان میں چھوڑ کر مسعود چلا آیا علاء الدولہ نے خود مختاری کا اعلان کر دیا، مسعود کو اسکی خبر لگی، فوجیں آراستہ کر کے چڑھ آیا اور اصفہان سے علاء الدولہ کو نکالکر قبضہ کر لیا، علاء الدولہ بحال پریشانی ابوکلیجار بن

سلطان الدولہ کے پاس خوزستان پہنچا، امداد کی درخواست کی لیکن کامیاب نہوا، ناچار بادل ناخواستہ تستر کیجانب روانہ ہوا تاکہ اصفہان کے واپس لینے میں جلال الدولہ برادر ابوکلیجار سے امداد حاصل کرے، یہ وہ زمانہ تھا کہ ابوکلیجار اور اسکے بھائی جلال الدولہ میں آتش فتنہ وفساد روشن ہوچکی تھی اور باہم لڑائیاں لڑ چکے تھے، جلال الدولہ کے باپ نے علاء الدولہ کو امیدیں دلائیں اور یہ وعدہ کیا کہ جسوقت دونوں بھائیوں جلال الدولہ اور ابوکلیجار میں باہم مصالحت ہوجائیگی میں تمکو اصفہان کی واپسی میں خاطرخواہ مدد دونگا، علاء الدولہ اس امید پر اُسکے پاس ٹھہر گیا۔ اس اثناء میں سلطان محمود نے سفر آخرت اختیار کیا۔

مجدالدولہ نے اس خبر کو سنکر دیلم اور کردوں کی فوجیں فراہم کیں، رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ مسعود کے گورنر نے مجدالدولہ کا مقابلہ کیا اور اسکو نہایت بُری طرح سے مار کر رے سے بھگا دیا۔ سیکڑوں دیلمی اور کردوں کو قتل وقید کیا، مجدالدولہ ناکامی کے ساتھ اپنے قلعہ قصران میں واپس آیا۔

اندنوں علاء الدولہ ابوکلیجار کے پاس خوزستان میں مقیم تھا اور اسکی امداد سے ناامید ہورہا تھا کہ دفعتہً سلطان محمود کی وفات کی خبر پہنچی علاء الدولہ کے تن مردہ میں جان آگئی ہاتھ پاؤں نکالے جھٹ پٹ تھوڑی سی فوج فراہم کرکے اصفہان پر چڑھ آیا اور اُسپر قبضہ کرلیا، پھر ہمدان کیطرف بڑھا، رے کا قصد کیا۔ مسعود کے گورنر نے مدافعت کی غرض سے فوجیں مرتب کیں علاء الدولہ کے مقابلہ پر آیا اور بکمال مردانگی سے لڑکر علاء الدولہ کو نیچا دکھایا، علاء الدولہ خائب وخاسر اصفہان لوٹ آیا۔ مسعود کے گورنر نے علاء الدولہ کو اصفہان میں بھی آرام سے بیٹھنے نہ دیا، ہرچہار طرف سے گھیر لیا، علاء الدولہ بہ تبدیل لباس چھپکر قلعہ قردحان میں جاکر پناہ گزیں ہوا، جو ہمدان سے اکیس میں کوس کے فاصلہ پر واقع تھا، ان واقعات کے بعد سے رے، جرجان، طبرستان میں بہ استقلال سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

فتح مکران وکرمان	والی مکران نے اپنی وفات پر ابوالعساکر اور عیسیٰ دو بیٹے وارث چھوڑے، عیسیٰ نے

اپنے باپ کے مرتے ہی سارے ملک، خدم اور حشم پر قبضہ کرلیا، ابوالعساکر اپنے بھائی عیسیٰ کا مقابلہ نہ کرسکا روتا پیٹتا سلطان مسعود کے پاس غزنی پہنچا کل حالات عرض کیئے، امداد کی درخواست کی سلطان نے ایک جرار فوج ابوالعساکر کے ساتھ عیسیٰ کو ہوش میں لانیکی غرض سے روانہ کی، امیر لشکر نے مکران کے قریب پہنچکر عیسیٰ کو شاہی پیغام پہنچایا عیسیٰ نے کچھ سماعت نہ کی، جنگ چھڑ گئی اثنار جنگ میں عیسیٰ کے بہت سے ہمراہیوں نے ہتھیار ڈالدیئے، اس سے عیسیٰ کو ہزیمت ہوئی، ۔ معرکہ جنگ میں مارا گیا، اور ابوالعساکر مملکت مکران پر قابض متصرف ہوا، حسب قرارداد سلطان مسعود کے نام کا ممبروں پر خطبہ پڑھا گیا، یہ واقعہ ۴۲۲ھ کا ہے۔

اسی سنہ میں سلطان مسعود نے کرمان پر بھی قبضہ کرلیا تھا، کرمان ابوکلیجار بن سلطان الدولہ کے قبضہ وتصرف میں تھا، سلطان مسعود نے مہم مکران سے فراغت حاصل کرکے خراسانی فوج کو ابوکلیجار کے سر کرنے کو بھیجا، چنانچہ بردسیر میں ابوکلیجار پر محاصرہ ڈالا گیا۔ نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی بالآخر ابوکلیجار ہزیمت اٹھاکر جیرفت کیجانب بھاگا، خراسانی لشکر نے تعاقب کیا۔ قتل وغارت کرتا ہوا خراسان تک پہنچا، ابوکلیجار کے ہمراہی خراسان کے درہ میں داخل ہوگئے اور شاہی فوج فارس کیطرف واپس آئی۔

علاءالدولہ کی ہزیمت تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ علاءالدولہ ابوجعفر بن کاکویہ شاہی لشکر سے ہزیمت اُٹھا کر جنگ کے میدان سے بھاگ نکلا تھا، قلعہ فردجان میں جاکر پناہ گزین ہوا تھا علاءالدولہ نے چندے یہاں قیام کیا پھر یہاں سے روانہ ہوکر یزدجرد پہنچا اور اُس پر قبضہ کرلیا، فرہاد بن مرداویج کمک کی غرض سے اُسکے ہمراہ تھا سپہ سالار خراسان نے ان دونوں کے روک تھام کی غرض سے ایک فوج بسرکردگی علی بن عمران دیلمی روانہ کی، جوں ہی شاہی لشکر یزدجرد کے قریب پہنچا، فرہاد قلعہ شکمین کیجانب بھاگ گیا اور علاءالدولہ نے نیشاپور کا رُخ کیا، علی بن عمران نے بلاکسی مزاحمت وجنگ کے یزدجرد پر قبضہ کرلیا۔

فرہاد سے جب کچھ بن نہ آئی تو اُس نے اُن کردوں سے سازش شروع کی جو علی بن عمران کے

رکاب میں تھے، اتفاق یہ کہ علی بن عمران اس سازباز کو تاڑ گیا، کردوں کی اتفاقی صورت نفاق پذیر ہو چلی تھی اسوجہ سے علی بن عمران نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا، فرہاد کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ بھی آپہنچا، ایک مستحکم و مضبوط قلعہ میں جو ہمدان کے راستہ میں تھا قلعہ نشین ہوگیا فرہاد نے محاصرہ کرلیا اور سختی سے لڑائی شروع کردی، لیکن برف باری اور بارش، فرہاد کی کامیابی کی سد راہ ہوگئی مجبوراً فرہاد لو قلعہ کے محاصرہ سے دست کشی کرنا پڑی، چنانچہ ناکامی کے ساتھ علی بن عمران کو چھوڑ کر واپس ہوا، ادھر علی بن عمران نے تاش فرواش سپہ سالار خراسان کو ہمدان میں امدادی فوج بھیجنے کی تحریک کی، اُدھر علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے ابو منصور کو اصفہان لکھ بھیجا کہ جسقدر اسباب جنگ اور روپیہ فراہم ہو سکے جلد سے جلد میری پاس بھیجدو، اتفاق کہ شاہی کمک ابو منصور کی امداد آنے سے پہلے پہنچ گئی، علی بن عمران کی گئی ہوئی قوت پھر عود کرآئی فوج آراستہ کرکے ہمدان سے نکل کھڑا ہوا مقام جرباذقان میں ابو منصور سے مقابلہ ہوگیا، علی بن عمران کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی، ابو منصور کے ہمراہی زیادہ تر کام آگئے باقی ماندگان گرفتار کرلیے گئے مال و اسباب جنگ لوٹ لیا گیا، علی بن عمران نے ابو منصور کو پابزنجیر تاش فرواش سپہ سالار خراسان کی خدمت میں بھیجدیا اور خود ہمدان کیجانب واپس آیا۔ علاء الدولہ اور فرہاد نے اُس واقعہ سے مطلع ہوکر ہمدان پر دو جانب سے حملہ کیا، علی بن عمران نے انکی مدافعت پر کمر باندھی، علاء الدولہ کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر اصفہان پہنچا، اور فرہاد نے قلعہ شکین میں جاکر پناہ لی۔

بغاوتیں سلطان مسعود نے غزنی کے نظم ونسق سے فراغت حاصل کرکے خراسان کیجانب امور سیاست کے دیکھنے کی غرض سے کوچ کیا، اس اثناء میں یہ خبر آئی کہ گورنر ہند احمد نیال تگین کے دماغ میں خود سری حکومت کی ہوا سما گئی ہے، استبداد اور خود مختاری پر مائل ہوگیا ہے، خراج سالانہ بھیجنا بند کردیا ہے۔ سلطان مسعود سُنکر آگ بگولا ہوگیا، فوجیں طیار کرکے احمد نیال تگین کی گوشمالی کی غرض سے ہندوستان کیجانب روانہ ہوا، احمد نیال تگین سلطانی موکب کے آنیکی خبر پاکر غاشیہ اطاعت و فرمانبرداری اپنے دوش پر رکھ کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا عفو تقصیر کی درخواست کی

سلطان مسعود نے معاف کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد علاء الدولہ نے اصفہان میں علم بغاوت پھر بلند کیا، فرہاد بن مرداویج اس کا ہمصفیر تھا، سپہ سالار ابو سہل نے انکی گوشمالی پر کمر باندھی، فوجیں مرتب کر کے حملہ کیا، فرہاد معرکہ کارزار میں مارا گیا، علاء الدولہ نے اصفہان اور یزد باذقان کی پہاڑیوں میں جا کر پناہ لی، ابو سہل نے ۴۲۵ھ میں اصفہان پر قبضہ کر لیا، علاء الدولہ کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا، اور کتابیں اونٹوں پر بار کر کے غزنی بھیجدیں، جسکو حسین غوری نے اپنے زمانہ تسلط میں جلوا دیا۔

جسوقت سلطان مسعود نے ترکمانوں کی شورش کیوجہ سے خراسان کیجانب عنان توجہ منعطف کی اسوقت احمد نیال تگین نے بغاوت و خودسری پر پھر کمر باندھی، فوجیں فراہم کیں، خراج کا بھیجنا بند کر دیا، سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ۴۲۶ھ میں ایک عظیم لشکر احمد نیال تگین کو ہوش میں لانے کی غرض سے ہندوستان کیجانب روانہ کیا، ساتھ ہی راجایان ہندوستان کو لکھ بھیجا کہ ہر چار طرف سے ناکہ بندی کر لیں، کسی جانب سے احمد نیال تگین کو فرار کا موقع نہ رہ جائے، الغرض افواج شاہی اور احمد نیال تگین میں معرکہ آرائیاں ہوئیں، آخر کار احمد نیال تگین شکست کھا کر ملتان کیطرف بھاگا ملتان میں جب پناہ نہ ملی تو بھاطیہ کا قصد کیا، اسوقت تک اسکے رکاب میں سواروں کا ایک پورا دستہ تھا حکمران بھاطیہ، روک نہ سکا، احمد نیال تگین نے بھاطیہ کا قیام پسند نہ کیا، دریائے سندھ کو عبور کرنا چاہا، حکمران بھاطیہ نے کشتیاں فراہم کر دیں وسط دریا میں ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا، احمد نیال تگین یہ سمجھکر کہ خشکی آگئی اُتر پڑا، ملاح حسب ہدایت حکمران بھاطیہ احمد نیال تگین کو جزیرہ میں اُتار کر لوٹ آئے، احمد نیال تگین اور اُسکے ہمراہیوں کو یہ حال کہ جزیرہ غیر آباد ہے اور خشکی سے اسکو تعلق نہیں ہے اُسوقت معلوم ہوا جبکہ کشتیاں دور نکل گئی تھیں بہت کچھ چلائے، آوازیں دیں، ملاحوں نے سماعت نہ کی، تن بہ تقدیر خاموش ہو گئے، رہی سہی قوت و توانائی جاتی رہی، سات دن تک قوت لایموت کھا کر ٹھہرے رہے، جسقدر زاد راہ تھا صرف ہو گیا، گھوڑوں کو ذبح کر کے کھایا، اسپر بھی انکی آتش گرسنگی نہ بجھی حکمران بھاطیہ نے ایک فوج جزیرہ میں اُتار دی جس نے احمد نیال تگین کے ہمراہیوں کو قتل و غرق کر کے

استیصال کر دیا، احمد نیال تکین نے خودکشی کر لی، زندہ ہاتھ نہ آیا۔ [1]

جرجان اور طبرستان کا صوبہ سلطان محمود کے زمانہ سے دارا ابن منوچہر بن قابوس کے زیر اثر گورنری تھا۔ سلطان مسعود نے تخت نشین ہو کر اسکا عہدہ بحال رکھا، لیکن جب سلطان مسعود بغاوت ہندوستان کے فرو کرنے کو گیا اور وہاں کی واپسی پر ترکمانون کے جھگڑوں میں مبتلا ہوا، دارا ابن منوچہر نے علاء الدولہ اور فرہاد کے ابھارنے و سازش سے خراج بھیجنا بند کر دیا، جوں ہی سلطان مسعود کو ترکمانوں کی مہم سے فراغت حاصل ہوئی، دارا کی گوشمالی کیطرف متوجہ ہوا چنانچہ ۴۲۶ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا، دارا نے آمد میں جا کر پناہ لی اور اسکو اپنا ملجا ر وماوا بنایا سلطان مسعود نے اُسپر بھی چڑھائی کر دی، دارا نے آمد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود قابض ہو گیا، اس واقعہ کے بعد دارا کے ہمراہی علیحدہ ہو گئے، ہر ایک کو اپنی اپنی جان کے لالے پڑ گئے، سلطان مسعود نے تعاقب پر فوجیں مامور کیں، قید و قتل کا بازار گرم ہو گیا دارا نے مجبور ہو کر فرمانبرداری کا پیام دیا، بقایا خراج کی ادائیگی کا اقرار کیا، سلطان مسعود نے درخواست منظور کر لی، شاہی افواج کو خراسان کیجانب معاودت کا حکم دیا۔

ابوسہل حمدونی کو سلطان مسعود نے اصفہان میں گورنری کے عہدہ پر مامور کیا تھا [2] ....

ابوسہل کے لشکریوں کو دہوکا دیکر علاء الدولہ کے قریب پہنچا دیا، علاء الدولہ نے اُنپر چھاپہ مارا اور جو کچھ اُنکے پاس تھا لوٹ لیا، اس سے علاء الدولہ کے حوصلے بڑھ گئے اصفہان پر قبضہ کر لینے کی طمع کی، چنانچہ فوجیں مرتب اور فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا، ابوسہل نے اصفہان سے نکلکر مدافعت کی، اثنار جنگ میں علاء الدولہ کے ہمراہی ترکمانوں نے ابوسہل سے سازش کر لی، مقابلہ کیوقت ابوسہل

---

[1] تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان مسعود نے پہلے احمد نیال تکین کی گوشمالی پر ہرناتھ نامی ایک ہندو سردار کو مامور کیا تھا مگر یہ پہلے ہی مقابلہ میں مارا گیا۔ شاہی لشکر بغیر سردار کے اِدھر اُدھر منتشر ہو گیا تب سلطان مسعود نے تولک بن حسین کو جو امیر الامراء ہنود تھا بسر افسری ایک عظیم لشکر کر کے روانہ کیا، احمد نیال تکین کو اُسکے مقابلہ میں شکست ہوئی - دریائے سندھ کو عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ عبارت نہیں لکھی ہے۔

کی فوج میں مل گئے۔ علاءالدولہ کو ہزیمت ہوئی، سارا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا، بحال پریشان بھاگ کے یزدجرد پہنچا، جب یہاں بھی پناہ ملتی نظر نہ آئی تو طرم چلا گیا، والی طرم ابن سالار نے بھی پناہ بندی۔

طغرلبک کی دست درازی سلطان مسعود کی روانگی

محمودی حکومت کے عہد میں ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری اور قید کے حالات اور ترکمانوں کی جلاوطن ہو کر خراسان کی طرف جانیکے واقعات تم اوپر پڑھ آئے ہو، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، اسی زمانے سے طغرلبک اور اس کے برادران بیقو (بیغو) و جعفر بیگ نے معہ اپنے قبائل و خاندان کے اطراف بخارا میں سکونت اختیار کی، بعد چندے بمقتضائے طبیعت فتنہ انگیزی و شرارت کی آگ روشن کی، علی تگین والی بخارا سے مناقشات پیدا ہوئے، متعدد لڑائیاں ہوئیں، بکرات و مرات ان لوگوں نے لشکر بخارا پر حملے کئے تب کل اہل ملک نے مجتمع و متفق ہو کر حکومت و سلطنت کا ساتھ دیا اور مستعد و آمادہ ہو کر ترکمانوں کی استیصال پر اڑ گئے، ان واقعات میں ترکمانوں کو جانی اور مالی نقصانات اٹھانا پڑے، بالآخر مجبور ہو کر ۴۲۶ھ میں خراسان کیجانب جلاوطن ہو آئے۔ اور گورنر خوارزم ہارون بن التونتاش کی خدمت گزاری کو ذریعہ معاشرت ٹھہرایا، بعد چندے جب ہارون کو انکی حرکات و افعال کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے عہد و اقرار کو بالائے طاق رکھدیا، ترکمانوں نے درہ نسا میں جا کر پناہ لی پھر وہاں سے مرو کا قصد کیا اور سلطان مسعود سے امان کی درخواست کی، سلطان مسعود نے ایلچی کو گرفتار کر لیا، درخواست نامنظور کر دی اور ایک عظیم فوج انکی سرکوبی کو روانہ کی، چنانچہ مقام نسا میں شاہی فوج نے ترکمانوں پر حملہ کیا ترکمان پریشان ہو کر اِدھر اُدھر اطراف بلاد میں چلے گئے اور اُنکے فسادات و نقصانات وبا کی طرح تمام ممالک میں عام طور سے پھیل گئے۔

انھیں واقعات کے اثناء میں جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا، ابوسہل حمدونی گورنر نیشاپور معہ اپنے اسٹاف کے نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا، بعد اسکے طغرلبک وارد نیشاپور ہوا، دارالخلافت بغداد سے خلافت مآب کا قاصد فرمان شاہی لیکر آیا، یہ فرمان اُن ترکمانوں اور

نیز عراقیہ ترکمانوں کے نام تھا جنہوں نے رے اور ہمدان میں آتش فتنہ وفساد روشن کر رکھی تھی خلافت مآب نے اُن لوگوں کو فتنہ وفساد کرنے سے روکا تھا اپنی سطوت وجبروت سے ڈرایا تھا ساتھ ہی اسکے بشرط اطاعت وفرمانبرداری جاگیرات وانعامات دینے کا وعدہ کیا تھا، ترکمانوں نے شاہی قاصد کو بعزت واحترام ٹھہرایا بڑی آؤ بھگت سے ملے۔

جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد نیشاپور کی غارتگری کا قصد کیا کیونکہ نیشاپور والے نہایت متمول اور خوشحال تھے، بلکہ یوں سمجھئے کہ وہاں دولت پھٹی پڑتی تھی، طغرلبک نے روکا، خلافت مآب کی ہدایات کیطرف توجہ دلائی، اتفاق یہ کہ اسی منع واصرار کے زمانہ میں جعفر بیگ داؤد عارضۂ فالج میں مبتلا ہوگیا اسپر بھی جب جعفر بیگ اپنے خیال زشت سے باز آتا نظر نہ آیا تو طغرلبک نے یہ دھمکی دی کہ اگر تم نیشاپور کی غارتگری سے دست کش نہ ہوگے تو میں اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا، جعفر بیگ داؤد یہ سُنکر خاموش ہوگیا، نیشاپور کی غارتگری سے ہاتھ کھینچ لیا، مگر پھر بھی تیس ہزار دینار سُرخ اہل نیشاپور سے بطور تاوان جبراً وصول کرکے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا، طغرلبک نے شاہی تخت پر ایوان شاہی میں جلوس کیا، سارے شہر کو چراغاں کرایا، ہفتہ میں دو دن رعایا کے مظالم سننے کو دربار کرتا تھا جیسا کہ خراسان کے گورنروں کا دستور تھا، اور دھوکا وفریب دینے کی غرض سے ممبروں پر سلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔

جسوقت ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کے شاہی دربار میں ہوئی، آگ بگولا ہوگیا فوجیں فراہم کرکے غزنی سے خراسان کیجانب روانہ ہوا، ماہ صفر ۴۳۱ھ میں بلخ پہنچا، چونکہ ملوک خانیہ بھی فتنہ وفساد آئے دن اُٹھائے رہتے تھے اسوجہ سے بہ نظر حفظ ماتقدم ورفع فساد انکی لڑکی سے عقد کرلیا صوبہ خوارزم بطور جاگیر مرحمت فرمایا اسماعیل بھاگ کر طغرلبک کے پاس چلا گیا، غرضکہ اس طریقہ سے خوارزم کے انتظام وسیاست اور ملوک خانیہ کی فتنہ انگیزی وشرارت سے سلطان مسعود کو فراغت حاصل ہوگئی، پس سلطان مسعود نے ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے حاجب شیبانی کو طغرلبک کی سرکوبی کو روانہ کیا، چنانچہ شیبانی معہ اپنے

رکاب کے فوج کے ترکمان کی طرف بڑھا، لیکن سلطان مسعود کو اس سے تشفی نہوئی خود بدولت واقبال ترکمانوں کی گوشمالی کو روانہ ہوا، سرخس پہنچا، ترکمان یہ خبر پاکر مقابلہ پر نہ آسے، مرو اور خوارزم کے درمیانی دَرّوں اور پہاڑیوں کی طرف پناہ گزیں ہونے کی غرض سے بھاگے، سلطان مسعود نے نہایت تیزی سے تعاقب کیا، ماہ شعبان ۴۳۰ھ میں ان کے سروں پر پہنچکر حملہ اور ہوا، ترکمان شکست کھاکر میدان جنگ سے بھاگ نکلے لیکن زیادہ دور تک نہ گئے پلٹ کر قرب وجوار کے قصبات اور شہروں پر تاخت و تاراج شروع کر دیا، سلطان مسعود نے دوبارہ حملہ کیا، اس معرکہ میں ڈیڑھ ہزار ترکمان کھیت رہے۔ باقی ماندگان نے بھاگ ایک دَرہ میں پناہ لی، اہل نیشاپور نے یہ خبر پاکر شاہی فوج میں داخل ہوکر ان باقی ماندگان پر یورش کی اور انکے اکثر حصہ کو قتل کو کر ڈالا، بقیۃ السیف نے اپنے ان ساتھیوں کے پاس جاکر پناہ لی جو واقعات مذکورہ بالا کے پہلے سے اپنی گئی ہوئی قوت کے سنبھالنے کو بعض دشوار گزار پہاڑیوں کے دَرہ میں چھپے ہوئے تھے، سلطان مسعود یہ خیال کرکے کہ ترکمانوں کی گوشمالی کافی ہوچکی ہے بالفعل سر نہ اٹھائیں گے فراہمی وآراستگی فوج کی غرض سے ہرات کی طرف روانہ ہوا، ہنوز ہرات نہ پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ طغرلبک نے استرآباد پر قبضہ کرلیا ہے اور اس خیال سے وہاں قیام پذیر ہے کہ موسم سرما اور برف باری کی وجہ سے سلطان مسعود، استرآباد کا رُخ نہ کرے گا۔ لیکن سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر ایک دن بھی تاخیر پسند نہ کی فوراً لوٹ پڑا، طغرلبک نے یہ سنکر استرآباد چھوڑ دیا، سلطان مسعود نے طوس سے کوہ رسے کی جانب قدم بڑھایا جہاں طغرلبک مع اپنے ہمراہیوں کے بخوف سلطان پناہ گزیں تھا چونکہ ترکمانوں اور سلجوقیوں میں مراسم اتحاد پہلے سے تھے، لہٰذا ایسے وقت میں ان لوگوں نے ترکمانوں کا ساتھ دیا اور دشوار گذار پہاڑیوں کی چوٹیوں تک پہونچنے میں مدد دی۔ ترکمانوں نے اس غیبی مدد کو مغتنمات سے شمار کرکے اپنے مال واسباب کو چھوڑ کر بلند پہاڑیوں کی چوٹیوں پر جاکر پناہ لی شاہی لشکر نے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور جن جن شہروں پر

اُنہوں نے قبضہ کر لیا تھا، واپس لے لیا، اسکے بعد سلطان مسعود نے بنفس نفیس معہ اپنی فوج کے ترکمانوں کے تعاقب میں اُن پہاڑیوں کا قصد کیا جہاں کہ باقی ماندگان ترکمان پناہ گزیں تھے، جاڑے کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی، شاہی فوج کا حصہ کثیر ہلاک و تباہ ہو گیا، بایں ہمہ شاہی افواج کو ترکمانوں کے تعاقب میں کامیابی ہوئی، پہاڑ کی چوٹیوں نے اِن جاں باختہ ترکمانوں کو پناہ نہ دی خاطر خواہ پامال کئے گئے۔

جمادی الاول ۴۳۱ھ میں سلطان مسعود نے موسم سرما کے ختم کرنے کی غرض سے نیشاپور کا قصد کیا تاکہ وہاں چندے آرام کر کے فصل ربیع کے آتے ہی ترکمانوں کی سرکوبی کو روانہ ہو، طغرلبک اس ارادہ شاہی سے مطلع ہو کر پہاڑی دروں اور چوٹیوں سے نکل آیا، قتل و غارتگری کرنے لگا، سلطان مسعود نے اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا، قتل و پامالی کی دھمکی دی، مورخین لکھتے ہیں طغرلبک نے بجواب اسکے آیہ کریمہ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ لکھ بھیجی تھی، سلطان مسعود نے اسکے جواب میں نرمی و ملاطفت کا خط لکھا، خلعت بھیجی، انعامات دینے کا وعدہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم خلق اللہ کی ایذا رسانی اور شاہی مقبوضات کی غارتگری سے دست کش ہو کر دریائے جیحوں کو عبور کر کے آمد چلے جاؤ، سلطان مسعود نے محض تحریر پر اکتفا نہ کیا بلکہ طغرلبک کو نسا کا اور جعفر بیگ داؤد کو دہستان کا اور بیغو کو مداوہ کا حکمران بنایا اور ہر ایک کو دہقان کا خطاب دیا، مگر ان لٹیرے ترکمانوں نے اس عطیات شاہی کو منظور و قبول نہ کیا اور نہ شاہی عہد و اقرار پر بھروسہ کیا، قتل و غارتگری جیسا کہ اسکے پہلے کرتے تھے ویسا ہی مصروف غارتگری رہے، بعد چندے خود بخود اس فعل قبیح سے دست کش ہو گئے، براہ فریب سلطان مسعود کو بلخ میں پیام دیا کہ ہم لوگ اپنے فعل ناشایستہ سے باز آتے ہیں اور علم شاہی کے آگے اطاعت کی گردن جھکاتے ہیں براہ ترحم شاہی ہمارے بھائی ارسلان، کو جو شاہی حکم سے ہندوستان میں قید ہے قید کی مصیبت سے نجات دی جائے اور ہمارے

پاس بھیجدیا جائے، سلطان مسعود دام فریب میں آگیا، ارسلان کو قید سے رہا کر کے ہندوستان سے واپس بلالیا، مگر جب ان ترکمانوں نے ایفاء اقرار نہ کیا تو پھر اسکو دوبارہ جیل میں ڈالدیا،

سلطان مسعود کی ہزیمت خراسان

ہرگاہ سلجوقیہ ترکمانوں نے اطراف خراسان پر ایک گونہ قبضہ حاصل کرلیا اور شاہی لشکر انکی مقاومت نہ کرسکا، حاجب شیبانی کو ہزیمت ہوئی سلطان مسعود کو سخت شاق گذرا، کمر ہمت باندھ کے اٹھ کھڑا ہوا، فوجیں فراہم کیں انعامات دیئے، سامان جنگ درست کیا اور ایک عظیم فوج کے ساتھ غزنیں ترکمانوں کے سرکوبی کو روانہ ہوا، اس فوج کے ساتھ ہاتھیوں کا بھی جھنڈ تھا جیسا کہ اسکے پہلے اور لڑائیوں میں ہاتھیوں کو فوج کے آگے رکھتے تھے اسی طرح اسی ترتیب سے اس مہم میں رکھا، بلخ کے قریب پہنچکر پڑاؤ کیا، جعفر بیگ داؤد نے بھی اس سے مطلع ہو کر اپنے ہمراہیوں کے شاہی لشکر کے مقابلہ پر ڈیرے ڈالدیئے، ایک روز موقع پاکر شاہی کیمپ پر شبخون مارا اور شاہی خیمہ کے سامنے سے خاصے کے کئی گھوڑے، اونٹ جس میں بہت بڑا شاہی ہاتھی بھی تھا پکڑلے گیا، اس واقعہ سے سلطان مسعود مارے غصہ کے کانپ اٹھا، اسی وقت بلخ سے کوچ کا حکم دیدیا یہ واقعہ ماہ رمضان ۴۲۹ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کے رکاب میں اسوقت ایک لاکھ فوج تھی، کوچ و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا حاکم جرجان کو جو سلجوقیوں کی طرف سے تھا گرفتار کرکے صلیب پر چڑھادیا، پھر مرو شاہجہان میں وارد ہوا جعفر بیگ داود بھاگ کر سرخس پہنچا، یہاں پر اسکے برادران طغرلبک اور بیغو بھی آکر مل گئے، سلطان مسعود نے صلح کا پیام بھیجا، بیغو اپنی قوم کی طرف سے وفد ہو کر شاہی دربار میں آیا، سلطان مسعود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، خلعت دی، واپسی کے وقت کہتا گیا کہ سلطان کے خوف سے ہم اور ہمارے ہمراہی صلح نہ کرینگے، اس سے سلطان مسعود کو سخت تردد ہوا، بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید۔ پھر انکے تعاقب میں کمربستہ ہو کر ہرات

سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا، ترکمانوں نے نیشاپور چھوڑ کر سرخس کا قصد کیا، سلطان مسعود بھی سرخس کی طرف بڑھا۔ غرض کہ ترکمان ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتے تھے اور سلطان مسعود تعاقب میں تھا، جنگ و مقابلہ کی نوبت نہ آئی تاآنکہ موسم سرما آگیا، مجبوراً تا انتظار انقضاء موسم سرما نیشاپور میں قیام کرنا پڑا، موسم سرما بھی منقضی ہو گیا، ربیع کا زمانہ بھی گذر گیا لیکن سلطان مسعود لہو ولعب میں مصروف اپنے کاموں سے غافل خواب خرگوش میں پڑا رہا وزراء، امراء اور اراکین دولت مجتمع ہو کر شاہی دربار میں حاضر ہوئے اور دشمنان حکومت کو بغیر سرکوبی چھوڑ رکھنے پر نصیحتانہ عرض معروض کیا، چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے نیشاپور سے مرو کی طرف ترکمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوا، ترکمان یہ خبر پاکر ایک پہاڑ کے درہ میں گھس گئے، سلطان مسعود دو منزل تک تعاقب کرتا چلا گیا،

شاہی لشکر، روزانہ سفر سے پریشان ہو گیا تھا، تین برس کا زمانہ منقضی ہو چکا تھا، حاجب شیبانی کے رکاب میں جس وقت سے کہ وہ سلجوقیوں کی سرکوبی کو روانہ ہوا تھا برابر سفر و جنگ کرتے تھے اسی دار وگیر و تعاقب کے زمانہ میں ایک روز ایسے مقام پر پڑاؤ ڈالا گیا جہاں پر پانی کم تھا عوام الناس اور اراکین دولت میں پانی لینے پر جھگڑا ہو گیا، بازاری لشکری بھڑ گئے اس سے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی، آپس ہی میں لوٹ مار شروع ہو گئی، جعفر بیگ داؤد شاہی کیمپ کے قریب ہی میں تھا اکا دکا شاہی لشکر کا جو مل جاتا تھا اسکو گرفتار کر لیتا تھا، انہیں لوگوں کے ذریعہ سے اسکو اسکی خبر لگ گئی اپنے ہمراہیوں کو تیار کر کے شاہی لشکر پر آپڑا، شاہی لشکر اسوقت تک اسی حال بد میں مبتلا تھا، ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا صرف سلطان مسعود معہ وزیر السلطنت کے ثابت قدمی کے ساتھ معرکہ میں کھڑا ہوا لشکریوں کو جنگ پر ابھارتا رہا اور ان کو لوٹ کر لے کا حکم دیتا رہا مگر کسی نے سماعت نہ کی، بمجبوری سلطان مسعود اور وزیر السلطنت کو بھی بھاگنا پڑا، جعفر بیگ داؤد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور نہایت سختی کے ساتھ قتل کرتا رہا پھر واپس ہو کر شاہی لشکر گاہ میں آیا جسکو اسکے ہمراہیوں نے

لوٹ لیا تھا، جعفر بیگ داؤد نے مال و اسباب اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر کے شاہی تخت پر جلوس کیا
تین شب و روز بخوف واپسی لشکر شاہی اسی مقام پر پڑا رہا۔

سلطان مسعود ماہ شوال ۴۳۱ھ میں غزنیں پہنچا شیبانی اور دوسرے امراء وسپہ سالاران لشکر کو جو معرکہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

اس واقعہ سے سلجوقیوں کے حوصلے بڑھ گئے طغرلبک نے نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا چنانچہ آخری ۴۳۱ھ میں قبضہ حاصل کر لیا، لشکریوں نے نیشاپور کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا بہت بڑے ہنگامہ و فساد کا دروازہ کھلا قتل، غارت زنا دن دھاڑے کرنے لگے، اس سے طغرلبک کی سطوت و ہیبت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ بیچون و چرا اسکے علم حکومت کے آگے سبھوں نے گردنیں جھکا دیں اور سلجوقیہ ان شہروں پر قابض و متصرف ہو گئے۔ اسکے بعد بیغو نے ہرات کا قصد کیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا، جعفر بیگ داؤد بلخ کی طرف بڑھا۔ یہاں کا گورنر التونتاش حاجب تھا سلطان مسعود اپنا نایب بنا گیا تھا، التونتاش کے پاس جعفر بیگ داؤد نے اطاعت قبول کرنے کا پیام بھیجا التونتاش نے قاصد کو گرفتار کر لیا، داؤد نے بلخ پر محاصرہ ڈال دیا، سلطان مسعود کو اسکی خبر لگی، سلجوقیوں کی مدافعت اور اہل بلخ کی امداد کی غرض سے ۴۳۲ھ میں ایک عظیم الشان و جرار لشکر روانہ کیا چنانچہ اس لشکر کے دو حصہ ہو گئے ایک حصہ فوج کا رخج کی طرف گیا اور اس نے سلجوقی ترکمانوں کو اس اطراف سے مار بھگایا ترکمان نہایت ابتری سے بھاگے، لشکر شاہی نے نہایت سختی سے انکو قتل و پامال کیا، فوج کا دوسرا حصہ بیغو کی سرکوبی کو ہرات گیا، اس نے بھی نمایاں کام کئے بیغو اور اسکے ہمراہیوں کو ہرات سے مار کر نکال باہر کیا۔

اسی زمانہ میں دوسرا لشکر بسر کردگی شاہزادہ مودود ترکمانوں کی گوشمالی کو بھیجا، وزیر السلطنت ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد شاہزادہ کے رکاب میں تھا۔ رفتہ رفتہ تخ ... پہنچے، اس وقت تک داؤد بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، مفتوح نہیں ہوا تھا داؤد نے شاہزادہ مودود کی خبر

پاکر ایک دستہ فوج کو اسکی روک ٹوک پر مامور کیا شاہزادہ مودود کے پٹرول سے مڈبھیڑ ہوگئی مودود نے پہلے ہی حملہ میں ہزیمت دیدی، منہزموں نے داؤد کے پاس جاکر دم لیا، مودود نے کسی مصلحت سے منہزموں کا تعاقب نہ کیا، التونتاش کو یہ خبر پہنچی تو اسنے نہایت تپاک سے اپنے شاہزادہ کا استقبال کیا اور اطاعت کی گردن جھکادی،

سلطان مسعود کی معزولی محمد کی تخت نشینی

سلطان مسعود شاہزادہ مودود کو سلجوقیوں کی مدافعت کی غرض سے خراسان کی جانب روانہ کرکے سات دن تک غزنین میں مقیم رہا ماہ ربیع الاول ۴۳۲ھ میں ہندوستان کی جانب کوچ کیا تاکہ موسم سرما اپنے مرحوم باپ سلطان محمود کی طرح ہندوستان میں منقضی کرے اور راجپوتوں کو سلجوقیوں کے جنگ پر ابھار لائے اس سفر میں اسکا بھائی محمد مکحول بھی ہمرکاب تھا اراکین دولت سلطان مسعود سے متنفر ہوگئے تھے، چنانچہ سبھوں نے اسکی معزولی اور محمد مکحول کو بادشاہ بنانے پر کمریں باندھ لیں، جیوں ہی دریائے جیحوں کو عبور کیا اور خزانہ شاہی کا کچھ حصہ آگے نکل گیا، انوش تگین بلخی غلامان نداویہ کی ایک جماعت کو لیکر علیحدہ ہوگیا اور بقیہ خزانہ کو لوٹ کر محمد مکحول کے ہاتھ پر حکومت سلطنت کی بیعت کرلی، یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کا ہے

اس واقعہ سے شاہی لشکر میں پھوٹ پڑگئی، باہم بھڑگئے، معاملات نازک ہوگئے، زیادہ حصہ فوج کا باغی ہوگیا، سلطان مسعود نے ہزیمت اٹھاکر رباط میں جاکر پناہ لی، فوجی باغیوں نے گھیر لیا، بالآخر ان دیگر گرفتار کیا، سلطان محمد کے پاس لائے۔ سلطان محمد نے کہا "آپ جہاں چاہیے سکونت اختیار کیجئے"، معزول سلطان نے قلعہ گیری کو پسند کیا چنانچہ سلطان محمد نے اسکو قلعہ گیری روانہ کردیا اور والی قلعہ کو عزت و احترام سے پیش آنیکی ہدایت کی، اور خود غزنین کی جانب واپس ہوا،

سلطان محمد[1] نے غزنین میں پہنچکر عنان حکومت اپنے بیٹے احمد کو عنایت کی اور خود عزلت

[1] تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ چونکہ سلطان محمد آنکھوں سے معذور تھا اسوجہ سے اپنے بیٹے احمد کو حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا تھا۔ اور احمد کو عقل مادہ نہ تھا۔

نشین ہو گیا، احمد اختیارات شاہی پاتے ہی اپنے چچا مسعود (معزول سلطان) کے قتل کی فکر میں کرنے لگا، اسکا دوسرا چچا یوسف، علی خشاوند وغیرہ نے اس خیال کی تائید ہی نہیں کی بلکہ بہ عجلت اس کام کے انجام دینے پر اُبھارا، چنانچہ احمد بلا استصواب اپنے باپ سلطان محمد کے قلعہ گیری میں جاکر مسعود کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ سلطان مسعود کا بیٹا مودود اسوقت خراسان (بلخ) میں تھا سلطان محمد نے لکھ بھیجا کہ تمہارے پدر بزرگ کو احمد نیال تگین کے لڑکوں نے اپنے باپ کے بدلے قتل کر ڈالا، مودود کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی، ناراضی خط لکھا لشکریوں نے سلطان محمد کی گوشہ نشینی سے فائدہ اٹھانا چاہا، رعایا کے مال و اسباب پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا، سلطان محمد اپنی کمزوری طبیعت کی وجہ سے انکو نہ روک سکا مجبوراً ان سے علیحدہ ہو گیا

سلطان[1] مسعود شجاع، سخی، اور نہایت خوش اخلاق تھا۔ علما، فضلا اور شعراء کو دوست رکھتا تھا

[1] سلطان مسعود کی معزولی و قتل اور نزاع سلطنت کے ظاہری اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ جس وقت ۴۲۶ھ میں سلجوقیوں نے خراسان میں سر اٹھایا تھا، قتل و غارتگری کا بازار گرم کیا تھا، سلطان مسعود نے انکی گوشمالی و پامالی نہ کی اور اسکو غیر ضروری سمجھکر ہندوستان کے راجپوتوں کے زیر کرنے کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ اراکین دولت نے اسکے خلاف مشورہ دیا تھا، نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ خراسان کے صوبہ سے سلطان مسعود کا اثر جاتا رہا، قتل و غارتگری کے خوف سے خراسان والے سلجوقیوں کے مطیع ہو گئے، سلطان مسعود ہندوستان کی مہم سے فارغ ہوا تو سردی کا موسم تھا، برف باری ہو رہی تھی علاوہ بریں سلجوقی ترکمانوں کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت خراسان پر جم گئے تھے جسکا استیصال بذرا دشوار تھا۔ دوسرا سبب یہ پیش آیا کہ ۴۳۱ھ میں سلجوقیوں سے شکست کھا کر غزنین سے مع شاہی خزاین کے بقصد ہندوستان نکل کھڑا ہوا حکومت غزنین اور اسکے صوبجات پر اپنے لڑکے ایکو مامور کیا، جوں ہی دریائے جیحوں کو عبور کرکے رباط مارکلہ میں پہنچا، بعض نمکحرام غلاموں کو طمع دامنگیر ہوئی خزانہ لوٹ لیا، پھر شاہی انتقام اور پاداش جرم کے خوف سے یہ مشورہ کیا کہ اگر حکومت و سلطنت کی تبدیلی نہ ہوگی تو اس جرأت و دلیری کی سزا ہم لوگوں کو بھگتنا پڑیگی بہتر یہ ہے کہ سلطان مسعود کو معزول کرکے پسر محمد کو تخت حکومت پر متمکن کریں چنانچہ ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر سلطان مسعود

خود بھی ذی علم تھا، ان لوگوں کو انعامات اور جائزہ دیتا تھا، حاجتمندوں کی حاجتیں پوری کرتا تھا مصلی تھا، شب میں نوافل کثرت سے پڑھتا تھا، متعدد کتابیں مختلف علوم کی اسکے نام نامی سے معنون کی گئیں، اسکے زمانہ حکومت میں اکثر شہروں میں مساجد بنائی گئیں، اسکے دائرہ حکومت میں اصفہان، ہمدان، رے، طبرستان، جرجان، خوارزم، خراسان، بلاد اون، کرمان، سجستان، سندھ، رنج، غزنین، اور غور کے اکثر شہر تھے ہندوستان کے شہروں پر بھی اسکا قبضہ تھا، غرضکہ خشکی وتری کے رہنے والے اسکے علم حکومت کے مطیع تھے۔ متعدد اشخاص نے اسکی سوانح عمری لکھی ہے اسکے حالات واوصاف کے لکھنے کو جداگانہ کتاب کی ضرورت ہے۔

سلطان محمد کا قتل مودود کی سلطنت جسوقت سلطان مسعود کے مارے جانے کی خبر اسکے بیٹے مودود کو خراسان میں پہنچی ساری دنیا آنکھوں میں تیرہ وتار نظر آنے لگی، فوراً فوجیں مرتب کرکے غزنین پر چڑھ آیا، ماہ شعبان ۴۳۲ھ سلطان محمد سے معرکہ آرائی ہوئی، مودود کو کامیابی ہوئی سلطان محمد مع اپنے دونوں بیٹوں احمد وعبدالرحمن اور خواجہ علی انوش تگین بلخی، علی خشاوند گرفتار ہو گیا مودود نے ان سبھوں کو موت کی سزا دی، عبدالرحمن کو اسوجہ سے قتل نہ کیا کہ سلطان مسعود کے زمانہ میں قید وگرفتاری میں بحسن سلوک ونرمی پیش آیا تھا، علاوہ ان مقتولوں کے جن جن لوگوں نے سلطان مسعود کی معزولی اور قتل میں سازش کی تھی چُن چُن کر قتل کیا اور اپنے دادا محمود کے قدم بقدم چلنے لگا سلطان مسعود نے ۴۲۶ھ میں اپنے دوسرے بیٹے (مجدود) کو ہندوستان کے صوبوں کا گورنر مقرر کیا تھا جسوقت اسکو سلطان مسعود کے قتل کی خبر پہنچی اپنی حکومت سلطنت کی بیعت لی، لاہور کو دارالحکومت قرار دیا، ملتان پر قبضہ کرلیا، شاہی خزانہ پر متصرف ہو گیا فوجیں فراہم کیں، اور اپنے بھائی سلطان مودود کی مخالفت کا جھنڈا[1]

[1] مجدود کے مقبوضات کا دائرہ دریائے سندھ سے تھانیسر تک تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۴۴

لیکر غزنین کا قصد کیا اتفاق سے عید الاضحیہ کا دن آگیا، خوشی خوشی عید منائی عید کے تیسرے دن صبح کو اپنے دارالحکومت لاہور میں مردہ پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا اور نہ سبب قتل معلوم ہوا

اس ناگہانی واقعہ سے سلطان مودود نے فوج کشی روکدی، باطمینان تمام امور سلطنت کے نظم ونسق میں مصروف ہوگیا کسی قسم کا اندرونی خرخشہ باقی نہ رہا۔ البتہ سلجوقی ترکمانوں کی مخالفت وسرکشی بدستور قائم رہی، صوبہ خراسان کو اپنا جولانگاہ بنا رکھا تھا، آئے دن فتنہ وفساد کا بازار گرم رہتا تھا، خان ترک نے ماوراء النہر سے اطاعت وفرمانبرداری کا پیام دیا اور مطیع ہوگیا۔

طغرلبک کا خوارزم پر قبضہ ملک خوارزم پر سلطان محمود اور اسکے بعد اسکے بیٹے سلطان مسعود کا قبضہ رہا التونتاش حاجب جو امراء غزنویہ میں سے بہت بڑا سردار تھا اسکی گورنری پر مامور تھا جن دنوں بعد انتقال سلطان محمود، سلطان مسعود اپنے بھائی محمد کے جھگڑوں میں مصروف تھا علی تگین حکمران بخارا نے فوجیں فراہم کرکے یلغار کردیا، جوں ہی سلطان مسعود کو خانہ جنگی سے فراغت حاصل ہوئی اور استقلال کے ساتھ تخت حکومت غزنیں پر متمکن ہوگیا، التونتاش گورنر خوارزم کو لکھ بھیجا کہ علی تگین کی جرأت ودلیری کے سزادہی کی غرض سے اسکے مقبوضات پر حملہ کردو، اور بخارا وسمرقند وغیرہ اسکے قبضہ وتصرف سے نکال لو، فرمان روانہ کرنے کے بعد فوج عظیم کو التونتاش کی کمک پر روانہ کیا۔ چنانچہ شاہی فوج نے ۴۲۴ھ میں دریائے جیحوں کو عبور کیا اور التونتاش کے ساتھ علی تگین پر حملہ آور ہوئی۔ علی تگین میں شاہی فوج کے مقابلہ کی قوت نہ تھی، میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسکے مقبوضات کے زیادہ حصہ پر التونتاش کا قبضہ ہوگیا، چونکہ یہ ممالک زرخیز نہ تھے، اور فوجی مصارف بڑھے ہوئے تھے سلطان مسعود سے واپسی کی اجازت لیکر خوارزم کی جانب معاودت کی، علی تگین موقع کا منتظر تھا، پیچھے سے حملہ کردیا،

التونتاش نہایت ثابت قدمی و مردانگی سے پلٹ کر مدافعانہ حملہ آور ہوا علی تگین شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ دبوسیہ میں جا کر پناہ لی، التونتاش نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی، علی تگین نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی لطف و کرم کا خواستگار ہوا۔ التونتاش نے محاصرہ اٹھا لیا، خوارزم واپس آیا۔

اسی پچھلے واقعہ میں التونتاش زخمی ہو گیا تھا خوارزم پہنچ کر زخم میں سمی مادہ پیدا ہو گیا جس سے اسکی موت وقوع میں آئی، اسکے تین بیٹے تھے، ہارون، رشید، اسماعیل، التونتاش کے مرنے پر اسکے وزیر احمد بن عبد الصمد نے خزانہ کو سنبھالا، عنان حکمرانی اپنے ہاتھ میں لی تا آنکہ بارگاہ شاہی سے ہارون (التونتاش کا بڑا بیٹا) حکومت خوارزم کی سند حاصل کر کے خوارزم میں آیا اس اثناء میں وزیر السلطنت میمندی کا انتقال ہو گیا، قلمدان وزارت ابو نصر کو سپرد کیا گیا وزیر السلطنت ابو نصر نے اپنے بیٹے عبد الجبار کو نائب گورنر مقرر کر کے خوارزم بھیجدیا، عبد الجبار اور ہارون میں ان بن ہو گئی، ہارون نے ماہ رمضان ۴۲۵ھ میں کھلم کھلا مخالفت کا اعلان کر دیا، عبد الجبار اس خوف سے کہ مبادا ہارون کسی سخت مصیبت میں مجھے مبتلا نہ کر دے روپوش ہو کر غزنین چلا آیا، سلطان مسعود کے خوب کان بھرے، سلطان مسعود نے بلا تفتیش اصل واقعہ شاہ ملک ابن علی کو جو کہ خوارزم کے قرب و جوار کے شہروں کا حکمراں تھا ہارون پر فوج کشی کرنے کو لکھ بھیجا، چنانچہ شاہ ملک نے خوارزم پر چڑھائی کی صوبہ خوارزم پر بزور تیغ قابض ہوا ہارون معہ اپنے بھائی اسماعیل کے بھاگ نکلا، فریادی صورت بنا کر طغرلبک اور داؤد کے پاس پہنچا، طغرلبک نے داؤد کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا، ہارون و اسماعیل بھی رکاب میں تھے، خوارزم کے باہر ایک کھلے میدان میں معرکہ آرائی ہوئی، شاہ ملک کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، طغرلبک نے کامیابی کے ساتھ خوارزم پر قبضہ کر لیا، ان واقعات کے بعد سلطان مسعود کا واقعہ قتل پیش آ گیا اور اسکا بیٹا مودود سریر آرائے حکومت ہوا سلاطین غزنویہ کی قوت انحطاط پذیر ہو چلی۔

شاہ ملک شکست کھا کر معہ اپنے مال و خزانہ کے ایک دشوار گذار درہ سے گذر کر دہستان پہنچا،

طغرلبک کا خوف اسقدر غالب تھا کہ یہاں پر قیام پذیر نہوا طبس ہوتا ہوا کرمان میں جاکر دم لیا۔ جب یہاں بھی اسکے قلب کو سکون حاصل نہوا تو صوبہ مکران کی طرف بھاگا۔ ارتاش برادر ابراہیم نیال نے (یہ طغرلبک کے چچا کا بیٹا تھا) چار ہزار سواروں سے شاہ ملک کا تعاقب کیا، اور گرفتار کر کے جعفر بیگ داؤد کے حوالہ کر دیا مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ بعد اسکے ارتاش نے بادغیس کی جانب مراجعت کی اور ہرات پر پہنچکر محاصرہ ڈالدیا۔ اہل ہرات بخوف جنگ وخونریزی قلعہ نشین ہوگئے۔

جنگ سلطان مودود و طغرلبک

ترکمان سلجوقیہ نے صوبہ خراسان پر قابض ہوتے ہی اسکے کل متعلقہ بلاد پر قبضہ کرلیا طغرلبک نے جرجان، طبرستان اور خوارزم پر اپنی حکومت کا جھنڈا اگاڑا ابراہیم نیال، ہمدان، رے اور جبل پر قابض ہوگیا، داؤد بن میکائیل نے خراسان اور اسکے متعلقہ شہروں پر قبضہ کرلیا، سلطان ابوالفتح مودود نے ۴۳۵ھ میں ایک لشکر بسرکردگی اپنے کسی حاجب (لارڈ چمبرلین) کے سلجوقیوں کو خراسان سے نکالنے کی غرض سے روانہ کیا، جعفر بیگ داؤد نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو مقابلہ پر بھیجا، سخت خونریز جنگ کے بعد میدان الپ ارسلان کے ہاتھ رہا شاہی لشکر ہزیمت پاکر غزنین بھاگ آیا۔ اس واقعہ سے ترکمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ملک گیری اور غارتگری کے شوق میں صوبہ بست اور اسکے قرب وجوار کو لوٹا، قتل وغارت کا بازار گرم کردیا، سلطان مودود نے انکی گوشمالی کو ایک عظیم فوج روانہ کی ترکمانوں نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا، معرکہ بہت سخت ہوا۔ بالآخر شاہی لشکر کو فتحیابی نصیب ہوئی سلجوقی کمال بے سروسامانی سے بھاگے شاہی لشکر نے نہایت بیدردی سے انکو قتل وپامال کیا

ہندوؤں کی پیشقدمی اور ہزیمت

۴۳۵ھ کے دور میں مملکت پنجاب کے تین سربرآوردہ راجاؤں نے متفق ہوکر سلطنت غزنویہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ فوج کثیر مجتمع کرکے لاہور پر یلغار کردیا[1] گورنر لاہور نے انکی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں

[1] راجگان پنجاب کو لاہور پر حملہ کرنے کی تحریک راجہ دہلی کی دست درازی سے پیدا ہوئی تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے (بقیہ صفحہ ۲۹۲)

اور سلطان مودود کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی چند ناہ تک راجگان پنجاب لاہور پر محاصرہ ڈالے ہوئے جارحانہ حملہ کرتے رہے بالآخر فتحیابی سے ناامید ہو کر دوبالی ہرپالہ اور باس رائے نے اپنے اپنے شہروں کی جانب معاودت کی، عساکر اسلامیہ نے دوبالی کا تعاقب کیا۔ اسکے رکاب میں پانچہزار سوار اور ستر ہزار پیادہ تھے اپنے قلعہ میں پہنچکر قلعہ نشین ہو گیا لشکر اسلام نے محاصرہ ڈالکر لڑائی شروع کر دی دوبالی جنگ سے تنگ آ گیا تھا امن کا خواستگار ہوا قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں، دروازے کھولدیئے، لشکر اسلام نے اس قلعہ پر اور نیز اُن کل قلعات پر جو دوبالی کے قبضہ میں تھے فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا، مسلمان قیدیوں کو قید سے رہا کیا اور پانچ پانچ دراہم دیکر انکو انکے شہروں کی طرف رخصت کیا، بعد اسکے راجہ باس رائے کی طرف بڑھے، بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی راجہ باس رائے معہ پانچہزار سپاہیوں کے جو اسکی قوم سے تھے معرکہ کارزار میں مارا گیا، باقی ماندگان گرفتار کر لئے گئے مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔ ان واقعات سے راجگان ہندوستان کے قلب پر لشکر اسلام کے رعب کا سکہ بیٹھ گیا، سبھوں نے اطاعت و فرمانبرداری کی گردنیں جھکا دیں

باقی صفحہ ۲۹۱ کہ ۴۳۵ھ میں راجہ دہلی نے باتفاق اور دوسرے راجاؤں کے ہانسی اور تھانیسر پر حملہ کیا عمال غزنویہ مدافعت نہ کر سکے ملک قبضہ سے نکل گیا، راجہ دہلی نے ان شہروں پر قبضہ حاصل کر کے نگرکوٹ کی طرف قدم بڑھایا والی نگرکوٹ نے گورنر لاہور سے امداد طلب کی جب لاہور سے کمک نہ پہنچ سکی تو چار مہینہ کے محاصرہ کے بعد والی نگرکوٹ نے راجہ دہلی کو شہر سپرد کر دیا۔ راجہ دہلی نے شہر مفتوح ہونے کے بعد جس بتخانہ کو سلطان محمود نے مسمار و منہدم کر دیا تھا اسکی مرمت کرائی اور دوبارہ برسم قدیم ایک بت نصب کر کے رسوم بت پرستی کو جاری کیا، اس واقعہ سے ہندوؤں میں ایک تازہ روح پھونک دیگئی جوق جوق اُس بت کی زیارت کو آنے لگے، منتیں ماننے اور نذریں دینے لگے رفتہ رفتہ راجگان پنجاب کو یہ خبر پہنچی، مسلمانوں کو لاہور سے نکالنے پر کمربستہ ہو کر اوٹھ کھڑے ہوئے، دس ہزار سوار اور بیشمار پیادہ کی جمیعت سے لاہور پر چڑھ آئے دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر امیر مودود ۱۲

سالانہ خراج دینے کا عہد و پیمان کیا امان کے خواستگار ہوئے، اپنے اپنے ملکوں پر بحال رہنے کی درخواستیں دیں

سلطان مودود کی وفات عبدالرشید کی حکومت

۴۴۱ھ میں سلطان مودود نے سلجوقی ترکمانوں کے فساد و فتنہ انگیزی سے تنگ آکر امراء ماوراءالنہر اور گورنران مملکت غزنویہ کو فوجیں فراہم کرنے اور ترکمانوں پر مختلف سمت سے حملہ کرنے کے فرامین بھیجے تھے چنانچہ کالیجار گورنر اصفہان ایک عظیم فوج لیکر روانہ ہوا اتفاق کہ اثناء راہ سے بیمار ہو کر واپس گیا، خاقان، ترمذ کی جانب سے سلطان مودود کی ہدایت کے مطابق آ رہا تھا اور ایک دوسرا گروہ ماوراءالنہر سے خوارزم کی طرف بڑھ رہا تھا، سلطان مودود بھی غزنین سے ترکمانوں کے زیر کرنے کو فوجیں مرتب کر کے نکلا تھا، دو چار منزل طے کرنے کے بعد عارضہ قولنج میں مبتلا ہو کر غزنین واپس گیا۔ مگر وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق احمد میمندی کو سپہ سالار افواج شاہی مقرر کر کے سجستان کو ترکوں کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے روانہ کیا، رفتہ رفتہ درد میں اشتداد پیدا ہوا اور اسی شدت درد میں اپنی حکومت کے دسویں سال ماہ رجب ۴۴۱ھ میں سفر آخرت اختیار کیا

سلطان مودود کے انتقال کے بعد پانچ روز تک اسکا بیٹا سریر آرائے حکومت رہا پھر امرائے دولت نے اسکی کم سنی کی وجہ سے معزول کر دیا اور اسکے چچا علی بن مسعود کو حکومت کی کرسی پر بیٹھایا۔ سلطان مسعود نے اپنے ابتدائے حکومت کے زمانہ میں عبدالرشید بن سلطان محمود کو جو محمود بن سلطان محمود کا حقیقی بھائی تھا بست کے قریب ایک قلعہ میں قید کر دیا تھا، جس وقت وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق اس قلعہ کے قریب پہنچا اور اسکو سلطان مودود کی وفات کی اطلاع ہوئی، عبدالرشید کو قلعہ سے نکال کر لشکر گاہ میں لایا، حمام کرا کے عبائے حکومت اسکے زیب بدن کیا۔ امراء لشکر نے حکومت و سلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی اور اسکے ساتھ ساتھ دارالحکومت غزنین کی جانب لوٹے سلطان علی بن مسعود نے اس خبر سے مطلع ہو کر غزنین کو چھوڑ دیا، عنان حکومت و سلطنت سلطان عبدالرشید کے قبضۂ اقتدار میں آگئی سیف الدولہ

یا بروایت بعض مورخین جمال الدولہ کا مبارک لقب اختیار کیا خاندان سلطنت غزنویہ کی طوائف الملوکی اور کمزوری کی وجہ سے سلجوقی ترکمانوں کے قدم خراسان کی حکومت پر جم گئے اور آئندہ خطرات سے وہ بےخوف و خطر ہو گئے۔

قتل سلطان عبدالرشید و حکومت فرخ زاد

سلطان مودود کا ایک غلام ترکی النسل طغرل نامی تھا جو اسکی ناک کا بال ہو رہا تھا رفتہ رفتہ اسکی اسقدر عزت افزائی ہوئی کہ سلطان موصوف نے اسکو حاجب (لارڈ چیمبرلین) کے معزز عہدہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہیں واقعات کے اثناء میں سلجوقیوں نے سجستان پر قبضہ کر لیا تھا، بیغو کے حصہ میں یہ مملکت آئی تھی اس نے اپنی جانب سے ابوالفضل کو مامور کیا تھا۔ طغرل نے سلطان عبدالرشید کو مشورہ دیا کہ سجستان کو سلجوقیوں کے قبضہ سے نکال لینا چاہئے اور یہ امر کچھ مشکل نہیں ہے آپ مجھے فوج عنایت فرمایئے میں اسکو آپکے اقبال سے مسخر کر لونگا، چنانچہ طغرل ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے سجستان کی جانب روانہ ہوا حصن طاق کو چالیس روز کے محاصرہ کے بعد مسخر و مفتوح کیا، ابوالفضل نے ان واقعات سے بیغو کو مطلع کر کے امداد طلب کی، اس اثناء میں طغرل پہنچ گیا، فوجی باجے کی آواز سنائی دی، لوگوں نے ابوالفضل کو یہ باور کرایا کہ یہ آواز لشکر بیغو کے باجے کی ہے۔ ابوالفضل تپاک اور خوشی سے استقبال کی غرض سے شہر سے باہر آیا۔ رات کا وقت تھا کچھ سمجھ نہ سکا طغرل نے حملہ کر دیا، ابوالفضل شکست کھا کر ہرات کی جانب بھاگا، طغرل تین کوس تک تعاقب کر کے سجستان کی طرف واپس آیا اور اسپر قبضہ کر لیا، سلطان عبدالرشید کو اس غیبی کامیابی کی اطلاع دی اور خراسان پر حملہ کی غرض سے تازہ دم فوج بطور کمک طلب کی، سلطان عبدالرشید نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور فوجوں کو روانگی کا حکم دیا۔

طغرل کا دماغ اس کامیابی سے پھر گیا، حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی بجائے خراسان پر حملہ آور ہو کے غزنین کی جانب بڑھا جب پندرہ سولہ میل باقی رہ گیا تو سلطان عبدالرشید کو خط لکھا کہ آپ لشکر مرتب کر کے میرے پاس تشریف لائے اور میری تنخواہ بڑھائے سلطان

عبدالرشید نے اراکین دولت سے مشورہ کیا ان لوگوں نے باتفاق کہا کہ طغرل کا یہ فعل خالی از فریب نہیں ہے آپ اسکے پاس تشریف نہ لیجائے۔ سلطان عبدالرشید نے ساری فوج طغرل کی طلبی پر پہلے ہی بھیجدی تھی، جو کچھ تھوڑی سی جمعیت باقی رہ گئی تھی انکو لیکر قلعہ غزنیں میں قلعہ بند ہو گیا۔ اگلے دن طغرل غزنیں میں داخل ہوا تخت شاہی پر قبضہ کر لیا، اہل قلعہ کو دہمکی دی کہ اگر سلطان عبدالرشید کو تم لوگ میرے حوالہ نکردوگے تو تمہاری خیر نہیں ہے۔ ایک ایک کو چن چن کر قتل کرونگا، اہل قلعہ پر اسقدر رعب غالب ہوا کہ سلطان عبدالرشید کو طغرل کے حوالہ کر دیا طغرل نے سلطان عبدالرشید کو قتل کر ڈالا اور اسکی بیٹی سے نکاح کر لیا ۔[1] . . . . اور اسکو بدلہ لینے پر ابھارنے لگے چنانچہ ایک روز اس نے طغرل کو قتل کر ڈالا واقعہ قتل کے پانچویں روز ذخیر حاجب غزنیں پہنچا کل سرداران لشکر، امراء شہر اور اراکین دولت کو مجتمع کر کے فرخ زاد بن سلطان مسعود کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی، نظم و نسق سلطنت میں اسکا ہاتھ بٹایا جن لوگوں نے سلطان عبدالرشید کے قتل میں طغرل کا ساتھ دیا تھا انکو قتل کیا ۔[2] . . . . . .

. . . . ترکمانوں سے

سے مڈبھیڑ ہوا۔ اور انکو ہزیمت دی غزنیں میں داخل ہوا اور اسکو انکے قبضہ سے نکال لیا پھر غزنیں سے کران اور ستوران کی جانب بڑھا اور ان کو بھی بزور تیغ مفتوح کیا۔

کران ایک شہر ہے جو غزنیں اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے۔ اس کران سے

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے طغرل نے سلطان عبدالرشید کے قتل کرنے اور اسکی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد انوشتگین کرخی گورنر لاہور کو دوستانہ خط لکھا اور اس واقعہ سے اسکو مطلع کیا۔ انوشتگین نے طغرل کو نہایت سخت و درشت جواب لکھا اور در پردہ سلطان مقتول کی لڑکی اور نیز دوسرے امراء دولت غزنویہ کو خطوط لکھے۔ نصیحت و فضیحت کی، طغرل کے قتل کی ترغیب دی چنانچہ عین نوروز کے دن جس وقت طغرل دربار میں شاہی تخت پر جلوس کر رہا تھا مار ڈالا گیا۔ چالیس روز حکومت کی۔

[2] اصل کتاب میں قریب دو ورق کے سادہ چھٹے ہیں۔

وہ کرمان مراد نہیں ہے جو فارس کا مشہور شہر ہے۔

بعد اسکے غیاث الدین نے بقصد تسخیر لاہور دریائے سندھ کو عبور کرنے کا قصد کیا۔ خسرو شاہ بن بہرام شاہ نے مزاحمت کی جس سے غیاث الدین کو ناکامی کے ساتھ واپس ہونا پڑا، صوبہ انبار اور ہندوستان کے بعض مقامات پر قبضہ حاصل کرتا ہوا فیروزکوہ کی جانب لوٹا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنین کی حکومت پر مامور کیا۔

انقراض حکومت بنو سبکتگین شہاب الدین غوری غزنین پر قبضہ کرنے کے بعد اہل غزنین کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا غزنین کے قرب وجوار کے شہروں اور ہندوستان کے پہاڑی مقامات کو جو اس سے متصل تھے مفتوح و مسخر کرلیا۔ حکومت و سلطنت کو استحکام حاصل ہوگیا۔ اس وقت بھی سبکتگین کے قبضہ میں ہندوستان کے چند مقامات باقی رہ گئے تھے جنکا دار الحکومت لاہور تھا اور خسرو ملک اسپر حکمرانی کرتا تھا۔ چنانچہ غیاث الدین نے ۵۷۹ھ میں ایک عظیم فوج لیکر لاہور پر چڑھائی کی۔ دریائے سندھ کو عبور کرکے لاہور کا محاصرہ کرلیا۔ اور جب محاصرہ و جنگ میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو میل جول کی فکر کی، امان دینے کا وعدہ کیا، رشتہ مصاہرت کی بنیاد ڈالی، جاگیریں دیں مگر شرط یہ لگادی کہ قلعہ چھوڑ کر ہمارے لشکرگاہ میں آجاؤ اور ہمارے بھائی کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا جائے خسرو ملک تاڑ گیا۔ چالیس خالی از فریب نہیں ہیں کل شرطوں کی پابندی سے انکار کردیا، شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی، بیرونی آمد و شد ایک قلم بند کردی، غلہ و رسد کی کمی سے اہل شہر کا برا حال ہوگیا، شہاب الدین سے سازش کی فکریں کرنے لگے، خسرو ملک نے اس امر کا احساس کرکے قاضی اور خطیب کو شہاب الدین کے پاس امن کی درخواست لیکر بھیجا، چنانچہ شہاب الدین نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا، کامیابی کا جھنڈا اڑاتے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔

خسرو ملک معہ اپنے لڑکوں اور اعزہ و اقارب کے دو مہینے کے بعد غیاث الدین کے پاس بھیج دیا گیا۔ غیاث الدین نے سبھوں کو ایک قلعہ میں قید کردیا، حکومت بنو سبکتگین کا یہ آخری

دور تھا، خسرو ملک کی موت سے سبکتگین کے خاندان سے حکومت و سلطنت جاتی رہی واللہ یرث الارض ومن علیہا۔

بنی سبکتگین کی دولت و حکومت کا بنیادی پتھر ۳۶۶ھ میں رکھا گیا تھا (اور ۵۷۹ھ میں شہاب الدین غوری کے ہاتھوں برباد و تباہ ہوئی) اس حساب سے دو سو تیرہ سال انہوں نے حکومت کی۔

(مترجم) سلطان فرخ زاد کے بعد خاندان سلطنت سبکتگین سے اور چھ شخصوں نے حکومت کی۔ آخری بادشاہ خسرو ملک بن خسرو شاہ تھا چونکہ اصل کتاب تاریخ ابن خلدون میں اس مقام پر تقریباً دو ورق سادہ پڑے ہوئے ہیں اس وجہ سے مورخ علامہ ابن خلدون کے زبان قلم سے انکی داستانیں ہم نہیں سن سکے صرف خسرو شاہ کے کچھ واقعات اجمالاً لکھ دیئے ہیں میں انکے واقعات اور کتب تواریخ سے منتخب کر کے لکھتا ہوں۔

فرخ زاد کی تخت نشینی کے بعد دولت سبکتگین کے انقلاب سے ترکمانوں نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ فوجیں مرتب کر کے دار السلطنت غزنیں پر چڑھ آئے۔ اتوشتگین کرخی نے غزنیں سے نکل کر ترکمانوں کی مدافعت کی سخت خونریز جنگ کے بعد سلجوقی ترکمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ اس کامیابی کے بعد سلطان فرخ زاد نے خراسان کی جانب قدم بڑھایا، سلجوقیوں کی جانب سے کلیسارق، سپہ سالار مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر میدان سلطان فرخ زاد کے ہاتھ رہا، کلیسارق معہ چند سرداران لشکر کے گرفتار ہو گیا، جعفر بیگ داؤد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنے بیٹے الپ ارسلان کو فوج عظیم کے ساتھ سلطان فرخ زاد سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اتوشتگین کرخی مقابل ہوا اس جنگ میں اتوشتگین کو ہزیمت ہوئی بعض سرداران لشکر غزنیں گرفتار کر لئے گئے، الپ ارسلان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اپنے باپ جعفر بیگ داؤد کے پاس واپس آیا۔

سلطان فرخ زاد نے معاملہ کا رنگ دگرگوں دیکھ کر کلیسارق کو معہ اسکے ہمراہیوں کے گرانبہا خلعت عطا کر کے قید سے رہا کر دیا، سلجوقیوں پر اس سے بہت بڑا اثر پڑا، انہوں نے

بھی قید یان لشکر فرخ زاد کو قید سے آزاد کر کے غزنین بھیجدیا۔

سلطان فرخزاد نے چھ سال حکومت کی ۴۵۰ھ میں بعارضہ قولنج انتقال کیا۔ ابتدائی زمانہ حکومت میں حسن بن مہران عہدہ وزارت سے ممتاز رہا، اور آخری عہد سلطنت میں ابوبکر بن صالح قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

سلطان ابراہیم | سلطان فرخ زاد کے سفر آخرت اختیار کرنے کے بعد ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود مسند حکومت پر متمکن ہوا، زاہد، متورع اور دلیر تھا، اوایل ہی عہد حکومت میں اپنے بحکمت عملی سلجوقی ترکمانوں سے مصالحت کرلی جس سے کوئی خطرہ آیندہ جنگ کا باقی نہ رہا، سلطان ملک شاہ سلجوقی کی لڑکی سے اپنے بیٹے مسعود کا عقد کر کے رشتہ اتحاد کو اور زیادہ مضبوط کردیا،

چونکہ سلطان ابراہیم کو سلجوقیوں کے دست برد اور غارتگری سے کافی طور سے اطمینان ہوگیا تھا اسوجہ سے ۴۷۲ھ میں ہندوستان کے بعض مقامات کے مفتوح کرنے کی طرف عنان توجہ منعطف کی قلعہ اجودھن درویال کو بزور تیغ مفتوح کیا بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اجودھن کو آب پٹن کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہاں پر شیخ فرید شکر گنج کا مقبرہ ہے اور ہندی مسلمانوں کا زیارت گاہ ہے۔

سلطان ابراہیم نے ۴۸۱ھ بروایت بعض مورخین ۴۹۲ھ میں چھتیس (۳۶) لڑکے اور چالیس (۴۰) لڑکیاں چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا بموجب روایت اول اکتیس سال اور پچھلی روایت کے اعتبار سے بیالیس برس حکومت کی اسکے زمانہ حکمرانی میں خانہ جنگیاں نہیں ہوئیں، مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ رنگنے کا موقع ہیں نہیں آیا۔ اوائل عہد حکومت میں ابو سہل نجندی اور خواجہ مسعود رنجی عہدہ وزارت سے ممتاز تھے، آخری عہد سلطنت میں عبدالحمید احمد بن عبدالصمد وزیر السلطنت ہوا۔

سلطان علاء الدولہ | سلطان ابراہیم کے بعد علاء الدولہ مسعود سریر آرائے حکومت

ہوا عادل، منصف، خلیق اور سخی تھا سلجوقی ترکمانوں سے اسکے مراسم دوستانہ تھے، سلطان سنجر سلجوقی کی بہن مہد عراق سے نکاح کیا، اسکے عہد حکومت میں بھی مسلمانوں میں خونریزی نہیں ہوئی، طغاتکین حاجب گورنر لاہور نے ہندوستان کے بعض مقامات پر فوج کشی کی بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوا۔

سلطان علاء الدولہ نے سولہ سال کمال بیفکری سے حکومت کرکے آخری ۵۰۸ھ میں وفات کی، تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ سلطان علاء الدولہ کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ حکمراں ہوا، اور ایک سال بعد ۵۰۹ھ میں اپنے بھائی ارسلان کے ہاتھ مارا گیا، لیکن عام مورخین سلطان علاء الدولہ کے بعد ہی ارسلان شاہ کو بلا واسطہ تخت حکومت پر بٹھادیتے ہیں۔

سلطان الدولہ ارسلان ارسلان شاہ نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی اپنے کل بھائیوں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا البتہ بہرام شاہ بھاگ گیا، سلطان سنجر کے پاس جاکر پناہ گزیں ہوا سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان پر حکمرانی کرتا تھا، ہر چند سلطان ارسلان نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کی بابت خط وکتابت کی، واپس بھیجنے کی تاکید لکھی سلطان سنجر نے ایک نہ سنی، بلکہ جھلاکر بہرام شاہ کی بیکسی پر نظر کرکے غزنیں پر چڑھائی کردی، ارسلان شاہ کے ہوش وحواس اس خبر کے سننے سے جاتے رہے، سلطان محمد سے سلطان سنجر کی فوج کشی کی شکایت کی اور اس فعل سے باز رکھنے کو لکھا، مگر کچھ سود مند نہوا، پھر اپنی ماں مہد عراق کو سلطان سنجر کی خدمت میں بہت سے تحائف دیکر سفارش کی غرض سے بھیجا، چونکہ مہد عراق کو ارسلان شاہ کی زیادتیوں اور بھائیوں کے قتل وقید سے بجائے خود ملال وشاکی تھی، اسوجہ سے اسنے برعکس سفارش غزنیں پر فوج کشی کرنے کی تحریک کی، تیس ہزار سواروں اور چھپن زنجیر فیل سے ارسلان شاہ مقابلہ پر آیا، پیادوں کا کوئی شمار نہ تھا، غزنیں سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ بندی ہوئی، سخت لڑائی ہوئی، ہزاروں آدمی کام آگئے ارسلان شاہ شکست کھاکر ہندوستان کی جانب بھاگا، سلطان سنجر فتحیابی کا جھنڈا لیے ہوئے غزنیں میں داخل ہوا، چالیس روز قیام پذیر رہا،

بعد اسکے بہرام شاہ کو غزنین کے تخت حکومت پر بٹھا کر خراسان کی جانب مراجعت کی، ایک مدت کے بعد یہ خبر ارسلان شاہ تک پہنچی، ہندوستانی فوجیں فراہم کرکے غزنین پر یلغار کر دیا، بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا قلعہ بامیاں میں پناہ گزین ہو گیا، سلطان سنجر کو اسکی اطلاع ہوئی، فوجیں مرتب کرکے آپہنچا ارسلان شاہ افغانستان کی طرف بھاگا، سلطان سنجر نے تعاقب کیا اور گرفتار کرکے بہرام شاہ کے سپرد کر دیا بہرام شاہ نے قتل کر ڈالا ستائیس سال کی عمر پائی تین سال حکومت کی۔

بہرام شاہ ارسلان شاہ کے گرفتار ہونے اور مارے جانے سے بہرام شاہ کی حکومت مستقل ہو گئی بلا مزاحمت غیرے وخطرہ دیگرے حکمرانی کرنے لگا، اسی کے زمانہ حکومت میں کلیلہ دمنہ کا ترجمہ عربی سے فارسی میں ہوا، شیخ نظامی نے مخزن الاسرار اسکے نام نامی سے معنون کیا، نہایت ذی شوکت، باحشمت بادشاہ تھا، ہر ذی علم کی اسکے علمیت کے مطابق قدر کرتا تھا،

بہرام شاہ نے دو بار ہندوستان کا قصد کیا، پہلے مرتبہ کا یہ واقعہ ہے کہ محمد باہلیم جو سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے لاہور کی گورنری پر تھا، سلاطین غزنویہ کی باہم خانہ جنگی میں مصروف ہونے اور ارسلان شاہ کے مارے جانے کی وجہ سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، بہرام شاہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہندوستان کا رخ کیا، ۲۷ رمضان ۵۱۲ھ میں محمد باہلیم گرفتار کر لیا گیا، محمد باہلیم نے معذرت کی آئندہ اطاعت وفرمانبرداری کا حلف لیا، بہرام شاہ نے عفو تقصیر کرکے پھر اس کے عہدہ پر بحال کر دیا، بہرام شاہ کی واپسی کے بعد محمد باہلیم کو پھر خودسری کی سوجھی، بہرام شاہ کو اسکی خبر لگی، فوجیں مرتب کرکے غزنین سے محمد باہلیم کی گوشمالی کو روانہ ہوا محمد باہلیم معہ اپنے لڑکوں کے مقابلہ پر آیا۔ ملتان کے قریب ایک میدان میں صف آرائی ہوئی۔ پہلے ہی جنگ میں محمد باہلیم ہزیمت اٹھا کر بھاگا، اثنار دار وگیر میں گھوڑے سے گر کر مر گیا، بہرام شاہ نے مملکت ہندوستان پر سالار حسین بن ابراہیم علوی کو مامور کرکے غزنین کی جانب مراجعت کی۔

بہرام شاہ کی آخری حکومت کے زمانہ میں قطب الدین محمد غوری سوری جو کہ اسکا داماد بھی تھا کسی سازش کے شبہ سے حسب حکم بہرام شاہ قتل کیا گیا، سیف الدین سوری اپنے بھائی کے انتقام

لینے کو غزنیں پر حملہ آور ہوا، بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا کرمان کی جانب بھاگا (یہ کرمان غزنیں اور ہندوستان کے درمیان میں ہے) سیف الدین نے غزنیں میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا، اور اپنے بھائی علاء الدین کو غور کی حکومت پر بھیج دیا جب سردی کا موسم آیا اور برف کی وجہ سے غور کا راستہ بند ہو گیا، اسوقت بہرام شاہ نے غزنیں پر حملہ کیا، اہل غزنیں کے قلوب بہرام شاہ کے ساتھ تھے اور زبان سیف الدین سوری کے ساتھ۔ چنانچہ مقابلہ کے وقت اہل غزنیں نے سیف الدین سوری کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ بہرام شاہ نے سیف الدین سوری کا منہ کالا کرا کے کمزور و ناتوان بیل پر سوار کرا کے سارے شہر غزنیں میں تشہیر کرائی لڑکے بوڑھے، اور جوان مسخرہ پن کرتے تھے تشہیر کے بعد نہایت بیرحمی سے قتل کیا اور سر کو عراق میں سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا علاء الدین اس خبر وحشت اثر کو سنکر غصہ سے کانپ اٹھا اپنے بھائی کے انتقام لینے کو غزنیں کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اسکے پہنچنے سے پہلے بہرام شاہ نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا تھا صحیح روایت یہ ہے کہ بہرام شاہ نے ۵۴۸ھ میں وفات پائی پینتیس سال حکومت کی۔

ظہیر الدین خسرو شاہ بہرام شاہ کی وفات کے بعد اسکا بیٹا خسرو شاہ سریر آرائے حکومت ہوا اسی زمانہ میں علاء الدین غوری کی فوج کشی کی خبر پہنچی، خسرو شاہ معہ اپنے اہل و عیال کے غزنیں چھوڑ کر لاہور کی طرف بھاگا۔

علاء الدین غوری نے غزنیں میں داخل ہو کر تخریب کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا سات روز تک قتل عام ہوتا رہا مکانات شاہی جلا ڈالے غزنوی عورتوں تک کو قتل کیا غرضکہ اسکو کسی پر رحم نہ آیا اسی وجہ سے جہانسوز کے لقب سے ملقب کیا گیا۔

علاء الدین جہانسوز کے واپس ہونے کے بعد خسرو شاہ بامید امداد سلطان سنجر لاہور سے بقصد غزنیں روانہ ہوا لیکن کامیابی نہ ہوئی، پھر واپس لاہور ہوا ۵۵۵ھ میں سات سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔

خسرو ملک خسرو شاہ کے انتقال کے بعد خسرو ملک اسکا بیٹا لاہور کے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ہندوستان کے جن جن شہروں پر سلطان ابراہیم اور بہرام شاہ کا قبضہ تھا ان سب پر خسرو شاہ قابض

و متصرف ہوا۔

سلطان شہاب الدین نے غزنین کے لینے پر اکتفا نہ کر کے ہندوستان کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ افغانستان، ملتان اور سندھ کو مسخر کرتا ہوا ۵۷۶ھ میں لاہور پہنچا خسرو شاہ مقابلہ نہ کر سکا قلعہ نشین ہوگیا، شہاب الدین نے اظہار تسلط کے خیال سے ملک شاہ بن خسرو شاہ کو مع ایک زنجیر فیل کے لیکر مراجعت کردی پھر ۵۸۰ھ میں لاہور پر دوبارہ فوج کشی کی خسرو ملک نے قلعہ بندی کر لی شہاب الدین نے لاہور کے اطراف وجوانب کو تاخت وتاراج کر کے قلعہ سیالکوٹ بنوایا اور اپنے ایک معتمد امیر کے سپرد کر کے غزنین واپس گیا، خسرو ملک نے کچھ فوجیں فراہم کر کے قلعہ سیالکوٹ پر دھاوا کر دیا، لیکن ناکام واپس آیا، شہاب الدین کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے لاہور کے مسخر کرنے کا عزم بالجزم کر کے ہندوستان کی جانب کوچ کیا اظہار محبت کی غرض سے ملک شاہ بن خسرو ملک کو حشم و خدم کے ساتھ بہمراہی چند امرائے دولت غوریہ لاہور کی جانب روانہ کیا، ادھر خسرو ملک یہ سنکر مارے خوشی کے جامہ میں نہ سمایا عیش وطرب میں مشغول ہوگیا اُدھر دوسری طرف سے شہاب الدین لاہور پر پہنچ گیا، خسرو ملک کی اسوقت آنکھیں کھلیں جبکہ لاہور کا شہاب الدین محاصرہ کئے ہوئے تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ خسرو ملک کے قبضہ اقتدار سے لاہور بھی نکل گیا اور شہاب الدین لاہور کے تخت حکومت کا مالک ہوگیا۔

بنی سبکتگین کے عروج سلطنت کا زمانہ بھی تم نے دیکھ لیا اور زوال حکومت کی داستانیں بھی تم اوپر پڑھ آئے اب یہ دیکھنا ہے کہ زوال حکومت کے اسباب کیا ہوئے، ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولاً سلطان محمود کے بعد خانہ جنگی کا دروازہ کھل گیا جس سے خاندانی قوت کا شیرازہ منتشر ہوگیا پہلے سلطان محمد اور سلطان مسعود میں لڑائیاں ہوئیں پھر سلطان محمد اور سلطان مودود و باہم نبرد ہوئے، پانچ چھ روز کے لیے ابو جعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود حکمراں بنایا گیا باستگین حاجب اور علی بن ربیع میں اس بابت مناقشہ پیدا ہوگیا باہم لڑائی ہوئی بالآخر علی بن مسعود تخت حکومت پر بٹھایا گیا بعد اسکے سلطان عبدالرشید دعویدار حکومت

ہوا، بیچارہ علی بن مسعود مقابلہ نہ کر سکا تخت حکومت چھوڑ کر بھاگ گیا غرضکہ سلاطین آل سبکتگین آپس کے جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو رہے تھے اور سلجوقی ترکمان اپنی غارتگری سے عالمگیری کا جھنڈا بلند کئے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں غوریوں کا ایک گروہ نکل پڑا جنہوں نے انکا استیصال کر دیا ثانیاً سلطان مسعود نے بہت بڑی غلطی یہ کی کہ ۴۲۲ھ میں جس وقت سلجوقیوں نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور غارتگری کر رہے تھے اسوقت سلطان مسعود نے انکا استیصال نہ کیا اور ہندوستان پر فوج کشی کر دی۔ اگرچہ ارکین دولت نے اس رائے سے مخالفت کی مگر ہونے والی بات سلطان مسعود نے یہ جواب دیا کہ آیندہ موسم بہار میں سلجوقی ترکمانوں کی سرکوبی کیجائیگی بالفعل موسم زمستان کو ہندوستان کی فوج کشی میں تمام کرنا چاہیے، چنانچہ موسم زمستان تمام کر کے جب ہندوستان سے واپس ہوا تو سلجوقیوں کی قوت بڑھ گئی تھی، اکثر صوبجات پر قابض ہو گئے تھے، سلطان مسعود کو بدرجہ مجبوری غزنین چھوڑنا پڑا خود اسکے لشکریوں نے شورش کر کے اسکو تخت حکومت سے معزول کیا یہی نہیں ہوا بلکہ قتل کر ڈالا رہا سہا زور بازو بھی جاتا رہا اسکے بعد پھر کوئی اس قوت و حوصلہ کا بھی حکمراں اس خاندان میں پیدا نہوا روز بروز کمزور اور اپنے حریفوں سے دبتے ہی گئے یہانتک کہ حکومت و سلطنت ہاتھ سے جاتی رہی۔ ولقد صدق ما قال اللہ تعالے

تلك الايام نداولها بين الناس

انتہی کلام المترجم

ملخصاً من تاریخ الکامل لابن اثیر و تاریخ فرشتہ و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و طبقات ناصری وغیرہا

دیکھو شجرہ صفحہ ۳۰۴

شجرہ ملوک بنو سبکتگین مرتبہ مترجم

نوشیرواں - ہرمز - خسرو پرویز - شہریار - یزدجرد

- فیروز
- قرانعمان
- قرالمت
- قرارسلان
- جوق قراجگم
- (۱) امیر سبکتگین
- (۲) محمود غزنوی
  - (۳) محمد
  - (۴) مسعود
    - (۵) مودود
      - (۶) مسعود
    - (۱۰) ابراہیم
      - (۱۱) مسعود
        - (۱۲) ارسلان ملک
        - (۱۳) بہرام شاہ
          - (۱۴) خسرو شاہ
            - (۱۵) خسرو ملک
    - (۹) فرخ زاد
    - (۷) علی
  - (۸) عبدالرشید

امیر سبکتگیں بانی دولت بنو سبکتگیں ہے اور خسرو ملک آخری حکمراں ملوک بنو سبکتگین، پندرہ شخصوں نے حکومت کی، چنانچہ اسی ترتیب سے نمبر لگائے گئے سلطان محمد نے دوبار عصائے حکمرانی زیب بدن کی۔ ایک دفعہ بعد انتقال سلطان محمود، دوبارہ بعد قید مسعود جو چوتھے نمبر پر ہے

اخبار دولت ترک حکمرانان کاشغر و ترکستان از آغاز تا انقراض

یہ ترک ترکستان کے حکمرانان تھے، میں انکی ابتدائے حکمرانی کے اسباب و واقعات کو دریافت نہیں کر سکا اور نہ میں یہ معلوم کر سکا کہ ان میں سب سے پہلے کس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی، مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے جو شخص سب کے پہلے مشرف باسلام ہوا وہ سبق قراخان تھا جسکو بعد اسلام لانے کے عبدالملک کے نام سے موسوم کیا، اسکے قبضہ اقتدار میں سارا ترکستان تھا اور دارالحکومت کاشغر تھا، چین کے دروں تک اسکی حکومت کا سلسلہ قائم تھا شمال میں طراز اور اشاش کے بلاد واقع تھے جسکے حکمران بھی ترک تھے مگر ان میں سے ملوک ترکستان کی حکومت بڑھی چڑھی تھی، مغرب کی جانب ماوراءالنہر کے صوبجات تھے جسکی عنان حکومت ملوک بنی سامان کے قبضہ و تصرف میں تھی انکا مقر حکومت بخارا تھا۔

بادشاہ ترکستان دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنے مقبوضات پر حکمرانی کرتا رہا، اسی زمانہ سے ملوک سامانیہ کے ساتھ رقابت کا مضمون پیدا ہوا باہم لڑائیاں ہوتی رہیں، ایک دوسرے پر فوج کشی کرتا رہا، رفتہ رفتہ امیر نوح بن منصور کا دور حکومت آیا۔ یہ چوتھی صدی ہجری تھی ملوک سامانی کمزور ہوگئے تھے، خراسان کے صوبوں میں بغاوتیں پھوٹ نکلی تھیں ابو علی بن سیمجور باغی ہوگیا، بقراخاں والی ترکستان سے خط و کتابت کا سلسلہ پیدا کیا، بخارا پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ بقراخاں کے دماغ میں ملک گیری کی ہوا سمائی ملوک سامانی کے مقبوضات پر ہاتھ بڑھایا اور یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرتا گیا، امیر نوح سامانی نے اسکے روک تھام پر فوجیں روانہ کیں، نامی نامی سپہ سالاروں کو مامور کیا۔ بقراخاں برسر مقابلہ آیا اور امیر نوح کی فوج کو شکست دیکر چند سپہ سالاروں کو گرفتار کر لیا۔ سپہ سالار فایق، بقراخاں کے پاس چلا گیا اور اس کے مخصوص مصاحبوں میں داخل ہوگیا، امیر نوح، ہزیمت اٹھا کر بخارا واپس آیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور بقراخاں بوقت مراجعت اثناء راہ میں انتقال کر گیا۔

ایلک خاں سلیمان | بقراخاں نے بخارا سے ایسی حالت میں ترکستان کی جانب مراجعت کی جبکہ

وہ ایک مہلک عارضہ میں مبتلا تھا، چنانچہ اسی عارضہ میں ترکستان نہ پہنچنے پایا تھا کہ مر گیا یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے۔

بقراخان، دیندار، عادل، خوش اخلاق، علماء، فضلاء اور مذہبی اشخاص کی عزت کرتا تھا اگرچہ مذہبا سنی تھا مگر مزاج میں تشیع زیادہ تھا۔

بقراخان کے مرنے پر اسکا بھائی ایلک خان سلیمان فرمانروا ہوا، شہیر الدولہ کا لقب اختیار کیا، ترکستان اور اسکے صوبجات پر متصرف ہوا۔ اسی نے فائق کی امیر نوح سے سفارش کی چنانچہ امیر نوح نے سمرقند کی گورنری پر فائق کو مامور کیا۔

بقراخان اور امیر نوح کی لڑائی اور مزاحمت کے بعد ابو علی بن سیمجور نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا امیر نوح نے اپنے سپہ سالار سبکتگین کو ابو علی کی سرکوبی پر مامور کیا، چنانچہ سبکتگین نے ابو علی کو خراسان سے مار کر نکال دیا بعد اسکے ۳۸۵ھ میں بکتروں نے سر اٹھایا اسی اثناء میں سبکتگین انتقال کر گیا۔ ملوک سامانی کمزور ہو گئے بکتروں نے فائق سے سازش کر کے امیر منصور کو معزول کر دیا پھر معزولی ہی پر اکتفا نہیں کی ۳۸۹ھ میں بمقام خراسان آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ ملوک سامانی کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

بکتروں نوح کے غلاموں سے تھا، ان تبدیلیوں سے ایلک خان مطلع ہوا تو اس کو بخارا پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی ترکوں کی فوجیں مہیا کر کے باظہار اس امر کے کہ میں امیر بخارا عبدالملک کی حمایت و مدد کو آ رہا ہوں بخارا کی طرف قدم بڑھایا بکتروں اور دوسرے سپہ سالاران لشکر فرط خوشی سے استقبال کو آئے ایلک خان نے سبھوں کو گرفتار کر لیا، اور بلا جدال و قتال اس کر و فر سے ذیقعدہ ۳۸۹ھ میں بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا اور بیچارے عبدالملک کو گرفتار کر کے قید کر دیا عبدالملک اسی حالت قید میں قید حیات سے سبکدوش ہو گیا، عبدالملک کے ساتھ اسکے برادران ابوالحرث منصور مخلوع، اسماعیل، یوسف اور اسکے چچا محمود اور داؤد وغیرہم بھی قید کر دیئے گئے تھے انہیں واقعات سے ملوک سامانی کی حکومت و سلطنت منقرض ہو جاتی ہے والبقاء للہ تعالیٰ۔

ایلک خان بخارا میں ہم اوپر لکھ آئے کہ اسماعیل سامانی جیل سے بھاگ کر خوارزم چلا گیا تھا یہاں پہ

ایلک کے سپہ سالاران لشکر آکر مجتمع ہوئے اور دوبارہ حکومت و سلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی "المستنصر" کا مبارک خطاب دیا، پس المستنصر نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بخارا پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا ایلک خاں کی فوج مقابلہ پر آئی لیکن پہلے ہی حملہ میں گھونگھٹ کھا گئی، بخارا چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی بخارا میں ایلک خاں کی طرف سے جعفر تگین حکمرانی کر رہا تھا۔ منہزمین کا سمرقند تک تعاقب کیا گیا، اس اثناء میں بہت سے ترکمان امیر اسماعیل کے پاس آکر مجتمع ہو گئے جس سے انکی جمعیت بڑھ گئی۔ ایلک خاں اپنے بھائی جعفر تگین کی ہزیمت سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج لیکر مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں نے اطراف سمرقند میں (۳۹۲ھ میں) صف آرائی کی۔ میدان جنگ اسماعیل کے ہاتھ رہا۔ ایلک خاں کو ہزیمت ہوئی اسکے سپہ سالاران لشکر گرفتار کر لئے گئے، لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ترکمانوں نے جو امیر اسماعیل کے رکاب میں تھے اپنے شہروں کی طرف مراجعت کی قیدیوں کی بابت مشورہ کرنے لگے امیر اسماعیل ان لوگوں کی سرگوشیوں سے مشتبہ ہو گیا بخوف جان دریا کو عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا ایک جماعت نوجوانان سمرقند کی اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہوئی جس سے اسماعیل کی قوت پھر عود کر آئی ایلک خاں فوجیں فراہم کر کے دوبارہ مقابلہ پر آیا۔ اطراف اشروسنہ میں دونوں فریق نے مورچہ بندی کی۔ اس معرکہ میں امیر اسماعیل کو ہزیمت ہوئی، دریا کو عبور کر کے جرجان کی طرف گیا، پھر وہاں سے مرو چلا گیا۔ ادہر سلطان محمود نے اسکے تعاقب پر ایک لشکر خراسان سے روانہ کیا اُدھر قابوس نے بھی ایک فوج اس بچارہ کے مقابلہ پر بھیجدی، مجبوراً ماوراء النہر کی جانب لوٹا ہمراہیوں نے روزانہ سفر و جنگ سے تنگ آکر ساتھ چھوڑ دیا، بحال پریشان عرب کے ایک قبیلہ میں جا اترا۔ یہ قبیلہ سلطان محمود کا مطیع تھا۔ دن بھر ان لوگوں نے کچھ تعرض نہ کیا۔ جوں ہی رات ہوئی مار ڈالا امیر اسمٰعیل کے مارے جانے سے بخارا کی حکومت پر ایلک خاں کے قدم جم گئے اسنے اپنی طرف سے اپنے بھائی علی تگین کو مامور کیا۔

ایلک خاں و سلطان محمود تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ قبضہ بخارا کے بعد ایلک خاں اور سلطان محمود میں بجید ہم اتحاد بڑھے، لیکن زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ لگانے بجھانے والوں نے ایلک خاں

اور سلطان محمود میں ناصافی پیدا کر دی پس جس وقت سلطان محمود نے ملتان پر بقصد جہاد فوج کشی کی ایلک خان کو خراسان پر حملہ کرنیکا موقع مل گیا۔ اپنے بھائی سباسی تگین کو جو اسکے لشکر کا سپہ سالار تھا مع چند سرداران لشکر کے بلخ کی جانب روانہ کیا، ارسلان حاجب سلطان محمود کی طرف سے ہرات کی گورنری پر تھا اس نے سباسی تگین کی خبر سنکر ہرات کو چھوڑ دیا، سباسی تگین نے ہرات پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا، سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی، غضبناک ہندوستان سے مراجعت کی، اپنے رکاب کی فوج کو انعامات دیکر آرام کرنیکی غرض سے رخصت کیا اور خلیجہ ترکمانوں سے لشکر مرتب کر کے بلخ کا قصد کیا۔ بلخ میں اسوقت ایلک خان کی جانب سے جعفر تگین حکومت کر رہا تھا، جعفر تگین مقابلہ نہ کر سکا بلخ کو چھوڑ کر ترمذ کی طرف بھاگا، سلطان محمود نے دوسرا لشکر سباسی تگین کی سرکوبی کو ہرات کی طرف روانہ کیا، سباسی تگین بھی ہرات چھوڑ کر مرو کی طرف بھاگ نکلا دریا کو عبور کرنیکا قصد کیا، ترکمانوں کی فوج نے حملہ کر کے عبور کرنے سے روک دیا۔ تب سباسی تگین مجبور ہو کر ابی ورد کی طرف بھاگا۔ شاہی لشکر تعاقب میں تھا، ابی ورد کو بھی محفوظ مقام نہ سمجھکر خراسان کی طرف حالت اضطراب میں بھاگا، ادھر سلطان محمود تھا، اس نے نہایت سختی سے حملہ کیا سباسی تگین کو جان کے لالے پڑ گئے، بہت بری طرح سے ہزیمت اٹھا کر بھاگا، اسکا بھائی مع چند سرداروں کے گرفتار کر لیا گیا سباسی تگین نے بہزار دقت دریا کو عبور کر کے اپنے بھائی ایلک خاں کے پاس جا کر دم لیا عساکر شاہی نے اسکے کل ہمراہیوں کو خراسان سے مار پیٹ کر جلاوطن کر دیا۔

ایلک خاں نے اس ہزیمت کے بعد قدر خان بن بقراخان بادشاہ ختن سے امداد کی درخواست کی چنانچہ قدر خان ترکوں اور دیہاتی ہنود سے لشکر مرتب کر کے ایلک خاں کی کمک پر آیا بلخ سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا سلطان محمود کو اسکی اطلاع ہوئی، فوجیں لیکر ایلک خاں کے مقابلہ پر آپہونچا۔ ایک شبانہ روز سخت خونریز جنگ ہوئی، دوسرے دن اس سے زیادہ سختی سے لڑائی کا بازار گرم ہوا، دونوں حریف نہایت استقلال سے لڑ رہے تھے کہ سلطان محمود نے ہاتھیوں کو ایلک خاں کے قلب لشکر کی طرف بڑھانے کا حکم دیا، ان کالی کالی پہاڑیوں کا حرکت کرنا تھا کہ ایلک خان کی فوج میں بھگدڑ مچگئی، لشکر کی

ترتیب جاتی رہی نہایت بے سروسامانی سے بھاگ نکلا، سلطان محمود کی فوج نے تعاقب کیا، نہایت بیدردی سے قتل وقید کرنا شروع کیا تاآنکہ ایلک خاں دریا کو عبور کر گیا اور سلطان محمود کی فوج فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے واپس ہوئی۔ یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

طغان خاں ۴۰۳ھ میں ایلک خاں نے وفات پائی، طغان خاں اسکا بھائی حکمراں ہو طغان خاں اور سلطان محمود میں پہلے سے مراسم اتحاد کے تھے، اسکو اپنے بھائی کے افعال و حرکات پسند نہ تھے، ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ سلطان محمود سے لڑنا بے سود ہے، چنانچہ جسوقت اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مراسم اتحاد کی تجدید کی، فتنہ وفساد کے آثار خراسان وماوراء النہر سے مٹ گئے، امن وامان کی تمام شہروں میں منادی پھر گئی۔

طغان خاں کے زمانہ حکومت میں چین وتبت کے کفار نے تین لاکھ کی جمعیت سے ساعون کے شہروں پر چڑھائی کی، مسلمانوں کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، طغان خاں نے ان لوگوں کو تسلی دی اور فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ اسکی فوج میں مسلمان بکثرت تھے علاوہ مسلمانوں کے خال خان اور دوسری قومیں بھی تھیں، بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر چینی کفار کو ہزیمت ہوئی تقریباً ایک لاکھ مارے گئے اور اسیقدر گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ ہزیمت یافتہ گروہ خائب وخاسر لوٹ گیا۔

اس واقعہ کے بعد ہی طغان خاں نے انتقال کیا اہل علم وفضل کا دوست تھا اور انکی عزت کرتا تھا اسکے ایمان کی بہت بڑی یہ دلیل ہے کہ جسوقت چین کے ترکوں نے ساعون پر چڑھائی کی تھی اسوقت طغان خاں علیل تھا اس خبر کو سنکر بہت پریشان ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے صحت عطا فرما تاکہ میں ان کفار سے مسلمانوں کی خونریزی کا انتقام لوں اور انکو بلاد اسلامیہ سے نکال باہر کروں، اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول فرمائی

ارسلان خاں طغان خاں کے بعد اسکا بھائی ارسلان خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا اس نے بھی سلطان محمود سے مراسم اتحاد قائم رکھے، بلکہ رشتہ اتحاد مستحکم کرنے کی غرض سے امیر مسعود ابن سلطان محمود سے اپنی لڑکی کا عقد کر دیا جس سے دوستانہ تعلقات زیادہ بڑھ گئے۔

ارسلان خان نے سمرقند کی حکومت پر قراخان یوسف بن بغراخاں ہارون کو جس نے آیندہ بخارا پر حکمرانی کی تھی مامور کیا تھا۔ ادھر ۴۰۹ھ میں قراخاں نے علم مخالفت بلند کیا اُدھر خراسان کے حکمران نے اس مخالفت سے فائدہ اُٹھانے کی غرض سے بمقابلہ ارسلان خاں سلطان محمود سے امداد طلب کی۔ سلطان محمود نے دریائے جیحوں پر آہنی زنجیروں سے کشتیوں کا مضبوط پل بند ہوا کے دریا کو عبور کیا، پھر کچھ ایسا اتفاق پیش آگیا کہ بلا چھیڑ چھاڑ کے واپس خراسان آیا۔ اس سے ارسلان خاں کو کبیدگی پیدا ہوگئی، رشتہ محبت واتحاد جو دونوں میں قائم تھا ٹوٹ گیا، قراخاں سے میل جول پیدا کیا، اور سلطان محمود سے جنگ کرنے پر اسکو ہم آہنگ بنا لیا، چنانچہ ارسلان خاں اور بغراخاں نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کرکے بلخ پر دھاوا کیا، سلطان محمود کو اسکی خبر لگی، سرکوبی کو آپہنچا، گھمسان لڑائی ہوئی، سخت وخونریز جنگ کے بعد ارسلان خاں کو ہزیمت ہوئی، دریا کو عبور کرکے اپنے شہر کی طرف بھاگا، اسکے بہت سے ہمراہی جو معرکہ جنگ سے بچ گئے تھے دریا میں ڈوب کر مر گئے، سلطان محمود نے بھی دریا عبور کیا اور تھوڑی دور تک تعاقب کرکے مراجعت کی۔

قراخاں کامل ابن اثیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قراخاں نے بلاد ترکستان، اور ساعون پر حکمرانی کی کیونکہ ابن اثیر نے اس خبر کے بعد ہی قراخاں کے اوصاف عدل خوش خلقی اور کثرت جہاد کے لکھے ہیں، پھر اسکے بعد لکھا ہے کہ قراخاں کے فتوحات سے ملک ختن ہے جو مابین چین اور ترکستان کے واقع ہے جہاں پر علماء وفضلا بکثرت رہتے ہیں۔ بعد اسکے لکھا ہے کہ ۴۱۳ھ تک قران خان کرسی حکومت پر متمکن رہا۔ اسی سنہ میں تین اولاد ذکور چھوڑ کر انتقال کر گیا ایک ارسلان خاں جس کی کنیت ابوشجاع اور لقب شرف الدولہ دوسرا بغراخاں تیسرے بیٹے کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ ارسلان خاں کاشغر، ختن اور ساعون کا حکمراں تھا ان ممالک کے ممبروں پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا عادل تھا، علماء اور اہل علم کی عزت کرتا تھا، نہایت خوش خلق اور سخی تھا، اسکی داد و دہش اور عزت افزائی کا شہرہ سن سن کر اہل علم اور علماء اسکے دربار میں آتے تھے اور یہ انکی عزت و توقیر کرتا، صلے دیتا جاگیریں دیتا۔ بغراخاں طراز اور اسبیجاب کی حکومت پر تھا، اتفاق یہ کہ دونوں بھائیوں میں اَن بَن ہوگئی، ایک دوسرے

گھٹ گیا۔ بقراخاں نے ارسلان خاں کو شکست دیکر گرفتار کر لیا اور اسکے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ بقراخاں اپنے بھائیوں کی اطاعت پر قانع تھا۔ اپنے مقبوضات کو اپنے بھائیوں پر تقسیم کر دیا تھا، ارسلان تکین کو ترکستان کا بہت بڑا حصہ دیدیا تھا دوسرے بھائی کو طراز اور اسبیجاب مرحمت کیا تھا، اپنے چچا طغان خاں کو فرغانہ کی حکومت دی تھی اپنے بیٹے علی تکین کو بخارا اور سمرقند وغیرہ کی حکمرانی پر مامور کیا تھا اور خود بلاد ساطون اور کاشغر کی حکومت پر قناعت کی تھی۔

ابن اثیر کا یہ بھی بیان ہے کہ ۴۳۵ھ میں کفار ترکوں کا گروہ کثیر جو اطراف ساغون کاشغر میں بلاد اسلامیہ کی غارتگری کرتا تھا دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ اسلام لانے کے بعد یہ لوگ مختلف مقام پر پھیل گئے۔ باقی باندگان ترک و تاتاری جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ اطراف چین میں رہ گئے اسقدر لکھنے کے بعد پھر بقراخاں اول کے حالات لکھے ہیں، اسی سنہ میں بقراخاں نے اپنے بھائی ارسلان خاں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اور اسکے مقبوضات پر قابض ہو گیا، اپنے بڑے بیٹے حسین جعفر تکین کو ولیعہد بنایا۔ بقراخاں کا ایک چھوٹا لڑکا ابراہیم نامی تھا۔ اسکی ماں کو حسین کی ولیعہدی ناگوار گذری، علانیہ مخالفت کا اعلان کر دیا، بقراخاں کو زہر دیکر مار ڈالا، ارسلان خاں کا جیل میں گلا گھونٹ دیا۔ بقراخاں کی بیوی نے نامی نامی سرداروں کو تہ تیغ کیا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو ۴۳۹ھ میں سریر حکومت پر بٹھایا بعد اسکے ابراہیم کو بسرکردگی افواج اطراف ترکستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا ینال تکین ان ممالک کا حکمراں تھا۔ ابراہیم کو ہزیمت ہوئی، ینال تکین نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

ابراہیم کے مارے جانے سے بقراخاں کی اولاد کا شیرازہ حکومت درہم برہم ہو گیا۔ آپس میں پھوٹ پڑ گئی طفقاج خاں والی سمرقند و فرغانہ نے موقع پاکر انکے ہاتھوں سے ملک و حکومت کو نکال لیا۔

طفقاج خاں | جن دنوں بقراخاں اور اسکے بھائی حکمرانی کر رہے تھے اسی زمانہ میں خانیہ ترکوں میں سے ایک شخص ابو المظفر نصیر الملک ملقب بہ عماد الدولہ سمرقند و فرغانہ میں حکومت کر رہا تھا اس نے ۴۶۰ھ میں بعارضہ فالج مبتلا ہو کر سفر آخرت اختیار کیا اور بوقت وفات اپنے بیٹے شمس الدولہ کو اپنی حکومت و سلطنت کا مالک بنا گیا، طغاں خاں ابن طفقاج خاں نے بدعویداری حکومت علم

مخالفت بلند کیا، فوجیں مرتب کر کے سمرقند کا محاصرہ کر لیا، شمس الدولہ نے ایک دن شب کے وقت سمرقند سے نکل کر طغان خاں پر شبخون مارا، طغان خاں اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا فوج سنبھل نہ سکی بھاگ کھڑا ہوا۔

شمس الدولہ اور طغان خاں کی باہم مخالفت سے بغراخاں ہارون بن قدر خاں یوسف اور طغرل خاں کو سمرقند پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی، فوجیں مرتب کر کے سمرقند چڑھ آئے، مدتوں محاصرہ کئے رہے، لڑائیاں ہوئیں، بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت خانیہ کے چند شہر شمس الدولہ کے قبضہ سے نکل گئے، صرف سرحدی مقامات سیحوں تک شمس الدولہ کے قبضہ اقتدار میں باقی رہے۔

سلطان الپ ارسلاں نے قدر خاں کی بیٹی سے عقد کر لیا تھا جو اس سے پہلے مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے نکاح میں تھی اور شمس الدولہ کا نکاح سلطان الپ ارسلاں کی بیٹی سے ہو گیا، یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔ اس رشتہ تعلق سے شمس الدولہ کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

سلطان الپ ارسلاں کے انتقال سے الپتگین والی سمرقند کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی ایاز بن الپ ارسلان جرجان کی طرف گیا ہوا تھا، میدان خالی پا کر بلخ پر چڑھ آیا۔ اہل بلخ مدافعت نہ کر سکے الپتگین نے بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی جانب مراجعت کی، جوں ہی الپتگین نے مراجعت کی اہل بلخ نے ہنگامہ کر کے الپتگین کے نائب کو مار ڈالا اور اسکے ہمراہیوں کو بھی تہ تیغ کیا، الپتگین اس سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا، شہر میں آگ لگا دینے کا حکم دیدیا لیکن سعی و سفارش کرنے سے عفو تقصیر کر دی، سوداگروں اور اور رئیسوں سے تاوان وصول کیا۔ جب ان واقعات کی اطلاع ایاز بن الپ ارسلاں کو ہوئی تو وہ ۴۶۵ھ کے نصف میں جرجان سے غصہ کی حالت میں ترمذ کی جانب لوٹا الپتگین مقابلہ پر آیا سخت و خونریز جنگ کے بعد ایاز کو ہزیمت ہوئی۔ بہتیرے دریا میں ڈوب کر مر گئے۔

بعد اسکے سلطان ملک شاہ کی حکومت مستقل طور سے قائم ہو گئی ۴۶۶ھ میں ترمذ کے واپس لینے کے قصد سے روانہ ہوا۔ ہر چہار طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی خندق کو پاٹ کر شہر پناہ کے دروازہ تک پہنچ گیا، اہل شہر نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں دروازے کھول دیئے، الپتگیں کا بھائی قلعہ بند ہو گیا جب اسمیں اپنی جانبری کی صورت نہ دیکھی امن کی درخواست کی، سلطان ملک شاہ نے امان دی اور

اسکو قلعہ کی حکومت پر بحال رکھا۔

ترمذ سے فارغ ہو کر سمرقند کی جانب قدم بڑھایا۔ الپتگین نے اس خبر سے مطلع ہو کر سمرقند کو چھوڑ دیا اپنے بھائی کے ذریعہ سے صلح کا پیام بھیجا، چنانچہ ملک شاہ نے مصالحت کر لی اپنی طرف سے سمرقند کی حکومت مرحمت فرما کے خراسان کی جانب مراجعت کی۔

ابن اثیر لکھتا ہے کہ بعد اسکے شمس الدولہ نے انتقال کیا اسکا بھائی خضر خاں حکمراں ہوا پھر خضر خاں بھی مرگیا تو اسکا بیٹا احمد خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ یہ وہی احمد خاں ہے جس کو سلطان ملک شاہ نے زمانہ فتح سمرقند میں گرفتار کر کے سمرقند ہی میں قید کر دیا تھا اور دیلمیوں کے ایک گروہ کو اسکی حفاظت پر مامور کیا تھا احمد نے ان دیلمیوں سے بے دینی اور لامذہبی سیکھی پس جب اسکو سند حکومت ملی تو اپنے عقائد کا علانیہ اظہار کر دیا۔ لشکریوں نے اسکے قتل پر کمر باندھیں اسکے نائب کو جو قلعہ قاشان میں تھا۔ ملالیا اور اسکے ماتحتی میں احمد خاں کا محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا پا بزنجیر سمرقند میں لائے اور قاضی شہر کے حوالہ کر دیا، قاضی شہر نے اظہار لیکر بے دینی اور لامذہبی کے جرم میں قتل کا حکم دیدیا۔ احمد خاں کے مارے جانے کے بعد اسکا چچازاد بھائی مسعود خاں حکمراں بنایا گیا۔ طغان بن قراخاں والی طراز نے اس پر چڑھائی کی اور اثنار جنگ میں گرفتار کر کے مار ڈالا حکومت و سلطنت پر قبضہ کر لیا سمرقند کی حکومت پر ابوالمعالی محمد بن محمد بن زید علوی کو مامور کیا تین سال تک محمد نے بطور نائب السلطنت کے حکومت کی پھر خودسری کی ہوا دماغ میں سمائی بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، طغان خاں کو اس کی خبر لگی فوجیں لیکر چڑھ آیا، ہر چہار طرف سے محاصرہ کر لیا۔ بالآخر محمد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں طغان خاں نے ترمذ کی طرف قدم بڑھایا، سلطان سنجر نے مقابلہ کیا میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا۔ طغان خاں اثنار جنگ میں مارا گیا، عمر خاں کو سمرقند کی حکومت ملی چند دنوں حکومت کر کے خوارزم کی طرف بھاگ گیا، سلطان احمد نے اسکو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا، محمد خاں، سمرقند کی حکومت پر اور محمد تگین بخارا کی حکومت پر مامور کیا گیا، علامہ ابن اثیر نے کاشغر و ترکستان کی حکومت کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ ممالک پہلے ارسلان خاں

بن یوسف قدر خاں کے قبضہ اقتدار میں تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ بعدہٗ محمد نور خان والی طراز و شاش نے قبضہ کر لیا ایک برس تین مہینہ حکمرانی کر کے مر گیا، بعد اسکے طغرا خاں بن یوسف قدر خاں حکمراں ہوا اس نے بلاساغون پر بھی قبضہ کر لیا۔ سولہ برس حکومت کی پھر جب اس نے انتقال کیا تو اسکا بیٹا طغرل تکین دو مہینہ تک حکمران رہا پھر ہارون بغراخان بن طفقاج نور اخان برادر یوسف طغرل خاں قابض ہو گیا۔ اس نے ختن اور ساغور کے ممالک کو بھی دبا لیا بیس سال حکومت کی ۴۹۶ھ میں وفات پائی احمد بن ارسلان خان حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا، خلیفہ مستظہر باللہ نے خلعت عنایت فرمائی اور نور الدولہ کا خطاب دیا۔

قدر خاں ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۹۵ھ میں جب سلطان سنجر معہ اپنے بھائی سلطان محمد کے دار الخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا تو قدر خاں جبریل بن عمر خاں والی سمرقند کو خراسان پر قبضہ کرنے کی ہوس دامنگیر ہوئی، وہ زمانہ کہ سلطان برکیاروق اور اسکے بھائی محمد میں مخالفت پیدا ہوگئی تھی، بعض نمک حرام سنجریہ نے جسکا نام کندغری تھا قدر خاں کو لکھ بھیجا کہ "ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئیگا، میدان خالی ہے ان شہروں پر قبضہ کر لیجئے"، چنانچہ قدر خاں نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے بلخ کی جانب کوچ کیا سلطان سنجر کی اسکی اطلاع ہوئی چھ ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا، جسوقت دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا کندغری سلطان سنجر کی فوج سے نکلکر قدر خاں کے پاس چلا گیا، قدر خاں نے اسکو تھوڑی سی فوج دیکر ترمذ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کندغری نے ترمذ پر پہنچکر قبضہ کر لیا۔ اس عرصہ میں سلطان سنجر تک یہ خبر پہونچی کہ قدر خاں بلخ کے قریب پہونچ گیا ہے اور معہ کندغری کے تیس سواروں کے ساتھ شکار کھیلنے کو نکلا ہے۔ سلطان سنجر نے ایک فوج بسرافسری امیر برغش ان دونوں کی گرفتاری کو روانہ کی چنانچہ امیر برغش نے ان دونوں کو ہزیمت دیکر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر سلطان سنجر کے دربار میں حاضر لایا۔ بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ قدر خاں اور سلطان سنجر میں معرکہ آرائی ہوئی تھی اور سلطان سنجر نے شکست دیکر اسکو گرفتار و قتل کیا تھا بعد ازاں ترمذ کی طرف گیا اور محاصرہ کر لیا کندغری نے امن کی درخواست کی سلطان سنجر نے اسکو امن دی اور وہ امن حاصل کر کے غزنین چلا گیا۔ محمد ارسلان خان بن

سلیمان خاں بن داود بقراخاں اندنوں مرو میں تھا سلطان سنجر نے اسکو مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مامور کیا محمد ارسلان خاں ملوک خانیہ ماوراء النہر کی نسل سے تھا اسکی ماں سلطان سنجر کی بیٹی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ اپنے آباؤ اجداد کے ملک سے نکالدیا گیا، مرو چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا پس جب قدرخان مارا گیا تو سلطان سنجر نے اسکو ان ممالک کی سند حکومت عطا کی اور عظیم فوج کے ساتھ اسکو روانہ کیا چنانچہ اس نے ان ملکوں کو سر کیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ بعد چندے امراء ترک میں سے امیر تیمور لنگ نے خودسری حکومت کا جھنڈا بلند کیا۔ فوجیں فراہم کیں، محمد خاں کے قصد سے سمرقند کی طرف روانہ ہوا، محمد خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی سلطان سنجر نے ایک فوج اسکی کمک پر بھیجدی چنانچہ امیر تیمور کو شکست ہوئی اسکا سارا لشکر منتشر ہو گیا اور سلطان سنجر کی فوج اسکی خدمت میں لوٹ آئی۔

محمد خاں کی بغاوت بعد چندے سلطان سنجر کے سمع مبارک تک یہ خبر پہنچی کہ محمد خاں والی سمرقند رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتا ہے، شاہی احکام کی پروا نہیں کرتا، سلطان سنجر اس خبر کو سنکر آگ بگولا ہو گیا، فوجیں مرتب کر کے ۵۲۰ھ میں سمرقند کی جانب روانہ ہوا، محمد خاں کے ہوش اڑ گئے، عواقب امور سے ڈر کر امیر قماج کے ذریعہ سے صلح کا پیام بھیجا (امیر قماج سلطان سنجر کے دربار کا ایک سربرآوردہ امیر تھا) معذرت کی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اوٹھایا، سلطان سنجر بشرط حاضری دربار عفو تقصیر کا وعدہ کیا محمد خاں پر سلطان سنجر کا خوف اسقدر غالب تھا کہ بجائے حاضری دربار کے یہ درخواست کی کہ یہ خانہ زاد بوجہ شرم و ندامت و نیز سطوت شاہی حاضر نہیں ہو سکتا۔ دریائے جیحوں کے دوسرے کنارے پر بغرض اظہار فرمانبرداری زمیں بوسی کو حاضر ہو گا سلطان سنجر نے اس درخواست کو منظور فرمایا چنانچہ سلطان سنجر مع اپنے موکب ہمایوں کے جیحوں کے ایک کنارے پر رونق افروز ہوا دوسری طرف کے کنارہ پر محمد خاں ترساں و لرزاں آیا اور زمیں بوس ہوا۔

نوٹ ۱؎ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے

سلطان سنجر کا سمرقند پر قبضہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلطان سنجر نے بعد قبضہ سمرقند محمد ارسلان خاں بن سلیمان بن داود بغراخاں کو مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ تھوڑے دن گذرنے نہ پائے تھے کہ ارسلان خاں عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا اپنے بیٹے بغراخاں کو حکومت و امارت پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا، اہل سمرقند نے ہنگامہ کر کے اسکو مار ڈالا۔ اس شورش و ہنگامہ کے محرک دو شخص ہوئے تھے جنمیں سے ایک علوی تھا محمد ارسلان خاں اس ہنگامہ کے زمانہ میں موجود نہ تھا جب اسکو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بیحد رنجیدہ ہوا ادھر اپنے دوسرے بیٹے کو ترکستان سے انتقام لینے کو روانہ کیا، چنانچہ اس نے سمرقند میں پہنچکر علوی کو معہ اسکے ہمراہیوں کے مار ڈالا ادھر سلطان سنجر کو بھی لکھ بھیجا کہ "سمرقند پر آپ قبضہ کر لیجئے سمرقند کی حکومت میرے بس کی نہیں ہے میں مفلوج ہوں سلطان سنجر نے اس خبر سے مطلع ہو کر سمرقند کی جانب کوچ کر دیا اتنے میں محمد ارسلان خاں کا بیٹا باغیان سمرقند اور اپنے بھائی کے قاتلوں کو قتل کر کے اپنے باپ ارسلان خاں کی خدمت میں واپس آیا، ارسلان خاں نے سلطان سنجر کو یہ حالات لکھے اور واپس جانے کی درخواست کی، سلطان سنجر کو اس سے برہمی پیدا ہوئی سخت برافروختہ ہوا، ہنوز غصہ فرو ہونے نہ پایا تھا کہ چند اشخاص مسلح حاضر لائے گئے جنہوں نے بعد تشدد و زدوکوب اقرار کیا کہ ہم لوگوں کو محمد خاں نے بندگان حضور کے قتل کرنے کو بھیجا ہے۔ اس سے سلطان سنجر کی برہمی اور بڑھ گئی، کوچ کر کے سمرقند پہنچا اور بات کی بات بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ محمد خاں ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان سنجر نے اسکو امان دی اور جب وہ قلعہ سے نکل کر حاضر دربار ہوا۔ تو سلطان سنجر نے اسکی عزت افزائی کی۔ اور اسکی لڑکی (اپنی بیوی) کے پاس بھیجدیا پس محمد خاں وہیں مقیم رہا تاآنکہ وفات پائی بعد اسکے سلطان سنجر نے حسین تکین کو سمرقند کی حکومت پر مامور کر کے خراسان کی جانب مراجعت کی پھر جب حسین تکین مر گیا تو محمود خاں بن محمد خاں (اپنی بیوی کے بھائی) کو سمرقند کی سند حکومت عطا کی۔

ترکستان پر تاتاریوں کا قبضہ اور دولت خانیہ کا انقراض

علامہ ابن اثیر نے ان واقعات کو مسلسل بیان نہیں کیا اور نہ اسکی کتاب کامل میں دولت و حکومت خانیہ کے حالات واضح طور پر لکھے گئے

ہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا اور میں آئندہ زندہ رہا تو اس دولت و حکومت کے واقعات کو کمال تحقیق سے احاطہ تحریر میں لاونگا اور نہایت مناسب طریقہ سے انکو مسلسل و مرتب کرونگا میں نے جیسا کہ ان واقعات کے ترتیب وار لکھنے کا حق تھا نہیں لکھا کیونکہ ابن اثیر نے انکو کامل طور سے نہیں لکھا بہر کیف ابن اثیر نے جو کچھ ایک طریقہ سے اسکی روایت کی ہے انکا خلاصہ یہ ہے۔

بلاد ترکستان کاشغر، ساغون، ختن، طراز اور اسکے قرب و جوار کے بلاد ماوراء النہر وغیرہ ملوک خانیہ کے قبضہ اقتدار میں تھے۔ ملوک خانیہ ترک تھے اور بادشاہ افراسیاب کی نسل سے تھے جو ملوک کیانیہ فارس کا مدمقابل تھا سبق قراخاں (ملوک خانیہ کا مورث اعلیٰ) سب کے پہلے دائرا اسلام میں داخل ہوا۔

سبق قران خاں کے اسلام لانے کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک شب میں یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی شخص اُترا اور اسنے زبان عربی کہا جسکے یہ معنی تھے اسلام قبول کرلے تاکہ دنیا و آخرت میں سلامت رہے" یہ سنتے ہی خواب ہی میں قران خاں نے دین اسلام قبول کرلیا صبح ہوئی تو اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ جب اسنے اس دنیا سے کوچ کیا تو اسکا بیٹا موسیٰ حکمراں ہوا بعد اسکے نسلاً بعد نسل اسکے خاندان میں حکومت کا سلسلہ چلا آیا یہانتک کہ ارسلان خاں بن محمد خاں بن سلیمان سبق حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا ۴۹۴ھ میں قدر خاں نے ترکوں کو جمع کرکے اسپر خروج کیا ترکوں میں متعدد گروہ تھے منجملہ انکے فارغلیہ بھی تھے جنھوں نے خراسان کی جانب عبور کیا تھا اور اسکو تاخت و تاراج کیا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ ارسلان خاں کا ایک بیٹا بقر خاں نامی تھا اسکی مصاحبت میں ایک شخص شریف علوی محمد بن ابی شجاع سمرقندی رہتا تھا اسنے بقر خاں کو ارسلان خاں کے خلاف حکومت و سلطنت حاصل کرنے پر ابھارا۔ ارسلان خاں کو اسکی خبر لگ گئی دونوں کو گرفتار کرکے مار ڈالا بعد اسکے فارغلیہ اور ارسلان خاں میں کشیدگی پیدا ہو رفتہ رفتہ بغاوت و مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ۵۲۴ھ میں سلطان سنجر دریائے جیحون عبور کرکے سمرقند پہنچا۔ فارغلیہ مقابلہ نہ کرسکے بھاگ کھڑے ہوئے۔ بعد اسکے چند مشتبہ اشخاص شاہی دربار میں حاضر لائے گئے سلطان سنجر نے انکو مشکوک سمجھکر مار پیٹا، قتل کی دھمکی دی تب ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا کہ ارسلان خاں نے ہم لوگوں کو آپکے قتل پر مامور کیا تھا سلطان سنجر یہ سنکر غصہ کی حالت میں سمرقند کی

جانب واپس ہوا شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اور ارسلان خاں کو گرفتار کر کے بلخ بھیجدیا چنانچہ یہیں اس نے وفات پائی بعض مورخ نے لکھا ہے کہ یہ اختراعی قصہ ہے اسکی اصلیت کچھ نہیں ہے۔ سمرقند پر قبضہ کرنے کی تدبیر تھی سلطان سنجر نے سمرقند پر قبضہ کرنیکے بعد ابوالمعالی حسن بن علی معروف بہ حسین تگین کو سمرقند کی گورنری پر مامور کیا حسین تگین خاندان حکومت خانیہ کا ایک ممبر تھا۔ تھوڑے دن حکومت کرکے مرگیا۔ تب سلطان سنجر نے بجائے اسکے محمود خاں بن ارسلان خاں کو (جو اسکی بیوی کا بھائی تھا) سند حکومت عطا کی۔

۵۲۲ھ میں کوخاں بادشاہ چین نے عظیم فوج لیکر کاشغر پر چڑھائی کی کو کے معنی زبان چینی میں بڑے کے ہیں اور لفظ خان ترک کے ہر بادشاہ کے نام کے ساتھ بطور لقب کے ملایا جاتا تھا کوخاں اعور (بھینگا تھا) بادشاہان ترک کیطرح زریں تاج سر پر رکھتا اور حریر دیبا زیب بدن کرتا تھا۔ الغرض جب کوخاں سرحد چین سے نکلکر ترکستان میں پہونچا تاتاری ترکوں کا جم غفیر جو کوخاں کی فوج کشی سے مدتوں پہلے چین سے نکلکر ان ممالک میں چلا آیا تھا اور ملوک خانیہ کی خدمت کو باعث ترفع وعزت سمجھتا تھا کوخاں کی فوج میں داخل ہو گیا جس سے کوخاں کی فوج میں معقول اضافہ ہو گیا۔ والی کاشغر احمد خان بن حسین لشکر مرتب کرکے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں پاؤں اکھڑ گئے چنانچہ تاتاری ترکوں کا گروہ اس کے ساتھ ان ممالک میں ٹھہر گیا۔

ان تاتاریوں کے چین سے نکلنے اور ساغون میں آکر مقیم ہونے کا سبب بیان کیا جاتا ہے کہ ارسلان محمد ان لوگوں سے بوقت ضرورت جنگ فوجی خدمت اور مدد لیتا تھا۔ ان کو جاگیریں دے رکھی تھی وظائف اور تنخواہیں دیتا تھا خوفنکہ سرحد کی حفاظت کے خیال سے ان کی ضروریات زندگی کافی تعداد میں مقرر کئے ہوئے تھا۔ مگر کسی وجہ سے ان لوگوں کو ارسلان محمد سے کشیدگی پیدا ہوئی سرحد سے ٹڈی دل گروہ نکل پڑا اور بلاد ساغون میں داخل ہو کر مقیم ہو گیا۔ ارسلان محمد نے ان کو واپس کرنیکی کوشش کی مگر کامیاب نہوا۔ پھر جب کوخاں کے لشکر کا سیلاب ترکستان میں آیا تو یہ لوگ اسکی فوج میں شامل و داخل ہو گئے۔ ممالک اسلامیہ پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ لوٹ و غارتگری شروع کردی یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگے جب کسی شہر پر قابض ہوتے تو ہر مکان سے ایک دینار بطور تاوان جنگ وصول کرتے تھے اور جو حکمران

انکا مطیع ہوتا تو اسکو پیٹی میں ایک چپراس کی لگانے کا حکم دیتے تھے۔ گویا یہ علامت انکی اطاعت کی تھی۔ لبعد
۵۳۱ھ میں بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھے محمود خاں بن ارسلان خاں مقابلہ پر آیا۔ تاتاریوں نے محمود خاں
کو ہزیمت دی۔ بھاگ کر سمرقند و بخارا کی طرف چلا گیا۔ محمود خاں اس شکست کے بعد ہمت ہار گیا۔
سلطان سنجر والی سجستان، ملوک غوری حکمرانان غزنین اور شاہان ماوراء النہر کو مسلمانوں کی مظلومی کے
واقعات لکھے اور ان کو تاتاریوں کے مقابلہ پر انکی مدد کو بلا بھیجا اور ذی الحجہ ۵۳۵ھ میں دریا کو عبور
کر کے چینی اور تاتاری ترکوں سے جنگ کرنے کو بڑھا۔ ترکوں کا ایک گروہ فارغلیہ سلبنے پڑ گیا۔ انکی گرفتاری
کی کوشش کی۔ کامیاب نہوا فارغلیہ کوخاں کے پاس بھاگ گئے اور اس سے سلطان سنجر کو سفارش لکھنے
کی درخواست کی۔ سلطان سنجر نے کوخان کی سفارش قبول نہ کی۔ اسلام قبول کرنے کو لکھا اور بصورت اسلام
قبول نہ کرنے کے عواقب امور کی دھمکی دی جسوقت یہ خط کوخاں کے پاس پہنچا۔ غصہ سے کانپ اٹھا۔
ایلچی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اور اپنی ٹڈی دل فوج (جسمیں ختنی تاتاری اور فارغلیہ بھی تھے) مرتب
کر کے بقصد جنگ سلطان سنجر روانہ ہوا۔ سلطان سنجر بھی اس خبر سے مطلع ہو کر خم ٹھوک کر میدان میں
آ گیا۔ پہلی صفر ۵۳۶ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ میمنہ پر امیر قماج تھا اور میسرہ پر والی سجستان گھمسان
لڑائی ہوئی۔ فارغلیہ کی علیحدگی سے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا سلطان سنجر کے پانوں میدان جنگ سے
اوکھڑ گئے عساکر اسلامیہ کو ہزیمت ہوئی۔ دور تک ختنیوں اور تاتاریوں نے قتل و غارت کرتے ہوئے
مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ والی سجستان امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم بنت ارسلان خاں محمد گرفتار ہو گئی جنکو بعد
چندے فریق مخالف نے رہا کر دیا۔ اس جنگ سے زیادہ عظیم کوئی واقعہ اسلام میں پیش نہیں آیا نہایت
بُری طور سے مسلمان پامال کئے گئے۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر وغیرہ میں لوٹیرے تاتاریوں کی حکومت
قائم ہو گئی اور حکومت و دولت خانیہ کا جو ان ممالک میں تھی خاتمہ ہو گیا اسوقت تک یہ دائرہ اسلام میں داخل
نہیں ہوئے تھے۔ مذہب کفر پر قائم تھے۔

۵۳۷ھ میں کوخاں مر گیا۔ نہایت خوبصورت، وجیہ اور خوش آواز تھا چینی ریشم پہنتا تھا اسکا رعب
وداب اسکے ہمراہیوں اور لشکریوں پر اس درجہ تھا کہ کوئی شخص رعیت کے مال و اسباب پر ہاتھ نہ بڑھا تا تھا۔

کوئی امیر ایک سو سواروں سے زاید اپنے رکاب میں نہ رکھتا تھا۔ ظلم اور شراب نوشی کی قطعاً ممانعت کردی تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہوا آتا تھا اسکو نہایت سخت سزا دیتا تھا لیکن زنا کو مذموم نہ سمجھتا تھا اور نہ کوئی اسکی سزا تھی۔ جب مرگیا تو اسکی بیٹی حکمراں ہوئی لیکن تھوڑے دنوں بعد یہ بھی مرگئی۔ تب اسکے بعد اسکی ماں یعنی کورخاں کی بیوی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اُس زمانہ سے ماوراء النہر برابر انہیں تاتاری ترکوں کے قبضہ میں رہا تا آنکہ علاء الدین محمد بن خوارزم شاہ بانی دولت خوارزمیہ نے ۶۱۲ھ میں ان کو مغلوب اور زیر و زبر کیا جیسا کہ تم آئندہ حکومت خوارزم کے سلسلہ میں پڑھو گے۔

انھیں واقعات کے اثناء میں جس وقت خاندان دولت خانیہ میں سے جعفری خاں بن حسین تکین نے ماوراء النہر سمرقند اور بخارا کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ انھیں دنوں ۵۵۹ھ میں فارغلیہ کو صوبجات بخارا اور سمرقند سے جلا وطن ہوکر کاشغر میں چلے جانے کا حکم دیا تھا۔ انکو کاشتکاری و محنت و مزدوری کرنے پر مجبور کیا تھا۔ فارغلیہ نے اس سے انکار کیا لڑائی پر آمادہ ہوئے مسلح ہوکر بخارا کی جانب بڑھے۔ پہلے تو جعفری خاں نے ان کو سمجھایا بوجھایا لیکن وہ راہ پر نہ آئے۔ اتنے میں بقراخاں کا دور دورہ شروع ہوگیا اس نے انکو مطیع کرنے کی غرض سے بخارا کے قریب حملہ کیا۔ فارغلیہ شکست کھا کر بھاگے بقراخان نے نہایت بیرحمی سے انکو پامال کیا۔ ان کے اثر کو محو کردیا۔ باقی ماندگان کو اطراف سمرقند کی جانب جلا وطن کرکے بھیجدیا۔ اس سے آئندہ اس اطراف میں فتنہ و فساد کا وجود باقی نہ رہا امن و امان کی منادی پھر گئی واللہ تعالیٰ اعلم

تم الجزء الثانی عشر من ترجمة تاریخ الامام ابن خلدونؒ
ویلیہ الجزء الثالث عشر انشاء اللہ تعالیٰ واولہ الخبر
عن دولة الغوریه

کب	!	مسلمانوں کا فاتحانہ قدم ہندوستان میں آیا ؟
کیسے	!	محمود غزنوی وغیرہ نے ہندوستان پر جہاد کیا ؟
کس نے	!	ہندوستان کی بڑی بڑی سورما راجاؤں کو شکست دی ؟
کیوں	!	مسلمانوں نے ہندوستان پر چڑھائی کی ؟

یہ اور اسی قسم کے سیکڑوں دیگر سوالات کے جواب معلوم کرنا ہو تو تاریخ ابن خلدون مترجمہ علامہ حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی کی بارہویں اور تیرہویں جلد کا مطالعہ کیجے۔ ان دونوں جلدوں میں علاوہ اُن واقعات کے جو پچھلی جلدوں کے سلسلہ میں بیان کئے گئے ہیں، امیر سبکتگین، سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کے حالات اور انساب نہایت تشریح اور تحقیق سے درج کئے گئے ہیں ہندو راجاؤں کی چھیڑ چھاڑ، راجہ جیپال کا افغانستان پر حملہ امیر سبکتگین کا مقابلہ اسلامی فوج کی حیرت انگیز شجاعت، دہلی، قنوج، کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کا متفق ہو کر دوبارہ جنگ کی ابتدا، امیر سبکتگین کی مردانہ کوششیں، راجہ جیپال کی محمود غزنوی سے شکست بھٹنیر، ملتان، گوالیار، کالنجر، بھیم نگر (نگر کوٹ) تھانیسر، کشمیر، قنوج، متھرا، مہابن، نہروالہ (پٹن گجرات) ایرتھ اور سومنات جیسے خونریز معرکوں کے تفصیلی واقعات، بڑے بڑے سورما راجاؤں کی شکست اور بلاد ہندوستان کے فتح کے صحیح صحیح حالات لکھے گئے ہیں۔ ہمتیں پست ہو رہی ہوں، قومی صفتیں فنا ہو گئی ہوں، زمانہ سے مرعوب ہو رہے ہو تو ضرور بالضرور ترجمہ تاریخ کی بارہویں اور تیرہویں جلدوں کا مطالعہ کیجئے۔ اسمیں ایسے ایسے حالات درج ہیں جنکو پڑھکر آپ اپنے اسلاف کی جوانمردی، ہمت استقلال دلیری، ایثار نفس اور شجاعت سے واقف ہو جائینگے محمود جیسے جلیل القدر فاتح پر جسکا سکہ تمام دنیا مانتی ہے مخالفوں نے جو اعتراضات کئے ہیں دندان شکن جواب۔ شاہنامہ فردوسی کی تصنیف کا کچا چٹھا، اور اسکے علاوہ صدہا وہ تاریک واقعات جو ہمارے دلوں میں تازہ روح پھونکتے ہیں نہایت سلیس اُردو زبان میں تحریر کئے گئے ہیں۔

سلطان شہاب الدین کے دلیرانہ حملے راجہ تھورا والی دہلی، کھانڈے رائے والی تیرا، جے چند والی بنارس وغیرہ ڈیڑھ سو راجایان ہند کا مقابلہ تین ہزار کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھیوں)، کا دل بادل قلعہ اجمیر

(سندھ) کی مورچہ بندی، بھٹنڈہ کی خونریز لڑائی دریائے سرستی کے کنارہ پر لڑائی کا خوفناک منظر، فتوحات نہر والہ، اجمیر، دہلی، میرٹھ، علیگڈھ، قنوج اور بنارس کے واقعات پڑھنے اور پڑھانے سننے اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

علاوہ ان واقعات کے بنو مزید حکمرانان عراق، بنو طولون حکمرانان مصر، بنو مروان و بنو حمدان حکمرانان دیار بکر، بنو صفار ملوک سجستان و خراسان، بنو سامان تاجداران ماوراء النہر (جسکا ہیرو امیر نوح سامانی ہے) دولت ترکیہ خانیہ، بنو بویہ دیلمی ملوک عراقین و فارس، بنو شاہین ملوک بطیحہ، مسافر دیلمی حکمران آذربائیجان اور بنو حسنویہ کردی حکمرانان دینور و دامغان کے حالات زندگی، طریقہ حکومت اور انکی سیاسات کے اچھوتے واقعات، آپس کی لڑائی جھگڑے جسکو اس وقت تک نہ فارسی داں یا اردو خواں کے کانوں نے سنا ہے اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہے، بجد تفصیل نہایت تحقیق سے درج کئے ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی اور تنزلی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ سبق آموز، عبرت انگیز داستانیں ہیں۔ لکھائی عمدہ چھپائی نفیس، کاغذ سفید چکنا، نیا اڈیشن، نئے مضامین اور نئی کتاب ہے۔

بارہویں جلد کی قیمت ۱؎ تیرہویں جلد کی قیمت ۱؎

مصارف ڈاک ذمہ خریدار

حیات سلطان نورالدین محمود زنگی

فاتح جزیرہ و مصر و شام۔ سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا مربی اور چھٹی صدی ہجری کا نامور فاتح ہے جس نے ملک شام، مصر سے عیسائیوں کو شکست فاش دے کے نکال باہر کیا تھا اور فتح المقدس کی بنا ڈالی تھی۔ کیا امکان کہ ایک صفحہ پڑھے اور کتاب بغیر ختم کئے ہوئے ہاتھ سے رکھئے۔ قیمت ایک روپیہ

بحولہ تعالیٰ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد دوازدہم

جسمیں

علاوہ دیگر حکمرانان اسلام کے یمین الدولہ سلطان محمود بن امیر سبکتگین کی ولادت، تربیت، نسب، جوش مذہبی، اخلاق، عدل، داد دہش کے تذکرے، سورما راجایان ہند جیپال انند پال، بجے راؤ، کالی چند، پرم دیو، نندا اور چند پال وغیرہم کی جان توڑ کوشش مقاومت بھٹنیر، ملتان، گوالیار، کالنجر، نگرکوٹ، تھانیسر، کشمیر، قنوج، متھرا، مہابن، نہروالہ اور سومنات کی لڑائیاں اور فتوحات اور شاہنامہ فردوسی کے تصنیف کے اصلی واقعات نہایت تصدیق کمال تحقیق سے درج ہیں

مترجمہ

عالیجناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب ممبر بورڈ آف انڈین مڈلین یو۔پی

مؤلف

سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس و
حیات سلطان نورالدین محمود زنگی

۱۳۴۴ھ
۱۹۲۶ء

باہتمام منشی حامد حسین صاحب یونانی دواخانہ پریس الہ آباد میں چھپکر شائع ہوا

طبع اول
۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد ے

عماوہ محصولڈاک